دینِ اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کے لیے نادر تحفہ

دینِ کامل

مفتیانِ کرام سے تصحیح و تصدیق شدہ

قرآن و حدیث کی
روشنی میں حقوق اللہ اور حقوق
العباد پر مبنی دینِ کامل کی جزئیات
(ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت،
اخلاقیات) کے بارے میں بیانات
جن کے احکام پر عمل درآمد پورے
دینِ اسلام کو زندگی میں لانے کا
باعث ہے یہی انسان کا مقصدِ
حیات ہے اور آخرت میں
نجات کا ذریعہ ہے

مولانا محمد احسان الحق
محمد حیات میکن

مکتبہ سراجیہ
نزد مفتاح العلوم سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
رابطہ 0333-9810455

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کے لئے نادر تحفہ

دینِ کامل

(مفتی حضرات سے تصحیح و تصدیق شدہ)

قرآن واحادیث کی روشنی میں،
حقوق اللہ اور حقوق العباد پر مبنی دین کامل کی جزئیات
(ایمانیات، عبادات، معاملات معاشرت، اخلاقیات)
کے بارے میں بیانات، جن کے احکام پر عمل درآمد پورے
دین اسلام کو زندگی میں لانے کا باعث ہے یہی انسان کا
مقصد حیات ہے اور آخرت میں
ذریعہ نجات ہے

مولانا محمد احسان الحق، سرگودھا
محمد حیات میکن سرگودھا

Marfat.com

نام کتاب : دینِ کامل

مؤلفین : مولانا محمد احسان الحق سرگودھا
(۰۳۰۰-۷۲۶۰۲۵۴)
: بندہ محمد حیات میکن سرگودھا
(۰۳۰۱-۶۷۱۵۷۲۲)

تصحیح وتصدیق کنندگان : ۱۔ مفتی محمد طیب سلیم صاحب
جامع مفتاح العلوم سرگودھا
۲۔ مفتی محمد طاہر مسعود صاحب
جامع مفتاح العلوم سرگودھا
۳۔ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب
امیر عالمی اتحاد اھل سنتہ والجماعۃ سرگودھا

ناشر :

کمپوزنگ وڈیزائننگ : راشد خورشید پرنٹرز سرگودھا

اشاعت : رمضان المبارک بمطابق جولائی ۲۰۱۴

ملنے کا پتہ

مکتبہ سراجیہ مین روڈ چوک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
Ph:048-322659/ Mob:0333-9810455

مکتبہ النور بالمقابل تبلیغی مرکز رائے ونڈ
0313-8823187 - 0300-8823187

مکتبۃ السعید کریم پارک راوی روڈ لاہور
0321-4349258

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
فہرست مضامین	3
عرض مؤلفین	9
تقریظ مفتی محمد طیب سلیم صاحب جامع مفتاح العلوم سرگودھا	11
تقریظ مفتی محمد طاہر مسعود صاحب جامع مفتاح العلوم سرگودھا	12
تقریظ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب ۸۷ جنوبی سرگودھا	13
مآخذ	14
پیش لفظ (دین کامکمل اور نعمت کا پورا ہونا)	15
ا۔ علم دین کا بیان	17
علم دین کا مقصد و اہمیت	18
فضائل علم دین	19
علم دین کا سیکھنا اور سکھانا	20
علم دین سیکھنے کے طریقے	23
علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل	24
بے عمل شخص کا وعظ و نصیحت کرنا	26
دوسروں کو نصیحت کرنے والا خود بھی عمل کرے	28
قبر و آخرت کا علم	28
علم پر عمل نہ کرنے پر وعیدیں	33
غلط حدیث بیان کرنے پر وعید	35
اہل علم کے واقعات	36
۲۔ ایمانیات کا بیان	42
کلمہ کا ایمان و یقین	42
ایمان بالغیب	44
ایمان کامل	48
ارکان ایمان	50
توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان	52
عقائد پر ایمان	53
اسلام، ایمان اور احسان	59
ایمان دین کی تمام باتوں کی تصدیق کا نام ہے	60
اسلام کامل	61
علامات ایمان	62
ایمان کی حفاظت	64
اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت	66
اللہ کیلئے آپس میں محبت	67
وساوس، تقدیر اور تقویٰ	68
خوف خدا اور موت و آخرت کی یاد	73
تبلیغ دین، ایمان کا حصہ ہے	76
اہم وصیتیں اور نصیحتیں	78
کامل ایمان و یقین کی مثالیں	84

Marfat.com

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
91	۳- عبادات کا بیان	130	بعد نماز خصوصی اذکار
		131	دعا مانگنا
91	طہارت	132	مسجد و متعلقات مسجد
94	استنجا کے آداب و مسائل	132	مسجد کے آداب وفضائل
95	مسواک	133	مسجد کے احکام واعمال
96	غسل: اس کے فرائض وسنتیں	137	زکوٰۃ وصدقات
99	وضو: اس کے فرائض وسنتیں	137	فضائل زکوٰۃ وصدقات
102	تیمم، اسکے فرائض	139	زکوٰۃ نہ دینے پر وعیدیں
103	اذان	141	صدقہ کی ترغیب
104	نماز	142	صدقہ کی برکات
104	نماز کی فرضیت	142	صدقہ کا مستحق
104	فرائض، واجبات اور مفسدات	142	اپنی حاجتوں کا اخفاء
106	پنجگانہ فرض نمازیں	143	صدقہ کی حقیقت
108	نماز چھوڑنا	144	جسم کے ہر جوڑ کا صدقہ
109	نماز سے غفلت	144	ایصال ثواب صدقہ ہے
110	نماز باجماعت کا اہتمام	145	قبولیت صدقہ کی شرائط
113	نماز میں خشوع وخضوع	145	صدقہ کی سبق آموز مثالیں
115	قضاء نمازوں کا اہتمام	147	روزہ
116	اتباع سنت	147	روزہ کے درجات
118	احیاء سنت	148	روزہ کی قسمیں
118	سنت مؤکدہ وسنت فجر کی اہمیت	148	فضائل روزہ
119	سنت اور نفل نمازیں	150	روزہ چھوڑنے کا نقصان
123	نماز جنازہ		
123	نماز کا سنت طریقہ		

Marfat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
تراویح کا پڑھنا	151	تلاوت کے آداب	161
اعتکاف	151	فضائل قرآن	161
شب قدر	152	ختم قرآن کی فضیلت	164
خاص روزے	152	سورہ یٰسین ودیگر سورتوں کے فضائل	166
حج وعمرہ	153	آیت الکرسی کی فضیلت	168
حج کی فرضیت	153	ذکر وتسبیحات	168
حج وعمرہ عاشقانہ فعل ہے	153	ذکر کا مقصد واہمیت	168
حج وعمرہ کے ارکان	154	فضائل ذکر	169
احرام باندھنا	154	فضائل درود شریف	173
طواف اوراس کی اقسام	154	دعا	175
بوسہ حجر اسود	155	دعا کی اہمیت	175
سعی صفاء مروہ	156	فضائل دعا	178
وقوف عرفات عین حج ہے	156	ترتیب دُعا	179
قربانی	157	رزق حلال کمانا	179
حلق کروانا	157	رزق حلال کی فرضیت واہمیت	180
کنکریاں مارنا	157	رزق حلال کے فضائل	181
حج وعمرہ کے فضائل	158	حرام رزق کا وبال	182
قبولیت حج کے قصے	159		
تلاوت قرآن مجید	161		

Marfat.com

مضامین	صفحہ
جہاد فی سبیل اللہ	182
جہاد کا مقصد واہمیت	182
فضائل جہاد	184
فضائل شہادت	186
جہاد نہ کرنے پر وعیدیں	187
۴۔ معاملات کا بیان	188
حقوق العباد	188
حقوق النفس	188
مخلوق کے حقوق	189
حقوق والدین	193
والدین کی نافرمانی کا وبال	199
حقوق والدین بعد الموت	201
شوہر و بیوی کے حقوق	203
اولاد کے حقوق	207
بھائی، بہن اور قرابتداروں کے حقوق	210
مسلمان کے حقوق	211
حقوق کی معافی	215
حقوق حاکم ومحکوم	216
حاکم کی رعایا پر رحم کی مثال	218
غلاموں اور خادموں کے حقوق	219
پڑوسی کے حقوق	221
مساکین ویتامیٰ کے حقوق	223
کسب معاش	227
تجارت	229
تجارت کے سبق اموز واقعات	230
قرض	233
حرمت سود	236
حرمت رشوت	236
۵۔ معاشرت کا بیان	237
مخلوق پر احسان	237
جانوروں پر احسان	237
جانوروں کو ایذا دینے پر وعیدیں	239
کافروں پر احسان	241
مرحومین پر احسان	245
صحابہ کرامؓ کا حسن معاشرت	247
صلہ رحمی وقطع رحمی	251
صلہ رحمی کے فضائل	251
قطع رحمی کا وبال	254
مصالحت کرانا	257
فریقین کا فیصلہ	257
ہدیہ دینا اور لینا	257
گھر کے آداب	259
سلام کے حقوق اور فضائل	261
سلام، مصافحہ، معانقہ ودست بوسی کے آداب	263
امتیاز قومی اور لباس	266
میزبانی اور مہمانی کے حقوق	267
عورتوں کے متعلق	270
ممنوعات شرعیہ	273

Marfat.com

مضامین	صفحہ
٦۔ نبی ﷺ کے حسن معاشرت کا بیان	277
درسگاہِ رشد وہدایت	277
نبی ﷺ کی مجالس خیر وبرکت	277
نظام الاوقات اندرون خانہ	283
خواب وبیداری میں معمولات	285
نبی کریم ﷺ کا اثاثہ	289
ازدواجی معاملات ومعمولات	290
ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک	290
کھانے پینے کا انداز	296
لباس وآرائش	315
معمولات سفر	315
امور طبعی	316
معمولاتِ شب وروز	320
دن کی سنتیں	322
رات کی سنتیں	324
رات کی دعائیں	327
متفرق سنتیں	328
نذرانہ سلام	331
۷۔ اخلاقیات کا بیان	332
اخلاق حمیدہ	332
نیک کام کا اجراء	333
صدقہ اور انصاف	333
جنت کی ذمہ داری	333
شرم وحیاء	334
تواضع اور عاجزی	335
صبر	335
شکر	336
کفایت شعاری	337
معافی چاہنا اور معاف کرنا	337
دنیا وآخرت کے بہترین اخلاق	338
کفار سے ہمدردی	340
نیکیوں کی حفاظت	341
اخلاق محمدیؐ	342
نفس کی حفاظت	342
لوگوں کی حفاظت	343
ایفائے عہد	344
قیدیوں سے حسن سلوک	345
ایثار وہمدردی	346
تحمل ودرگزر	347
محسن پر احسان	348
خدمت نبویؐ	349
زبان کی حفاظت	350
زبان کے فضائل ورذائل	352
حسن سلوک ذریعہ ہدایت ہے	356
غیر مسلم رعایا (ذمیوں) سے حسن سلوک	361
۸۔ اخلاق رذیلہ سے پرہیز کا بیان	364
بدگمانی	364
گمان کی جائز صورتیں	365

Marfat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
تجسس	365	چغل خوری	400
غیبت	367	بخل	400
غیبت کی جائز صورتیں	369	بخل کا علاج	402
غیبت کی وعید اور تلافی	371	بدنگاہی	404
ظلم	373	منافقت	404
تکبر	375	نفاق سے حفاظت کی تدبیر	406
تکبر کے اسباب	376	خود بینی	406
تکبر سے حفاظت	379	**۹۔ توبہ کا بیان**	407
تکبر کا عبرتناک واقعہ	380	نماز توبہ	407
غصہ	383		
غصہ پی جانے کے فضائل	383	اللہ کی کرم نوازیاں	407
غصہ کا علاج	385	حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ	410
غیر محرم مرد و عورت سے اختلاط	386		
مشتبہ یا حرام رزق	386	نافرمانوں کی توبہ	412
مشتبہ رزق کی جائز صورتیں	390	حضرت وحشیؓ کی توبہ	415
جھوٹ	392	توبہ کی شرائط	416
جھوٹ کی جائز صورتیں	394		
حسد	397	توبہ کے عبرتناک واقعات	418
حاسد کے شر سے حفاظت کی تدابیر	397	غزوہ تبوک میں عدم شرکت پر توبہ	423
حسد کی جائز صورتیں	399	انبیاء کرام کی دعائیں	427
بغض و کینہ	399		
زنا	400	فضائل توبہ و استغفار	430

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

﴿عرض مولفین﴾

الحمد اللہ، اس کتاب کے لکھنے کا مقصد اور محرک درج ذیل باتیں ہیں۔

☆اول حضور اقدس ﷺ کی وہ حدیث جس کا مفہوم ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ کو سرسبز وشاداب رکھے گا جو میری بات سنے، پھر اسے یاد کرلے اور محفوظ رکھے اور دوسروں تک اسے پہنچائے ، پس بہت سے لوگ فقہ (یعنی علم دین) کے حامل ہوتے ہیں مگر خود فقیہ نہیں ہوتے اور بہت سے علم دین کے حامل اس کو ایسے بندوں تک پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہوں'' (جامع ترمذی سنن ابی داؤد) کیسے خوش نصیب ہیں اللہ کے وہ بندے جو رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو سینہ بہ سینہ محفوظ رکھیں اور دوسروں کو سنا کر اور پہنچا کر حضور ﷺ کی اس دعا کے مصداق بنیں۔

☆دوم حضور اکرم ﷺ کی وہ حدیث جس کا مفہوم ہے کہ اپنے علم سے ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہا کرو علم میں خیانت مال میں خیانت سے زیادہ سخت ہے (ص۱۱۱ فضائل صدقات حصہ دوم)۔

☆سوم اس کتاب کے ماخذ یعنی کتاب اللہ کی تفاسیر وسیرت رسول اللہ ﷺ اور دیگر کتب اسلامی کا مطالعہ اور بزرگان دین کے بیانات سے اخذ کردہ یادداشتیں، جن کو وقت گزرنے کیساتھ بھول کر ضائع ہوجانے سے محفوظ رکھنے کیلئے ضبط تحریر میں لاکر کتابی شکل دی گئی ہے۔

Marfat.com

☆اس کتاب میں جو کچھ صحیح اور برحق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ورہنمائی کی بدولت ہے اور جہاں کہیں غلطی ہوئی ہے وہ ہمارے علم وفہم کا قصور ہے لیکن الحمد اللہ ہم نے کوئی غلطی جان بوجھ کر نہیں کی اسلیئے ہم اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اسے معاف فرمادیگا اور ہمارے اس کام کے ذریعہ سے اگر اس کے بندوں کو ہدایت پانے میں کوئی مدد ملی تو اس کو ہماری مغفرت کا ذریعہ بنا دیگا ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ غلطیوں پر ہمیں متنبہ فرمائیں انشاء اللہ ان کی اصلاح کردی جائے گی اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ناظرین کو اس خیر عظیم میں حصہ لینے کی توفیق عطاء فرمائے جو اس کتاب کو پڑھیں، سنائیں اور شائع کروا کر دوسروں تک پہنچائیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش خفیف کو قبول فرما کر لوگوں کیلئے ذریعہ ہدایت بنا کر ثواب دارین عطاء فرمائے اور ہمارے لیے ذریعہ فلاح ونجات بنادے، آمین!

مولانا محمد احسان الحق

بندہ محمد حیات میکن

یکم رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ بمطابق ۳۰ جون ۲۰۱۴

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

اس وقت مسلمانوں کی دینی حالت بہت کمزور ہے تقریباً نوے فیصد مسلمان نماز چھوڑ چکے ہیں جبکہ یہ اسلام کا سب سے بڑا اور اہم حکم ہے جس کے چھوڑنے پر حدیث پاک میں کفر کا حکم لگایا گیا ہے دنیا کی محبت دلوں پر چھائی ہوئی ہے زندگی کا اوڑھنا بچھونا دنیا کو قرار دیا جا چکا ہے سنت کی بجائے رسومات و بدعات پر فخر کیا جا رہا ہے ان حالات میں ایمان کو اس قدر جاندار کرنا جو فرائض پر کھڑا کرے اور حرام امور سے بچائے، فرض ہے اور تمام مسلمانوں کو ایمان و عمل کی دعوت دینا اور پوری امت کو اس کام پر کھڑا کرنا ہماری اہم ذمہ داری ہے اور یہی ہمارے بہترین امت ہونے کا تمغہ امتیاز ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا جو شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہیں کرتا وہ خیر امت میں سے نہیں ہے۔

حق بات حق نیت اور حق طریقہ پر بیان کی جائے تو ضرور فائدہ دیتی ہے دعوت دین کا اصل طریقہ بالمشافہ زبانی دعوت ہے مگر ہر دور میں اہل حق نے تحریری دعوت دین کا طریقہ بھی اختیار کیا ہے جو مفید رہا ہے زیر نظر کتاب اس سلسلہ کی اچھی تالیف ہے جس کے عنوانات عمدہ ہیں سب مسلمانوں خصوصاً دینی کام کرنے والوں کیلئے بہت مفید ہے

دعا ہے کہ حق تعالیٰ مؤلفین کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ان کیلئے ذریعہ بخشش اور امت کیلئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین

[illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد!

اس بزمِ ہستی میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے قیمتی چیز دین اسلام ہے، زمین وآسمان کے تمام خزانے بھی اس متاعِ عزیز کے سامنے ہیچ ہیں، جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اسکے حاملین بھی اتنی ہی فضیلت وعظمت والے ہوتے ہیں، اتنی قیمتی متاع حق تعالیٰ سعادتمندوں اور نصیبوں والوں کو عطا کرتے ہیں، چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین،

اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے اپنے دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے زیادہ برگزیدہ اور مقبول ہستیوں یعنی انبیاء علیہم السلام کو اپنے دین کی دعوت کیلئے منتخب فرمایا ہے، اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت کا سبب ہی دعوت دین ہے، اس لئے دعوت دین اس امت کے خصائص اور اسلام کی سربلندی وبقا کا ذریعہ ہے امت نے ہر زمانہ میں مختلف انداز میں دین مبین کی اشاعت کا فریضہ سرانجام دیا ہے، تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر بھی دعوت کا موثر ذریعہ ہے۔

زیرنظر تالیف ''دینِ کامل'' بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے، جس میں مولفین مولانا محمد احسان الحق صاحب اور محترم محمد حیات مسکین صاحب نے دین کے اہم شعبہ جات، علم دین ،ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات اور توبہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ''دینِ کامل'' کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مولفین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کیلئے اسے ہدایت کا سبب بنائے۔ (امین)

والسلام

۲۵/۸/۱۴۳۵ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد الیاس گھمن
خلیفہ مجاز
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ ● حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب
امیر عالمی
سرپرست اعلیٰ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا ● مرکزی ... اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان ● چیف ایگزیکٹو احناف میڈیا سروس

Molana Muhammad Ilyas Ghumman
E-mail: ilyasghumman@gmail.com
www.ahnafmedia.com
Cell: 0300-4677615

تاریخ: 25 جون 2017ء

حوالہ: ________

تقریظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

تبلیغی جماعت ہمارے اکابرین کی محنت اور فکر کا مظہر ہے۔ دعوت الی اللہ دین متین کا بہت اہم شعبہ ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے موثق و فائق شاگرد حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ اور منظم طور پر اس محنت کا آغاز فرمایا تھا جو پورے براعظموں میں اپنی اہمیت وافادیت کا لوہا منوا رہا ہے۔ اس بات میں دوسری رائے نہیں ہے کہ تبلیغی جماعت کی برکت سے عرب وعجم کے لوگ اس فکر کو لے کر چل رہے ہیں کہ مخلوق سے ہونے کے عقیدے کو بدل کر خالق سے ہونے کا یقین کیا جائے۔ بحمداللہ خداوند تعالیٰ نے اس کام کو بہت ترقی عطا فرمائی ہے۔ ہر رنگ و نسل اور ملک وملت کے لوگ اس محنت کو لے کر چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو ثمر بار کرے اور ان کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین

تبلیغی جماعت کا ایک پیغام ہے کہ پورے کا پورا دین ہماری زندگیوں میں آجائے۔ ظاہر ہے اس کے لیے جہاں بہت بڑی محنت کی ضرورت ہے وہاں دین اسلام سے متعلق اہم بنیادی معلومات کا ہونا بھی ناگزیر ہے جن کی روشنی میں صراط مستقیم پر چلا جاسکے۔ علماء امت نے آسانی کی خاطر دین کے پانچ شعبے ذکر کیے ہیں تاکہ پورا دین سمجھنا سہل ہو جائے، وہ شعبہ جات یہ ہیں:

۱۔ عقائد ۲۔ عبادات ۳۔ معاملات ۴۔ معاشرت ۵۔ اخلاقیات

زیر نظر کتاب "دین کامل" میں حضرات مؤلفین مولانا محمد احسان الحق صاحب اور جناب محمد حیات میکن صاحب نے دین کے انہی شعبوں کے متعلق قرآن، سنت اور دیگر کتب علماء سے اچھا مواد جمع فرمایا ہے۔ ان شعبوں کی معلومات کے لیے بنیادی ذریعہ "علم" ہے اس لیے علم وعلماء کے فضائل اور ضرورت پر بھی بہتر گفتگو فرمائی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کا نفع عام فرمائے اور مؤلفین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 048-3881487

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماخذ

۱۔ معارف القرآن (تفسیر قرآن پاک)	حضرت مفتی محمد شفیعؒ
۲۔ تفہیم القرآن (تفسیر قرآن پاک)	حضرت سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
۳۔ الرحیق المختوم (سیرت النبیؐ)	حضرت مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوریؒ
۴۔ اسوۂ رسول اکرم ﷺ (سیرت النبیؐ)	حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ
۵۔ تبلیغ دین	حضرت امام غزالیؒ
۶۔ تنبیہ الغافلین	حضرت ابواللیث سمرقندیؒ
۷۔ فتوح الشام	حضرت علامہ واقدیؒ
۸۔ حیات المسلمین	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
۹۔ بہشتی زیور	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
۱۰۔ جزاء الاعمال	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
۱۱۔ منتخب احادیث	حضرت مولانا محمد یوسفؒ
۱۲۔ حیاۃ الصحابہ	حضرت مولانا محمد یوسفؒ
۱۳۔ فضائل اعمال	حضرت مولانا محمد زکریاؒ
۱۴۔ فضائل صدقات	حضرت مولانا محمد زکریاؒ
۱۵۔ فضائل حج	حضرت مولانا محمد زکریاؒ
۱۶۔ ام الامراض	حضرت مولانا محمد زکریاؒ
۱۷۔ قصص الانبیاء علیہ السلام	حضرت عماد الدین ابن کثیرؒ
۱۸۔ تاریخ اسلام	حضرت محمد عبداللہ ملکؒ
۱۹۔ دعوت الی اللہ کا طریق کار	حضرت مولانا صالح الدینؒ مروان
۲۰۔ قبر کی زندگی	پروفیسر ڈاکٹر نور احمدؒ پرنسپل (ر) نشتر میڈیکل کالج ملتان
۲۱۔ موت کا منظر مرنے کے بعد	خواجہ محمد اسلامؒ
۲۲۔ حکایات رومی	حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ
۲۳۔ علماء و بزرگان دین کے بیانات سے اخذ کردہ یادداشتیں	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

پیش لفظ

دین کا مکمل اور نعمت کا پورا ہونا

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ (المائدہ۔۳) ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا''

☆ حجتہ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے گرد کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا آپؐ نے ان کے درمیان ایک جامع خطبہ دیا جس میں حضور ﷺ نے مجمع سے فرمایا کہ کیا میں نے دین آپ تک پہنچا دیا اور تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے تو تم لوگ کیا کہو گے؟ صحابہ کرامؓ نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ نے دین پہنچایا ہی نہیں بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا اور آپ ﷺ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا یہ سن کر آپؐ نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا اے اللہ گواہ رہ جب نبی ﷺ خطبہ سے فارغ ہو چکے تو اللہ عزوجل نے سورہ المائدہ کی آیت ۳ نازل فرمائی جس کا مفہوم ہے کہ ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا'' یعنی دین کو مکمل کر دینے سے مراد اس کو ایک مستقل نظام فکر و عمل اور ایک ایسا مکمل نظام تہذیب و تمدن بنا دینا ہے جس میں زندگی کے جملہ مسائل کا جواب اصولاً یا تفصیلاً موجود ہو اور ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کیلئے کسی حال میں اس سے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آئے، نعمت کا پورا کرنے سے مراد نعمت ہدایت کی تکمیل کر دینا ہے اور اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے میری اطاعت و بندگی اختیار کرنے کا جو اقرار کیا تھا اس کو چونکہ اپنی سعی و عمل سے سچا اور مخلصانہ اقرار ثابت کر چکے ہو اس لیے میں نے اسے درجہ پسندیدگی عطاء فرمایا ہے۔

Marfat.com

☆ دنیا کی پیدائش کا مقصد اصلی خدا واحدہ لاشریک کی ذات وصفات کی معرفت ہے اور یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک بنی نوع انسان کو برائیوں اور گندگیوں سے پاک کر کے بھلائیوں اور خوبیوں کے ساتھ آراستہ نہ کیا جائے اسی مقصد کیلئے کم وبیش سوالاکھ انبیاء کرامؑ دنیا میں بھیجے گئے اور آخر میں اس مقصد کی تکمیل کیلئے سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً ط (المائدہ. ۳)" (آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا)۔کا مژدہ سنایا گیا اب چونکہ مقصد کی تکمیل ہو چکی تھی، ہر بھلائی اور برائی کو کھول کھول کر بیان کر دیا گیا تھا ایک مکمل نظام عمل دیا جا چکا تھا اس لیے رسالت ونبوت کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا اور جو کام پہلے نبیؑ اور رسولؑ سے لیا جاتا تھا وہ قیامت تک امت محمدیہؐ کے سپرد کر دیا گیا لہٰذا اس امت کو دین کے ساتھ دین کی محنت کا کام بھی دیا گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے انسان کی دونوں جہانوں کی ساری کی ساری کامیابیاں اپنے پورے دین پر چلنے میں رکھی ہیں جو انسان کامل دین پر زندگی گزار کر اس فانی جہاں سے رخصت ہونگے وہی آخرت کے نہ ختم ہونے والے جہاں میں اللہ تعالیٰ کی جنت کے انعامات سے مستفید ہونگے اور جو دین کامل کے خلاف زندگی گزار کر جائینگے تو آخرت میں ان کو اللہ تعالیٰ کی جہنم کے عذابوں سے واسطہ پڑیگا، دین اسلام کے اہم شعبے پانچ ہیں (i) ایمانیات، (ii) عبادات (iii) معاملات (iv) معاشرت، (v) اخلاقیات، ان پانچ شعبوں کے بارے میں اللہ رب العزت کے احکام پر رسول اللہ ﷺ کے طریقوں کے مطابق عمل کرنے کو دین کامل کہا جائیگا ان میں سے کسی ایک شعبے میں کمزوری، دین کامل میں کمی کا سبب ہوگی ان پانچ شعبوں کے بارے میں اس کتاب میں مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

☆ علاوہ ازیں، چونکہ دین کے ان شعبوں کو عمل میں لانے کیلئے متعلقہ علم کا ہونا اور ان کے اعمال کی حفاظت کیلئے اخلاق رذیلہ سے پرہیز اور توبہ کا اہتمام بھی ساتھ ساتھ ہونا ضروری ہے اس لئے اس کتاب کے شروع میں علم کا بیان اور آخر میں اخلاق رذیلہ سے پرہیز اور توبہ کے بیانات کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ مولانا محمد احسان الحق سرگودھا

یکم رمضان المبارک ۱۴۳۵ ہجری بمطابق ۳۰ جون ۲۰۱۴

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

(۱) علم دین کا بیان

☆ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے براہ راست استفادہ کیلئے اللہ تعالیٰ کے اوامر کو حضرت محمد ﷺ کے طریقہ پر پورا کرنے کی غرض سے اللہ والا علم حاصل کرنا یعنی اس بات کی تحقیق کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس حال میں کیا چاہتے ہیں اس کو علم دین کہتے ہیں۔

(منتخب احادیث)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنے رسالہ جزاء الاعمال میں فرماتے ہیں کہ علم دین کا حاصل کرنا خواہ کتب سے ہو یا صحبت علماء سے ہو، بہت ضروری ہے بلکہ تحصیل کتب کے بعد بھی علماء کی صحبت ضروری ہے یعنی ایسے علماء کی جو خود بھی اپنے علم پر عمل کرتے ہوں اور شریعت کے پابند ہوں اتباع سنت کے عاشق اور توسط پسند ہوں افراط وتفریط سے بچتے ہوں خلق خدا پر مشفق ہوں تعصب اور عناد ان میں نہ ہو (جزاء الاعمال) ایک مرتبہ مولانا عبد الرحمان اشرفی نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور نے اس قسم کے علماء کی ایک مثال بیان فرمائی تھی کہ اہل حدیث کے ایک بڑے عالم نے امرتسر سے مولانا احمد علی لاہوری کو اطلاع بھجوائی کہ فلاں جمعہ میں آپکی مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور میں ادا کرونگا اور آپ سے شرف ملاقات حاصل کرونگا مولانا احمد علی لاہوری نے اپنے تمام رفقاء، معلمین اور طلباء کو ہدایت فرمائی کہ اہل حدیث کے عالم فلاں جمعہ ہماری مسجد میں ادا کریں گے کیونکہ وہ رفع یدین اور آمین بالجہر کے قائل ہیں لہٰذا آپ سب نے مہمان کے اکرام کی خاطر جمعہ کی نماز میں رفع یدین بھی کرنا ہے اور آمین بالجہر بھی کہنی ہے ادھر اہل حدیث کے عالم کے ساتھ بھی کچھ لوگ آرہے تھے انہوں نے اپنے ان ساتھیوں سے کہا کہ جمعہ کی نماز ہم نے مولانا احمد علی لاہوری کی مسجد میں پڑھنی ہے چونکہ وہ حنفی دیوبندی ہیں رفع یدین اور بلند آمین کے قائل نہیں ہیں اسلئے تم سب نے میزبان کے اکرام میں رفع یدین بھی نہیں کرنی ہے اور آمین بھی

Marfat.com

بلند آواز سے نہیں کہنی ہے چنانچہ دونوں علماء کی ہدایت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا مگر مولانا احمد علی لاہوری کے ساتھیوں نے رفع یدین اور آمین بالجہر ایسے زوردار طریقہ سے ادا کی کہ احباب اہل حدیث حیران رہ گئے نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب دونوں حضرات مل بیٹھے تو اہل حدیث عالم نے مولانا احمد علی لاہوری سے فرمایا کہ رفع یدین اور آمین بالجہر کے تو ہم قائل ہیں مگر آج آپکے ساتھیوں نے بلند آواز سے آمین اور رفع یدین کرنے میں بڑا جذبہ دکھایا ہے مولانا لاہوری نے فرمایا کہ میں نے آپ کے اکرام میں ان کو ہدایت کی تھی کہ مہمان کے اکرام کیلئے یہ دونوں کام کیے جائیں لہٰذا انہوں نے چونکہ یہ کام پہلی مرتبہ کیے ہیں اسلئے اس خیال سے زیادہ جذبہ دکھایا کہ مہمانوں کا اکرام اچھی طرح ہو جائے پھر مولانا لاہوری نے پوچھا کہ آپ کے رفقاء نے یہ دونوں کام نہیں کیے ہیں اس پر مولانا اہل حدیث نے فرمایا کہ میں نے آپکے اکرام کیلئے ان کو رفع یدین اور آمین بالجہر کہنے سے روک دیا تھا یہ ہے بڑے علماء اکرام کا وطیرہ کہ فروعی اختلافات کو وجہ عناد نہیں بناتے ہیں اور امت میں توڑ کی بجائے جوڑ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (مولانا عبدالرحمٰن اشرفی)

علم دین کا مقصد و اہمیت. علم کا مقصد ہے جاننا یعنی حال کے امر کو پہچاننا کہ چوبیس گھنٹے میں ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے اور نبی ﷺ کا کیا طریقہ، سنت اور عمل ہے اور اس کو کیسے پورا کرنا ہے اسلئے ہر مرد اور عورت کو دین کا اتنا علم ہونا ضروری ہے جس سے وہ روزانہ کے چوبیس گھنٹے کی زندگی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکام کو نبی ﷺ کے طریقے اور سنت کے مطابق پورا کر کے گزار سکے اور حلال و حرام جائز و ناجائز اور نیکی و برائی کی پہچان کر سکے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جو لوگ علم دین رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے کبھی مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے برابر نہیں ہو سکتے (الزمر۔۹)

☆ علم دین کی اہمیت حضرت علیؓ کے اس فرمان سے عیاں ہے جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے مجھ کو ایک حرف بھی پڑھا دیا میں اس کا غلام ہوں خواہ وہ مجھے آزاد کر دے یا بیچ دے (فضائل اعمال۔ ۱۱۰)

☆ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا

Marfat.com

کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم دے کیونکہ علم کے بغیر تو آدمی اللہ تعالیٰ کی بھی پہچان نہیں کر سکتا علم کا مقصد یہ بھی ہے کہ انسان میں تحقیق کا جذبہ پیدا ہو جائے کہ زیادہ سے زیادہ علم دین ہمارے اندر آ جائے تا کہ حقوق و فرائض اور ذمہ داریوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق مان کر زندگی گزاری جا سکے۔(حیات المسلمین)

☆ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں اگر علم دین پڑھتے پڑھاتے ہو یا کسی جگہ کے حاکم ہو اور رعایا کی حفاظت میں مشغول ہو تو دن بھر اس میں مشغول رہنا دوسری عبادتوں سے بہتر ہے کیونکہ علم دین ہی کی بدولت حکم الٰہی کی تعظیم حاصل ہوتی ہے اور جو نفع اس تعلیم یا مخلوق کی حفاظت و نگہبانی سے لوگوں کو پہنچتا ہے وہ اصل دین ہے (تبلیغ دین۔۷۸)

☆ مولانا طارق جمیل صاحب فرماتے ہیں کہ علم اتنا بڑا خزانہ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے زندگی کے آخری سانس تک انسان کی جہالت اس کے علم سے بڑھی رہتی ہے فرمایا سورہ فاتحہ کی اگر تفسیر لکھواؤں تو ستر اونٹوں پر لادی جائے حضرت ابو علی بغداد میں ایک مفسر گزرے ہیں انہوں نے اپنی مسجد میں قرآن کا درس دینا شروع کیا ۳۵ برس تک درس قرآن بلاناغہ دیتے رہے مگر سورہ بقرہ ختم کیے بغیر انتقال کر گئے یعنی پینتیس برس میں سورہ بقرہ بھی ختم نہ کر سکے (مولانا طارق جمیل صاحب)۔ علم نہ سیکھنا جہالت ہے غلط علم سیکھنا بھی جہالت ہے علم سیکھ کر عمل نہ کرنا بھی جہالت ہے

فضائل علم دین۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو سرسبز و شاداب رکھے گا جو میری بات سنے پھر اسے یاد کر لے اور محفوظ رکھے اور دوسروں تک اسے پہنچائے پس بہت سے لوگ فقہ (یعنی علم دین) کے حامل ہوتے ہیں مگر خود فقیہ نہیں ہوتے اور بہت سے علم دین کے حامل اس کو ایسے بندوں تک پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہوں (ص ۱۳۸ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والے ہیں

Marfat.com

(مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ علم کے تقسیم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس علم کی سمجھ، اس میں غور و فکر اور اس کے مطابق عمل کی توفیق دینے والے ہیں (منتخب احادیث. ۲۹۹)

☆ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ علم کا صرف اللہ کیلئے سیکھنا اللہ کے خوف کے حکم میں آتا ہے اس کی طلب کیلئے کہیں جانا عبادت ہے اس کا یاد کرنا تسبیح ہے اس کی تحقیقات میں بحث کرنا جہاد ہے اس کا پڑھنا صدقہ ہے اور اس کا اہل پر خرچ کرنا اللہ کے ہاں قربت ہے (ص ۵۸ فضائل ذکر)۔

☆ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ علم دین کا صرف اللہ کی رضا کیلئے سیکھنے پر تر و خشک چیز دنیا کی ان کیلئے مغفرت کی دعا کرتی ہیں حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں، جنگل کے درندے، چوپائے، زہریلے جانور سانپ، بچھو وغیرہ اور بلوں میں چیونٹیاں تک مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (فضائل ذکر. ۵۹)

☆ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے مطلب یہ کہ جاہل آدمی جتنا بھی عابد ہو شیطان کو اس پر قابو پالینا آسان ہے مگر عالم پر قابو پانا آسان نہیں ہے امام احمد بن حنبل کا جب مرنے کا وقت قریب آیا تو شیطان حاضر ہو کر کہنے لگا کہ احمد تو اپنے علم کیوجہ سے مجھ سے بچ کر جا رہا ہے امام صاحب نے کہا ابھی نہیں جب تک ایمان کی حالت میں روح نکل نہ جائے شیطان کے حملہ کا خطرہ رہتا ہے۔

(منتخب احادیث. ۳۰۸)

☆ علم بہت بڑی دولت ہے علم کے بغیر آدمی اللہ کو بھی نہیں پہچان سکتا علم عمل کا امام ہے اور عمل اس کے تابع ہے علم کیوجہ سے بندہ امت کے بہترین افراد تک پہنچ جاتا ہے دنیا اور آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کر لیتا ہے اسی سے حلال و حرام کی پہچان ہوتی ہے

علم دین کا سیکھنا اور سکھانا۔ علم دین سیکھنے اور سکھانے کی اہمیت ان احادیث سے معلوم ہوتی ہے جن میں سے ایک حدیث میں حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اسکی تعلیم دے (ص ۱۱۹۳ اسوہ رسول اکرمؐ)

Marfat.com

☆حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے علم سے ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہا کرو علم میں خیانت مال میں خیانت سے زیادہ سخت ہے جس شخص سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ چھپائے، تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

(فضائل صدقات حصہ دوم۔۱۱۲)

☆(۱) ارشاد فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے علم دین کا طلب کرنا (یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت ہو، شہری ہو یا دیہاتی ہو، امیر ہو یا غریب ہو دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے، اور علم کا یہ مطلب نہیں کہ عربی ہی پڑھے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھیں خواہ عربی کتابیں پڑھ کر خواہ اردو کی کتابیں پڑھ کر خواہ معتبر عالموں سے زبانی پوچھ کر خواہ معتبر واعظوں سے وعظ کہلوا کر، اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہنچ سکیں وہ اپنے مردوں کے ذریعہ سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں

☆(۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو یہ تمہارے لیے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے، اور اگر تم کہیں جا کر ایک مضمون علم (دین) کا سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا عمل نہ ہو، یہ تمہارے لیے ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے اس حدیث سے علم دین حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہو سکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ، یہ غلطی ہے، دیکھو! اس میں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو دونوں حالت میں یہ فضیلت حاصل ہوگی، اس کی تین وجہ ہیں! ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی تو گمراہی سے تو بچ گیا، یہ بڑی دولت ہے، دوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی تو عمل کی بھی توفیق ہو جائے گی، تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو بھی بتلا دے گا، یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے

☆(۳) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی کوئی علم (دین کی بات) سیکھے پھر مسلمان بھائی کو سکھائے، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی جو

Marfat.com

بات معلوم ہوا کرے وہ دوسرے بھائی مسلمان کو بھی بتلادیا کرے، اس کا ثواب تمام خیر خیرات سے زیادہ ہے، سبحان اللہ! خدا تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے، کہ ذرا سی زبان ہلانے میں ہزار روپیہ خیرات کرنے سے بھی زیادہ ثواب مل جاتا ہے

☆(۴) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے، اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ، اس کی تفسیر میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی (یعنی دین کی باتیں سکھاؤ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھانا فرض ہے، نہیں تو انجام دوزخ ہے،

☆(۵) ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیز اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتی رہتی ہے ان میں یہ چیزیں بھی ہیں ایک علم (دین) جو سکھایا ہو (یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو) اور اس (علم) کو پھیلایا ہو مثلاً دین کی کتابیں تصنیف کی ہوں یا ایسی کتابیں خرید کر وقف کی ہوں یا طالب علموں کو دی ہوں یا طالب علموں کو کھانے کپڑے کی مدد دی ہو جن سے علم دین پھیلے گا اور یہ بھی مدد دے کر اسے پھیلانے میں ساجھی ہوگیا۔

☆(۶) ارشاد فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے کہ کسی اولاد والے نے اپنی اولاد کو کوئی دینے کی چیز ایسی نہیں دی جو اچھے ادب (یعنی علم) سے بڑھ کر ہو

☆(۷) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیالداری (یعنی ان کی پرورش کی ذمہ داری) کرے، پھر ان کو ادب (یعنی علم) سکھلائے اور ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بے فکر کردے (یعنی ان کی شادی ہوجائے جس سے وہ پرورش سے بے فکر ہوجائیں) اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جنت کو واجب کردے گا، ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور دو میں بھی، حتیٰ کہ لوگوں نے ایک کی نسبت پوچھا، آپ نے فرمایا، ایک کی بھی یہی فضیلت ہے۔

(حیاۃ المسلمین۔۱۷) ۱۴۱۹۸۷

☆ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی پھر فرمایا کہ ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے

Marfat.com

اور دین سے جاہل رہنے کی عبرت ناک نتائج معلوم نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی قسم لوگ لازماً اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں انہیں نصیحت کریں ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں، نیز لوگوں کو چاہیے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان نصیحتوں کو قبول کریں۔

(ص ۱۳۱ اسوۂ رسول اکرمؐ)

<u>علم دین سیکھنے کے طریقے</u>: ان احادیث میں اور اسی طرح اور بہت سی احادیث میں علم دین اور تعلیم دین سیکھنے اور سکھلانے کا ثواب اور اس کا فرض ہونا مذکور ہے، اصل سیکھنا اور سکھلانا تو وہی ہے جس سے آدمی عالم یعنی مولوی بن جائے، مگر ہر شخص کو نہ اتنی ہمت ہوتی ہے جس سے عام لوگ بھی اس فرض کو ادا کر کے ثواب حاصل کر سکیں، تفصیل ان طریقوں کی یہ ہے۔

☆(i) جو لوگ اردو حروف پہچان سکتے اور پڑھ سکتے ہیں یا آسانی سے اردو پڑھنا سیکھ سکتے ہیں وہ تو ایسا کریں کہ اردو زبان میں جو معتبر کتابیں دین کی ہیں جیسے بہشتی زیور، بہشتی گوہر، تعلیم الدین، قصد السبیل، تبلیغ دین، حیاۃ المسلمین اور تسہیل المواعظ کے سلسلہ کے وعظ جتنے مل جائیں ان کتابوں کو کسی اچھے صاحب علم سے سبق کے طور پر پڑھ لے، اور جب تک کوئی ایسا پڑھانے والا نہ ملے ان کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور جہاں سمجھ میں نہ آئے یا کچھ شبہ رہے وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان کردے پھر جب کوئی اچھا جاننے والا مل جائے اس سے پوچھ لے اور سمجھ لے، اور اس طرح جو حاصل ہو وہ مسجد میں یا بیٹھک میں دوسروں کو بھی پڑھ کر سنا دیا کرے اور گھر میں آکر اپنی عورتوں اور بچوں کو سنا دیا کرے، اسی طرح جنھوں نے مسجد یا بیٹھک میں سنا ہے وہ بھی اس کو اپنے دھیان میں بٹھا کر جتنا یاد رہے، اپنے گھروں میں آکر گھر والوں کو سنا دیا کریں۔

☆(ii) اور جو لوگ اردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے پڑھے لکھے سمجھ دار آدمی کو اپنے یہاں بلا کر اس سے اسی طرح وہی کتابیں سن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں، اگر ایسا آدمی ہمیشہ رہنے کے لیے تجویز ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہے! اگر اس کو کچھ

Marfat.com

تنخواہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی تھوڑا تھوڑا پیسہ جمع کر کے ایسے شخص کو تنخواہ بھی دے دیا کریں، دنیا کے بے ضرورت کاموں میں سینکڑوں، ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں، اگر دین کی ضروری بات میں تھوڑا سا خرچ کر دو تو کوئی بڑی بات نہیں، مگر ایسا آدمی جو تم کو دین کی باتیں بتلائے اور ایسی کتابیں اپنی عقل سے تجویز مت کرنا بلکہ کسی اچھے اللہ والے عالم سے صلاح لے کر تجویز کرنا۔

☆ (iii) ایک کام یہ پابندی سے کریں کہ جب کوئی کام دنیا کا یا دین کا کرنا ہو، جس کا اچھا یا برا ہونا شرع سے نہ معلوم ہو اس کو دھیان کر کے کسی اللہ والے عالم سے پوچھ لیا کریں اور جواب کے واسطے ایک لفافہ پر اپنا پتہ لکھ کر یا لکھوا کر اپنے خط کے اندر رکھ دیا کریں کہ اس طرح سے جواب دینا اس عالم کو آسان ہوگا اور جواب جلدی آئے گا،

☆ (iv) ایک اس بات کی پابندی رکھیں کہ کبھی کبھی اللہ والوں سے ملتے رہیں، اگر ارادہ کر کے جائیں تو بہت ہی اچھی بات ہے، اور اگر اتنی فرصت نہ ہو اور ایسا عالم پاس بھی نہ ہو، جیسے گاؤں والے ایک طرف پڑے رہتے ہیں تو جب کبھی شہروں میں کسی کام کو جانا ہو اور وہاں ایسا عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لیے اس کے پاس جا کر بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں،

☆ (v) ایک کام ضروری سمجھ کر یہ کیا کریں کہ کبھی کبھی دو مہینہ میں کسی عالم کی صلاح سے کسی وعظ کہنے والے کو اپنے گاؤں یا اپنے محلے میں بلا کر اس کا وعظ سنا کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے،

☆ یہ مختصر بیان ہے دین سیکھنے کے طریقوں کا، اور طریقے بھی کیسے یعنی بہت آسان اگر پابندی سے ان طریقوں کو جاری رکھیں گے تو دین کی ضروری باتیں بے محنت حاصل ہو جائیں گی اور اس کے ساتھ ہی دو باتوں کا خیال رکھیں کہ وہ بطور پرہیز کے ہیں ایک یہ کہ کافروں اور گمراہوں کے جلسوں میں ہرگز نہ جائیں، اول تو کفر کی اور گمراہی کی باتیں کان میں پڑنے سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے، دوسرے بعض دفعہ ایمان کے جوش میں ایسی باتوں پر غصہ آجاتا ہے پھر اگر غصہ ظاہر کیا تو بعض دفعہ فساد ہو جاتا ہے، بعض دفعہ

Marfat.com

اس فساد سے دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے بعض دفعہ مقدمہ کا جھگڑا ہو جاتا ہے جس میں وقت خرچ ہوتا ہے اور پیسہ بھی، یہ سب باتیں پریشانی کی ہیں، اور غصہ ظاہر نہ کر سکے تو دل ہی دل میں گھٹن اور رنج پیدا ہوتا ہے، خواہ مخواہ غم خریدنے کا کیا فائدہ۔

☆دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے بحث مباحثہ نہ کیا کریں کہ اس میں بھی اکثر ویسی ہی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا، اور ایک بڑی خرابی ان دونون باتوں میں اور ہے جو سب خرابیوں سے بڑھ کر ہے، وہ یہ کہ ایسے جلسوں میں جانے سے یا بحث کرنے سے کوئی بات کفر اور گمراہی کی ایسی کان میں پڑ جاتی ہے جس سے خود بھی شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے پاس اتنا علم نہیں کہ جو اس شبہ کو دل سے دور کر سکے تو ایسا کام کیوں کرے جس سے اتنا بڑا نقصان ہونے کا ڈر ہو اور اگر کوئی خواہ مخواہ بحث چھیڑنے لگے تو سختی سے کہہ دو کہ ہم سے ایسی باتیں مت کرو، اگر تم کو پوچھنا ہی ضروری ہو تو علماء کے پاس جاؤ، اگر ان سب باتوں کا خیال رکھو گے تو دوا اور پرہیز کو جمع کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ دین کے تندرست رہو گے، کبھی دین کی بیماری نہ ہوگی، اللہ توفیق عطا فرمادے۔ (حیاۃ المسلمین۔۱۹)

☆حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ امور تین ہی قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ جس کا حق ہونا واضح ہو اس کی پیروی کرو، دوسرا وہ جس کا غلط ہونا واضح ہو اس سے بچو، تیسرا وہ جس کا حق ہونا یا غلط ہونا واضح نہ ہو اسکو اسکے جاننے والے یعنی عالم سے پوچھو (منتخب احادیث۔ ۳۲۰)

علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد آدمی کے اعمال بند ہو جاتے ہیں مگر تین اعمال کا اجر ملتا رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) علم جس سے لوگ نفع حاصل کر رہے ہوں (۳) نیک اولاد جو اس کیلئے دعائے مغفرت کرتی ہو اس حدیث پاک میں دوسری بات وہ علم دین ہے جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، مثلاً کسی مدرسہ میں کوئی کتاب وقف کر گیا، جب تک کتاب باقی ہے اس سے لوگ نفع اٹھاتے رہیں گے، اس کا ثواب خود بخود ملتا رہے گا، کسی طالب علم کو اپنے خرچ سے حافظ قرآن یا عالم بنایا گیا، جب تک اس کے علم وحفظ سے نفع پہنچتا رہے گا،

Marfat.com

چاہے وہ حافظ اور عالم خود زندہ رہے یا نہ رہے اس شخص کو اس کا ثواب ملتا رہے گا، مثلاً کسی شخص کو حافظ بنایا تھا، اس نے دس بیس لڑکوں کو قرآن پاک پڑھا دیا اور وہ حافظ اس کے بعد مر گیا تو جب تک یہ لڑکے قرآن پاک پڑھتے رہیں گے، اس حافظ کو مستقل ثواب ملتا رہے گا اور اس حافظ بنانے والے کو علیحدہ ثواب ہوتا رہے گا، اور اسی طرح سے جب تک ان پڑھنے والے لڑکوں کا سلسلہ پڑھنے پڑھانے کا قیامت تک چلتا رہے گا اس اصل حافظ بنانے والے کو ثواب خود بخود ملتا رہے گا چاہے یہ لوگ ثواب پہنچائیں یا نہ پہنچائیں۔

☆ یہی صورت بعینہ کسی شخص کو عالم بنانے کی ہے کہ جب تک بلا واسطہ یا بواسطہ اس کے علم سے لوگوں کو نفع کا سلسلہ چلتا رہے گا، اس اول عالم بنانے والے کو ان سب کا ثواب ملتا رہے گا، اور یہاں بھی وہی پہلی بات ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ پورا حافظ یا پورا عالم خود تن تنہا بنائے، اگر کسی حافظ کے حفظ میں اپنی طرف سے مدد ہوگئی، کسی عالم کے علم حاصل کرنے میں اپنی طرف سے کوئی اعانت ہوگئی تو اس اعانت کی بقدر ثواب کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا

☆ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی کسی قسم کی جانی یا مالی کوشش، علم کے پھیلانے میں، دین کے بقاء اور حفظ میں لگ جائے کہ دنیا کی زندگی خواب سے زیادہ نہیں، نہ معلوم کب اس عالم سے ایک دم جانا ہو جائے، جتنا ذخیرہ اپنے لئے چھوڑ جائے گا وہی دیرپا اور کار آمد ہے، عزیز واقرباء، احباب، رشتہ دار سب دو چار دن رو کر یاد کر کے اپنے اپنے مشاغل میں لگ کر بھول جائیں گے، کام آنے والی چیزیں یہی ہیں جن کو آدمی اپنی زندگی میں اپنے لئے کبھی فنا نہ ہونے والے بینک میں جمع کر جائے کہ سرمایہ محفوظ رہے اور نفع قیامت تک ملتا رہے (فضائل صدقات حصہ اول. ۱۱۶)

بے عمل شخص کا واعظ و نصیحت کرنا۔ ایک یہ بات مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص خود کسی غلطی کے اندر مبتلا ہے تو اس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسروں کو اس غلطی سے روکے، مثلاً ایک شخص دوسروں کو بھی نماز باجماعت کی تلقین نہ کرے، جب تک کہ خود نماز باجماعت کا پابند نہ ہو جائے، یہ بات درست نہیں، بلکہ حقیقت میں بات الٹی ہے، وہ یہ کہ جو شخص دوسروں کو نماز

Marfat.com

باجماعت کی تلقین کرتا ہے اسکو چاہیے کہ وہ خود بھی نماز باجماعت کی پابندی کرے، نہ یہ کہ جو شخص نماز باجماعت کا پابند نہیں ہے وہ دوسروں کو تلقین نہ کرے، عام طور پر لوگوں میں یہ آیت مشہور ہے جس کا مفہوم ہے کہ "اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو، بعض لوگ اس آیت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کوئی کام نہیں کرتا تو وہ شخص دوسروں کو بھی اس کی تلقین نہ کرے، مثلاً ایک شخص صدقہ نہیں دیتا تو وہ دوسروں کو بھی صدقہ کی تلقین نہ کرے، یا مثلاً ایک شخص سچ نہیں بولتا تو وہ دوسروں کو بھی سچ بولنے کی تلقین نہ کرے، آیت کا یہ مطلب لینا درست نہیں، بلکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو بات اور جو چیز تمہارے اندر موجود نہیں ہے، تم اس کا دعوٰی مت کرو، کہ یہ بات میرے اندر موجود ہے مثلاً اگر تم نماز باجماعت کے پابند نہیں ہو تو دوسروں سے یہ مت کہو کہ میں نماز باجماعت کا پابند ہوں، یا تم اگر نیک اور متقی نہیں ہو تو دوسروں کے سامنے یہ دعوٰی مت کرو کہ میں متقی ہوں، نیک ہوں، یا مثلاً تم نے حج نہیں کیا تو یہ مت کہو کہ میں نے حج کر لیا ہے اس آیت کے یہ معنی ہیں، یعنی جو کام تم کرتے نہیں ہو، دوسروں کے سامنے اس کا دعوٰی کیوں کرتے ہو؟ آیت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کام تم نہیں کرتے تو دوسروں سے اس کی تلقین بھی مت کرو اس لیے کہ بعض اوقات دوسروں کو کہنے سے انسان کو خود فائدہ ہو جاتا ہے، جب انسان دوسروں کو کہتا ہے، اور خود عمل نہیں کرتا تو انسان کو شرم آتی ہے، اور اس شرم کی وجہ سے انسان خود بھی عمل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

☆ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم خود ان باتوں کے پابند نہیں اور اس منصب کے اہل نہیں تو دوسروں کو کس مُنہ سے نصیحت کریں لیکن یہ نفس کا صریح دھوکہ ہے جب ایک کام کرنے کا ہے اور حق تعالیٰ کی جانب سے ہم اس کے مامور ہیں تو پھر ہمیں اس میں پس و پیش کی گنجائش نہیں، ہمیں خدا کا حکم سمجھ کر کام شروع کر دینا چاہیے پھر انشاء اللہ یہی جدو جہد ہماری پختگی اور استقامت کا باعث ہوگی اور اسی طرح کرتے کرتے ایک دن تقرب خداوندی کی سعادت نصیب ہو جائے گی یہ ناممکن اور محال ہے کہ ہم حق تعالیٰ کے کام میں جدو جہد کریں اور وہ رحمٰن و رحیم ہماری طرف نظر کرم نہ فرمائے اس قول کی تائید اس حدیث

Marfat.com

سے ہوتی ہے جس میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ''ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم بھلائیوں کا حکم نہ کریں جب تک خود تمام پر عمل نہ کریں اور برائیوں سے منع نہ کریں جب تک خود تمام برائیوں سے نہ بچیں، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں، بلکہ تم بھلی باتوں کا حکم کرو اگر چہ تم خود ان سب کے پابند نہ ہو اور برائیوں سے منع کرو اگر چہ تم خود ان سب سے نہ بچ رہے ہو (فضائل اعمال ۱۶.۷)

دوسروں کو نصیحت کرنے والا خود بھی عمل کرے. قرآن کریم کی ایک دوسری آیت ہے، جس کا مفہوم ہے کہ ''کیا تم دوسروں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو، اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، اور خود اس نصیحت پر عمل نہیں کرتے''، لہٰذا جب تم دوسروں کو کسی عمل کی نصیحت کر رہے ہو تو خود بھی عمل کرو، نہ یہ کہ چونکہ خود عمل نہیں کر رہے ہو، لہٰذا دوسروں کو بھی نصیحت نہ کرو، یہ مطلب نہیں ہے بہر حال، دوسروں کو نصیحت کرنے میں اس بات کی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے کہ میں خود اس پر کار بند نہیں ہوں، مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات جب مجھے اپنے اندر کوئی عیب محسوس ہوتا ہے تو میں اس عیب کے بارے میں وعظ کر دیتا ہوں، اسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری اصلاح فرما دیتے ہیں (مولانا تقی عثمانی)

☆ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ ایک شخص وہ ہے جو خود تو عمل نہیں کرتا، لیکن دوسروں کو نصیحت کرتا ہے، اور ایک آدمی وہ ہے جو خود بھی عمل کرتا ہے، اور دوسروں کو بھی نصیحت کرتا ہے، دونوں کی نصیحت کی تاثیر میں فرق ہے، جو شخص عمل کر کے نصیحت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی بات میں اثر پیدا فرما دیتے ہیں، وہ بات دلوں میں اتر جاتی ہے، اور بے عملی کے ساتھ جو نصیحت کی جاتی ہے، اس کا اثر سننے والوں پر بھی کما حقہ نہیں ہوتا، زبان سے بات نکلتی ہے، اور کانوں سے ٹکرا کر واپس آ جاتی ہے، دلوں میں نہیں اترتی لہٰذا عمل کی کوشش ضرور کرنی چاہیے، مگر یہ چیز نصیحت کی بات کہنے سے مانع نہیں ہونی چاہیے۔ (دعوت و تبلیغ کے اصول. ۲۷)

قبر و آخرت کا علم. اصل علم تو ہے ہی آخرت کا علم یعنی قبر اور آخرت کی تیاری کیلئے اور کامیابی کیلئے جتنا علم ضروری ہے اس کا حاصل کرنا ہر مسلمان کیلئے فرض ہے کیونکہ آخرت میں ایک کڑے امتحان سے گزرنا ہے جس کے تین سوال (پرچے) قبر میں ہونگے اور پانچ

Marfat.com

سوال (پرچے) قیامت والے دن ہونگے ان ہی سوالوں کی تیاری کا نام علم دین ہے جس کو حاصل کر کے اس پر عمل کرنا مقصد حیات ہے اور آخرت میں ذریعہ نجات ہے۔

☆ قبر کے تین سوال یہ ہیں (۱) تیرا رب کون ہے (۲) تیرا دین کیا ہے (۳) تیرا نبی کون ہے اور آخرت کے سوالوں کے بارے میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن آدمی کے دونوں قدم اس وقت تک محاسبہ کی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے جب تک پانچ سوالوں کا مطالبہ نہ ہو جائے اور ان کا معقول جواب نہ ملے (۱) اپنی عمر کس کام میں خرچ کی (۲) اپنی جوانی کس چیز میں خرچ کی (۳) مال کہاں سے کمایا (۴) اور کہاں خرچ کیا (۵) اپنے علم پر کیا عمل کیا، قبر کے تین سوالوں کا جواب، آدمی تب ہی صحیح دے پائے گا کہ جب اس نے زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کو نبی ﷺ کے طریقہ کے مطابق مان کر بسر کی ہوگی اور اپنے اللہ اور رسول ﷺ کی پہچان کر کے گزاری ہوگی۔

☆ آخرت کے پانچ سوالوں میں سب سے اول مطالبہ یہ کہ اپنی عمر کس کام میں خرچ کی اس بارے حق تعالیٰ نے سورہ زاریات کی آیت-۵۶ میں انسان کی زندگی کا مقصد خود ہی ارشاد فرما دیا کہ "میں نے جن وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں" ایسی حالت میں ہر شخص کو اپنی زندگی کے پورے اوقات کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ اپنے قیمتی اوقات کا کس قدر حصہ اس مقصد میں خرچ کرتا ہے جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے اور کتنا حصہ اپنی ضروریات، تفریحات اور غیر متعلق مشاغل میں خرچ کرتا ہے اس کی مثال اس طرح ہے کہ آپ ایک شخص کو دوکان پر ملازم رکھتے ہیں اسی کی اس کو تنخواہ دیتے ہیں وہ دن بھر اپنی ذاتی ضروریات میں لگا رہتا ہے چند منٹ کیلئے ایک پھیرا دوکان پر لگا جاتا ہے کیا آپ گوارا کریں گے کہ اس کو پوری تنخواہ دیتے رہیں اگر نہیں تو پھر اپنے لیے آپکا کیا عذر ہے کہ حق تعالیٰ نے محض عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اور وہ مالک و خالق ہے ہر وقت آپکو اپنی عطاؤں سے نوازتا رہتا ہے اور آپ نے اپنے فضول کاموں میں عمر گزار دی اور اپنے آپکو تسلی دیتے ہیں کہ پانچ وقت نماز میں حاضری تو دے دیتے ہیں غور کریں یہ جواب آپ اپنے نوکروں سے بھی برداشت کریں گے۔

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن : دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

Marfat.com

☆ دوسرا مطالبہ یہ کہ جوانی کی قوت کس چیز میں خرچ کی گئی اللہ کی رضا اور خوشنودی کے کاموں میں، اس کی عبادت میں اور مظلوموں کی حمایت میں ضعیفوں اور اپاہجوں کی اعانت میں، یا فسق و فجور میں، عیاشی اور آوارگی میں، بے بس پر ظلم کرنے میں، ناحق کی مدد کرنے میں، ناپاک دنیا کے کمانے میں، اور دین و دنیا دونوں جگہ کام نہ آنے والے فضول مشغلوں میں، اس بارے آدمی کے وہ اعضاء جن سے یہ حرکات کی ہونگی وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے اور جرائم کا اقرار کریں گے جہاں یہ اعضاء اپنے گناہ گنوائیں گے وہاں بہت سے نیک کام بھی گنوائیں گے لہٰذا جوانی اس لیے ہے کہ اس کی قوت کو ایسے کام میں خرچ کیا جائے جو مرنے کے بعد بھی کام آئے خوش قسمت ہیں وہ نوجوان جو اللہ کے کام میں ہر وقت منہمک رہتے ہیں اور گناہوں سے دور رہتے ہیں۔

در جوانی تو بہ کردن شیوہ پیغمبری : وقت پیری گرگ ظالم مے شود پرہیز گار

☆ تیسرا مطالبہ کہ جو مال حاصل کیا کس ذریعہ سے کیا جائز تھا یا ناجائز تھا حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی جو مال ناجائز طریقہ سے حاصل کرتا ہے اگر اس میں سے صدقہ کریگا تو قبول نہ ہوگا خرچ کرے تو برکت نہ ہوگی اور جو ترکہ چھوڑیگا وہ اس کیلئے جہنم کا ذخیرہ ہوگا ایک حدیث میں ہے کہ جو گوشت یا آدمی کے بدن کا ٹکڑا حرام مال سے نشو و نما پائے گا جہنم اس کیلئے بہتر ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی دس درہم کا کپڑا خریدے اور ان میں سے ایک درہم ناجائز آمدنی کا ہو تو جب تک وہ کپڑا بدن پر رہیگا اس کی نماز قبول نہ ہوگی حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزی کو دور نہ سمجھو کوئی آدمی اس وقت تک مر ہی نہیں سکتا جب تک کہ جو اس کے مقدر میں روزی لکھ دی گئی ہے وہ اس کو نہ مل جائے ایک حدیث میں ہے کہ روزی آدمی کیلئے متعین ہے اگر ساری دنیا کے جن و انس مل کر اس کو اس سے ہٹانا چاہیں تو نہیں ہٹا سکتے حضرت سعدؓ نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے درخواست کی کہ میرے لیے دعا کریں کہ حق تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپنی روزی کو پاکیزہ بنا لو مستجاب الدعاء بن جاؤ گے ورنہ اگر آدمی ایک حرام کا لقمہ آپنے پیٹ میں ڈالتا ہے جس سے اس کی چالیس دن کی عبادت ناقابل قبول بن جاتی ہے۔

☆ چوتھا مطالبہ حدیث بالا میں یہ ہے کہ مال کو کہاں خرچ کیا آدمی کے مال میں

Marfat.com

اس کے کام آنے والا صرف وہی ہے جس کو اللہ کے راستہ میں آدمی خرچ کردے ورنہ جتنا مال کی کثرت ہوگی اتنا ہی زیادہ حساب میں دیر لگنا ایک کھلی ہوئی بات ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس شخص سے حساب کیا جائیگا وہ ہلاک ہو جائیگا اسلیئے کہ حساب میں پورا اترنا سخت مشکل ہوگا حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جس شخص میں یہ تینوں چیزیں موجود ہوں اس کا حساب سہل ہوگا اور حق تعالیٰ شانہ اس کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کریگا وہ تین چیزیں یہ ہیں جو شخص تجھے اپنی عنائت سے محروم رکھے تو اس پر احسان کر، جو تجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر، جو تجھ سے قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر، ایک حدیث میں ہے کہ آدمی دو چیزوں سے گھبراتا ہے اور دونوں اس کیلیئے خیر ہیں ایک موت سے گھبراتا ہے حالانکہ موت فتنوں سے بچاؤ ہے دوسرے مال کی کمی سے گھبراتا ہے حالانکہ جتنا مال کم ہوگا اتنا ہی حساب کم ہوگا ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے بارے ارشاد فرمایا کہ عبدالرحمٰنؓ تم میری امت کے غنی لوگوں میں ہو اور جنت میں گھسٹ کر جاؤ گے اللہ تعالیٰ کو قرض دو تاکہ تمہارے پاؤں کھل جائیں حضرت عبدالرحمٰنؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا قرض دوں حضورؐ نے فرمایا آپنا سارا مال، یہ سن کر اٹھے تاکہ اپنا سارا مال لاکر حاضر کردوں حضور ﷺ نے ان کے پیچھے قاصد بھیج کر بلایا اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ابھی آئے اور پیغام دے گئے کہ عبدالرحمٰن سے کہہ دیجئے کہ مہمان نوازی کیا کریں غریبوں کو کھانا کھلایا کریں سوال کرنے والوں کا سوال پورا کیا کریں اور جو ان کے عیال ہیں ان سے صدقہ میں ابتداء کیا کریں یہ چیزیں ان کے تزکیہ کیلیئے کافی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ صدقہ کی ترغیب دی تو اپنے سارے مال کا آدھا صدقہ کردیا ایک دفعہ مصر کی تجارت سے لدے سو اونٹ سامان کے آئے تھے جو صدقہ کردیے اور اس کے بعد ایک مرتبہ چالیس ہزار دینار صدقہ کیے ایک مرتبہ پانچ سو گھوڑے، پانچ سو اونٹ جہاد کیلیئے دیے اور تیس ہزار غلام آزاد کیے اور ایک روایت میں ہے کہ تیس ہزار گھرانے آزاد کیے ایک مرتبہ ایک زمین چالیس ہزار کی فروخت کی اور سب کا سب فقراء مہاجروں اور آپنے رشتہ داروں اور ازواج مطہرات پر تقسیم کردیے اور آپنے انتقال کے وقت جو وصیت کی تھی اس میں ہر اس شخص کو جو بدر کی لڑائی

Marfat.com

میں شریک تھا فی آدمی چار سو اشرفیاں کی نصیحت کی تھی اس وقت اہل مدینہ سے سو آدمی زندہ تھے اور ایک باغ کی وصیت ازواج مطہرات کیلئے کی جو چالیس ہزار اشرفیوں میں فروخت ہوا اور خود اپنا حال یہ تھا کہ ایک مرتبہ کھانا کھانے کیلئے بیٹھے تو ایک پیالہ میں روٹی اور گوشت (ثرید) سامنے رکھا گیا اس کو دیکھ کر رونے لگے کسی نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ حضورؐ کا ایسی حالت میں وصال ہوا کہ جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ ملتی تھی ہمیں یہ حالات اپنے لیے کچھ خیر معلوم نہیں ہوتے یعنی اگر یہ وسعت کچھ خیر کی چیز ہوتی تو حضور ﷺ کیلئے بھی ہوتی ان کمالات پر وہ محاسبہ ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

☆ پانچواں مطالبہ یہ کہ آپنے علم پر کس قدر عمل کیا حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے علم سے ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہا کرو علم میں خیانت مال میں خیانت کرنے سے زیادہ سخت ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا مطالبہ ہوگا بہت سی احادیث میں ہے کہ جس شخص سے کوئی چیز پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپائے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائیگی۔

☆ ایک حدیث میں ہے کہ بعض جنتی لوگ بعض جہنمی لوگوں کے پاس جا کر کہیں گے کہ تمہیں کیا ہوا تم یہاں پڑے ہو ہم تو تمہاری وجہ سے جنت میں گئے ہیں کہ تم ہی سے ہم نے علم سیکھا تھا وہ جواب دیں گے کہ ہم دوسروں کو تو بتاتے تھے خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

☆ حضرت ابو درداءؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس کا خوف اور ڈر ہے کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے مجھے آواز دی جائے میں جب حاضر ہوں تو وہاں سے مطالبہ کیا جائے کہ اپنے علم میں کیا عمل کیا تھا ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب والا وہ عالم ہوگا جس کے علم سے اس کو نفع نہ ہو

☆ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے شب معراج میں ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ جہنم کی آگ کی قینچیوں سے کترے جارہے تھے میں نے حضرت جبرائیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ آپکی امت کے وہ واعظ ہیں جو دوسروں کو نصیحت کرتے تھے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

(ص ۹۹ فضائل صدقات دوم)

Marfat.com

علم کے مطابق عمل نہ کرنے پر وعیدیں. حضرت علی ہجویریؒ (داتا گنج بخش) نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ میں نے زندگی میں تیس سال تک بڑے بڑے مجاہدے کیے ہیں سب سے مشکل مجاہدہ اپنے علم پر عمل کرنا ہے فرماتے ہیں علم کے بغیر عمل اور عمل بغیر علم کے، دونوں کی مثال اس گدھے کی طرح ہے جو ساری عمر آٹے کی چکی کے ساتھ چلتا رہتا ہے مگر اس کو کبھی منزل حاصل نہیں ہوتی یعنی ساری مشقت بے سود ثابت ہوتی ہے حضرت ابراہیم ادھم سیکھنے کیلئے جگہ جگہ کا سفر کرتے تھے ایک جگہ راستے میں ایک پتھر دیکھا جس پر لکھا تھا کہ مجھے پلٹ کر دیکھو آپ نے پلٹ کر دیکھا تو اس پر لکھا تھا کہ جتنا علم ہے اس پر عمل نہیں ہے تو وہ علم کیوں حاصل کرتے ہو جو تیرے پاس نہیں فرمایا کہ تین اشخاص سے بچو (۱) غافل علماء سے (۲) مداہن فقراء سے (۳) جاہل صوفیاء سے۔

(کشف المحجوب)

☆ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ علم ہے جو دل میں اتر جائے وہی علم نافع ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو صرف زبان پر ہو یعنی عمل اور اخلاص سے خالی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے خلاف (اس کے مجرم ہونے کی) دلیل یعنی یہ علم الزام دیگا کہ جاننے کے باوجود عمل کیوں نہیں کیا۔

(منتخب احادیث. ۲۹۸)

☆ حضور اقدس ﷺ سے جو دعائیں کثرت سے نقل کی گئی ہیں ان میں یہ دعا بھی بکثرت وارد ہے کہ ''اے اللہ میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک عالم لایا جائیگا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا اس کی آنتیں اس کے اردگرد اس طرح گھومتی ہونگی جس طرح چکی کے گرد گدھا گھومتا ہے یا کوہلو کا بیل چکر لگاتا ہے لوگ تعجب کے ساتھ پوچھیں گے کہ آپ یہاں کیسے آئے وہ کہے گا کہ میں اپنے علم پر عمل نہ کرتا تھا دوسروں کو نصیحت کیا کرتا تھا مگر اپنی خبر نہ لیتا تھا۔

(ص ۱۳۲ تبلیغ دین)

☆ حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے قبیلہ قیس کی تعلیم کے

Marfat.com

لئے بھیجا، میں نے جا کر دیکھا کہ وہ وحشی اونٹوں کی طرح سے ہیں ان کا ہر وقت دھیان اپنے اونٹ اور بکری میں لگا رہتا ہے، ان کے سوا کوئی دوسرا فکر ہی ان کو نہیں (ہر وقت بس دنیا کے دھندوں میں لگے رہتے ہیں) میں وہاں سے واپس آ گیا، حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا کر کے آئے، میں نے حضور ﷺ سے ان کا حال بیان کر دیا، اور (دین سے) ان کی غفلت کی خبر سنائی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، عمار! اس سے زیادہ تعجب کی بات اس قوم کی حالت ہے جو عالم ہونے کے باوجود (دین سے) ایسے ہی غافل ہیں جیسا کہ یہ غافل ہیں۔

☆ ایک اور حدیث میں ہے کہ بعض آدمی جہنم میں ڈالے جائیں گے جن کی بدبو اور تعفن سے جہنمی لوگ بھی پریشان ہو جائیں گے، وہ لوگ ان سے کہیں گے، تمہارا کیا عمل ایسا تھا جس کی یہ نحوست ہے، ہمیں اپنی ہی مصیبت جس میں ہم مبتلا تھے کیا کم تھی تمہاری اس بدبو نے اور بھی پریشان کر دیا ہے، یہ لوگ کہیں گے کہ ہم اپنے علم سے نفع نہیں اٹھاتے تھے

☆ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ مجھے اس امت پر زیادہ خوف منافق عالم کا ہے کسی نے پوچھا، منافق عالم کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ زبان کا عالم، دل اور عمل کا جاہل، یعنی تقریر تو بڑی لچھے دار کرے مگر عمل کے نام صفر، حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ تو ایسا نہ بن کہ علماء کے علم کا جمع کرنے والا ہو، حکیموں کے نادر کلام کا حامل ہو مگر عمل میں احمق بے وقوفوں کی طرح ہو۔

☆ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ علم عمل کیلئے آواز دیتا ہے جو کوئی شخص اس پر عمل کرے تو وہ علم باقی رہتا ہے، ورنہ وہ بھی چلا جاتا ہے یعنی علم ضائع ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو عالم دنیادار ہو وہ احوال کے اعتبار سے جاہل سے زیادہ کمینہ ہے اور عذاب کے اعتبار سے زیادہ سختی میں مبتلا ہوگا۔

☆ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس عالم کو دنیا سے محبت رکھنے والا دیکھو اپنے دین کے بارہ میں اس کو متہم سمجھو، اس لئے کہ جس شخص کو جس سے محبت ہوتی ہے، اسی میں گھسا کرتا ہے، ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ جس کو گناہ میں لذت آتی ہو، وہ اللہ کا عارف ہو سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس میں ذرا تردد نہیں کہ جو شخص دنیا کو آخرت پر ترجیح

Marfat.com

دے وہ عارف نہیں ہوسکتا۔

☆ حاتم اصمؒ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اس عالم سے زیادہ حسرت والا کوئی نہ ہوگا جس کی وجہ سے دوسروں نے علم سیکھا اور اس پر عمل کیا، وہ تو کامیاب ہو گئے اور وہ خود عمل نہ کرنے کی وجہ سے ناکام رہا، ابن سماکؒ کہتے ہیں کتنے شخص ایسے ہیں جو دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے ہیں، خود اللہ تعالیٰ کو بھولتے ہیں، دوسروں کو اللہ تعالیٰ سے ڈراتے ہیں خود اللہ تعالیٰ پر جرأت کرتے ہیں، دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بناتے ہیں خود اللہ تعالیٰ سے دور ہیں، دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں خود اللہ تعالیٰ سے بھاگتے ہیں۔

(فضائل صدقات حصہ دوم۔ ۱۱۹)

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے وہ علم جو اللہ کی رضا کیلئے سیکھنا چاہئے تھا دنیا کا مال و متاع حاصل کرنے کیلئے سیکھا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔

(ص ۶۵۹ منتخب احادیث)

☆ ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص تقریر و بلاغت اس لئے سیکھے تاکہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو قیامت کے دن اس کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی نہ فرض نہ نفل۔ (ص ۵۹۹ فضائل تبلیغ)

غلط حدیث بیان کرنے کا وبال۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری طرف نسبت کر کے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرو جس شخص نے جان بوجھ کر میری طرف غلط حدیث منسوب کی اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لینا چاہیے جس نے قرآن شریف کی تفسیر میں اپنی رائے سے کچھ اضافہ کیا اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لینا چاہیے (منتخب احادیث۔ ۳۲۰)

☆ حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن کریم (کی تفسیر) میں اپنی رائے سے کچھ کہا وہ حقیقت میں صحیح بھی ہو تب بھی اس نے غلطی کی مطلب یہ ہے جو شخص قرآن کریم کی تفسیر اپنی عقل اور رائے سے کرتا ہے پھر اتفاقاً وہ صحیح بھی ہو جائے تب بھی اس نے غلطی کی کیونکہ اس نے اس تفسیر کیلئے نہ احادیث کی

Marfat.com

طرف رجوع کیا اور نہ ہی علمائے امت کی طرف رجوع کیا۔ (ایضاً)

اہل علم کے واقعات.

حضرت امام ابوحنیفہ. ہمارے اسلاف اور بزرگان دین کے ہر قسم کے علوم کو محنت کر کے یکجا کرنے اور اس میں تحقیق کر کے ہم تک پہنچانے میں بڑا کردار ادا کیا ہے امام اعظم ابوحنیفہ جن کا اسم گرامی نعمان بن ثابت تھا عراق کے شہر کوفہ میں ۸۰ ہجری بمطابق ۶۹۹ء میں پیدا ہوئے عبدالملک بن مروان اس وقت اموی خلیفہ تھا اور حجاج بن یوسف عراق کا گورنر تھا انہوں نے اپنی زندگی کے ۵۲ سال اموی دور اور ۱۸ سال عباسیہ دور میں گزارے حجاج بن یوسف کی وفات کے وقت انکی عمر ۱۵ سال تھی عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں وہ جوان تھے وہ بڑی محنت سے ناسخ و منسوخ احادیث کی تحقیق فرماتے تھے کوفہ اس زمانہ میں علم کا گھر تھا اس میں جتنے محدثین تھے سب کی احادیث کو جمع فرمایا تھا جب کوئی باہر سے محدث آتے تو شاگردوں کو کہتے کہ ان کے پاس اگر کوئی حدیث ہو جو اپنے پاس نہ ہو تو اس کی تحقیق کرو ایک علمی مجلس امام صاحب کے پاس تھی جن میں محدث، فقیہ اور اہل لغت کا مجمع تھا جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا اس مجلس میں اس پر بحث ہوتی اور بعض اوقات ایک مہینہ تک اس پر بحث ہوتی رہتی اس کے بعد کوئی بات طے ہوتی تو مذہب قرار پاتی اور لکھ لی جاتی۔

(ص ۱۱۳ حکایات صحابہ)

☆ امام ابوحنیفہ اور امام مالک مسجد نبوی میں عشاء کے بعد سے ایک مسئلہ میں بحث شروع کرتے اور وہ بھی اس طرح کہ نہ کوئی طعن و تشنیع ہوتی اور نہ تغلیظ اسی حالت میں صبح ہو جاتی اور اسی جگہ صبح کی نماز پڑھتے۔ (ص ۱۱۱ حکایت صحابہ)

حضرت امام ابو یوسف. علم دین کی برکت کیوجہ سے آدمی دنیا و آخرت کے بلند مرتبوں کو حاصل کر لیتا ہے امام ابو یوسف شکل کے اتنے اچھے نہ تھے اور نہ ہی انکا حسب نسب اعلیٰ تھا ان کی والدہ بیوہ عورت تھی وہ ان کو ایک دھوبی کے پاس مزدوری اور کام سکھلانے کیلئے لے گئیں تھیں یہ دھوبی کے پاس کام کرنے کیلئے جاتے تو راستے میں امام ابوحنیفہ کے مدرسہ

Marfat.com

سے گزر ہوتا وہاں پر اپنے جیسے بچوں کو پڑھتے ہوئے حسرت بھری نظروں سے دیکھتے تو ان کو بھی پڑھنے کا شوق پیدا ہوا تو دھوبی کے پاس جانے کے بجائے امام ابوحنیفہؒ کے پاس پڑھنے بیٹھ جاتے تھے یہ بڑے ذہین تھے کچھ دن جب دھوبی کے پاس نہ گیا تو ان کی ماں کو پتہ چلنے پر وہ امام ابوحنیفہؒ کے پاس آ کر جھگڑنے لگی کہ تو نے میرے بیٹے کو کام سے ہٹا کر ادھر پڑھنے کیلئے بٹھا دیا ہے ہمارے گھر میں کوئی کمانے والا نہیں ہے ہمارے گھر کا چولہا کیسے جلے گا امام صاحب نے اس کی ماں کو سمجھایا کہ تیرے گھر کے چولہے کا اللہ تعالیٰ بندوبست کر دے گا تو اس کو پڑھنے دے ایک دن آئیگا یہ بادشاہ کے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھائے گا امام ابوحنیفہؒ اس بچے کی ذہانت دیکھ کر سمجھ رہے تھے کہ یہ بچہ کبھی بڑی ہستی بنے گا اس لیے ان کے گھر کے سارے اخراجات ہمیشہ کیلئے خود اپنے ذمہ لے لیے پھر ایک دن آیا یہی بچہ امام ابو یوسف کے نام سے مشہور ہوا ہارون الرشید کے زمانہ خلافت میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بنے اس کی سواری ہارون الرشید کے محل کے اندر تک جاتی تھی اور ہارون الرشید کے ساتھ بیٹھ کر اس کے دستر خوان پر کھانا کھاتے تھے ہارون الرشید دستر خوان پر پڑی چیزیں خود اٹھ کر اپنے ہاتھوں سے ان کو پیش کرتا تھا یہ علم دین کی برکت تھی کہ دھوبی بننے والے شخص کو اللہ تعالیٰ نے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے عہدہ پر پہنچا دیا۔

(بیان مولانا عبدالرحمان رائیونڈ)

حضرت امام بخاریؒ۔ امام بخاری ۱۹۴ ہجری میں پیدا ہوئے عبداللہ بن مبارک کی سب تصنیف بچپن میں ہی یاد کر لی تھیں آپنے شہر میں جتنی احادیث مل سکیں ان کو حاصل کر لینے کے بعد ۲۱۶ھ میں سفر شروع کیا والد کا انتقال ہو چکا تھا اس وجہ سے یتیم تھے والدہ سفر میں ساتھ تھیں اس کے بعد بلخ، بغداد، مکہ، بصرہ، کوفہ، شام، عسقلان، حمص، دمشق کے شہروں کا سفر کیا اور ہر جگہ جو ذخیرہ احادیث کا مل سکتا تھا حاصل فرمایا اور ایسی نوعمری میں استاد احادیث بن گئے تھے کہ منہ پر داڑھی کا ایک بال بھی نہ نکلا تھا کہتے تھے کہ میری ۱۸ سال کی عمر تھی جب میں نے صحابہ اور تابعین کے فیصلے تصنیف کیے امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ میں نے چھ لاکھ احادیث کا ذخیرہ جمع کیا جس میں سے منتخب کر کے سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) احادیث سے بخاری شریف تصنیف کی ہے ہر حدیث لکھتے وقت ۲ رکعت نفل

Marfat.com

پڑھ کر حدیث لکھی ہے حاشدؒ اور انکے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ ہم لوگوں کے ساتھ استاد کے پاس جایا کرتے ہم لوگ لکھتے اور بخاریؒ ویسے ہی واپس آجاتے ہم نے کئی روز گزر جانے کے بعد ان سے کہا کہ تم وقت ضائع کرتے ہو وہ چپ ہو گئے جب کئی مرتبہ کہا تو کہنے لگے کہ تم نے دق ہی کر دیا لاؤ تم نے کیا لکھا ہے ہم نے اپنا مجموعہ احادیث نکالا جو پندرہ ہزار احادیث سے زیادہ مقدار میں تھا انہوں نے ان سب کو حفظ سنا دیا ہم دنگ رہ گئے۔ (ص ۱۰۹ حکایات صحابہ)

حضرت امام ابن جوزیؒ۔ ابن جوزی مشہور محدث ہیں تین سال کی عمر میں باپ فوت ہو گیا یتیمی کی حالت میں پرورش پائی خود فرمایا کہ میں نے اپنی انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں درس کا یہ عالم تھا کہ مجلس میں بعض مرتبہ ایک لاکھ سے زائد شاگرد ہوتے تھے احادیث لکھتے وقت قلموں کے تراشے جمع کرتے رہتے تھے مرتے وقت نصیحت کی تھی کہ میرے غسل کا پانی ان تراشوں سے گرم کیا جائے کہتے ہیں کہ یہ تراشے صرف غسل کا پانی گرم کرنے کیلئے کافی نہ تھے بلکہ گرم کرنے کے بعد تراشے بچ بھی گئے تھے۔

حضرت امام ابن جریر طبریؒ۔ ابن جریر طبری مشہور مورخ اور محدث تھے چالیس سال تک روزانہ چالیس ورق لکھنے کا معمول تھا ان کی تاریخ مشہور ہے اور تقریباً تین ہزار اوراق پر لکھی ہوئی ہے اس طرح انکی تفسیر بھی مشہور ہے۔ امام مسلمؒ نے چودہ برس میں احادیث پڑھنا شروع کیں اور اسی میں آخر تک مشغول رہے خود فرماتے ہیں کہ میں نے تین لاکھ احادیث میں سے چھانٹ کر مسلم شریف تصنیف کی ہے جس میں بارہ ہزار احادیث ہیں۔

(ص ۱۰۹ تا ۱۱۵ حکایات صحابہ)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ۔ علماء دین کو بعض اوقات حق بات کہنے کی پاداش میں سخت تکالیف و مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ اپنے مذہب اور عقیدہ کے پکے تھے آپ کے زمانہ میں قرآن کے مخلوق ہونے کا ایک فتنہ اٹھا حکومت وقت بھی ان لوگوں کے ساتھ متفق ہوگئی جو قرآن پاک کو مخلوق مانتے تھے امام احمد بن حنبل نے انکا ڈٹ کر مقابلہ کیا چنانچہ جب خلیفہ واثق باللہ نے آپکو مجبور کرنا چاہا کہ

Marfat.com

قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کریں تو آپ نے صاف انکار کر دیا آپ سے مناظرہ بھی کروایا گیا مناظرہ آپ نے جیت لیا جس کی پاداش میں آپ پر بڑی سختیاں کی گئیں اور قید وکوڑوں کی سزائیں دی گئیں امام صاحب کو روزانہ کوڑے لگوائے جاتے تھے جس کیوجہ سے آپ بڑے پریشان اور گھبرائے ہوئے رہتے تھے ان دنوں ایک ڈاکو بھی آپ کے ساتھ قید تھا جس کی بات سے امام صاحب کا حوصلہ بڑھا ڈاکو کہنے لگا امام صاحب آپ حق پر ہیں اور حق کیلئے کوڑے کھا رہے ہیں پھر آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں جب میں جیل سے باہر ہوتا ہوں تو ڈاکے ڈالتا ہوں اور جب جیل میں ہوتا ہوں تو حکومت کے کوڑے کھاتا ہوں لیکن پھر بھی گھبراتا نہیں ہوں تو آپ حق کیلئے کوڑے کھا کر کیوں پریشان ہوتے ہیں ڈاکو کی اس بات سے آئندہ کی سختیاں برداشت کرنے کیلئے امام احمد بن حنبل کی حوصلہ افزائی ہوئی ۔امام احمد بن حنبل کو دس لاکھ احادیث یاد تھیں جس میں سے چالیس ہزار سے زائد مسند امام احمد میں جمع کی ہیں تین سو رکعتیں روزانہ پڑھنے کا معمول تھا۔

<u>حضرت عبداللہ بن مبارکؒ</u>۔ عبداللہ بن مبارکؒ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور امام بخاریؒ کے استاد تھے ان کے والد حضرت مبارکؒ خراسان کے بہت بڑے آدمی کے باغ میں مالی تھے ایک دن باغ کا مالک اپنے باغ میں گیا تو اس نے مالی سے کہا کہ کھانے کیلئے کوئی انار لے آؤ جو میٹھا ہو یہ انار توڑ کر لائے جو کھٹا تھا دو تین بار اسی طرح ہوا تو باغ کے مالک نے کہا کہ تم کیسے مالی ہو کہ تمہیں کافی عرصہ ہو گیا مالی کا کام کرتے ہوئے مگر تمہیں کھٹے اور میٹھے انار کا ہی پتہ نہیں ہے مالی نے کہا میں نے کبھی انار کو چکھا ہو تو پتہ ہو باغ کا مالک اس کی دیانتداری سے بڑا متاثر ہوا اور اپنی بیٹی کا رشتہ اس کو دے دیا اس کے بطن سے عبداللہ بن مبارکؒ پیدا ہوئے جو اپنے زمانے کے بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے۔ایک مرتبہ ہارون الرشید کا بغداد میں انکی مجلس سے گزر ہوا جہاں لاکھوں کا مجمع موجود تھا تو اس کی بیوی زبیدہ نے اتنا بڑا مجمع دیکھ کر ہارون الرشید سے کہا کہ حکومت تمہاری ہے یا اس کی ، ہارون الرشید نے کہا کہ اصل حکومت جو دلوں پر ہوتی ہے وہ عبداللہ بن مبارک کی ہے کیونکہ جو چیز یعنی علم دین جو اس نے سیکھا ہے وہ میں نہیں سیکھ سکا۔ (بیان مولانا عبدالرحمان راؤنڈ)

Marfat.com

حضرت سید نظام الدین اولیاءؒ۔ سید نظام الدین اولیاء کے والد ماجد بچپن میں فوت ہو گئے تھے ان کی والدہ نے علم حاصل کرنے کی غرض سے انکو مدرسے میں داخل کروادیا انکی والدہ سوت کات کر جو اجرت لیتی تھی اس سے دووقت کی روٹی کا انتظام ہو جاتا تھا کبھی کبھی فاقہ بھی ہو جاتا تھا تو اس دن ماں کہتی کہ آج ہم اللہ کے مہمان ہیں جب حفظ ختم ہوا تو استاد نے کہا کہ کل دوگز کپڑا لے کر آنا تمہاری دستار بندی کرنی ہے ماں نے کہا کہ استاد سے کہنا کہ دستار بندی دودن بعد کرنا تا کہ سوت کات کر دستار بندی کے لیے کپڑے کا بندوبست کیا جاسکے ماں نے سوت کات کر اتنا بچالیا کہ دستار بندی کیلئے دوگز کپڑا آ گیا ماں بیمار ہوئیں تو ماں سے کہا کہ آپ کے بعد کون ہے جو ہماری کفالت کریگا اس نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں نظام الدین کو تیرے حوالہ کرتی ہوں اور انتقال ہو گیا یہ وہی یتیم نظام الدین تھا جو علم دین کی وجہ سے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کہلائے اور ہزاروں لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے آج انکی قبر بھی لاکھوں زائرین کی زیارت کا مرکز بنی ہوئی ہے۔

(بیان مولانا عبدالرحمان اجتماع مورخہ ۱۱۔۱۱۔۳)

حضرت حاتم اصم: حضرت حاتم آصم مشہور بزرگ تھے اور حضرت شفیق بلخی کے خاص شاگرد تھے ایک مرتبہ حضرت شیخ نے پوچھا کہ حاتم کتنے عرصے سے تم میرے ساتھ ہو انہوں نے عرض کیا تینتیس (۳۳) برس سے، شیخ نے دریافت کیا اتنے دنوں میں تم نے مجھ سے کیا سیکھا حضرت حاتم نے عرض کیا آٹھ مسئلے سیکھے ہیں حضرت شفیق نے فرمایا اتنی طویل مدت میں صرف آٹھ مسئلے سیکھے میری تو عمر ہی تمہارے ساتھ ضائع ہو گئی پھر فرمایا کہ اچھا بتاؤ وہ آٹھ مسئلے کیا ہیں حاتم نے عرض کیا وہ آٹھ مسئلے یہ ہیں۔

(۱) میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کو کسی نہ کسی سے محبت ہے (بیوی، اولاد، مال اور احباب وغیرہ وغیرہ سے) لیکن جب وہ قبر میں جاتا ہے تو سب اس سے جدا ہو جاتے ہیں اس لیے میں نے نیکیوں سے محبت کر لی تا کہ مرنے کے بعد بھی میرا محبوب میرے ساتھ ہی جائے۔

(۲) میں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (والنازعات ع ۲) کو دیکھا جس کا مفہوم ہے کہ جو شخص اللہ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا ہوگا۔ اور نفس کو حرام خواہش سے روکا ہوگا جنت

Marfat.com

اس کا ٹھکانا ہوگا میں نے آپنے نفس کو حرام خواہشات سے روکا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جم گیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے ارشاد (آیت ۱۳ سورہ نمل) کا مفہوم ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس دنیا میں ہے وہ ختم ہو جائیگا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لہٰذا میں نے اپنی پسند کی چیزیں اللہ تعالیٰ کے پاس بھیج دیں تا کہ ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جائیں۔

(۴) میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد (ع ۲ سورہ حجرات) دیکھا جس کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو لہٰذا میں نے تقویٰ اختیار کرلیا تا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریف بن جاؤں۔

(۵) میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں عیب جوئی کرتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں اور یہ سب کا سب حسد کی وجہ سے ہوتا ہے پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ع ۳ سورہ زخرف) کا مفہوم دیکھا کہ روزی کا بانٹنا صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے اور یہ سمجھ لیا کہ مال کا زیادہ یا کم ہونا اللہ کی طرف سے ہے اور اس میں کسی کے فعل کا زیادہ دخل نہیں ہے اسلئے اب مجھ کو کسی پر غصہ ہی نہیں آتا۔

(۶) میں نے دیکھا کہ دنیا میں تقریباً ہر شخص کی کسی نہ کسی سے لڑائی ہے دشمنی ہے میں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (ع ۱ سورہ فاطر) جس کا مفہوم ہے کہ شیطان بے شک تمہارا دشمن ہے اس کے ساتھ دشمنی ہی رکھو پس میں نے دشمنی کیلئے اسکو چن لیا اور اس کے علاوہ سب سے دشمنی ہٹالی۔

(۷) میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (ع ۱ سورہ ہود) کو دیکھا ہے جس کا مفہوم ہے کہ "کوئی جاندار زمین پر چلنے والا ایسا نہیں جس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو لہٰذا میں نے آپنے اوقات ان چیزوں میں مشغول کر لیے جو مجھ پر اللہ کی طرف سے لازم ہیں۔

(۸) میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو مجھ پر توکل اور بھروسہ کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہے (ع ۱ سورہ طارق) اسلئے میں نے اللہ پر توکل اور بھروسہ کرلیا

☆ حضرت شفیق نے فرمایا حاتم میں نے توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن کے علوم کو دیکھا میں نے سارے خیر کے کام ان ہی آٹھ مسائل میں پائے پس جو ان آٹھوں پر عمل کرے اس نے اللہ کی چاروں کتابوں کے علوم پر عمل کرلیا۔ (ص ۱۱۹ فضائل صدقات حصہ دوم)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

(۲) ایمانیات کا بیان.

کلمہ (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) **کا ایمان و یقین.** جن الفاظ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لا کر آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے ان کے مجموعہ کو شرع شریف میں کلمہ طیبہ (لا اله الا الله محمد رسول الله) کہتے ہیں جس کے پڑھنے سے اعمال نامہ سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں کلمہ میں چار فرائض ہیں (i) زبان سے کہنا (ii) معنی سمجھنا (iii) اعتبار اور تصدیق دل سے کرنا (iv) اس پر ثابت قدم رہنا یہاں تک کہ موت آ جائے (ص۲ مسائل و معلومات حج وعمرہ)، کلمہ طیبہ کا مفہوم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، کلمہ کا مقصد ہے کہ خبر رسول اللہ ﷺ کو بغیر کسی مشاہدہ کے محض رسول اللہ ﷺ کے اعتماد پر یقینی طور سے مان کر اللہ وحدہ لاشریک کی ذات سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر کسی سے کچھ نہ ہونے کا یقین ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں، اعمال اور سنت میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین اور آپ ﷺ کے غیروں کے طریقوں میں دونوں جہانوں کی ناکامی کا یقین بن جائے،

☆ کلمہ طیبہ پڑھنے والے پر کلمہ کے حقوق واجب ہو جاتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہمیشہ کلمہ لا اله الا الله محمد رسول اللّٰہ اپنے پڑھنے والے کو نفع دیتا ہے اور اس سے عذاب و بلا کو دور کرتا ہے جب تک کہ اس کے حقوق سے بے پرواہی نہ برتی جائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کے حقوق سے بے پرواہی کیا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی کھلے طور پر کی جائے پھر نہ ان انکار کیا جائے اور نہ ان کے بند کرنے کی کوشش کی جائے'' (ص ۸۰۷ فضائل اعمال)

☆ یہ کلمہ شک و شبہ، وہم و گمان اور تردد وغیرہ قبول نہیں کرتا بلکہ ضروری ہے کہ یہ قطعی اور پختہ یقین پر مبنی ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں. پھر شک و شبہ نہ کریں اور

Marfat.com

اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں یہی سچے اور راست گو ہیں" (الحجرات۔10) جیسا کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق جو کچھ گھر میں تھا سب لے آئے حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ! گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے انہوں نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا یعنی اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کے نام کی برکت اور ان کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا لہٰذا اس کلمہ کا صرف زبان سے کہہ لینا کافی نہیں بلکہ یقین قلب کا پایا جانا ضروری ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں جو بندہ بھی ان دونوں کے ساتھ شک وشبہ نہ رکھتے ہوئے اللہ سے ملے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا" (مسلم) اور اگر حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان پر یقین قلب حاصل نہ ہو تو یہ نفاق ہے اور منافق کا تو جنازہ بھی جائز نہیں ہے اور نہ صدقہ قابل قبول ہوتا ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ (آیت۔۸۰) میں فرمایا ہے کہ "اے نبی ﷺ! تم خواہ ایسے لوگوں کیلئے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو، اگر ستر مرتبہ بھی انہیں معاف کر دینے کی درخواست کرو گے تو اللہ انہیں ہرگز معاف نہ کریگا اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو راہ نجات نہیں دکھاتا" دوسری جگہ سورۃ توبہ (آیت۔۸۴) میں فرمایا ہے کہ "اور آئندہ ان میں سے کوئی مرجائے اس کی نماز جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی ان کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے" اس آیت کے پس منظر میں واقعہ یوں ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مر گیا اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی جو مخلص مسلمانوں میں تھے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کفن میں لگانے کیلئے آپ کا کرتہ مانگا آپ ﷺ نے کمال فراخ دلی کے ساتھ عطاء کر دیا پھر انہوں نے درخواست کی کہ آپ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھائیں حضور ﷺ اس کیلئے بھی تیار ہو گئے حضرت عمرؓ نے باصرار عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اس شخص پر نماز جنازہ پڑھیں گے جو یہ اور یہ کر چکا ہو مگر نبی ﷺ ان کی سب باتیں سن کر مسکراتے رہے اور اپنی اس رحمت کی بنا پر جو دوست اور دشمن سب کیلئے عام تھی آپ نے اس بدترین دشمن کے حق میں بھی دعائے

Marfat.com

مغفرت کرنے میں تامل نہ کیا آخر جب آپ نماز جنازہ پڑھانے کھڑے ہی ہو گئے تو مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی اور براہ راست حکم خداوندی سے آپ ﷺ کو منافقین کا جنازہ پڑھنے سے روک دیا گیا کیونکہ اب یہ مستقل پالیسی مقرر کی جا چکی تھی کہ مسلمانوں کی جماعت میں منافقین کو کسی طرح پنپنے نہ دیا جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے منافقین کی ہمت افزائی ہو (معارف القرآن)

ایمان بالغیب ۔ ایمان کی تعریف کو قرآن پاک نے ''یومنون بالغیب'' صرف دو لفظوں میں پورا بیان کر دیا ہے لفظ ایمان اور غیب کے معنی سمجھ لئے جاویں تو ایمان کی پوری حقیقت اور تعریف سمجھ میں آجاتی ہیں یعنی کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر بغیر مشاہدہ کے مان لینے کا نام ایمان ہے اس لئے محسوسات اور مشاہدات میں کسی کے قول کی تصدیق کرنے کو ایمان نہیں کہتے مثلاً کوئی شخص سفید کپڑے کو سفید یا سیاہ کو سیاہ کہہ رہا ہے اور دوسرا اس کی تصدیق کرتا ہے اس کو تصدیق کرنا تو کہیں گے ایمان لانا نہیں کہا جائیگا کیونکہ اس تصدیق میں قائل کے اعتماد کو کوئی دخل نہیں بلکہ یہ تصدیق مشاہدہ کی بنا پر ہے۔

☆ اصطلاح شرع میں خبر رسول اللہ ﷺ کو بغیر مشاہدہ کے محض رسول ﷺ کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ایمان ہے (جیسے حضرت ابو بکرؓ نے واقعہ معراج کی تصدیق کی جبکہ اور لوگوں نے تکذیب کی تھی جس کی وجہ سے آپؓ کو صدیقؓ کا خطاب دیا گیا) لہٰذا ماننے کا نام ایمان بتلایا گیا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ محض جاننے، پہچاننے اور جانچنے کو ایمان نہیں کہتے کیونکہ جہاں تک جاننے کا تعلق ہے وہ ابلیس و شیطان اور بہت سے کفار کو بھی حاصل تھا کہ ان کو آنحضرت ﷺ کے صدق اور نبی برحق ہونے کا یقین تھا مگر اس کو مانا نہیں اسلیئے وہ مومن نہیں (جیسے ابو جہل کی مثال ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر اخنس بن شریک نے تخلیہ میں ابو جہل سے پوچھا کہ یہاں میرے اور تمہارے سوا کوئی نہیں ہے سچ بتاؤ کہ محمد ﷺ کو تم سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا، اس نے جواب دیا خدا کی قسم محمد ﷺ ایک سچا آدمی ہے عمر بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر سقایت اور حجابت اور نبوت سب کچھ بنی قصیٰ ہی کے ہاتھ میں آجائے تو بتاؤ باقی قریش کے پاس کیا رہ گیا) لفظ غیب لغت میں ایسی چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے جو نہ بدیہی طور پر انسان کو معلوم ہوں اور نہ انسان کے حواس خمسہ اس کا پتہ لگا سکیں

Marfat.com

یعنی نہ وہ آنکھ سے نظر آئیں، نہ کان سے سنائی دیں، نہ ناک سے سونگھ کر اور زبان سے چکھ کر ان کا علم ہو سکے اور نہ ہاتھ سے چھو کر ان کو معلوم کیا جا سکے

☆ قرآن میں لفظ غیب سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کی خبر رسول ﷺ نے دی ہے اور ان کا علم حالات، عقل اور حواس خمسہ کے ذریعہ نہیں ہو سکتا اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات بھی آجاتی ہیں، تقدیری امور، جنت و دوزخ کے حالات، قیامت اور اس میں پیش آنے والے واقعات بھی، تمام آسمانی کتابیں اور تمام انبیاء سابقین بھی آجاتے ہیں تو اب ایمان بالغیب کے معنی یہ ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ جو ہدایات و تعلیمات لے کر آئے ہیں ان سب کو یقینی طور پر دل سے ماننا بشرطیکہ ان تعلیمات کا رسول اکرم ﷺ سے منقول ہونا قطعی طور پر ثابت ہو، جمہور اہل اسلام کے نزدیک ایمان کی یہی تعریف ہے۔

(ص ۱۰۹ معارف القرآن)

☆ خبر رسول ﷺ پر ایمان بالغیب کی مثال ایک صحابیہؓ کا واقعہ ہے جس کا بچہ فوت ہو گیا تھا وہ صحابیہ روتی اور واویلا کرتی ہوئی حضور ﷺ کے پاس آئی نبی کریم ﷺ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا کہ تیرا بچہ اس وقت جنت میں پھر رہا ہے اگر تو چاہتی ہے تو میں تم کو جنت میں دکھا دیتا ہوں اس صحابیہ نے کہا کہ نہیں، مجھے آپ ﷺ کی خبر پر یقین ہے لوگوں نے اس صحابیہ سے کہا کہ تو اس بہانے اپنے بچے کو جنت میں دیکھ ہی لیتی اس نے کہا کہ اگر میں بچہ کو جنت میں دیکھنے کا مطالبہ کرتی تو پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات پر یقین کیسے رہتا میں تو آنکھوں کے مشاہدہ کی نسبت حضور ﷺ کی خبر پر زیادہ ایمان ویقین رکھتی ہوں۔

☆ سورۃ الانعام کی آیت ۱۵۸ کا مفہوم ہے کہ "کیا اب لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے سامنے فرشتے آ کھڑے ہوں، یا تمہارا رب خود آجائے، یا تمہارے رب کی بعض صریح نشانیاں نمودار ہو جائیں؟ جس روز تمہارے رب کی بعض مخصوص نشانیاں نمودار ہو جائیں گی پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو، اے محمد ﷺ! ان سے کہہ دو کہ اچھا، تم انتظار کرو، ہم بھی انتظار کرتے ہیں" یعنی آثار قیامت یا عذاب، یا کوئی اور ایسی نشانی جو حقیقت کی بالکل پردہ کشائی کر دینے والی ہو اور جس کے ظاہر ہو جانے کے بعد امتحان و آزمائش کا کوئی

Marfat.com

سوال باقی نہ رہے، ایسی نشانیوں کو دیکھ لینے کے بعد اگر کوئی کافر اپنے کفر سے توبہ کر کے ایمان لے آئے تو اس کا ایمان لانا بے معنی ہے، اور اگر کوئی نافرمان مومن اپنی نافرمانی کی روش چھوڑ کر اطاعت گزار بن جائے تو اس کی اطاعت بھی بے معنی، اس لیے کہ ایمان اور اطاعت کی قدر تو اسی وقت تک ہے جب تک حقیقت پردے میں ہے، مُہلت کی رسّی دراز نظر آرہی ہے، اور دنیا اپنی ساری متاعِ غرور کے ساتھ یہ دھوکا دینے کے لیے موجود ہے کہ کیسا خدا اور کہاں کی آخرت، بس کھاؤ پیو اور مزے کرو۔ (الانعام ۱۵۸)

☆اس دنیا میں انسان کی ساری آزمائش صرف اس بات کی ہے کہ وہ حقیقت کو دیکھے بغیر مانتا ہے یا نہیں اور ماننے کے بعد اتنی اخلاقی طاقت رکھتا ہے یا نہیں کہ نافرمانی کا اختیار رکھنے کے باوجود فرماں برداری اختیار کرے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی بعثت میں، کتابوں کی تنزیل میں، حتیٰ کی معجزات تک میں عقل کے امتحان اور اخلاقی آزمائش کا ضرور لحاظ رکھا ہے اور کبھی حقیقت کو اس طرح بے پردہ نہیں کر دیا ہے کہ آدمی کے لیے ماننے بغیر چارہ نہ رہے، کیونکہ اس کے بعد تو آزمائش بالکل بے معنی ہو جاتی ہے اور امتحان میں کامیابی وناکامی کا کوئی مفہوم ہی باقی نہیں رہتا، اسی بنا پر یہاں فرمایا جا رہا ہے، کہ اس وقت کا انتظار نہ کرو، جب اللہ اور اس کی سلطنت کے کارکن فرشتے خود سامنے آجائیں گے، کیونکہ پھر تو فیصلہ ہی کر ڈالا جائے گا، ایمان لانے اور اطاعت میں سر جُھکا دینے کی ساری قدر و قیمت اسی وقت تک ہے، جب تک حقیقت تمہارے حواس سے پوشیدہ ہے اور تم محض دلیل سے اس کو تسلیم کر کے اپنی دانشمندی کا اور محض فہمائش سے اس کی پیروی و اطاعت اختیار کر کے اپنی اخلاقی طاقت کا ثبوت دیتے ہو، ورنہ جب حقیقت بے نقاب سامنے آجائے اور تم بچشم سر دیکھ لو کہ یہ خدا اپنے تختِ جلال پر متمکن ہے اور یہ ساری کائنات کی سلطنت اس کے فرمان پر چل رہی ہے، اور یہ فرشتے زمین وآسمان کے انتظام میں لگے ہوئے ہیں، اور یہ تمہاری ہستی اُس کے قبضۂ قدرت میں پوری بے بسی کے ساتھ جکڑی ہوئی ہے، اس وقت تم ایمان لائے اور اطاعت پر آمادہ ہوئے، تو ایس ایمان اور اطاعت کی قیمت ہی کیا ہے؟ اس وقت تو کوئی پکے سے پکا کافر اور بدتر سے بدتر مجرم وفاجر بھی انکار و نافرمانی کی جرأت نہیں کر سکتا، ایمان لانے اور اطاعت قبول کرنے کی مُہلت بس اُسی وقت تک ہے جب

Marfat.com

تک کہ پردہ کشائی کی وہ ساعت نہیں آتی، جب وہ ساعت آ گئی، تو پھر نہ مہلت ہے نہ آزمائش، بلکہ وہ فیصلے کا وقت ہے۔ (البقرۃ۔ ۲۱۰)

غیب پر ایمان و یقین حاصل کرنے کا طریقہ۔ اگر تم یہ کہو کہ چونکہ دنیا کے نتائج تو آنکھوں سے دیکھتے اور رات دن تجربہ کرتے ہیں اور آخرت کے نتائج میں سے کوئی واقعہ بھی کسی نے مشاہدہ نہیں کیا اس وجہ سے دنیا کی تحصیل میں رغبت ہوتی ہے اور دین کی طلب میں غفلت ہے کیونکہ جس شے کو آدمی نے دیکھا نہیں اس کی واقعی تصدیق دل کے اندر نہیں ہوتی، اور یہ بھی بات ہے کہ ہر شخص نقد کو ادھار پر ترجیح دیا کرتا ہے، لہٰذا طلب دنیا میں ساری تکالیف برداشت کر لی جاتی ہیں اور دین کے متعلق نوافل تو درکنار اصل ارکان اور فرائض بھی ادا ہونے مشکل و دشوار پڑ جاتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ تمہارے قلب کی آنکھیں روشن فرمادے اور تم صاحب بصیرت بن جاؤ تو پھر دینی امور کے انجام بھی دنیا ہی کی طرح تمہارے مشاہدے میں آ جائیں گے اور اگر بصیرت حاصل نہ ہو تو بصیرت والوں یعنی انبیاءؑ اور اولیائے کرام کے ارشادات میں غور کرو اور دیکھو کہ اس بڑی جماعت میں کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو آخرت کی دائمی نعمت اور دائمی تکلیف کا قائل نہ ہو اور یہ یقینی بات ہے کہ آخرت کی دائمی بہبودی حق تعالیٰ کی طرف گئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور جب تک دنیا کی طرف سے منہ نہ پھیرو گے اس وقت تک حق تعالیٰ کی جانب توجہ کیونکر ہوگی۔ پس جب ان باتوں کو سوچو گے تو تم کو آخرت پر ایمان اور قلب کو امور غیبیہ پر سکون واطمینان حاصل ہو جائے گا کیونکہ جو شخص خود اندھا ہو اس پر لازم ہے آنکھ والے شخص کا تابع ہو کر چلے کیونکہ راستہ کی اونچ نیچ اور منزل مقصود تک پہنچنے والی سڑک اسی کو نظر آ رہی ہے بھلا اگر طب کے اندر تم کو دخل نہ ہو اور بیمار ہو جاؤ تو تم ہی بتاؤ کہ اس وقت طبیب کے کہنے پر چلنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ خصوصاً اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ جس پر تمام اطباء کا اتفاق ہو تو اس میں تو تم کو کسی قسم کا شک بھی نہ ہوگا، پس یہی حال عقائد کا سمجھو کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام اور تمام اہل بصیرت حضرات روحانی طبیب ہیں اور وہ سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ آخرت ضرور ہونے والی ہے اور اس چند روزہ زندگی کے نیک و بد اعمال کا بدلہ ضرور ملنے والا ہے لہٰذا اس میں شک کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ (ص ۱۶۶ تبلیغ دین)

Marfat.com

ایمانِ کامل شراح بخاری نے مختلف تصانیف سے تلخیص کرتے ہوئے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ دراصل ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اوّل، اعتقاد و تصدیق قلبی یعنی دل سے جملہ امور کا یقین کرنا، دوئم زبان کا اقرار و عمل، سوئم بدن کے اعضاء و جوارع کے اعمال یعنی ایمان کی جملہ شاخیں تین حصوں پر منقسم ہیں اول وہ جن کا تعلق نیت و اعتقاد اور عمل قلبی سے ہے دوسرے وہ جن کا تعلق زبان سے ہے تیسرے وہ جن کا تعلق باقی حصہ بدن سے ہے ایمان کی جملہ چیزیں ان تین میں داخل ہیں ایمان طاعات سے بڑھتا اور معصیت سے گھٹتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے ''تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ (اور بھی) ایمان میں بڑھ جائیں۔ (الفتح۔۴)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں (بعض روایات میں ستتر، ۷۷ آئی ہیں) ان میں سب سے افضل لاالہ الا اللہ کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیز (اینٹ، لکڑی، کانٹے وغیرہ) کا ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان کا ایک خصوصی شعبہ ہے'' (جو بہت سے گناہوں زنا، چوری، فحش گوئی، ننگا ہونا اور گالی گلوچ وغیرہ سے بچنے کا سبب ہے بلکہ رسوائی کے خیال سے بہت سے نیک کام نماز، روزہ، زکواۃ، حج وغیرہ کرنے ضروری ہو جاتے ہیں اور دنیا اور آخرت کی شرم سارے ہی نیک کاموں پر ابھارتی ہے) (ص ۱۳۰ فضائل ذکر) مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جب ستتر باتیں ایمان سے تعلق رکھتی ہیں تو پورا مسلمان وہی ہوگا جس میں سب باتیں ہوں اور جس میں کوئی بات ہو کوئی نہ ہو وہ اُدھورا مسلمان ہے یہ سب جانتے ہیں کہ مسلمان پورا ہی ہونا ضروری ہے اس لئے سب کو لازم ہوا کہ ان سب باتوں کو اپنے اندر پیدا کرے اور کوشش کرے کہ کسی بات کی کسر نہ رہ جائے ان باتوں کی تفصیل یہ مندرجہ ذیل ہے۔

ان میں سے تیس دل کے متعلق ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، جس میں اس کی ذات، اس کی صفات پر ایمان لانا اور اس کا یقین بھی ہو کہ وہ پاک ذات ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مثل ہے (۲) یہ اعتقاد رکھنا کہ خدا کے سوا سب چیزیں پہلے ناپید تھیں پھر خدا کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئیں (۳) یہ یقین کرنا کہ فرشتے ہیں (۴) یہ یقین کرنا کہ خدا تعالیٰ نے جتنی کتابیں پیغمبروںؑ پر اتاری تھیں سب سچی ہیں البتہ قرآن

Marfat.com

کے سوا اب اوروں کا حکم نہیں رہا (۵) یہ یقین کرنا کہ سب پیغمبر سچے ہیں البتہ اب فقط رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلنے کا حکم ہے (۶) یہ یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو سب باتوں کی پہلے ہی سے خبر ہے اور جو ان کو منظور ہوتا ہے وہی کرتے ہیں (۷) یہ یقین کرنا کہ قیامت آنے والی ہے (۸) جنت کا ماننا (۹) دوزخ کا ماننا (۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا (۱۱) رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا (۱۲) اور کسی سے بھی اگر محبت یا دشمنی کرے تو اللہ ہی کے واسطے کرے (۱۳) ہر ایک کام میں نیت دین ہی کی کرنا (۱۴) گناہوں پر پچھتانا (۱۵) خدائے تعالیٰ سے ڈرنا (۱۶) خدائے تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا (۱۷) شرم کرنا (۱۸) نعمت کا شکر ادا کرنا (۲۰) صبر کرنا (۲۱) اپنے کو اوروں سے کم سمجھنا (۲۲) مخلوق پر رحم کرنا (۲۳) جو کچھ خدا کی طرف سے ہو اس پر راضی رہنا (۲۴) خدا پر بھروسہ کرنا (۲۵) اپنی کسی خوبی پر نہ اترانا (۲۶) کسی سے کینہ نہ رکھنا (۲۷) کسی پر حسد نہ کرنا (۲۸) غصہ نہ کرنا (۲۹) کسی کا برا نہ چاہنا (۳۰) دنیا سے محبت نہ رکھنا۔

سات باتیں زبان سے متعلق ہیں۔ (۱) زبان سے کلمہ پڑھنا (۲) قرآن کی تلاوت کرنا (۳) علم سیکھنا (۴) علم سکھانا (۵) دعا کرنا (۶) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا (۷) لغو اور گناہ کی بات سے جیسے جھوٹ، غیبت گالی، کوسنا، خلاف شرع گانا، ان سب سے بچنا۔

چالیس باتیں بدن کے متعلق ہیں۔ (۱) وضو اور غسل کرنا، کپڑے کا پاک رکھنا (۲) نماز کا پابند رہنا (۳) زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا (۴) روزہ رکھنا (۵) حج کرنا (۶) اعتکاف کرنا (۷) جہاں رہنے میں دین کی خرابی ہو وہاں سے چلے جانا (۸) منت خدا کی پوری کرنا (۹) جو قسم گناہ کی بات پر نہ ہو اس کو پورا کرنا (۱۰) ٹوٹی ہوئی قسم کا کفارہ دینا (۱۱) جتنا بدن ڈھانکنا فرض ہے اس کو ڈھانکنا (۱۲) قربانی کرنا (۱۳) مردے کا کفن دفن کرنا (۱۴) کسی کا قرض آتا ہو اس کا ادا کرنا (۱۵) لین دین میں خلاف شرع باتوں سے بچنا (۱۶) سچی گواہی کا نہ چھپانا (۱۷) اگر نفس تقاضہ کرے نکاح کر لینا (۱۸) جو اپنی حکومت میں ہیں ان کا حق ادا کرنا (۱۹) ماں باپ کو آرام پہنچانا (۲۰) اولاد کی پرورش کرنا (۲۱) ناتے داروں سے بدسلوکی نہ کرنا (۲۲) آقا کی تابعداری کرنا (۲۳) انصاف کرنا (۲۴) مسلمانوں کی جماعت سے الگ کوئی طریقہ نہ نکالنا (۲۵) حاکم کی تابعداری کرنا مگر خلاف شرع بات میں نہ کرے

Marfat.com

(۲۶) لڑنے والوں میں صلح کرا دینا (۲۷) نیک کام میں مدد دینا (۲۸) نیک راہ بتلانا، بری بات سے روکنا (۲۹) اگر حکومت ہو تو شرع کے موافق سزا دینا (۳۰) اگر وقت آئے تو دین کے دشمنوں سے لڑنا (۳۱) امانت ادا کرنا (۳۲) ضرورت والے کو روپیہ قرض دینا (۳۳) پڑوسی کی خاطر داری کرنا (۳۴) آمدنی پاک کر لینا (۳۵) خرچ شرع کے موافق کرنا (۳۶) سلام کا جواب دینا (۳۷) اگر کوئی چھینک لیکر الحمدللہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہنا (۳۸) کسی کو ناحق تکلیف نہ دینا (۳۹) خلاف شرع کھیل تماشوں سے بچنا (۴۰) راستہ میں ڈھیلا، پتھر، کانٹا، لکڑی ہٹا دینا۔ (ص۔۴۴۴ بہشتی زیور)

ارکان ایمان. ایمان کے چھ ارکان ہیں جن کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس حدیث میں کیا ہے یعنی کہ "تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور اچھی و بری تقدیر پر (بخاری و مسلم)

(۱) اللہ پر ایمان لانے کا مطلب غیر اللہ کی عبادت کا حقدار ہونے کی نفی اور صرف اللہ کیلئے عبادت کو ثابت کرنا ہے وہ وحدہ لاشریک اپنی ذات و صفات میں اکیلا ہے وہ تنہا مالک و خالق و رازق و محافظ اور پروردگار ہے باقی کائنات کی ہر شئے اس کی مخلوق ہے مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا فریضہ اس کی معرفت حاصل کرنا ہے کیونکہ جب لوگ اسے اچھی طرح پہچان لیں گے تو اس کی حقیقی عبادت بھی کریں گے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "اے نبی ﷺ! آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں" (محمد۔۱۹)

(۲) فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کا پختہ اقرار کرنا ہے کہ فرشتوں کا مستقل وجود ہے اور وہ اللہ کی ایک ایسی مخلوق ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور اپنے امر کے نفاذ کیلئے پیدا فرمایا ہے یعنی وہ اللہ کی باعزت مخلوق ہیں کسی بات پر اللہ سے پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں فرشتوں پر ایمان لانے میں چار باتیں شامل ہیں اول ان کے وجود پر ایمان رکھنا، دوئم ان میں سے جس کا نام ہمیں معلوم ہے ان پر نام کی تفصیل کے ساتھ ایمان رکھنا جیسے حضرت جبرائیلؑ ان کی جو صفات ہمیں معلوم ہیں ان پر ہمیں ایمان رکھنا جیسے ان کے جسم کا بہت بڑا ہونا، چہارم ان کے جن مخصوص اعمال کا ہمیں علم ہے ان پر ایمان رکھنا جیسے ملک الموت کا کام۔

Marfat.com

(۳) کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ نے جو چار کتابیں یعنی زبور حضرت داؤدؑ پر، تورات حضرت موسیٰؑ پر، انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اور قرآن محمد ﷺ پر اتاری ہیں اور دیگر صحائف جو انبیاء اکرام پر اترے ہیں ان سب کو برحق تصدیق کرنا ہے

(۴) رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کی تصدیق کرنا ہے کہ اللہ نے ہر امت میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں ایک اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ماسوائے پوجی جانے والی ہر چیز کا انکار کرنے کی دعوت دینا نیز اس بات کی تصدیق کرنا ہے کہ سارے رسول سچے اور ہدایت یافتہ تھے اور اللہ نے انہیں جو پیغام دے کر بھیجا تھا انہوں نے اس کی تبلیغ فرمادی اور یہ کہ وہ سب سے افضل مخلوق ہیں اور اس بات کی تصدیق کرنا کہ وہ پیدائش سے لے کر وفات تک شرک سے پاک رہے۔

(۵) آخرت کے دن پر ایمان لانے کا مطلب ہے اس بات کی مکمل تصدیق کرنا کہ قیامت آکر رہے گی اسی ایمان لانے میں موت پر، موت کے بعد قبر کی آزمائش پر اور قبر کے عذاب یا اس کی آسائش پر، صور پھونکے جانے پر، لوگوں کے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے پر، میزان نصب کیے جانے پر، پل صراط پر، حوض کوثر پر، شفاعت پر اور پھر لوگوں کے جنت یا دوزخ میں داخل ہونے پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔

(۶) تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب اس بات کی پختہ تصدیق کرنا ہے کہ ہر قسم کے خیر و شر کا وجود اللہ کے فیصلے اور قدرت سے ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کر ڈالنے والا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں کو عذاب دے تو انہیں عذاب دینے میں وہ ظالم نہ ہوگا اور اگر ان سب پر رحمت فرمائے تو اس کی رحمت ان کیلئے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی اور اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو اللہ تم سے یہ قبول نہ فرمائے گا یہاں تک کہ تم تقدیر پر ایمان لے آؤ اور یہ بھی جان لو کہ تمہیں جو مصیبت لاحق ہوئی وہ تم سے ٹلنے والی نہ تھی اور جس مصیبت سے تم بچ گئے وہ تمہیں لاحق ہونے والی نہ تھی اور اگر تم اس عقیدے کے علاوہ پر مرے تو جہنم میں جاؤ گے تقدیر پر ایمان لانے میں چار باتیں شامل ہیں، اول اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ کو ہر چیز کا اجمالی اور تفصیلی علم ہے، دوم اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ نے اسے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے جیسا

Marfat.com

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ نے آسمان اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے ہی تمام مخلوق کی تقدیریں لکھی ہوئی ہیں، سوم اللہ تعالیٰ کی اس نافذ ہونے والی مشیت پر ایمان رکھنا جسے کوئی چیز روک نہیں سکتی اور اس کی قدرت پر ایمان رکھنا جسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی اللہ نے جو چاہا وہ ہوا جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، چہارم اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ ہی تمام چیزوں کا موجد اور خالق ہے اور اس کے ماسوائے ہر چیز اسی کی پیدا کردہ ہے

توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان ۔ توحید، رسالت اور آخرت پر پختہ ایمان کا ہونا ضروری ہے سورہ الحجرات کی آیت ۱۵ کا مفہوم ہے کہ ''مومن (ایمان والے) تو حقیقت میں وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور پھر شک میں نہ پڑے'' ایمان لانے سے مراد توحید، رسالت اور آخرت پر غیر متزلزل ایمان لانا ہے، یعنی اولاً اللہ کو ماننا ہے محض اُس کے وجود کو ماننا نہیں بلکہ اسے اس حیثیت سے ماننا ہے کہ وہی اس کا مستحق ہے کہ انسان اس کی عبادت، بندگی اور اطاعت بجالائے وہی قسمتیں بنانے اور بگاڑنے والا ہے بندے کو اس سے دعا مانگنی چاہیے اور اسی پر توکل کرنا چاہیے وہی حکم دینے اور منع کرنے والا ہے بندے کا فرض ہے کہ اس کے حکم کی اطاعت کرے اور جس چیز سے اس نے منع کیا ہے اس سے رک جائے وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے اس سے انسان کا کوئی فعل تو درکنار، وہ مقصد اور نیت بھی مخفی نہیں ہے جس کے ساتھ اس نے کوئی فعل کیا ہے،

☆ ثانیاً رسول اللہ ﷺ کو ماننا، اس حیثیت سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مامور کیا ہوا ہادی ورہنما ہے اور جس چیز کی تعلیم بھی اس نے دی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے برحق ہے اور واجب التسلیم ہے اسی ایمان بالرسالت میں ملائکہ، انبیاء اور کتب الٰہیہ پر، اور خود قرآن پر بھی ایمان لانا شامل ہے، کیونکہ یہ ان کی تعلیمات میں سے ہے جو اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے دی ہیں۔

☆ ثالثاً آخرت کو ماننا، اس حیثیت سے کہ انسان کی موجودہ زندگی پہلی اور آخری زندگی نہیں ہے، بلکہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنا ہے، اپنے ان اعمال کا جو اس نے دنیا کی اس زندگی میں کیے ہیں خدا کو حساب دینا ہے اور اس محاسبہ میں جو لوگ نیک قرار پائیں انہیں جزا، اور جو بد قرار پائیں ان کو سزا ملنی ہے یہ ایمان واخلاق اور سیرت و

Marfat.com

کردار کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کردیتا ہے جس پر ایک پاکیزہ زندگی کی عمارت قائم ہوسکتی ہے ورنہ جہاں سرے سے یہ ایمان ہی موجود نہ ہووہاں انسان کی زندگی خواہ کتنی ہی خوشنما کیوں نہ ہو، اس کا حال ایک بے لنگر کے جہاز کا سا ہوتا ہے جو موجوں کے ساتھ بہتا چلا جاتا ہے اور کہیں قرار نہیں پکڑ سکتا۔ (تفسیر سورہ العصر)

☆ درحقیقت شرک اور دہریت اور انکار آخرت کے عقائد کوئی شخص بھی یقین کی بنا پر اختیار نہیں کرتا اور نہ ہی کرسکتا ہے اس لیے کہ یقین صرف علم سے حاصل ہوتا ہے اور کسی شخص کو بھی یہ علم حاصل نہیں ہے کہ خدا نہیں ہے یا بہت سے خدا ہیں یا خدائی کے اختیارات میں بہت سی ہستیوں کو دخل حاصل ہے یا آخرت نہیں ہونی چاہیے پس جس نے بھی دنیا میں یہ عقائد اختیار کیے ہیں اس نے محض قیاس وگمان پر ایک عمارت کھڑی کرلی ہے جس کی اصل بنیاد شک کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور یہ شک انہیں سخت گمراہی کی طرف لے گیا ہے انہیں خدا کے وجود میں شک ہوا، انہیں توحید کی صداقت میں شک ہوا، انہیں آخرت کے آنے میں شک ہوا حتیٰ کہ اس شک کو انہوں نے یقین کی طرح دلوں میں بٹھا کر انبیاء کی کوئی بات نہ مانی اور اپنی زندگی کی پوری مہلت عمل ایک غلط راستے میں کھپادی۔

(سورۃ السباء ۷۶)

عقائد پر ایمان۔ مندرجہ ذیل عقائد پر ایمان رکھنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے (۱) تمام عالم پہلے بالکل ناپید تھا پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا (۲) اللہ ایک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اُس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا یا گیا نہ کوئی اسکی بی بی ہیں اور کوئی اسکے مقابل کا نہیں (۳) وہ ہمیشہ سے ہی ہے اور ہمیشہ رہیگا (۴) کوئی چیز اسکے مثل نہیں وہ سب سے نرالا ہے (۵) وہ زندہ ہے ہر چیز پر اس کو قدرت ہے کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں وہ سب کچھ دیکھتا ہے سنتا ہے کلام فرماتا ہے اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں جو چاہے کرتا ہے کوئی اس کو روک ٹوک کرنیوالا نہیں وہی پوجنے کے قابل ہے اسکا کوئی ساجھی نہیں، اپنے بندوں پر مہربان ہے بادشاہ ہے، سب عیبوں سے پاک ہے وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے وہی عزت والا ہے بڑائی والا ہے ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں گناہوں کا بخشنے والا ہے، زبردست ہے، بہت دینے والا

Marfat.com

ہے، روزی پہنچانیوالا ہے جس کی روزی چاہے تنگ کردے اور جس کی چاہے زیادہ کردے جس کو چاہے پست کردے جس کو چاہے بلند کردے جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے انصاف والا ہے بڑا تحمل اور برداشت والا ہے خدمت اور عبادت کی قدردانی کرنے والا ہے دعا کو قبول کرنیوالا ہے، سمائی والا ہے، وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، وہ سب کا کام بنانے والا ہے، اسی نے سب کو پیدا کیا ہے وہی قیامت میں پھر پیدا کریگا وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے، اسکی نشانیوں اوصفتوں کو سب جانتے ہیں اسکی ذات کی باریکی کو کوئی نہیں جان سکتا ہے گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا دیتا ہے، وہی ہدایت کرتا ہے، جہاں میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے بغیر اسکے حکم کے پتہ نہیں ہل سکتا نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے، وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں، وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے اسی طرح تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اس میں ہیں، عالم الغیب ہے (۶) اسکی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اسکی کوئی صفت کبھی جا نہیں سکتی (۷) مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے اور قرآن وحدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے تو ان کے معنی اللہ کے حوالے کریں کہ وہی اسکی حقیقت جانتا ہے اور ہم بے کھود کرید کئے اس طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے وہ ٹھیک اور برحق ہے اور یہی بات بہتر ہے یا اسکے کچھ مناسب معنی لگالیں جس سے وہ سمجھ میں آجاوے (۸) عالم میں جو کچھ بھلا برا ہوتا ہے سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے تقدیر اسی کا نام ہے اور بری چیزوں کو پیدا کرنے میں بہت سے بھید ہیں جن کو ہر ایک نہیں جانتا (۹) بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے گناہ کے کام سے اللہ ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں (۱۰) اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے (۱۱) کوئی چیز خدا کے ذمہ ضروری نہیں اور جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے (۱۲) بہت سے پیغمبرؑ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتلانے آئے اور وہ سب گناہوں

Marfat.com

سے پاک ہیں گنتی انکی پوری طرح اللہ ہی کو معلوم ہے انکی سچائی بتلانے کو اللہ تعالیٰ نے انکے ہاتھوں ایسی نئی نئی مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے، ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں (جیسے حضور اقدس ﷺ کے ہاتھوں شق القمر کا معجزہ رونما ہوا) (۱۳) ان میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد ﷺ اور باقی درمیان میں ہوئے (۱۴) پیغمبروں میں بعضوں کا رتبہ بعضوں سے بڑا ہے سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا ہے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آسکتا قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہونگے آپ ﷺ سب کے پیغمبر ہیں (۱۵) ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکے سے بیت المقدس میں اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکے میں پہنچا دیا اسے معراج کہتے ہیں (۱۶) اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے ان کو فرشتے کہتے ہیں بہت سے کام ان کے حوالے ہیں وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے جس کام میں لگا دیا ہے اس میں لگے ہیں ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں حضرت جبرائیلؑ، حضرت میکائیلؑ، حضرت اسرافیلؑ، حضرت عزرائیلؑ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات آگ سے بنائی ہیں وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی ان کو جن کہتے ہیں ان میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں ان کے اولاد ہوتی ہے ان میں سب سے زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے (۱۷) مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر ﷺ کی ہر طرح خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں، اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں جو اوروں سے نہیں ہو سکتیں ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں (۱۸) ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جاوے مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ (۱۹) ولی خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جائے مگر جب تک ہوش وحواس باقی ہیں شرع کا پابند رہنا فرض ہے نماز، روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اسکے لئے درست نہیں ہو جاتیں (۲۰) جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا اگر اسکے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھائی دیوے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی یا شیطانی دھندا ہے اس سے عقیدہ نہ رکھنا چاہیے (۲۱) ولی لوگوں کو بعض بھید کی باتیں

Marfat.com

سوتے جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں اس کو کشف یا الہام کہتے ہیں اگر وہ شرع کے موافق ہے تو قبول ہے اور اگر شرع کے خلاف ہے تو رد ہے (۲۲) اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتلا دیں اب کوئی بات دین میں نکالنا دُرست نہیں ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں بدعت بہت بڑا گناہ ہے (۲۳) اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرائیلؑ کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں، تا کہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں بتلائیں سُنائیں، ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں، توریت حضرت موسیٰؑ کو ملی، زبور حضرت داؤدؑ کو، انجیل حضرت عیسیٰؑ کو، قرآن ہمارے پیغمبر ﷺ کو اور قرآن آخری کتاب ہے اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آویگی قیامت تک قرآن مجید ہی کا حکم چلتا رہیگا دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا ہے مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے اس کو کوئی نہیں بدل سکتا (۲۴) ہمارے پیغمبر ﷺ کو جس جس مسلمان نے دیکھا ہے ان کو صحابی کہتے ہیں ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیے اگر ان کا آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سننے میں آوے تو اس کو بھول چوک سمجھے ان کی کوئی برائی نہ کرے ان سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ پیغمبر ﷺ کے بعد ان کی جگہ پر بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا، اس لئے خلیفہ اوّل کہلائے تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں انکے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، یہ دوسرے خلیفہ ہیں انکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، یہ تیسرے خلیفہ ہیں انکے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں (۲۵) صحابی کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجہ کے صحابی کے برابر مرتبہ میں نہیں پہنچ سکتا (۲۶) پیغمبر ﷺ کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں اولاد میں سب سے بڑا مرتبہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے (۲۷) ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے اللہ اور رسول ﷺ کی کسی بات میں شک کرنا اس کو جھٹلانا یا اسمیں عیب لگانا یا اسکے ساتھ مذاق اُڑانا ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے (۲۸) قرآن اور حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بددینی کی بات ہے (۲۹) گناہ کے حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے (۳۰) گناہ چاہے کتنا بڑا ہو

Marfat.com

جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے (۳۱) اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا، نا امید ہو جانا کفر ہے (۳۲) کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کر لینا کفر ہے (۳۳) غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعضی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں (۳۴) کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت، مگر جن کا نام لے کر اللہ اور رسول ﷺ نے لعنت کی ہے یا انکے کافر ہونے کی خبر دی ہے ان کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں (۳۵) جب آدمی مر جاتا ہے اگر دفن کیا جاوے تو دفن کرنے کے بعد اور اگر نہ دفن نہ کیا جاوے تو جس حال میں ہو اسکے پاس دو فرشتے تن میں سے ایک منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں آ کر پوچھتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ حضرت محمد ﷺ کو پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر مردہ ایماندار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے پھر اسکے لئے سب طرح کا چین ہے جنت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور وہ مزے میں پڑ کر سوتا ہے اور اگر مردہ ایماندار نہ ہو تو وہ سب باتوں میں کہتا ہے کہ مجھے خبر نہیں، اس پر بڑی سختی اور عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے، اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ یہ امتحان معاف کر دیتا ہے مگر یہ سب باتیں مردے کو معلوم ہوتی ہیں ہم لوگ نہیں دیکھتے جیسے سویا ہوا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اس کے پاس بیخبر بیٹھا رہتا ہے (۳۶) مرنے کے بعد ہر روز صبح اور شام مردے کا جوٹھکانا ہے دکھا دیا جاتا ہے جنتی کو جنت دکھلا کر خوشخبر دیتے ہیں اور دوزخی کو دوزخ دکھلا کر حسرت بڑھاتے ہیں (۳۷) مردے کے لئے دعا یا کچھ خیرات وغیرہ بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے (۳۸) اللہ اور رسول ﷺ نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتلائی ہیں سب ضرور ہونیوالی ہیں امام مہدیؑ ظاہر ہونگے اور خوب انصاف سے بادشاہی کرینگے، کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا، اسکو مارنے کے واسطے حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اترینگے اور اس کو مار ڈالیں گے یاجوج ماجوج بڑے زبردست لوگ ہیں وہ تمام زمین پر پھیل پڑینگے اور بڑا اودھم مچائیں گے پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہونگے، ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کریگا مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا،

Marfat.com

قرآن مجید اُٹھ جاویگا اور تھوڑے دنوں میں مسلمان مرجاوینگے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جاویگی اور اسکے سوا اور بہت سی باتیں ہونگی (۳۹) جب ساری نشانیاں پوری ہو جاویں گی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا حضرت اسرافیلؑ خدا کے حکم سے صُور پھونکیں گے، یہ صُور ایک بہت بڑی چیز سینگ کی شکل پر ہے اور اس صور کے پُھونکنے سے تمام زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوینگے، تمام مخلوقات مر جاویگی اور جو مر چکے ہیں انکی روحیں بیہوش ہو جاوینگی مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے ایک مدت اسی کیفیت پر گزر جاویگی (۴۰) پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جاوے تو دوسری بار پھر صور پھونکا جاوے گا، اس سے پھر سارا عالم پیدا ہو جاوے گا، مردے زندہ ہو جاویں گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہوں گے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب لوگ پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جائیں گے آخر ہمارے پیغمبر ﷺ سفارش کرینگے، ترازو کھڑی کی جائیگی، بُرے بھلے عمل تولے جائینگے، ان کا حساب ہوگا، بعضے بے حساب جنت میں جائیں گے اور نیکوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا پیغمبر ﷺ امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا (۴۱) پُل صراط پر چلنا ہوگا جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جائینگے جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے (۴۲) دوزخ پیدا ہو چکی ہے اس میں سانپ بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہونگے خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو موت بھی نہ آئے گی (۴۳) بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں، بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ اُسمیں سے نکلیں گے اور نہ وہاں مرینگے (۴۴) اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے بخشدے اور اس پر بالکل سزا نہ دے (۴۵) شرک اور کفر کا گناہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کا معاف نہیں کرتا اور اسکے سوا اور گناہ جس کو چاہیگا اپنی مہربانی سے معاف کر دیگا (۴۶) جن لوگوں کے نام لیکر اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

ان کا بہشتی ہونا بتلا دیا ہے، انکے سوا کسی اور کو بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اسکی رحمت سے اُمید رکھنا ضروری ہے (۴۷) بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا اسکی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہونگی (۴۸) دنیا میں جاگتے ہوئے ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے (۴۹) عمر بھر میں کوئی کیسا ہی بھلا بُرا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اس کے موافق اس کو اچھا بُرا بدلہ ملتا ہے (۵۰) آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔ (ص۔۴۷ بہشتی زیور)

اسلام، ایمان اور احسان۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت وہ صحابہ کرام کے بڑے مجمع سے خطاب فرما رہے تھے کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بڑے سیاہ تھے اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہ ہوتا تھا اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی شخص اس نو وارد کو پہچانتا نہ تھا جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی باہر کا آدمی ہے یہ شخص حاضرین کے حلقہ میں سے ہوتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے دوزانوں اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور آپنے ہاتھ حضور ﷺ کے زانوں پر رکھ دیے اور کہا کہ اے محمد ﷺ مجھے بتلائیں کہ اسلام کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ دل و زبان سے تم یہ شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکواۃ ادا کرو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو اس نو وارد سائل نے آپؐ کا جواب سن کر کہا کہ آپؐ نے سچ کہا، اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا کہ ایمان کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اس کے فرشتوں کو اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کو اور روز قیامت کو حق جانو اور ہر خیر و شر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو یہ سن کر اس نے کہا کہ آپ نے سچ کہا، اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا مجھے بتلائیے کہ احسان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی تم اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے

Marfat.com

ہو اگر چہ تم اس کو نہیں دیکھتے ہو لیکن وہ تو تم کو دیکھتا ہی ہے، پھر اس شخص نے عرض کیا مجھے قیامت کے بابت بتلایئے (کہ کب واقع ہوگی) آپؐ نے فرمایا کہ جس سے یہ سوال کیا جارہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، پھر اس نے عرض کیا تو پھر مجھے اس کی نشانیاں ہی بتلایئے، آپؐ نے فرمایا (اسکی ایک نشانی تو یہ ہے) کہ لونڈی اپنے آقا کو اور ملکہ کو جنے کی اور (دوسری نشانی یہ ہے کہ) تم دیکھو گے جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے، حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کر کے وہ نووارد شخص چلا گیا، پھر کچھ عرصہ گزر گیا تو مجھ سے حضورؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ ہی زیادہ جاننے والے ہیں آپؐ نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے تمہاری اس مجلس میں اس لیے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھائیں۔ (اسکے علاوہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ کو آپنے ناموں وصفات کے ساتھ ماننا اور اللہ کے احکامات کا زبان سے اقرار اور دل کے یقین کے ساتھ تصدیق کرنا بھی ایمانیات کا جزو ہے)۔ (ص ۱۱۱۶ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

ایمان، دین کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ہے۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا دین پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے (جو سب کی سب ضروری ہیں) ان میں کوئی بھی چیز دوسرے کے بغیر بایں معنی مقبول نہیں (کہ دوزخ سے کامل نجات دلا سکے) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں، کتابوں اس کے رسولوں اور جنت دوزخ پر یقین رکھنا اور اس پر کہ مرنے کے بعد پھر (حساب و کتاب کیلئے) جی اٹھنا ہے، یہ ایک بات ہوئی اور پانچ نمازیں اسلام کا ستون ہیں اللہ تعالیٰ نماز کے بغیر ایمان بھی قبول نہیں کرے گا زکوٰۃ گناہوں کا کفارہ ہے زکوٰۃ کے بغیر اللہ تعالیٰ ایمان اور نماز قبول نہیں کرے گا پھر جس نے یہ ارکان ادا کر لئے اور رمضان شریف کا مہینہ آ گیا اور کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر اس نے روزے نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ نہ اس کا ایمان

Marfat.com

قبول کرے گا اور نہ نماز و زکوٰۃ اور جس شخص نے یہ چار رکن ادا کیے، اس کے بعد حج کرنے کی بھی وسعت ہوئی پھر اس نے نہ خود حج کیا اور نہ اس کے بعد کسی دوسرے عزیز نے اس کی طرف سے حج کیا تو اس کا ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزے کچھ قبول نہیں قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی رکن اسلام میں کوتاہی ہونے سے بقیہ اعمال دوزخ سے فوری نجات دلانے کیلئے کافی نہ ہوں گے۔

اسلام کامل: اسلام کامل پر چلنا ایمان کامل کی علامت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراو، باضابطہ نماز پڑھو، زکواۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھا کرو، بیت اللہ کا حج کرو، بھلی بات بتایا کرو، بری بات سے روکا کرو، گھر والوں کو سلام کیا کرو، جو شخص ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں کرتا وہ اسلام کا ایک جزو ناقص کرتا ہے اور جو ان سب ہی کو چھوڑ دے اس نے اسلام سے پشت ہی پھیر لی (ص ۱۱۸ اسوہ رسول اکرم)۔

☆ حضرت طلحہ بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص جو علاقہ نجد کا رہنے والا تھا اور اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے (کچھ کہتا ہوا) رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا، ہم اس کی بھنبھناہٹ کو تو سنتے تھے مگر آواز صاف نہ ہونے کی وجہ سے (اور شاید فاصلہ کی زیادتی بھی اس کی وجہ ہو) ہم ان کی بات کو سمجھ نہیں رہے تھے، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آ گیا اب وہ سوال کرتا ہے اسلام کے بارے میں (یعنی اس نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ "مجھے اسلام کے وہ خاص احکام بتلایئے جن پر عمل کرنا بحیثیت مسلمان میرے اور ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے)، آپ ﷺ نے فرمایا پانچ تو نمازیں ہیں دن رات میں (جو فرض کی گئی ہیں اور اسلام میں یہ سب سے اہم اول فریضہ ہے)، اس نے عرض کیا کہ کیا اس کے علاوہ اور کوئی نماز بھی میرے لیے لازم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا "نہیں" (فرض تو بس یہی پانچ نمازیں ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے دل کی خوشی سے (ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ) اور بھی زائد نمازیں پڑھو (اور مزید ثواب حاصل کرو)، پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اور سال میں پورے ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں اور یہ اسلام کا دوسرا عمومی فریضہ ہے، اس نے عرض کیا کہ رمضان کے

Marfat.com

علاوہ کوئی اور روزے بھی میرے لئے لازم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (فرض تو بس رمضان ہی کے روزے ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم اور نفلی روزے رکھو (اور اللہ تعالیٰ کا مزید قرب اور ثواب حاصل کرو)، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فریضہ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا اس پر بھی اس نے یہی کہا کہ،" کیا اس زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور صدقہ ادا کرنا بھی میرے لئے ضروری ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (فرض تو بس زکوٰۃ ہی ہے) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم نفلی صدقے دو (اور مزید ثواب حاصل کرو)، راوی حدیث طلحہ بن عبید اللہؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ سوال کرنے والا شخص واپس لوٹ گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا کہ (مجھے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے) میں اس میں (اپنی طرف سے) کوئی زیادتی یا کمی نہیں کروں گا، رسول اللہ ﷺ نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا۔" فلاح پالی اس نے اگر یہ سچا ہے"

علامات ایمان۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کا نام ہے حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ (ص ۳۵۴ فتوح، شام)

☆ حضرت معاذ بن جبلؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کا افضل اور اعلیٰ درجہ کیا ہے اور وہ کون سے اعمال اور اخلاق ہیں جن کے ذریعہ اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ بس اللہ تعالیٰ ہی کیلئے کسی سے تمہاری محبت ہو اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے بغض وعداوت ہو اور دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگائے رکھو۔

(ص ۱۲۲ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ منجملہ بہترین عبادات کے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن بھی عبادت میں داخل ہے)۔

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔

Marfat.com

☆ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کو اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو اور برے کام سے رنج اور قلق ہو تو تم مومن ہو۔

☆ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حیا اور شرم ایمان سے پیدا ہوتی ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے اور بے حیائی اور فحش کلامی درشتی فطرت سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے۔

☆ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں جب ان میں سے ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں یہ مضمون اس طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ہے ایسا شخص جو ان باتوں پر خود عمل کرے یا کم از کم ان لوگوں ہی کو بتا دے جو ان پر عمل کریں، میں بولا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں فرمائیں (۱) فرمایا حرام باتوں سے دور رہنا بڑے عبادت گزار بندوں میں شمار ہو گا (۲) اللہ تعالیٰ جو تمہاری تقدیر میں لکھ چکا ہے اس پر راضی رہنا، بڑے بے نیاز بندوں میں شمار ہو جاؤ گے (۳) اپنے پڑوسی سے اچھے سلوک کرتے رہنا مومن بن جاؤ گے (۴) جو بات اپنے لیے چاہتے ہو وہی دوسروں کیلئے پسند کرنا، کامل مسلمان بن جاؤ گے (۵) اور بہت قہقہے نہ لگانا کیونکہ یہ دل کو مردہ بنا دیتا ہے

☆ حضرت ابو شریح خزاعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں" میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کون مومن نہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور آفتوں سے خائف رہتے ہوں"

☆ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ صاحب ایمان نہ ہو جاؤ اور تم پورے مومن نہیں ہو سکتے جب تک

Marfat.com

کہ تم میں باہمی محبت نہ ہو، کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلا دوں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو تو تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے اور وہ بات یہ ہے کہ تم اپنے درمیان سلام کا رواج پھیلاؤ اور اس کو عام کرو“

☆ حضرت تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین نام ہے ”خلوص اور وفاداری کا“ ہم نے عرض کیا کہ کس کے ساتھ خلوص اور وفاداری؟ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ساتھ، مسلمانوں کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ اور ان کے عوام کے ساتھ۔

ایمان کی حفاظت۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو یعنی تازہ کرتے رہا کرو، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایمان کی تجدید کس طرح کریں؟ ارشاد فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کثرت سے پڑھتے رہا کرو“ ایک روایت میں حضور ﷺ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ ایمان پرانا ہو جاتا ہے جیسا کہ کپڑا پرانا ہو جاتا ہے اس لئے اللہ جل شانہ سے ایمان کی تجدید مانگتے رہا کرو، پرانے ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ معاصی سے قوت ایمانیہ اور نور ایمان جاتا رہتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نشان (دھبہ) اس کے دل میں ہو جاتا ہے اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ نشان دھل جاتا ہے ورنہ جما رہتا ہے اور پھر جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نشان ہو جاتا ہے اسی طرح سے آخر دل بالکل کالا ہو جاتا ہے اور زنگ آلود ہو جاتا ہے، اس کے بعد اس کے دل کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ حق بات اس میں اثر اور سرایت ہی نہیں کرتی، ایک حدیث میں آیا ہے، کہ چار چیزیں آدمی کے دل کو برباد کر دیتی ہیں، احمقوں سے مقابلہ، گناہوں کی کثرت، عورتوں کے ساتھ کثرت اختلاط اور مردہ لوگوں کے پاس کثرت سے بیٹھنا، کسی نے پوچھا مردوں سے کیا مراد ہے فرمایا ہر وہ مالدار جس کے اندر مال نے اکڑ پیدا کر دی ہو۔ (ص ۸۸ فضائل ذکر)

☆ حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ ”تنبیہ الغافلین“ میں فرماتے ہیں ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ کثرت سے لا الہ الا اللہ پڑھتا رہا کرے اور حق تعالیٰ سے ایمان کے باقی رہنے کی دعا بھی کرتا رہے اور اپنے کو گناہوں سے بچاتا رہے اس لئے کہ بہت سے

Marfat.com

لوگ ایسے ہیں کہ گناہوں کی نحوست سے آخر میں ان کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوگی کہ ایک شخص کا نام ساری عمر مسلمانوں کی فہرست میں رہا ہو مگر قیامت میں وہ کافروں کی فہرست میں ہو یہ حقیقی حسرت اور کمال حسرت ہے، اس شخص پر افسوس نہیں ہوتا جو گرجا یا بت خانہ میں ہمیشہ رہا ہو اور وہ کافروں کی فہرست میں آخر میں شمار کیا جائے، افسوس اس پر ہے جو مسجد میں رہا ہو اور کافروں میں شمار ہو جائے اور یہ بات گناہوں کی کثرت سے اور تنہائیوں میں حرام کاموں میں مبتلا ہونے سے پیدا ہوتی ہے، بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس دوسروں کا مال ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ دوسروں کا ہے مگر دل کو سمجھاتے ہیں کہ میں کسی وقت اس کو واپس کر دوں گا یا صاحب حق سے معاف کرا لوں گا مگر اس کی نوبت نہیں آتی اور موت اس سے قبل آجاتی ہے، بہت سے لوگ ہیں کہ بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے اور وہ اس کو سمجھتے ہیں مگر پھر بھی اس سے ہمبستری کرتے ہیں اور اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔ (ص۔۸۵ فضائل ذکر)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضور ﷺ سے نقل کیا ہے کہ ”دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگتا ہے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ ان کی صفائی کی کیا صورت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا“ یعنی گناہوں کی کثرت اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کی وجہ سے دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگ جانے سے زنگ لگ جاتا ہے اور کلام پاک کی تلاوت اور موت کی یاد ان کے لئے صیقل کا کام دیتا ہے دل کی مثال ایک آئینہ کی سی ہے جس قدر وہ دھندلا ہوگا معرفت کا انعکاس اس میں کم ہوگا اور جس قدر صاف اور شفاف ہوگا اسی قدر اس میں معرفت کا انعکاس واضح ہوگا اس لئے آدمی جس قدر معاصی شہوانیہ یا شیطانیہ میں مبتلا ہوگا اسی قدر معرفت سے دور ہوگا اور اسی آئینہ کے صاف کرنے کے لئے مشائخ سلوک ، ریاضات و مجاہدات، اذکار و اشغال تلقین فرماتے ہیں۔ (ص۔۳۴ فضائل قرآن)

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کوئی تم میں سے کوئی بری اور خلاف شرع بات دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے (یعنی زور اور قوت سے) اس کو بدلنے کی (یعنی درست کرنے کی) کوشش کرے اور

Marfat.com

اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان ہی سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل ہی سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے محبت ایمان والے کی علامت ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی (۱) ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول سب ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں، یعنی جتنی محبت اس کو اللہ اور رسول ﷺ سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو (۲) اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندے سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کیلئے ہو (یعنی کسی دینوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے)، (۳) اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچالیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچا رکھا ہو خواہ کفر سے توبہ کر لی اور بچ گیا) اور (بچالینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے، جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور ﷺ کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے مین جس کو ایک جماعت سے محبت ہے لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں ہو سکتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی جس سے محبت رکھتا ہے اس کے ساتھ ہی ہے (یا یہ کہ آخرت میں اس کے ساتھ کر دیا جائے گا)۔

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضرتؐ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا وائے بر حال تو (قیامت کا وقت اور اس کے آنے کی خاص گھڑی دریافت کرنا چاہتا ہے، بتلا) تو نے اس کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے اس کیلئے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی (جو آپ ﷺ کے سامنے ذکر کرنے کے لائق اور بھروسے کے قابل ہو) البتہ (توفیق الٰہی سے مجھے یہ ضرور نصیب ہے کہ) مجھے محبت ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے، آپ ﷺ نے فرمایا تجھ کو جس سے محبت ہے تو انہی کے ساتھ ہے اور تجھ کو ان کی معیت نصیب ہوگی، حدیث کے راوی حضرت انس

Marfat.com

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا مسلمانوں کو (یعنی حضور ﷺ کے صحابہ کو) کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کسی چیز سے اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی کہ حضور ﷺ کی اس بشارت سے ہوئی۔

☆ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی بیوی، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی زیادہ حضور ﷺ سے محبت ہے اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے گھر پر ہوتا ہوں اور حضور ﷺ مجھے یاد آجاتے ہیں تو اس وقت تک مجھے صبر اور قرار نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہو کر ایک نظر دیکھ نہ لوں اور جب میں اپنے مرنے کا اور حضور ﷺ کی وفات کا خیال کرتا ہوں تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وفات کے بعد حضور ﷺ تو جنت میں پہنچ کر انبیاءؑ کے بلند مقام پر پہنچا دیئے جائیں گے اور میں اگر اللہ کی رحمت سے جنت میں بھی گیا تو میری رسائی اس مقام عالی تک تو نہ ہو سکے گی اس لیے آخرت میں حضور ﷺ کے دیدار سے بظاہر محرومی ہی رہے گی رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی اس بات کا کوئی جواب اپنی طرف سے نہیں دیا، یہاں تک کہ سورۃ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی جس کا مفہوم ہے "اور جو لوگ فرمانبرداری کریں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی، پس وہ اللہ کے ان خاص بندوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا خاص انعام ہے یعنی انبیاءؑ، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ سب بڑے ہی اچھے رفیق ہیں)۔ (معارف الحدیث)

اللہ کیلئے آپس میں محبت ۔ اللہ کیلئے آپس میں محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں جو لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرے ذکر کیلئے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری محبت کی خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری خوشنودی چاہنے کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔ (ص ۱۱۲۴ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو نبی یا شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیاءؑ اور شہداء ان کے خاص مقام قرب کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے، صحابہؓ نے عرض کیا،

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ ہمیں بتلا دیجئے کہ وہ کون بندے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ اور قرابت کے اور بغیر کسی مالی لین دین کے محض خوشنودی خداوندی کی وجہ سے باہم محبت کی، پس قسم ہے خدا کی، ان کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے، بلکہ سراسر نور ہوں گے اور نور کے منبروں پر ہوں گے اور عام انسانوں کو جس وقت خوف و ہراس ہوگا، اس وقت وہ بے خوف اور مطمئن ہوں گے، اور جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہوں گے وہ اس وقت بے غم ہوں گے اور اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی جس کا مفہوم ہے (معلوم ہونا چاہیے کہ جو اللہ کے دوست اور اس سے خاص تعلق رکھنے والے ہیں ان کو خوف اور غم نہ ہوگا)۔ (معارف الحدیث)

☆ ایک بار آپ ﷺ کے سامنے ایک شخص گزرا کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے اس شخص سے محض خدا کی خاطر محبت ہے، یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے پوچھا تو کیا تم نے اس شخص کو یہ بات بتادی ہے وہ شخص بولا نہیں تو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور اس پر ظاہر کردو کہ تم خدا کیلئے اس سے محبت کرتے ہو، وہ شخص فوراً اُٹھا اور جا کر اس جانے والے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا، اس کے جواب میں اس نے کہا، تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے

☆ حضرت ابورزین ؓ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤ جس پر اس دین کا (بڑا) مدار ہے جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو، ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو (اور دوسرے) جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ تعالیٰ ہی کیلئے محبت رکھو اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے بغض رکھو۔

وساوس۔ وسوسے ایمان کے منافی نہیں اور ان پر مواخذہ بھی نہیں ہے حضرت عبداللہ ؓ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کبھی کبھی میرے دل میں ایسے برے خیال آتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس کو زبان سے نکالوں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ہے

Marfat.com

جس نے اس کے معاملہ کو وسوسہ کی طرف لوٹا دیا ہے یعنی وہ خیالات صرف وسوسے کی حد تک ہیں اور بدعملی کا موجب نہیں ہیں۔ (ص ۱۱۲۴ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں ہمیشہ فضول سوالات اور چوں و چراں کا سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ یہ احمقانہ سوال بھی کیا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کو پیدا کیا تو پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا پس جس کو اس سوال سے سابقہ پڑے وہ یہ کہہ کر بات ختم کر دے کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر میرا ایمان ہے۔ (ایضاً)۔

☆ وسوسہ مخفی آواز کو کہتے ہیں شیطان بھی غیر محسوس طریقوں سے انسان کے دل میں بری باتیں ڈال دیتا ہے اسی کو وسوسہ کہا جاتا ہے خناس (کھسک جانے والا) شیطان کی صفت ہے جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو یہ کھسک جاتا ہے اور اللہ کی یاد سے غفلت برتی جائے تو یہ دل پر چھا جاتا ہے وسوسہ ڈالنے والوں کی دو قسمیں ہیں شیاطین الجن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو گمراہ کرنے کی قدرت دی ہے علاوہ ازیں ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان (نفس) اس کا ساتھی ہوتا ہے جو اس کو گمراہ کرتا رہتا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب نبی ﷺ نے یہ بات فرمائی تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ آپؐ کے ساتھ بھی ہے آپؐ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ نے اس پر میری مدد فرمائی اور وہ میرا مطیع ہو گیا ہے مجھے خیر کے علاوہ کسی بات کا حکم نہیں دیتا اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ اعتکاف فرماتے تھے کہ آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہ حضور ﷺ سے ملنے آئیں رات کا وقت تھا آپؐ انہیں چھوڑنے کیلئے ان کے ساتھ گئے راستے میں دو انصاری صحابی وہاں سے گزرے تو حضور ﷺ نے انہیں بلا کر فرمایا کہ یہ میری اہلیہ صفیہؓ بنت حیی ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ کی بابت ہمیں کیا بدگمانی ہو سکتی تھی آپؐ نے فرمایا یہ تو ٹھیک ہے لیکن شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کچھ شبہ نہ ڈال دے۔

تقدیر۔ تقدیر کا ماننا بھی شرط ایمان ہے حضرت ابوخزامہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ کیا ارشاد ہے اس بارے میں کہ جھاڑ پھونک کے وہ طریقے جن کو

Marfat.com

ہم دکھ درد میں استعمال کرتے ہیں یا دوائیں جن سے ہم اپنا علاج کرتے ہیں یا مصیبتوں اور تکلیفوں کی وہ تدبیریں جن کو ہم اپنے بچاؤ کیلئے استعمال کرتے ہیں کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کو لوٹا دیتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں۔ (ص ۱۱۲۵ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ کسی کام کے ہو جانے کے بعد اس قول کی ممانعت ہے کہ کاش میں یوں نہ کرتا یوں کرتا، فرمایا کہ اسطرح شیطان کے اثر کا دروازہ کھلتا ہے بلکہ یوں فرمایا کہ اس سے زیادہ نفع مند یہ کلمہ ہے جو کچھ اللہ کی تقدیر تھی وہ ہوا اور جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا (ص ۱۱۲۶ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ مسجد نبوی میں بیٹھے قضاء وقدر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ کر رہے تھے کہ اسی حال میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے آئے اور ہم کو یہ بحث کرتے دیکھا تو آپ ﷺ بہت برافروختہ اور غضب ناک ہوئے یہاں تک کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور اس قدر سرخ ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہے، پھر آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا "کیا تم کو یہی حکم کیا گیا ہے، کیا میں تمہارے لیے یہی پیام لایا ہوں کہ تم قضاء وقدر کے جیسے اہم اور نازک مسئلوں میں بحث کرو، خبردار تم سے پہلی امتیں اسی وقت ہلاک ہوئیں جبکہ انہوں نے اس مسئلہ میں حجت اور بحث کو اپنا طریقہ بنالیا، میں تم کو قسم دیتا ہوں، میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہرگز حجت اور بحث نہ کیا کرو۔ (ترمذی)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں اللہ تعالیٰ کا خیال رکھو، وہ تیری حفاظت فرمائے گا، اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پاوے گا، جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ، اور جب تجھ کو مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہا کر، اور یقین کرلے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچادیں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے، بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھی، اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے، بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھی۔ (حیٰوۃ المسلمین)

Marfat.com

☆ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانا دوزخ کا اور جنت کا لکھا جا چکا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا تو ہم اپنے اس نوشتہ تقدیر پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں اور سعی و عمل نہ چھوڑ دیں حضورؐ نے فرمایا نہیں عمل کیے جاؤ کیونکہ ہر ایک کو اسی کی توفیق ملتی ہے جس کیلئے وہ پیدا ہوا ہے پس جو شخص نیک بختوں میں سے ہے اس کو سعادت اور نیک بختی کے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو کوئی بد بختوں میں سے ہے اس کو شقاوت اور بد بختی والے اعمال بد ہی کی توفیق ملتی ہے (۱۲۵ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے، یہ وہ بندگان خدا ہوں گے جو منتر نہیں کراتے اور شگون بد نہیں لیتے اور نہ فال بد کے قائل ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ (بخاری)

☆ حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی اور خوش نصیبی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے جو فیصلہ ہو وہ اس پر راضی رہے، اور آدمی کی بد بختی اور بد نصیبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ناخوش ہو۔ (تبلیغ دین۔ ۲۳۳)

تقویٰ تقویٰ اختیار کرنا ایمان کی نشانی ہے آپ ﷺ نے حضرت ابوذرؓ سے ارشاد فرمایا، میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی، کیونکہ یہ تقویٰ بہت زیادہ آراستہ کرنے والا اور سنوارنے والا ہے تمہارے سارے کاموں کو، ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت اور وصیت فرمائیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑ لو، کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہوگا آسمان میں تمہارے ذکر کا اور اس زمین میں نور ہوگا تمہارے لیے، ابوذرؓ کہتے ہیں، میں نے پھر عرض کیا حضرت ﷺ مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو، کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی اور دین کے معاملے میں تم کو مدد دینے والی ہے، حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ ہنسنا چھوڑ دو، کیونکہ یہ عادت دل کو مردہ کر دیتی ہے اور آدمی کے چہرے کا نور اس

Marfat.com

کی وجہ سے جاتا رہتا ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے اور نصیحت فرمائیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہمیشہ حق اور سچی بات کہو، اگرچہ (لوگوں کیلئے) ناخوشگوار اور کڑوی ہو، میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرو، میں نے عرض کیا کہ حضرت ﷺ مجھے اور نصیحت فرمائیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم جو کچھ اپنے نفس کے اور اپنی ذات کے بارے میں جانتے ہو، چاہیے کہ وہ تم کو باز رکھے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے۔ (معارف الحدیث)

☆ حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی، آپؓ مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیں لیکن بات مختصر اور جامع ہو، بہت زیادہ نہ ہو، تو حضرت ام المومنین نے ان کو یہ مختصر خط لکھا ''کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جو کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہے لوگوں کو اپنے سے خفا کر کے، تو اللہ مستغنی کر دے گا اس کو لوگوں کی فکر اور بار برداری سے اور خود اس کیلئے کافی ہوگا اور جو کوئی بندوں کو راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس کو سپرد کر دے گا لوگوں کے.......... والسلام'' (جامع ترمذی)

☆ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ اور ایک روایت میں ہے کہ پوچھنے والے نے یوں عرض کیا، کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ مومن بندے کی نقد بشارت ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص نیک عمل اس لیے لوگوں کے سامنے کرتا ہے کہ وہ اس کی اقتدا کریں اور اس کو سیکھیں تو یہ بھی ریا نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں اللہ کے اس بندے کو تعلیم و تبلیغ کا بھی ثواب ملے گا، بہت سی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے بہت سے اعمال میں یہ مقصد بھی ملحوظ ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقت اخلاص نصیب فرمائے، اپنا مخلص بندہ بنائے اور ریا، سمعہ جیسے مہلکات سے ہمارے قلوب کی حفاظت فرمائے۔ اللھم امین۔

(معارف الحدیث)

Marfat.com

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی اور اس کے کمال میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ فضول اور غیر مفید کاموں اور باتوں کا تارک ہو۔ (معارف الحدیث)

خوف خدا اور موت و آخرت کی یاد. دنیا سے دل نہ لگانا اور موت و آخرت کی فکر میں رہنا ایمان کی نشانی ہے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک کان کٹے ہوئے بکری کے مردہ بچے کے پاس سے گزر ہوا آپؐ نے فرمایا تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ یہ مردہ بچہ اس کو ایک درم کے بدلے مل جائے لوگوں نے عرض کیا درہم تو بڑی چیز ہے ہم تو اس کو پسند نہیں کرتے کہ وہ کسی ادنیٰ سی چیز کے بدلے میں مل جائے حضورؐ نے فرمایا کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک ذلیل ہے۔ (ص ۱۱۲۹ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپؐ کے بدن مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم آپ ﷺ کیلئے بستر بچھا دیں حضورؐ نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار چلتے چلتے کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جائے پھر اس کو چھوڑ کر آگے چل دے۔

☆ اللہ کا خوف بھی ایمان کی نشانی ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف و ہیبت سے جس بندہ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلے اگرچہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر کے برابر ہوں پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرے کو آتش دوزخ کیلئے حرام فرما دیں گے۔ (ص ۱۱۳۱ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ ایک طویل حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گھر سے مسجد میں نماز کیلئے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ گویا (وہاں مسجد میں) وہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں (اور یہ علامت تھی غفلت کی زیادتی کی) اس لیے حضور ﷺ نے (ان کی اس حالت کی اصلاح کیلئے) ارشاد فرمایا: میں

Marfat.com

تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو زیادہ یاد کیا کرو تو وہ تمہیں اس غفلت میں مبتلا نہ ہونے دے لہٰذا موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جوان کے پاس اس کے آخری وقت میں جبکہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم اس وقت اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ حال ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اس کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا بھی ڈر ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقین کرو کہ جس دل میں امید و خوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (یعنی موت کے وقت میں) جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرما دیں گے، جس کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے جس کا اس کے دل میں خوف اور ڈر ہے۔ (جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

☆ حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا "سن لو اور یاد رکھو کہ دنیا ایک عارضی اور وقتی سودا ہے جو فی الوقت حاضر اور نقد ہے (اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اسی لیے) اس میں ہر نیک و بد کا حصہ ہے اور سب اس سے کھاتے ہیں اور یقین کرو کہ آخرت وقت مقررہ پر آنے والی ہے، یہ ایک سچی، اٹل حقیقت ہے اور سب کچھ پر قدرت رکھنے والا شہنشاہ اسی میں (لوگوں کے اعمال کے مطابق جزا و سزا کا) فیصلہ کرے گا، یاد رکھو کہ ساری خیر اور خوشگواری اور اس کی تمام قسمیں جنت میں ہیں اور سارا دکھ اور شر اور اس کی تمام قسمیں دوزخ میں ہیں، پس خبردار (جو کچھ کرو) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کرو (اور ہر عمل کے وقت آخرت کے انجام کو پیش نظر رکھو) اور یقین کرو کہ تم اپنے اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیے جاؤ گے جس نے ذرہ برابر کوئی نیکی کی ہوگی وہ اس کو بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اس کو پالے گا۔ (مسند امام شافعی)

☆ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کیلئے قاضی یا عامل بنا کر روانہ فرمایا تو ان کو رخصت کرتے وقت (ایک طویل حدیث) میں آپ ﷺ نے چند

Marfat.com

نصیحتیں اور وصیتیں ان کو فرمائیں اور ارشاد فرمایا، اے معاذؓ شاید میری زندگی کے اس سال کے بعد میری تمہاری ملاقات اب نہ ہو یہ سن کر حضرت معاذؓ آپ ﷺ کے فراق کے صدمہ سے رونے لگے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر اور مدینہ کی طرف رخ کر کے فرمایا (غالباً آپ ﷺ خود بھی آبدیدہ ہو گئے تھے اور بہت متاثر تھے) مجھ سے بہت زیادہ قریب اور مجھ سے تعلق رکھنے والے وہ سب بندے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں (اور تقویٰ والی زندگی گزارتے ہیں) وہ جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔ (مسند احمد)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو لذتوں کو قطع کرنیوالی چیز یعنی موت کو۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا موت تحفہ ہے مومن کا (سو تحفہ سے خوش ہونا چاہیے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کو بجالائے، کوتاہی پر توبہ کرے۔ (حیوۃ المسلمین)

☆ حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اس کے پاس سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جان پاک، اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل پھر جب اس کو لے لیتے ہیں، تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اس خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اس کو لے کر (اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گزر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہے، پھر آسمان دنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اس کیلئے دروازے کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک لے جاتے ہیں، یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے، حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دو اور اس کو سوال و جواب کیلئے زمین کی طرف لے جاؤ سو اس کی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی، بلکہ اس عالم کے

Marfat.com

مناسب جس کی حقیقت مرنیکے بعد معلوم ہو جائے گی پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں، تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ پاک ہے، پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر کہتے ہیں یہ کون شخص ہیں جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں، ایک پکارنے والا اللہ کی طرف سے آسمان سے پکارتا ہے میرے بندے نے صحیح جواب دیا، اس کیلئے جنت کا فرش کر دو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنا دو، اس کیلئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، سو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اس کے بعد اس حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا ہے جو بالکل اس کی ضد ہے)۔

(مسند احمد، حیوۃ المسلمین)

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں لقمہ تر سمجھ کر تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں، کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس زمانے میں ہماری تعداد کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کیلئے قومیں متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی، ارشاد فرمایا نہیں اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہوگی البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے اور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں بزدلی اور پست ہمتی پیدا ہو جائے گی، اس پر ایک آدمی نے پوچھا یہ بزدلی کیوں پیدا ہو جائے گی؟ فرمایا اس وجہ سے کہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور موت سے بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے۔

(معارف الحدیث)

تبلیغ دین (امر بلمعروف ونہی عن المنکر). ایمان کا حصہ ہے، خود نیک کام کرنا اور برائی سے بچنا، دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا یعنی دعوت و تبلیغ کا کام ہر مومن کیلئے ضروری اور اس کے ایمان کا حصہ ہے قرآن پاک میں اسکا تقریباً ساٹھ سے زیادہ بار حکم آیا ہے قرآن پاک کی سورۃ آلِ عمران کی ایک آیت شریف کا مفہوم ہے کہ ''اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونا ضروری ہے جو خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے اور ایسے لوگ بڑے کامیاب ہونگے'' اسی سورۃ کی ایک اور آیت کا مفہوم ہے کہ ''تم بہترین امت ہو کہ لوگوں کے نفع رسائی کیلئے

Marfat.com

نکالے گئے ہو تم نیک کام کا حکم کرتے ہو اور برے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔"

☆ کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے بعد جب انسان اللہ وحدہ لاشریک اور رسول ﷺ پر ایمان لاکر دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اس پر تبلیغ دین (امر بلمعروف ونہی عن المنکر یعنی لوگوں کو نیکی کا حکم کرنا اور بُرائی سے روکنا) واجب ہو جاتی ہے حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اپنے پڑھنے والے کو ہمیشہ نفع دیتا ہے اور اس سے عذاب و بلا کو دور کرتا ہے، جب تک کہ اس کے حقوق سے لاپرواہی اور استخفاف نہ کیا جائے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ کلمہ کے حقوق سے بے پرواہی اور استخفاف کیے جانے کا کیا مطلب ہے حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نافرمانیاں کھلے طور پر کی جائیں پھر نہ انکا انکار کیا جائے اور نہ ان کے بند کرنے کی کوشش کی جائے۔"

(فضائل تبلیغ ١٦)

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جب کوئی شخص برائی کو دیکھے تو چاہیے کہ اپنے ہاتھوں سے کام لے کر اس کو دور کرے اگر اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ پائے تو دل سے، اور یہ آخری صورت ایمان کی بڑی کمزوری کا درجہ ہے پس جس طرح آخری درجہ ضعف ایمان کا ہوا اسی طرح پہلا درجہ کمال دعوت اور کمال ایمان کا ہوا (ص ١٠٧ فضائل اعمال)

☆ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی پھر فرمایا کہ ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور دین سے جاہل رہنے کی عبرت ناک نتائج معلوم نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی قسم لوگ لازماً اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں انہیں نصیحت کریں ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں، نیز لوگوں کو چاہیے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان نصیحتوں کو قبول کریں۔

(ص ١٣١ اسوۃ رسول اکرمؐ)

☆ ایک آدمی نے حضرت عبداللہؓ بن عباس سے کہا کہ میں تبلیغ دین کا کام کرنا

Marfat.com

چاہتا ہوں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام کرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا کہ کیا تم اس مرتبہ پر پہنچ چکے ہو؟ اس نے کہا، ہاں توقع تو ہے ابن عباس نے کہا کہ اگر تمہیں یہ اندیشہ نہ ہو کہ قرآن کی تین آیتیں رسوا کر دیں گی تو ضرور تبلیغ دین کا کام کرو اس نے کہا کہ وہ کون سی تین آیتیں ہیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا پہلی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ''کیا تم لوگوں کو نیکی کا وعظ کہتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو'' (سورہ بقرہ) ابن عباس نے کہا کیا اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں اور دوسری آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ''تم کیوں کہتے ہو وہ بات، جس کو کرتے نہیں'' (سورہ صف) کیا اس پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں پھر تیسری آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ''شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا جن بری باتوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں ان کو بڑھ کر خود کرنے لگوں میری نیت یہ نہیں بلکہ میں تو ان سے بہت دور رہوں گا ''تم میرے قول اور عمل میں تضاد نہ دیکھو گے'' (سورہود) ابن عباس نے پوچھا کہ اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو فرمایا جاؤ پہلے اپنے کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، یہ مبلغ کی پہلی منزل ہے۔ (ص ۱۳۲ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ لازماً نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ خدا عنقریب تم پر ایسا عذاب بھیج دے گا کہ پھر تم پکارتے رہو گے اور کوئی سنوائی نہ ہو گی۔ (ترمذی)

☆ حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہر ہفتہ ایک مرتبہ وعظ کہا کرو، اور دو دفعہ کر سکتے ہو اور تین مرتبہ سے زیادہ وعظ مت کہنا، اور اس قرآن سے لوگوں کو متنفر نہ کرنا، اور ایسا کبھی نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس پہنچو اور وہ اپنی کسی بات میں مشغول ہوں اور تم اپنا وعظ شروع کر دو اور ان کی بات کاٹ دو، اگر تم ایسا کرو گے تو ان کو وعظ ونصیحت سے متنفر کر دو گے بلکہ ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرو اور جب ان کے اندر خواہش دیکھو اور وہ تم سے مطالبہ کریں تو پھر وعظ کہو اور دیکھ مسجع ومقفی عبارتیں بولنے سے بچو، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ تکلف کے ساتھ عبارت آرائی نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

اہم نصیحتیں اور وصیتیں ان نصیحتوں اور وصیتوں کو عمل میں لانا ایمان کا حصہ ہے

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے ان نو باتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا ہے کہ (۱) ایک اللہ سے ڈرنا خلوت میں جلوت میں (۲) عدل وانصاف کی بات کہنا غصہ میں اور رضا مندی میں یعنی ایسا نہ ہو کہ جب کسی سے ناراض اور اس پر غصہ ہو تو اس کی حق تلفی اور اس کے ساتھ بے انصافی کی جائے اور جب کسی سے دوستی اور رضا مندی ہو تو اس کی بے جا حمایت اور طرف داری کی جائے، بلکہ ہر حال میں عدل و انصاف اور اعتدال کی راہ چلا جائے (۳) اور حکم فرمایا میانہ روی پر قائم رہنے کا، غریبی و ناداری اور فراخ دستی اور دولت مندی دونوں حالتوں میں یعنی جب اللہ تعالیٰ ناداری اور غریبی میں مبتلا کرے تو بے صبری اور پریشان حالی کا اظہار نہ ہو، اور جب وہ فراخ دستی اور خوش حالی نصیب فرمائے تو بندہ اپنی حقیقت کو بھول کر غرور اور سرکشی میں مبتلا نہ ہو جائے، الغرض ان دونوں امتحانی حالتوں میں افراط وتفریط سے بچا جائے اور اپنی روش درمیانی رکھی جائے، یہی وہ میانہ روی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا آگے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں (۴) اور مجھے حکم فرمایا کہ میں ان اہل قرابت کے ساتھ رشتہ جوڑوں اور ان کے حقوق قرابت اچھی طرح ادا کروں جو مجھ سے رشتہ قرابت توڑیں اور میرے ساتھ بدسلوکی کریں (۵) اور یہ کہ میں ان لوگوں کو بھی دوں جنہوں نے مجھے محروم رکھا ہو، اور میرا حق مجھے نہ دیا ہو (۶) اور یہ کہ میں ان لوگوں کو معاف کردوں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہو، اور مجھے ستایا ہو (۷) مجھے حکم دیا ہے کہ میری خاموشی میں تفکر ہو یعنی جس وقت میں خاموش ہوں تو اس وقت سوچنے کی چیزیں سوچوں اور جو چیزیں قابل تفکر ہیں ان میں غور وفکر کروں مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی آیات اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ معاملہ کیا ہے اور اس کا مجھے کیا حکم ہے اور میرا معاملہ اللہ اور اس کے احکام کے ساتھ کیا ہے اور کیا ہونا چاہیے اور میرا انجام کیا ہونے والا ہے، اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے غافل بندوں کو اللہ کے ساتھ کس طرح جوڑا جائے الغرض خاموشی میں اسی طرح کا تفکر ہو (۸) اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میری گفتگو ذکر ہو یعنی میں جب بھی بولوں، اور جو کچھ بھی بولوں اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو، خواہ اس طرح کہ وہ اللہ کی ثناء وصفت ہو یا اس کے احکام کی تعلیم وتبلیغ ہو، یا اس طرح کہ اس میں اللہ کے احکام اور حدود کی رعایت اور نگہداشت ہو، ان سب صورتوں میں

Marfat.com

جو گفتگو ہوگی وہ ''ذکر'' کے قبیلہ سے ہوگی اور (۹) مجھے حکم ہے کہ میری نظر عبرت والی نظر ہو (یعنی میں جس چیز کو دیکھوں اس سے سبق اور عبرت حاصل کروں) اور لوگوں کو حکم کروں اچھی باتوں کا۔ (معارف الحدیث)

☆حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان دس باتوں کی نصیحت فرمائی (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگرچہ تم کو قتل کر دیا جائے، اور (۲) اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل وعیال اور مال و منال چھوڑ کے نکل جاؤ (۳) کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو، کیونکہ جس نے ایک فرض نماز قصداً چھوڑی اس کیلئے اللہ کا عہد اور ذمہ نہیں رہا (۴) ہرگز کبھی شراب نہ پیو، کیونکہ شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ اور بنیاد ہے (اس لیے اس کو ام الخبائث کہا گیا ہے) (۵) ہر گناہ سے بچو، کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے (۶) جہاد کے معرکے سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اگرچہ کشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں (۷) اور جب تم کسی جگہ لوگوں کے ساتھ رہتے ہو اور وہاں کسی وبائی مرض کی وجہ سے موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم وہیں جمے رہو (جان بچانے کے خیال سے وہاں سے مت بھاگو) (۸) اور اپنے اہل وعیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو (نہ بخل سے کام لو کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے ان کو تکلیف ہو اور نہ خرچ کرنے میں اپنی حیثیت سے آگے بڑھو)، (۹) اور ادب دینے کیلئے ان پر (حسب ضرورت وموقع) سختی بھی کیا کرو (۱۰) اور ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔ (معارف الحدیث)

☆حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیے اور مختصر فرمائیے۔ (تا کہ یاد رکھنا آسان ہو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (ایک بات تو یہ یاد رکھو) جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو اس شخص کی سی نماز پڑھو جو سب کو الوداع کہنے والا اور سب سے رخصت ہونے والا ہو، یعنی دنیا سے جانے والے آدمی کی نماز جیسی ہونی چاہیے، تم ہر نماز ویسی ہی پڑھنے کی کوشش کرو اور (دوسری بات یہ یاد رکھو) ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو جس کی کل تم کو معذرت اور جوابدہی کرنی پڑے یعنی بات کرتے وقت ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ ایسی بات منہ سے نہ نکلے جس کی

Marfat.com

جوابدہی کسی کے سامنے اس دنیا میں یا قیامت کے دن خدا کے حضور میں کرنی پڑے، اور (تیسری بات یہ یاد رکھو) آدمیوں کے پاس اور ان کے ہاتھ میں جو کچھ نظر آتا ہے، اس سے اپنے آپ کو قطعاً مایوس کرلو، (یعنی تمہاری امیدوں اور توجہ کا مرکز صرف رب العالمین ہو اور مخلوق کی طرف سے اپنی امیدوں کو بالکل منقطع کرلو)۔ (مسند احمد۔ معارف الحدیث)

☆ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور امیر وقت کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ حاکم غلام حبشی کیوں نہ ہو، تم میں جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا، عنقریب وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا پس ایسے وقت تم لوگ میرے اور میرے رشد و ہدایت یافتہ خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑنا اور ان طریقوں کو خوب مضبوط پکڑنا بلکہ دانتوں سے پکڑنا اور بدعات سے بچے رہنا کیوں کہ ہر جدید امر (دین میں جس کی کوئی سند شرعی نہ ہو) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مشکوۃ۔ معارف الحدیث)

☆ حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضرتؐ مجھے عمل بتادیجئے جس کی وجہ سے میں جنت میں پہنچ جاؤں اور دوزخ سے دور کردیا جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا، تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے، لیکن (بڑی اور بھاری ہونے کے باوجود) وہ اس بندے کیلئے آسان ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ اس کو آسان کردے اور توفیق دے دے۔ لو سنو! سب سے مقدم بات تو یہ ہے کہ دین کے ان بنیادی مطالبوں کو فکر اور اہتمام سے ادا کرو، اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اچھے طریقے اور دل کی توجہ کے ساتھ نماز ادا کیا کرو، اور زکوٰۃ دیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو اور بیت اللہ کا حج کرو پھر فرمایا کیا میں تمہیں خیر کے دروازے بھی بتاؤں؟ (گویا جو کچھ آپ ﷺ نے بتلایا یہ تو اسلام کے ارکان اور فرائض تھے) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا، تم چاہو تو میں تمہیں خیر کے اور دروازے بتلاؤں؟ غالباً اس سے آپ ﷺ کی مراد نفل عبادت تھیں (چنانچہ حضرت معاذؓ کی طلب دیکھ کر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا) روزہ (گناہوں سے اور دوزخ کی آگ سے بچانے والی) سپر اور ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو (اور گناہ سے پیدا ہونے والی آگ کو) اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور رات کے درمیانی حصے کی نماز (یعنی تہجد کی نماز کا بھی یہی حال ہے، اور ابواب خیر میں اس کا

Marfat.com

خاص الخاص مقام ہے) اس کے بعد آپ ﷺ نے (تہجد اور صدقہ کی فضیلت کے سلسلہ میں) سورۂ سجدہ کی ایک آیت پڑھی، جس کا مفہوم ہے کہ "شب کو ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (نماز یا دیگر اذکار کیلئے) اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو (ثواب کی) امید اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں، سو کسی کو خبر نہیں کہ کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کیلئے خزانہ غیب میں موجود ہے یہ ان کو ان کے (اعمال نیک) کا صلہ ملا ہے"

☆ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں معاملہ کا (یعنی دین کا) سر اور اس کا عمود یعنی ستون اور اس کی بلند چوٹی بتادوں؟ (معاذؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت! ضرور بتادیں! آپ ﷺ نے فرمایا، دین کا سر اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی بلند چوٹی جہاد ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز بھی بتادوں جس پر گویا ان سب کا دارومدار ہے (اور جس کے بغیر یہ سب ہیچ اور بے وزن ہیں، معاذؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت ﷺ وہ چیز بھی ضرور بتلا دیجئے! پس آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس کو روکو (یعنی اپنی زبان قابو میں رکھو، یہ چلنے میں بے باک اور بے احتیاط نہ ہو، معاذؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا حضرت ﷺ ہم جو باتیں کرتے ہیں، کیا ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اے معاذؓ تجھے تیری ماں نہ جنتی، (عربی محاورہ کے مطابق یہاں یہ پیار کا کلمہ ہے) آدمیوں کو دوزخ میں ان کے منہ کے بل (یا فرمایا کہ ان کی ناکوں کے بل (زیادہ تر) ان کی زبانوں کی بیباکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔ (مسند امام احمد، معارف الحدیث)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر غفاریؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہیں ایسی دو خصلتیں بتادوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں (ان کے اختیار کرنے میں آدمی پر کچھ زیادہ بوجھ نہیں پڑتا) اور اللہ کے میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گی، ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ دونوں خصلتیں ضرور بتادیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ خاموش رہنے کی عادت اور دوسرے حسن اخلاق، قسم اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں۔ (ص ۱۲۷، اسوۂ رسول اکرمؐ)

Marfat.com

☆عمرانؒ بن خطان تابعی سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت ابوذر غفاری ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے ان کو مسجد میں اس حالت میں دیکھا کہ ایک کالی کملی لپیٹے ہوئے بالکل اکیلے بیٹھے ہیں، میں نے عرض کیا، اے ابوذرؓ! یہ تنہائی اور یکسوئی کیسی ہے؟ (یعنی آپ نے اس طرح اکیلے اور سب سے الگ تھلگ رہنا کیوں اختیار فرمایا ہے) انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ "برے ساتھیوں کی ہم نشینی سے اکیلے رہنا اچھا ہے اور اچھے ساتھی کے ساتھ بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے، اور کسی کو اچھی باتیں بتانا خاموش رہنے سے بہتر ہے اور بری باتیں بتانے سے بہتر خاموش رہنا ہے۔ (معارف الحدیث)

☆حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ مجھے میرے محبوب دوست ﷺ نے سات باتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا (۱) مساکین اور غرباء سے محبت رکھنے اور ان سے قریب رہنے کا (۲) اور آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ دنیا میں ان لوگوں پر نظر رکھوں جو مجھ سے نیچے درجہ کے ہیں یعنی جن کے پاس دینوی زندگی کا سامان مجھ سے بھی کم ہے اور ان پر نظر نہ کروں جو مجھ سے اوپر کے درجہ کے ہیں (یعنی جن کو دینوی زندگی کا سامان مجھ سے زیادہ دیا گیا ہے) اور بعض دوسری احادیث میں ہے کہ ایسا کرنے سے بندے میں صبر وشکر کی صفت پیدا ہوتی ہے اور یہ ظاہر بھی ہے آگے حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں اور مجھے آپ ﷺ نے حکم دیا (۳) کہ میں اپنے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور قرابتی رشتہ کو جوڑوں (یعنی ان کے ساتھ وہ معاملہ اور سلوک کرتا رہوں جو اپنے عزیزوں اور قریبوں کے ساتھ کرنا چاہئے) اگر چہ وہ میرے ساتھ نہ کریں، اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ (۴) کسی آدمی سے کوئی چیز نہ مانگوں (یعنی اپنی ہر حاجت کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں اور اس کے سوا کسی کے در کا سائل نہ بنوں)، (۵) میں ہر موقع پر حق بات کہوں اگر چہ وہ لوگوں کیلئے کڑوی ہو اور ان کے اغراض اور خواہشات کے خلاف ہونے کی وجہ سے انہیں بری لگے اور آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا (۶) کہ میں اللہ کے راستہ میں کبھی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈروں یعنی دنیا والے اگر چہ مجھے برا کہیں، لیکن میں وہی کہوں اور وہی کروں جو اللہ کا حکم ہو اور آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ (۷) میں کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ کثرت

Marfat.com

سے پڑھا کروں کیونکہ یہ سب باتیں اس خزانے سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے یعنی یہ اس خزانے کے قیمتی جواہرات ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے ہے اور جن کو اللہ ہی جن بندوں کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، کسی اور کی وہاں دسترس نہیں ہے۔ (تبلیغ دین. ۱۳۸)

☆ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار باتیں اور خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر تم کو وہ نصیب ہو جائیں تو پھر دنیا (اور اس کی نعمتوں) کے فوت ہو جانے اور ہاتھ نہ آنے میں کوئی مضائقہ ہے اور نہ گھاٹا (۱) امانت کی حفاظت (۲) باتوں میں سچائی (۳) حسن اخلاق (۴) کھانے میں احتیاط اور پرہیز گاری۔

☆ عمرو بن میمون اودیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، پانچ حالتوں کو دوسری پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو اور ان سے جو فائدہ اٹھانا چاہو وہ اٹھا لو، (۱) غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے (۲) غنیمت جانو تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے (۳) غنیمت جانو خوش حالی اور فراخ دستی کو ناداری اور تنگدستی سے پہلے (۴) غنیمت جانو فرصت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے (۵) غنیمت جانو زندگی کو موت آنے سے پہلے۔ (معارف الحدیث)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی چالیس حدیثیں میری امت کو پہنچا دے تو میں خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا۔ (جامع صغیر)

☆ ایک اور حدیث میں رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے گا اس وقت جو شخص میرے طریقے کو تھامے رہے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (بہشتی زیور)

☆ حضور ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو، تو کبھی نہ بھٹکو گے، ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) دوسرے نبی ﷺ کی سنت یعنی حدیث (بہشتی زیور)

کامل ایمان و یقین کی مثالیں

(۱) قرآن پاک میں سورہ روم کی آیت نمبر ۲-۳ کا مفہوم ہے کہ ''رومی قریب کی سرزمین میں مغلوب ہو گئے ہیں چند سال کے اندر وہ غالب آ جائیں گے'' قصہ یہ ہے کہ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے حضورؐ کے زمانہ

Marfat.com

میں سلطنت روم کے تمام علاقوں، عراق، اردن، شام، ترکی اور مصر وغیرہ کو فتح کر کے اپنی حکومت قائم کر لی تھی رومی حکومت عیسائی یعنی اہل کتاب کی تھی اسلئے مسلمانوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں ایرانی حکومت مجوسی اور آتش پرستوں کی تھی اسلئے کفار اور مشرکین مکہ کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں مندرجہ بالا آیات اترنے پر مشرکین مکہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایران کی اتنی طاقتور حکومت پر رومی دوبارہ غالب آ جائیں انہوں نے اس کا خوب مذاق اڑایا کیونکہ بظاہر اس کی امید اور آثار نظر نہیں آ رہے تھے مگر قرآن کی خبر اور حضورؐ کے فرمان پر صحابہ کرامؓ کا اتنا یقین تھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جب ابی بن خلف نے یہ خبر سنائی تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا چونکہ حضورؐ نے یہ خبر دی ہے اسلئے یہ ہو کر رہے گا اس پر ابی بن خلف نے شرط طے کر دی کہ اگر رومی تین سال میں غالب آ گئے تو میں دس اونٹ حضرت ابو بکرؓ کو دوں گا اور اگر غالب نہ آئے تو حضرت ابو بکرؓ دس اونٹ ابی بن خلف کو دیں گے حضورؐ کو حضرت ابو بکرؓ نے اس شرط کا بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ میعاد دس سال کے اندر کی طے کر لو اور اونٹوں کی تعداد بڑھا کر سو کر دو حضرت ابو بکرؓ نے ابی بن خلف سے ایسے ہی طے کر لیا لیکن دس سال گزرنے سے پہلے ہی ۶۲۸ء میں خسرو پرویز کے گھر میں بغاوت ہو گئی اس کے سامنے اس کے اٹھارہ بیٹے بھی قتل کر دیے گئے اور وہ خود بھی جیل کی سختی کی وجہ سے ہلاک ہو گیا لہٰذا آٹھ سال کے اندر رومی غالب آ گئے اس کیلئے کسی کو بھی شبہ کی گنجائش نہ رہی کہ قرآن کی پیشین گوئی اور نبی ﷺ کا فرمان سچا تھا اس پر بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات پر حضرت ابو بکرؓ کا یقین بھی غیر متزلزل تھا جس کیوجہ سے انہوں نے سو اونٹوں کی شرط جیت لی ابی بن خلف خود تو جنگ احد میں ہلاک ہو گیا تھا اس کے وارثوں نے ہار مان کر سو اونٹ شرط کے مطابق حضرت ابو بکرؓ کے حوالہ کر دیے حضرت ابو بکرؓ وہ سو اونٹ لیکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ انہیں صدقہ کر دیا جائے یہ صدیق اکبرؓ کا یقین تھا کہ ناممکن بات کو اللہ تعالیٰ نے ممکن کر کے دکھا دیا۔ (تفسیر آیت ۲-۳ سورہ روم)

(۲) صحابہ کرامؓ کا ایسا کامل ایمان و یقین بنا ہوا تھا کہ جس کام کا وہ ارادہ کرتے تھے اللہ تعالیٰ اپنے امر سے اس کو وجود عطا کر دیتے، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت

Marfat.com

عمرؓ نے حضرت ساریہؓ کو امیر بنا کر ایک لشکر بھیجا ایک دفعہ حضرت عمرؓ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دم انہوں نے تین مرتبہ پکار کر کہا اے ساریہؓ! لشکر کو لے کر پہاڑ کی طرف ہو جاؤ پھر اُس لشکر کا قاصد آیا حضرت عمرؓ نے اس سے حالات پوچھے اس نے کہا اے امیر المومنین ہمیں شکست ہو رہی تھی کہ اتنے میں ہم نے ایک بلند آواز تین مرتبہ سنی اے ساریہؓ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ، چنانچہ ہم نے اپنی پشتیں پہاڑ کی طرف کر دیں جس پر اللہ نے کفار کو شکست دے دی (حیاۃ الصحابہؓ جلد سوم۔ ۴۱۳)۔ اسی طرح کا ایمان و یقین کا واقعہ ہے کہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے جب مصر فتح کر لیا تو مصر والے ان کے پاس آئے اور کہا امیر صاحب! ہمارے اس دریائے نیل کی ایک عادت ہے کہ یہ خشک ہو جاتا ہے اور ایک رسم ادا کیے بغیر یہ چلتا نہیں، حضرت عمروؓ نے ان سے پوچھا وہ عادت کیا ہے؟ انہوں نے کہا جب دریائے نیل خشک ہو جاتا ہے تو ہم ایسی کنواری لڑکی تلاش کرتے ہیں جو اپنے والدین کی اکلوتی لڑکی ہو، اس کے والدین کو راضی کرتے ہیں اور اسے سب سے اچھے کپڑے اور زیور پہنا کر اس دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں، حضرت عمروؓ نے کہا یہ کام اسلام میں تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اسلام اپنے سے پہلے کے تمام (غلط) طریقے ختم کر دیتا ہے، چنانچہ مصر والے تین مہینے ٹھہرے رہے اور آہستہ آہستہ دریائے نیل کا پانی بالکل ختم ہو گیا، یہ دیکھ کر مصر والوں نے مصر چھوڑ کر کہیں اور چلے جانے کا ارادہ کر لیا، جب حضرت عمروؓ نے یہ دیکھا تو انہوں نے اس بارے میں حضرت عمر بن خطابؓ کو خط لکھا حضرت عمرؓ نے جواب میں کہا آپ نے بالکل ٹھیک کیا بے شک اسلام اپنے سے پہلے کے تمام غلط طریقے ختم کر دیتا ہے میں آپ کو ایک پرچہ بھیج رہا ہوں جب آپ کو میرا خط ملے تو آپ میرا وہ پرچہ دریائے نیل میں ڈال دیں جب خط حضرت عمروؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے وہ پرچہ کھولا اس میں یہ لکھا ہوا تھا'' اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؓ کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کے نام، اما بعد! اگر تم اپنے پاس سے چلتے ہو تو مت چلو اور اگر تمہیں اللہ واحد قہار چلاتے ہیں تو ہم اللہ واحد قہار سے سوال کرتے ہیں کہ تجھے چلا دے'' چنانچہ حضرت عمروؓ نے صلیب کے دن سے ایک دن پہلے یہ پرچہ دریائے نیل میں ڈالا ادھر مصر والے مصر سے جانے کی تیاری کر چکے تھے کیونکہ ان کی ساری معیشت اور زراعت کا انحصار دریائے نیل کے پانی پر تھا، صلیب کے دن صبح

Marfat.com

لوگوں نے دیکھا کہ دریائے نیل میں سولہ ہاتھ پانی چل رہا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے مصر والوں کی اس بری رسم کو ختم کر دیا (اس دن سے لے کر آج تک دریائے نیل مسلسل چل رہا ہے) (حیاۃ الصحابہ جلد سوم ۶۵۷)، اسی طرح کامل ایمان و یقین کا ایک اور واقعہ ہے کہ حضرت معاویہ بن حرملؓ کہتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کے لشکر کے قابو پانے سے پہلے ہی میں نے توبہ کر لی ہے، حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں مسلمہ کذاب کا داماد معاویہ بن حرمل ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا جاؤ اور جو مدینہ والوں میں سب سے بہترین آدمی ہے اس کے مہمان بن جاؤ میں حضرت تمیم داریؓ کا مہمان بن گیا ایک دفعہ مدینہ کے پتھریلے میدان میں آگ نکل آئی اس وقت ہم لوگ باتیں کر رہے تھے حضرت عمرؓ نے آ کر حضرت تمیمؓ سے کہا (چلو اور اس آگ کا انتظام کرو) حضرت تمیمؓ نے کہا میری کیا حیثیت ہے؟ اور کیا آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ میرے پوشیدہ عیوب آپ پر ظاہر ہوں؟ اس طرح حضرت تمیمؓ کسرِ نفسی کر رہے تھے (لیکن حضرت عمرؓ نے اصرار فرمایا تو) حضرت تمیمؓ کھڑے ہوئے اور آگ کو دھکے دیتے رہے یہاں تک کہ جس دروازے سے نکلی تھی اسی میں اسے واپس کر دیا اور پھر خود بھی آگ کے پیچھے اس دروازے کے اندر چلے گئے پھر باہر آ گئے اور اس سب کے باوجود آگ انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ (حیاۃ الصحابہ جلد سوم ۶۶۵)

(۳) مسیلمہ کذاب نے حضورؐ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا مگر آپؐ کی بیماری اور وصال کیوجہ سے اس کے خلاف کوئی کاروائی نہ ہو سکی حضورؐ کے وصال کیوجہ سے اس نے چالیس ہزار کی جمعیت اکٹھی کر رکھی تھی کئی نئے نئے مسلمان بھی مرتد ہو کر اس کے ساتھ مل گئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں اس کے خلاف جنگ یمامہ ہوئی تقریباً چالیس ہزار افراد کی فوج کے ساتھ وہ قلعہ بند ہو گیا مسلمانوں نے کافی دن قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا مگر کوئی کامیابی نہیں ہو رہی تھی نہ کفار قلعہ کے باہر آ کر مقابلہ کرتے تھے اور نہ ہی مسلمان قلعہ کے اندر جا سکتے تھے امیر لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ نے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے تو حضرت براء بن مالکؓ نے مشورہ دیا کہ ایک آدمی کو قلعہ کے اندر پھینکا جائے جو اندر جا کر قلعہ کا دروازہ کھول دے بظاہر بڑی عجیب تجویز تھی کہ ایک آدمی چالیس ہزار کی فو

Marfat.com

ج میں اکیلا گر کر کیا کام کریگا اس کی تو ٹکہ بوٹی ہو جائیگی لیکن امیر لشکر نے جب پوچھا کہ اسکے لیے کون تیار ہے تو براء بن مالکؓ نے کہا کہ میں نے مشورہ دیا ہے تو مجھے ہی قلعہ کے اندر پھینکا جائے ان کو ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تو فلاں جنگ لڑیگا وہ جنگ ابھی تک نہیں لڑی گئی تھی اسلئے ان کو حضورؐ کی بات پر اتنا یقین تھا کہ میں نے جب وہ جنگ ابھی لڑنی ہے لہٰذا اس جنگ میں مجھے کچھ نہ ہوگا چاہے چالیس ہزار کی فوج میں اکیلا ہی پھینکا جاؤں لہٰذا اس کو ایک اونچے اونٹ پر بیٹھ کر ڈھال پر بٹھا کر قلعہ کی دیوار کے اوپر سے اندر پھینکا گیا براء بن مالکؓ خود فرماتے ہیں کہ جب قلعہ کے اندر مجھے پھینکا گیا تو ایک وقت میں چالیس تلواروں نے مجھ پر حملہ کیا میں نے سب کا مقابلہ کرتے ہوئے نو آدمیوں کو قتل کیا اور خود زخمی حالت میں قلعہ کا دروازہ کھول دیا مسلمانوں کی فوج اندر داخل ہوگئی بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی مسیلمہ کذاب کو وحشیؓ نے اسی نیزہ سے ہلاک کردیا جس سے حضرت حمزہؓ کو احد کی لڑائی میں شہید کیا تھا اس جنگ میں تیرہ سو مسلمان شہید ہوئے اور اکیس ہزار کفار ہلاک ہوئے مگر براہ بن مالکؓ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے یقین و گمان کے مطابق زندہ رکھا جو یقین وہ حضور ﷺ کی خبر پر کیے ہوئے تھے بعد میں حضرت عمرؓ کو جب معاملہ کا پتہ چلا تو انہوں نے فرمایا کہ براہ بن مالکؓ کو کبھی کسی فوج کا امیر نہ بنایا جائے کیونکہ یہ تو آپنے آپ کو ہلاک کرنے دینے والا شخص ہے (ص ۷۱۹ حیاۃ الصحابہ حصہ اول)

(۴) حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں ۲۶ ہجری میں مصر کے پہلے حاکم حضرت عمرو بن عاصؓ کی بجائے جب عبداللہ بن ابی سرحؓ حاکم بنائے گئے تو وہ روم کی لڑائی کے واسطے بیس ہزار کے مجمع کے ساتھ نکلے رومیوں کا لشکر دو لاکھ کے قریب تھا بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی، رومیوں کے امیر جرجیر نے اعلان کیا کہ جو شخص عبداللہ بن ابی سرحؓ کو قتل کردے گا اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کروں گا اور ایک لاکھ دینار انعام بھی دوں گا، اس اعلان سے بعض مسلمانوں کو فکر ہوا، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو علم ہوا، انہوں نے کہا یہ فکر کی بات نہیں ہماری طرف سے بھی اعلان کیا جائے کہ جو جرجیر کو قتل کرے گا اس کی بیٹی سے اس کا نکاح کیا جائے گا اور ایک لاکھ دینار انعام اور مزید یہ کہ اس کو ان شہروں کا امیر بھی بنا دیا جائیگا، الغرض دیر تک مقابلہ ہوتا رہا، حضرت عبداللہؓ نے دیکھا کہ جرجیر سارے لشکر کے پیچھے ہے

Marfat.com

اور لشکر اس سے آگے بڑھا ہوا ہے، دو باندیاں موز کے پروں سے اس پر سایہ کیے ہوئے ہیں انہوں نے غفلت کی حالت میں لشکر سے ہٹکر اس پر تنہا جا کر حملہ کیا وہ سمجھتا رہا کہ یہ تنہا اس طرح بڑھے آرہے ہیں، کوئی پیغام صلح لے کر آئے ہیں، مگر انھوں نے سیدھے پہنچ کر اس پر حملہ کر دیا اور تلوار سے سر کاٹ کر برچھے پر اُٹھا کر لے آئے اور سب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نوعمر ہی تھے، اس لڑائی کے وقت ان کی عمر چوبیس سال تھی، اس عمر میں دو لاکھ کے مجمع کو پھلانگ کر اس طرح سے بادشاہ کا سر کاٹ لانا معمولی چیز نہیں، یہ سب انکے کامل ایمان ویقین کی وجہ سے تھا۔

(۵) ایک دفعہ حضرت علیؓ کے گھر میں فاقے تھے حضرت فاطمہؓ نے اپنی چادر حضرت علیؓ کو دے کر بازار بھیجا کہ اس کو بیچ کر آٹے کا بندوبست کیا جائے حضرت علیؓ وہ چادر بازار لے گئے جو چھ درہم کی بکی حضرت علیؓ نے چھ درہم گھر لا کر رکھے ہی تھے کہ ایک سائل آگیا آپؓ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں نے جو چھ درہم آپکی والدہ حضرت فاطمہؓ کے پاس رکھے ہیں وہ لا کر دے دو حضرت فاطمہؓ نے کہا وہ تو آپ نے آٹے کیلئے رکھوائے تھے حضرت علیؓ نے کہا کہ آدمی اپنے ایمان میں اس وقت تک سچا نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے پاس کی موجود چیز سے اس چیز پر زیادہ اعتماد نہ ہو جو اللہ کے پاس ہے اپنی والدہ سے کہو وہ چھ درہم سارے دے دو حضرت فاطمہؓ نے تو یاددہانی کیلئے کہا تھا ان کو اس میں کیا تامل ہو سکتا تھا اسلئے حضرت فاطمہؓ نے چھ درہم دے دیے حضرت علیؓ نے وہ سب سائل کو دے دیے حضرت علیؓ ابھی اپنی جگہ سے اٹھے ہی نہ تھے کہ ایک شخص اونٹ فروخت کرنے کیلئے آیا آپ نے فرمایا میرے پاس دام نہیں ہیں اس نے کہا ادھار لے لیں آپ نے اس کی قیمت پوچھی تو اس نے ایک سو چالیس درہم بتائی آپ نے قرض پر لے لیا اور قیمت کی ادائیگی کا بعد کا وعدہ کر لیا تھوڑی دیر بعد ایک اور شخص آیا اور اونٹ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ کس کا ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ میرا ہے اس نے دریافت کیا کہ فروخت کرتے ہو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں اس نے قیمت دریافت کی حضرت علیؓ نے بتایا دو سو درہم قیمت ہے اس شخص نے دو سو درہم حضرت علیؓ کو دیے اور اونٹ خرید کر لے گیا حضرت علیؓ نے ایک سو چالیس درہم اپنے قرض خواہ یعنی اونٹ کے پہلے مالک کو دیے اور ساٹھ درہم حضرت

Marfat.com

فاطمہؓ کو لا کر دے دیے حضرت فاطمہؓ نے پوچھا یہ کہاں سے آئے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ ان چھ درہم کے صدقہ کرنے کا بدلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپنے نبی ﷺ کے واسطہ سے سورہ الانعام (آیت ۱۶۰) میں وعدہ فرمایا ہے کہ ''جو (شخص) اللہ کے حضور ﷺ نیکی لے کر آئے گا اس کو دس گنا اجر ہے'' یہ یقین اور توکل کی بات ہے کہ چھ درہم جو آٹے کیلئے رکھے ہوئے تھے ان کو اللہ کیلئے خرچ کر دیا اور دس گنا بدلہ فوراً حاصل کر لیا۔ (ص ۱۴۶ فضائل صدقات حصہ اول)

(۶) حضرت عمرؓ ایک دفعہ گشت کر رہے تھے کہ ایک خیمہ سے ماں بیٹی کی تکرار کی آواز آ رہی تھی ماں بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں پانی ملا دو بیٹی ماں سے کہہ رہی تھی کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ دودھ میں پانی نہیں ملانا ماں نے بیٹی سے کہا کہ امیر المومنین کوئی دیکھ تو نہیں رہے ہیں بیٹی نے ماں سے کہا کہ امیر المومنین اگر نہیں دیکھ رہے تو اس کا خدا تو دیکھ رہا ہے بیٹی کی اس دیانتداری سے متاثر ہو کر حضرت عمرؓ نے اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے کیلئے مانگ لیا اور حضرت عمرؓ کے بیٹے عاصم بن عمرؓ کی شادی اس لڑکی سے ہوئی چنانچہ اس جھونپڑی نشین لڑکی کو اس کی دیانتداری اور یقین پر اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں ایسا صلہ دیا کہ وہ امیر المومنین کی بہو بن گئی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

(۳) عبادات کا بیان

☆اللہ تعالیٰ نے سورہ زاریات کی آیات ۵۶ تا ۵۸ میں فرمایا کہ میں نے جن وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں میں ان سے رزق رسانی نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلایا کریں حق تعالیٰ تو خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا قوی، نہایت قوت والا ہے عبادات میں اہم ارکان (i) طہارت (ii) نماز (iii) زکواۃ و صدقات (iv) روزہ (v) حج وعمرہ (vi) تلاوت قرآن مجید (vii) ذکر وتسبیحات (viii) دعا (ix) رزق حلال کمانا اور (x) جہاد وغیرہ شامل ہیں۔

(i) **طہارت**۔ طہارت میں مندرجہ ذیل پانچ چیزیں یعنی استنجا، غسل، مسواک، وضو اور تیمم وغیرہ شامل ہیں۔

طہارت جزو ایمان ہے ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طہارت اور پاکیزگی جزو ایمان ہے، اور کلمہ الحمدللہ میزان عمل کو بھر دیتا ہے، اور سبحان اللہ والحمدللہ بھر دیتے ہیں آسمانوں کو اور زمین کو، نماز نور ہے اور صدقہ دلیل و برہان ہے اور صبر اجالا ہے اور قرآن یا تو حجت ہے تمہارے حق میں یا حجت ہے تمہارے خلاف، ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر وہ اپنی جان کا سودا کرتا ہے، پھر یا تو اسے نجات دلا دیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے (معارف الحدیث)

☆حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دس چیزیں ہیں جو امور فطرت میں سے ہیں: (۱) مونچھوں کا ترشوانا (۲) داڑھی کا چھوڑنا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی لے کر صفائی کرنا (۵) ناخن ترشوانا (۶) انگلیوں کے جوڑوں کو (جن میں اکثر میل کچیل رہ جاتا ہے) اہتمام سے دھونا (۷) بغل کے بال لینا (۸) موئے زیر ناف کی صفائی کرنا (۹) پانی سے استنجا کرنا، حدیث کے راوی زکریاؒ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ مصعبؒ نے بس یہی نو چیزیں ذکر کیں اور فرمایا دسویں چیز بھول گیا ہوں اور میرا گمان یہی

Marfat.com

ہے کہ وہ کلی کرنا ہے (معارف الحدیث)

استنجا کے آداب۔ (۱) آنحضرت ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو بایاں قدم پہلے اندر رکھتے اور جب باہر نکلتے تو دایاں قدم پہلے باہر رکھتے، (۲) جب بیت الخلاء میں جاتے تو یہ دُعا پڑھتے (اللھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث) ترجمہ "اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت" (۳) جب آپ ﷺ باہر آتے تو یہ دُعا پڑھتے (غفرانك یاالحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی و عافانی) یا دونوں، ترجمہ "سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیزوں کو دور کیا اور مجھے چین دیا، (۴) جب آپ ﷺ رفع حاجت کو بیٹھتے تو جب تک آپ ﷺ کو نرم زمین نہ ملتی تو لکڑی یا کسی اور چیز سے سخت زمین کو کھود کر نرم کر لیتے، پھر پیشاب کرنے بیٹھتے، (۵) جب آپ ﷺ رفع حاجت کو بیٹھتے تو جب تک آپ ﷺ زمین سے بالکل قریب نہ ہو جاتے اپنا ستر نہ کھولتے، (۶) حبیب بن صالحؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام فراغت میں داخل ہوتے تو اپنا جوتہ پہن لیتے تھے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے، (۷) کبھی آپ ﷺ پانی سے استنجا فرماتے، کبھی ڈھیلے سے، کبھی دونوں کا استعمال فرماتے، ڈھیلوں کی تعداد طاق ہوتی، کم از کم تین ہوتے، آپ ﷺ استنجا کرنے میں بایاں ہاتھ استعمال کرتے، جب آپ ﷺ پانی سے استنجا فرماتے تو اس کے بعد زمین پر ہاتھ رگڑ کر دھوتے، (۸) پیشاب کرنے کیلئے اکڑوں بیٹھتے تو رانوں کے درمیان کافی فاصلہ چھوڑتے قضائے حاجت کو بیٹھنے کیلئے ریت یا مٹی کے ٹیلے یا پتھروں کی ٹیکری یا کسی کھجور وغیرہ کی آڑ کو بہت پسند فرماتے، (۹) جب آپ ﷺ رفع حاجت کیلئے بیٹھتے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرتے اور نہ پشت کرتے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب استنجے کو جاتے تھے تو میں آپ ﷺ کو پانی لا کر دیتا تھا تو آپ ﷺ اس سے طہارت کرتے تھے، پھر اپنے ہاتھ کو مٹی پر ملتے تھے، پھر میں دوسرا برتن لاتا تھا تو آپ ﷺ اس سے وضو کرتے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے بھی طہارت فرماتے تھے، اس کے بعد ہاتھ کو زمین پر مل کر دھوتے تھے اس کے بعد وضو کرتے تھے، جیسا کہ اس

Marfat.com

حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی عادت مبارک یہی تھی کہ قضائے حاجت اور استنجے سے فارغ ہو کر وضو بھی فرماتے تھے، لیکن کبھی کبھی یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ وضو کرنا صرف اولیٰ اور افضل ہے فرض یا واجب نہیں ہے، اس کو ترک بھی کیا ہے۔

☆چنانچہ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ پیشاب سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ وضو کیلئے پانی لے کر کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرؓ یہ کیا ہے؟ کس لیے پانی لیے کھڑے ہو، حضرت عمرؓ نے عرض کیا، آپ ﷺ کے وضو کیلئے پانی لایا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کیلئے مامور نہیں ہوں کہ جب پیشاب کروں تو ضرور وضو کروں اور اگر میں ایسی پابندی اور مداومت کروں تو امت کیلئے ایک قانون اور دستور بن جائے گا۔ (معارف الحدیث)

قضائے حاجت اور استنجے سے متعلق ہدایات۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں تم لوگوں کیلئے مثل ایک باپ کے ہوں، اپنی اولاد کیلئے، (یعنی جس طرح اولاد کی خیر خواہی اور ان کی زندگی کے اصول و آداب سکھانا ہر باپ کی ذمہ داری ہے، اسی طرح تمہاری تعلیم و تربیت بھی میرا کام ہے اس لیے) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب تم قضائے حاجت کیلئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو نہ اس کی طرف پشت کر کے، (بلکہ اس طرح بیٹھو کہ قبلہ کی جانب نہ تمہارا منہ ہو نہ تمہاری پیٹھ ہو)

☆حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے استنجے میں تین ڈھیلوں کے استعمال کرنے کا حکم دیا، اور منع فرمایا استنجے میں لید اور ہڈی استعمال کرنے سے اور منع فرمایا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے (معارف الحدیث)

☆حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ تم میں سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ اپنے غسل خانے میں پہلے پیشاب کرے پھر اس میں غسل یا وضو کرے، کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں (معارف الحدیث)

☆حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قضائے حاجت کے مقامات میں خبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں، پس تم میں سے کوئی جب بیت الخلاء جائے تو چاہئے کہ پہلے دعا کرے۔

Marfat.com

(اعوذ باللہ من الخبث والخبائث) (معارف الحدیث)

☆حضرت عبداللہ بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجا کا تقاضا ہو تو اس کو چاہیے کہ پہلے استنجے سے فارغ ہو (معارف الحدیث)

استنجے سے متعلق مسائل (۱) جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا ضروری ہے اگر نجاست ادھر ادھر بالکل نہ لگے اور اس کیلئے پانی سے استنجا نہ کر سکے بلکہ پاک پتھر یا مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات طبیعت کی صفائی کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے (۲) ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے، (۳) لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ (روپیہ کے برابر) سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے، بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی، اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر لے تو نماز پڑھ سکتا ہے لیکن سنت کے خلاف ہے (۴) جب بیت الخلاء میں جائے تو دروازے سے باہر بسم اللہ کہے اور دُعائے مسنونہ پڑھے (۵) جب اندر داخل ہو تو پہلے بایاں قدم اندر لے جائے (۶) بیت الخلاء میں ننگے سر نہ جائے (۷) اگر انگوٹھی پر اللہ رسول کا نام لکھا ہو تو اس کو اتار ڈالے (۸) تعویذ جس پر موم جامہ کر لیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو، اس کو پہن کر جانا جائز ہے بیت الخلاء کے اندر اگر چھینک آئے تو صرف دل ہی دل میں الحمد للہ کہہ لے، زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے (۹) اور جب تک اندر رہے کوئی بات کرے نہ بولے (۱۰) پھر جب باہر نکلے تو پہلے داہنا قدم باہر نکالے اور دروازہ سے نکل کر دُعائے مسنونہ پڑھے (۱۱) استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر یا مٹی سے مل کر دھوئے (۱۲) بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا چاہیے، اگر بایاں ہاتھ نہ ہو تو پھر ایسی مجبوری کے وقت دائیں ہاتھ سے جائز ہے (۱۳) ایسی جگہ استنجا کرنا کہ کسی شخص کی نظر استنجا کرنے والے کے ستر پر پڑتی ہو تو گناہ ہے، کھڑے ہو کر پیشاب کرنا گناہ ہے، نہر، کنویں یا حوض کے اندر یا ان کے کناروں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہ تحریمی و ممنوع ہے (۱۴) مسجد کی دیوار کے پاس پاخانہ یا پیشاب کرنا، چوہے کے بل یا کسی سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے

Marfat.com

(۱۵) نیچی جگہ بیٹھ کر اونچی جگہ پر پیشاب کرنا، آدمیوں کے بیٹھنے یا راستہ چلنے کی جگہ پاخانہ یا پیشاب کرنا اور (۱۶) وضو یا غسل کرنے کی جگہ میں پاخانہ یا پیشاب کرنا یہ سب باتیں مکروہ ہیں اور منع ہیں، رفع حاجت کرتے ہوئے (بلاضرورت شدیدہ) کلام نہ کرنا چاہیے (پیشاب کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت عضو خاص کو داہنا ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں (۱۷) پیشاب پاخانے کی چھینٹوں سے بہت بچنا چاہیے، کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے (۱۸) جنگل یا شہر کے باہر میدان میں قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے تو اتنی دور جانا چاہیے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے (۱۹) یا کسی نشیبی زمین میں چلا جائے جہاں کوئی نہ دیکھ سکے (۲۰) پیشاب کرنے کیلئے نرم زمین تلاش کرنا تاکہ پیشاب کی چھینٹیں نہ اڑیں بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے (۲۱) بیٹھ کر پیشاب کرنا چاہیے کھڑے ہوکر پیشاب نہ کریں (۲۲) اگر پیشاب کے بعد استنجا سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں کھڑا ہونا چاہیے (بہشتی زیور)

مسواک۔ مسواک کی فضیلت واہمیت میں بکثرت احادیث مروی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر امت پر دشوار ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر ہر نماز کیلئے مسواک کو واجب قرار دیتا۔ (صحیح بخاری)

☆ مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور موجب رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ وتقدس ہے، (بخاری) اور فرمایا جب کبھی جبرائیلؑ آتے تو انہوں نے مجھے مسواک کرنے کیلئے ضرور کہا، خطرہ ہے کہ (جبرائیلؑ کے بار بار تاکید اور وصیت پر) میں اپنے منہ کے اگلے حصے کو مسواک کرتے کرتے گھس نہ ڈالوں (مسند)

☆ حضور ﷺ جب قرآن پڑھنے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو مسواک کرتے، اور گھر میں داخل ہوتے وقت بھی مسواک کرتے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا شانہ اقدس میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کرتے وہ مسواک کرنا ہوتا تھا اور وضو اور نماز کے وقت بھی مسواک کرتے تھے، انگلی سے مسواک کرنا بھی کافی ہے، خواہ اپنی انگلی سے ہو یا دوسرے کی انگلی سے اور سخت و درشت کپڑے سے ہو تب بھی کافی ہے۔

Marfat.com

☆ ابو نعیم اور بیہقی روایت کرتے ہیں، کہ حضور ﷺ دانتوں کے عرض پر مسواک کرتے تھے اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ سے کرنا چاہیے یہ مستحب ہے بعض شراح حدیث نے کہا ہے کہ مسواک کی ابتدا داہنی طرف سے کی جائے۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رات کو رسول اللہ ﷺ کی مسواک رکھ دی جاتی، جب رات کی نماز کو اٹھتے تو مسواک کرتے پھر وضو کرتے (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپ ﷺ سوتے تو اٹھنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور فرماتے۔ (معارف الحدیث) (مرض الوفات میں حضور ﷺ کا آخری عمل مسواک ہے)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ نماز جس کیلئے مسواک کی جائے اس نماز کے مقابلے میں جو بلا مسواک کے پڑھی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی (معارف الحدیث)

مسواک کی سنتیں (۱) مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو اور انگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو (۲) کم از کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہیے اور ہر مرتبہ پانی میں بھگونی چاہیے (۳) اگر انگلی سے مسواک کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کے دائیں جانب اوپر نیچے انگوٹھے سے صاف کرے اور اسی طرح بائیں جانب شہادت کی انگلی سے کرے، (۴) مسواک پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے نیچے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہونا چاہیے، مسواک دانتوں میں عرضاً اور زبان میں طولاً کرنی چاہیے، دانتوں کے ظاہر و باطن اور اطراف کو بھی مسواک سے صاف کیا جائے اور اسی طرح منہ کے اوپر اور نیچ کے حصہ اور جبڑے وغیرہ میں بھی مسواک کرنی چاہیے۔

جن اوقات میں مسواک کرنا سنت یا مستحب ہے۔ (۱) سونے کے بعد اٹھنے پر (۲) وضو کرتے وقت (۳) قرآن مجید کی تلاوت کیلئے (۴) حدیث شریف پڑھنے کیلئے (۵) منہ میں بدبو ہو جانے کے وقت یا دانتون کے رنگ میں تغیر پیدا ہونے پر (۶) نماز میں کھڑے ہونے کے وقت اگر وضو اور نماز میں زیادہ فصل ہو گیا ہو (۷) ذکر الٰہی کرنے سے پہلے (۸) خانہ کعبہ یا حطیم میں داخل ہونے کے وقت (۹) اپنے گھر میں داخل ہونے کے

Marfat.com

بعد(۱۰) بیوی کے ساتھ مقاربت سے پہلے (۱۱) کسی بھی مجلس خیر میں جانے سے پہلے (۱۲) بھوک پیاس لگنے کے وقت (۱۳) موت کے آثار پیدا ہوجانے سے پہلے (۱۴) سحری کے وقت (۱۵) کھانا کھانے سے قبل (۱۶) سفر میں جانے سے قبل (۱۷) سفر سے آنے کے بعد (۱۸) سونے سے قبل۔ (الترغیب الترہیب)

غسل:

غسل کے فرائض. غسل کے تین فرض ہیں: (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) تمام بدن پر ایک دفعہ پانی بہانا کہ جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہے۔

غسل کی سنتیں. غسل کی پانچ سنتیں ہیں، (۱) دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا (۲) استنجا کرنا اور جس جگہ بدن پر نجاست لگی ہوا سے دھونا (۳) ناپا کی دور کرنے کی نیت کرنا (۴) غسل سے پہلے وضو کرنا (۵) تمام بدن پر تین بار پانی بہانا۔

غسل جنابت. حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے پھر بائیں ہاتھ سے مقام استنجا کو دھوتے اور داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے، (یہ ہاتھ سے پانی ڈالنا ایسی حالت میں تھا کہ کوئی چھوٹا برتن پانی لینے کیلئے نہ تھا) پھر وضو کرتے، اسی طرح نماز کیلئے وضو فرمایا کرتے تھے، پھر پانی لیتے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے تھے، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ یہ سمجھتے کہ آپ ﷺ نے سب میں پوری طرح پانی پہنچالیا ہے تو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے تھے اس کے بعد سارے بدن پر پانی بہاتے پھر دونوں پاؤں دھوتے (صحیح بخاری)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اسی طرح کی حدیث حضرت میمونہؓ سے بھی روایت کرتے ہیں جس میں میمونہؓ یہ بھی اضافہ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ ﷺ کو رومال دیا تو آپ ﷺ نے اسکو واپس فرمادیا، صحیحین ہی کی دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رومال استعمال کرنے کے بجائے آپ ﷺ نے جسم پر سے پانی سونت کر جھاڑ دیا (حدیث بخاری)

Marfat.com

☆ حضرت عائشہؓ اور حضرت میمونہؓ کی ان حدیثوں سے رسول اللہ ﷺ کے غسل کی پوری تفصیل معلوم ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ آپ ﷺ سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دو تین دفعہ دھوتے تھے (کیونکہ ان ہاتھوں کے ذریعہ ہی پورے جسم کو غسل دیا جاتا ہے) اس کے بعد آپ ﷺ مقام استنجا کو بائیں ہاتھ سے دھوتے تھے اور داہنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے تھے اس کے بعد بائیں ہاتھ کو مٹی سے مل مل کر رگڑ رگڑ کے خوب مانجھتے اور دھوتے تھے پھر اس کے بعد وضو فرماتے تھے، جس کے ضمن میں تین تین دفعہ کلی کرتے اور ناک میں پانی لے کر اس کی اچھی طرح صفائی کر کے منہ اور ناک کے اندرونی حصہ کو غسل دیتے تھے اور حسب عادت ریش مبارک میں خلال کر کے اس کے ایک ایک بال کو غسل دیتے تھے اور بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچاتے تھے، اس کے بعد اسی طرح سر کے بالوں کو اہتمام سے دھوتے تھے اور ہر بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اسکے بعد باقی سارے جسم کو غسل دیتے تھے، پھر غسل کی اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں کو پھر دھوتے تھے (غالباً آپ ﷺ یہ اسلئے کرتے تھے کہ غسل کی وہ جگہ صاف اور پختہ نہیں ہوتی تھی)۔

(معارف الحدیث)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حائضہ عورت اور جنبی آدمی قرآن پاک میں سے کچھ بھی نہ پڑھے، یعنی قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے اس کی تلاوت ان دونوں کے لئے ممنوع ہے۔ (معارف الحدیث)

☆ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسم کے ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے اس لیے غسل جنابت میں بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہیے (تاکہ جسم انسانی کا وہ حصہ جو بالوں سے چھپا رہتا ہے پاک صاف ہو جائے) اور جلد کا جو حصہ ظاہر ہے (جس پر بال نہیں ہیں) اس کو بھی اچھی طرح دھونا اور صاف کرنا چاہیے۔ (معارف الحدیث)

☆ نبی کریم ﷺ رات کے آخری اور پہلے ہر حصہ میں ازواج مطہرات کے پاس جایا کرتے تھے آپ ﷺ کبھی غسل فرما کر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو جاتے (اسوۂ رسول اکرمؐ۔۸٦)

جن صورتوں میں غسل کرنا سنت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہے (یعنی اس کیلئے ضروری ہے) کہ ہر ہفتہ کے سات دنوں میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کرے اس میں اپنے سر کے بالوں کو اور سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے (صحیح بخاری)

وضو۔

وضو کے فرائض۔ وضو کے چار فرائض ہیں (۱) منہ دھونا یعنی پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک منہ دھونا (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں۔ وضو کی تیرہ سنتیں ہیں (۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے تین بار دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین بار کلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا (۷) داڑھی کا خلال کرنا (۸) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۹) ہر عضو کو تین بار دھونا (۱۰) ایک دفعہ سارے سر کا مسح کرنا، یعنی بھیگا ہوا ہاتھ سارے سر پر پھیرنا (۱۱) دونوں کانوں کا مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) پے در پے وضو کرنا کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھوئے۔

وضو کی سنتیں اور اس کے آداب۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ جب تم وضو کرو تو بسم اللہ والحمد للہ کہہ لیا کرو (اس کا اثر یہ ہوگا کہ) جب تک تمہارا یہ وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے محافظ فرشتے (یعنی کاتبین اعمال) تمہارے لیے برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (معارف الحدیث)

☆ لقیط بن صبرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وضو کی بابت بتایئے، یعنی یہ بتایئے کہ کن باتوں کا وضو میں مجھے خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیے) آپ ﷺ نے فرمایا (ایک تو یہ کہ) پورا وضو خوب اچھی طرح اور کامل طریق سے کیا کرو (جس میں کوئی کمی کسر نہ رہے) اور (دوسرے یہ کہ) ہاتھ پاؤں دھوتے وقت اس کی انگلیوں میں خلال کیا کرو، اور (تیسرے یہ کہ) ناک کے نتھنوں میں پانی چڑھا کے اچھی طرح ان کی صفائی کیا کروالا یہ کہ تم روزے سے ہو (یعنی روزے کی حالت میں ناک میں پانی زیادہ نہ چڑھاؤ)۔ (معارف الحدیث)

Marfat.com

☆حضور اکثر خود ہی وضو کر لیتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ دوسرا آدمی پانی ڈال دیتا۔ (زادالمعاد)

وضو پر وضو. حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے طہارت کے باوجود (یعنی وضو ہونے کے باوجود تازہ) وضو کیا اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی (جامع ترمذی)

☆انحضرت ﷺ نماز میں اکثر نیا وضو فرماتے اور کبھی کبھی نمازیں ایک ہی وضو میں پڑھ لیتے (زادالمعاد)

وضو کا مسنون طریقہ. (۱) وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وضو سے پہلے نیت کرے کہ نماز کیلئے وضو کر رہا ہوں (اس سے ثواب بڑھ جاتا ہے) وضو کرتے وقت قبلہ رخ کسی اونچی جگہ بیٹھے تاکہ پانی کی چھینٹیں نہ پڑیں، پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر وضو شروع کرے (۲) پھر دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک تین بار دھوئے (۳) پھر مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملے اور تین بار کلی کرے، اس طرح کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے، (البتہ اگر روزہ ہو تو غرارہ نہ کرے کہ پانی حلق میں چلا جائے)، (۴) پھر تین بار ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے (اگر روزہ ہو تو جتنی دور نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے)، (۵) پھر تین بار منہ دھوئے، پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک، سب جگہ پانی بہہ جائے، دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے، کہیں سوکھا نہ رہے، چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے، داڑھی کے نیچے سے انگلیوں کو ڈال کر خلال کرے (۶) پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے، پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے عورت اگر انگوٹھی یا چوڑی جو کچھ پہنے ہو اس کو ہلا لے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے (۷) پھر ایک بار سارے سر کا مسح کرے اور اس کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح کرے، کان کے اندر کی طرف کلمہ کی انگلی سے اور کانوں کے اوپر انگوٹھوں سے مسح کرے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے (لیکن گلے کا مسح نہ کرے، یہ ممنوع ہے) کانوں کے مسح کیلئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے، سر کے مسح

Marfat.com

سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے (ترمذی)، (۸) پھر داہنا پاؤں ٹخنہ سمیت تین بار دھوئے، پھر تین بار بایاں پاؤں ٹخنہ سمیت دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں میں خلال کرے، داہنے پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے (یہ وضو کا مسنون طریقہ ہے)، (بہشتی زیور)

☆ اعضائے وضو کو خوب مل مل کر دھونا چاہیے، وضو مسلسل کرنا چاہیے یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دُھونے میں وقفہ اور تاخیر نہ ہونا چاہیے، وضو ترتیب وار کرنا سنت ہے۔

☆ حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن (نماز جمعہ کیلئے) وضو کرلے تو بھی کافی ہے اور ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل کرنا افضل ہے۔ (مسند احمد)

☆ مستورد بن شدادؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جب وضو فرماتے تھے تو ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی (چھنگلی) سے پاؤں کی انگلیوں کو (یعنی ان کے درمیانی حصہ کو) ملتے تھے (یعنی خلال فرماتے تھے)، (معارف الحدیث)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب وضو فرماتے تو ایک ہاتھ سے پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے ریش مبارک کے اندرونی حصہ میں پہنچاتے اور اس سے ریش مبارک میں خلال فرماتے (یعنی ہاتھ کی انگلیاں اس کے درمیان سے نکالتے) اور فرماتے کہ میرے رب نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے، (معارف الحدیث)

☆ وضو میں حضور ﷺ پانی اچھی طرح استعمال فرماتے لیکن پھر بھی امت کو پانی کے استعمال میں اسراف سے پرہیز کی تلقین فرماتے (زاد المعاد)

تیمّم۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیمّم (کی حقیقت، ہاتھ کا پاک زمین پر) دو مرتبہ مارنا ہے ایک بار چہرے کیلئے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کیلئے، حضور ﷺ ہر نماز کیلئے جداگانہ تیمّم نہ فرماتے نہ آپ ﷺ نے کبھی اسکا حکم دیا بلکہ تیمّم کو بالکل وضو کا قائم مقام فرمایا، تیمّم کا طریقہ امام اعظم، امام مالک اور امام شافعی رحم اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا، ایک بار چہرے کیلئے اور ایک بار کہنیوں تک

Marfat.com

دونوں ہاتھوں کیلئے (مدارج النبوۃ)

☆ جس عذر سے وضو کیلئے تیمم جائز ہے اسی طرح غسل کیلئے بھی تیمم جائز ہے (جو غسل جنابت پر فرض ہوتا ہے) غسل کے تیمم کا بھی یہی طریقہ ہے (بہشتی زیور)

☆ پاک مٹی اور ریت، پتھر اور چونا اور مٹی کے کچے اور پکے برتن جن پر روغن نہ ہو، اور مٹی کی پکی اینٹیں اور کچی اینٹیں پتھر یا چونے کی دیوار، گیرو اور ملتانی مٹی پر تیمم کرنا جائز ہے۔

تیمّم کے فرائض۔ (۱) نیت کرنا (۲) دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر منہ پر پھیرنا (۳) دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنی سمیت ملنا (بہشتی زیور)

تیمّم کا مسنون طریقہ۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ اول نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے کیلئے تیمّم کرتا ہوں، پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے، پھر دونون ہاتھ مٹی کے بڑے ڈھیلے پر مار کر انہیں جھاڑ دے، زیادہ مٹی لگ جائے تو اسے پھونک مار کر اڑا دے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے، اگر ایک بال کے برابر بھی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم نہ ہوگا، پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مٹی پر مارے اور انہیں جھاڑ کر پہلے بائیں ہاتھ کی چاروں انگلیاں سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کے نیچے رکھ کر کھینچتا ہوا کہنی تک لے جائے، اسطرح لے جانے میں سیدھا ہاتھ نیچے کی جانب پھر جائے گا، پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سیدھے ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے انگلیوں تک کھینچتا ہوا لائے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے، اسی طرح سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیرے پھر انگلیوں کا خلال کرے، اگر انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اسے اتارنا یا ہلانا ضروری ہے، انگلیوں کا خلال کرنا بھی سنت ہے، وضو اور غسل دونوں کا تیمّم کا یہی طریقہ ہے، (بہشتی زیور)

نماز کا اعادہ ضروری نہیں۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ میں سے دو شخص سفر کو گئے، کسی موقع پر نماز کا وقت آ گیا اور ان کے ساتھ پانی نہ تھا اس لئے دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی، پھر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی بھی مل گیا، تو ایک صاحب نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی اور دوسرے صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا،

Marfat.com

جب دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا ذکر کیا تو جن صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا، ان سے آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک طریقہ اختیار کیا اور تم نے جو نماز تیمم کر کے پڑھی وہ تمہارے لیے کافی ہوگئی، (شرعی مسئلہ یہ ہے کہ ایسے موقع پر تیمم کر کے نماز پڑھ لینا کافی ہے) بعد میں وقت کے اندر پانی مل جانے پر بھی اعادہ کی ضرورت نہیں، اس لیے تم نے جو کیا ٹھیک مسئلہ کے مطابق کیا اور جن صاحب نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی تھی ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں دوہرا ثواب ملے گا کیونکہ تم نے دوبارہ جو نماز پڑھی وہ نفل ہوگئی اللہ تعالیٰ نیکیوں کو ضائع نہیں فرماتا۔ (سنن ابی داؤد)

اذان

اذان کے متعلق مسائل ۔ا، مؤذن کو بلند آواز ہونا چاہیے ۔۲، اذان مسجد سے باہر (علیحدہ) کسی اونچے مقام پر کہنا چاہیے۔ ۳، اقامت مسجد کے اندر ہونا چاہیے۔ ۴، مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے (البتہ جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا جائز ہے)۔ ۵، اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے ۔۶، اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا چاہیے اور اقامت کا جلد جلد ادا کرنا سنت ہے ۔۷، اذان اور اقامت قبلہ رو کہنا سنت ہے۔ ۸، اذان میں حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا اور کسی چیز کی (مثلاً مولود کے کان میں اذان کہنا) لیکن سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں۔ ۹، اذان کے الفاظ ترتیب وار کہنا ضروری ہیں۔ ۱۰، اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً جواب نہ دے، اور بعد ختم اذان کے خیال آوے یا جواب دینے کا ارادہ کرے تو ایسی صورت میں اگر زیادہ وقت نہ گزرا ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔ ۱۱، جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ (اسوۂ رسول اکرم ؐ ۲۳۶)

☆ مالک بن الحویرث ؓ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ایک چچازاد بھائی ساتھ تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو نماز کیلئے اذان اور اقامت کہو اور تم میں جو بڑا ہو وہ امامت کرے اور نماز پڑھائے۔ (معارف الحدیث)

Marfat.com

☆حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیانی وقفہ میں دعا رد نہیں ہوتی ہے۔

(ii) نماز.

نماز کی فرضیت. اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معراج شریف کے دوران اپنے رسول ﷺ سے، ملاقات کے دوران پچاس نمازیں فرض کیں اس کے بعد آپ ﷺ واپس ہوئے یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گزر ہوا انہوں نے پوچھا کہ اللہ نے انہیں کس چیز کا حکم دیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا پچاس نمازوں کا، انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی اپنے پروردگار کے پاس واپس جایئے اور اپنی امت کیلئے تخفیف کا سوال کیجئے نبی ﷺ نے حضرت جبرائیل امین کی طرف دیکھا گویا ان سے مشورہ لے رہے ہیں انہوں نے اشارہ کیا کہ ہاں، اگر آپؐ چاہیں، اس کے بعد جبرائیلؑ آپ کو جبار تبارک وتعالیٰ کے حضور لے گئے اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کردیں اور آپؐ نیچے لائے گئے جب موسیٰؑ کے پاس سے گزر ہوا تو انہیں دس نمازوں کی کمی کی خبر دی انہوں نے کیا کہ آپؐ اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور تخفیف کا سوال کیجئے اس طرح حضرت موسیٰؑ اور اللہ عزوجل کے درمیان آپ کی آمدورفت برابر جاری رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے صرف پانچ نمازیں باقی رکھیں اس کے بعد بھی حضرت موسیٰؑ نے آپ کو واپسی اور طلب تخفیف کا مشورہ دیا مگر حضور ﷺ نے فرمایا ''اب مجھے اپنے رب سے شرم محسوس ہو رہی ہے میں اسی پر راضی ہوں اور سر تسلیم خم کرتا ہوں پھر جب آپؐ مزید کچھ دور تشریف لے گئے تو ندا آئی کہ میں نے اپنا فریضہ نافذ کردیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی (الرحیق المختوم.۱۱۹)

فرائض نماز. فرائض نماز یہ ہیں (۱) بدن کا پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) جگہ کا پاک ہونا، یعنی جس جگہ نماز ادا کی جائے وہ پاک صاف ہو (۴) ستر کا چھپانا (مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک کا جسم ہے، مگر عورت کا سارا جسم ستر ہے، صرف چہرہ، گٹو تک ہاتھ اور ٹخنے تک پاؤں کھلا رہے (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۷) دل میں نماز کی نیت کرنا (۸) تکبیر تحریمہ کہنا یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرنا (۹) قیام یعنی کھڑا

Marfat.com

ہونا (۱۰) قرأت یعنی قرآن مجید پڑھنا (۱۱) رکوع کرنا (۱۲) دونوں سجدے کرنا (۱۳) قعدہ آخیر میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا۔

واجبات نماز۔ واجبات نماز چودہ ہیں (۱) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لیے مقرر کرنا (۲) فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا (۳) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب اور سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا (۴) سورۃ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا (۵) قرأت اور رکوع میں اور سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا (۶) قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا (۷) جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا (۸) تعدیل ارکان یعنی رکوع سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا (۹) قعدہ اولیٰ یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا (۱۰) دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا (۱۱) امام کا نماز فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں آواز سے قرأت کرنا اور ظہر اور عصر وغیرہ نمازوں میں آہستہ پڑھنا (۱۲) لفظ سلام کے ساتھ نماز سے علیحدہ ہونا (۱۳) نماز وتر میں دعائے قنوت کے لئے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا (۱۴) دونوں عیدوں کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا۔

مفسدات نماز۔ مندرجہ ذیل اٹھارہ باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (۱) نماز میں کلام کرنا، چاہے قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا بہت ہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے (۲) سلام کرنا یعنی کسی شخص کو سلام کرنے کے قصد سے سلام یا السلام علیکم یا اسی جیسا اور لفظ کہہ دینا (۳) سلام کا جواب دینا یا چھینکنے والے کو یرحمک اللہ یا نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعا پر آمین کہنا (۴) کسی بری خبر پر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنا یا کسی اچھی خبر پر الحمد للہ کہنا یا کسی عجیب خبر پر سبحان اللہ کہنا (۵) بیماری، درد یا رنج کی وجہ سے آہ، اوہ یا اُف کہنا (۶) اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا یعنی قرأت بتانا (۷) قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا (۸) قرآن شریف پڑھنے میں کوئی سخت غلطی کرنا (۹) عمل کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا (۱۰) کھانا پینا قصداً ہو یا

Marfat.com

بھولے سے (۱۱) دوصفوں کی مقدار کے برابر چلنا (۱۲) قبلے کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا (۱۳) ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا (۱۴) ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن کی مقدار ٹھہرنا (۱۵) دُعا میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے، مثلاً کہے یا اللہ آج مجھے سو روپے دیدے (۱۶) درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ حرف ظاہر ہو جائیں (۱۷) بالغ آدمی کا نماز میں قہقہہ مار کر یا آواز سے ہنسنا (۱۸) امام سے آگے بڑھ جانا۔

پنجگانہ فرض نمازوں کے اوقات اور رکعتیں۔ پنجگانہ فرض نمازوں کے اوقات اور رکعتیں اس طرح ہیں ۱. فجر (دو رکعت) ۲. ظہر (چار رکعت) ۳. عصر (چار رکعت) ۴. مغرب (تین رکعت) ۵. عشاء (چار رکعت) اس کے علاوہ تین رکعت وتر بعد از نماز عشاء واجب ہیں۔

نماز کا مقصد و اہمیت۔ نماز کا اصل مقصد ہے کہ آدمی خدا سے غافل نہ ہو جائے دنیا کے دھوکا دینے والے مظاہر اس کو اس حقیقت سے بے فکر نہ کر دیں کہ میں کسی کا بندہ ہوں آزاد اور خود مختار نہیں ہوں اس فکر کو تازہ رکھنے اور خدا سے آدمی کا تعلق جوڑے رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے جو ہر روز کئی بار آدمی کو دنیا کے ہنگاموں سے ہٹا کر خدا کی طرف لے جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میری یاد کیلئے نماز قائم کرو" جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ "اللہ جل شانہ نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب ہوگا" حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب عمل کونسا ہے ارشاد فرمایا کہ "نماز" درحقیقت ایمان کا عملی ثبوت نماز سے ہی ہوتا ہے قرآن و احادیث میں سب سے زیادہ تاکید نماز کی ہے نماز کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکثر احکامات جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ نبیؐ پر زمین پر نازل کیے اور نماز کا حکم رسول اللہ ﷺ کو معراج کے دوران آپنے پاس بلا کر بطور تحفہ کے عطاء کیا۔

☆ نماز دین کا بہت اہم ترین رکن ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائیگا اگر وہ اچھی اور پوری نکل آئی تو باقی اعمال بھی پورے اتریں گے اگر وہ خراب ہوگئی تو باقی اعمال بھی خراب نکلیں گے حضورؐ کی آنکھوں کی

Marfat.com

ٹھنڈک نماز میں ہے نماز دین کا ستون ہے نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہے جیسا انسان کے بدن میں سر کا درجہ ہے اگر انسان کے بدن میں سر نہ ہو تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح اگر دین میں نماز نہ ہو تو دین زندہ نہیں رہ سکتا بلا عذر جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔

(ص ۲۸ فضائل نماز)

☆ نماز کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز پر بخشش کا وعدہ بھی کیا ہے اور ذمہ داری بھی لی ہے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے یہ فرمایا کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس کا میں نے آپنے لیے عہد کرلیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کو وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کریگا اس کو آپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کرونگا اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں، کتنی بڑی فضیلت ہے نماز کی، کہ اس کے اہتمام سے اللہ کے عہد اور ذمہ داری میں آدمی داخل ہو جاتا ہے۔ (ص ۲۰ فضائل نماز)

حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ وصال کے وقت زبان مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے اس وقت بھی حضورؐ نے نماز اور غلاموں کے حقوق کی تاکید فرمائی تھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ نماز ہے جو وقت پر پڑھی جائے۔

☆ نماز کا مقصد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خزانوں سے براہ راست مرادیں اور اغراض کا پورا کروانا بھی ہے حضرت حذیفہؓ ارشاد فرماتے ہیں حضورؐ اور صحابہ اکرامؓ کو جب کبھی کوئی سخت امر پیش آتا یا مشکلات کا سامنا ہوتا تو فوراً نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے تو ان کی حاجتیں پوری ہو جاتیں تھیں ایک دفعہ حضورؐ کے گھر میں فاقے تھے آپؐ نے مسجد میں آ کر صلوۃ الحاجۃ ادا کی پھر گھر تشریف لے گئے اور پوچھا کہ کچھ آیا ہے تو فرمایا گیا کہ کچھ نہیں آیا اسی طرح آپؐ نے دوسری دفعہ نماز پڑھ کر پوچھا تو پتہ چلا کہ کچھ نہیں آیا پھر جب تیسری مرتبہ پڑھنے گئے تو اس دوران حضرت عثمانؓ نے نبی کا پوچھا تو فرمایا گیا کہ وہ مسجد میں اللہ تعالیٰ سے کھانا مانگنے کیلئے گئے ہیں پھر حضرت عثمانؓ نے فوراً گھر جا کر حضورؐ کے کھانے کا بندوبست کر کے لائے لہذا آپؐ جب گھر تشریف لائے تو کھانے کا بندوبست ہو چکا تھا۔

Marfat.com

☆ حضرت زبیرؓ بہت سخاوت کرنے والے تھے لوگ ان کے پاس امانتیں رکھتے تھے تو وہ کہہ دیتے تھے کہ میرے پاس رکھنے کیلئے کوئی جگہ نہیں جب تم کو ضرورت ہو تو لے لینا اور امانتیں وہ صدقہ کر دیتے تھے ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ نے دیکھا کہ میرے والد کے ذمہ عبداللہ بن جعفر کے والد کا دس لاکھ درہم قرض ہے لہٰذا عبداللہ بن زبیرؓ نے عبداللہ بن جعفرؓ سے کہا کہ میرے والد کے ذمہ جو تیرے والد کا قرضہ ہے وہ لے لیں عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ میں معاف نہیں کروانا چاہتا غنیمت میں کچھ زمین آئی ہوئی ہے آپ قرضہ کے بدلے میں وہ لے لیں عبداللہ بن جعفرؓ نے وہ زمین لے لی وہ زمین بنجر تھی پانی کا وہاں کوئی بندوبست نہ تھا حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے ایک مصلیٰ اور غلام کو ساتھ لے کر زمین پر گئے وہاں ایک جگہ مصلیٰ ڈال کر نماز پڑھی اور کافی دیر دعا مانگتے رہے پھر مصلیٰ اٹھایا اور غلام کو کہا اس مصلہ والی جگہ سے زمین کو کھودیں اس نے کھودنا شروع کیا تو وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔

(ص۸۲ حکایات صحابہ)

<u>نماز کا چھوڑنا</u>۔ نماز اتنا اہم ترین دین کا رکن ہے کہ اس کے چھوڑنے والا آدمی کفر میں پڑ جاتا ہے یعنی مومن اور کافر میں فرق نماز کا ہے جیسے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ بندہ کو کفر سے ملانے والی چیز صرف نماز چھوڑنا ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے لہٰذا بڑے بڑے صحابہؓ جیسا کہ حضرت عمرؓ حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ وغیرہ کا یہی مذہب ہے کہ بلا عذر جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے۔ (فضائل نماز ۴۷)

☆ نماز کی دین میں آپنے وقت پر ادائیگی کی اتنی اہمیت ہے کہ یہ کسی صورت بھی معاف ہے نہ بلا عذر شرعی اپنے وقت سے آگے پیچھے ٹالی جا سکتی ہے باقی دین کے جتنے ارکان ہیں مثلاً زکوۃ، روزہ، اور حج وغیرہ سب حالات کے مطابق آگے پیچھے ملتوی کیے جا سکتے ہیں مگر نماز ہر صورت آپنے وقت پر ادا کرنی ہوتی ہے چاہے کوئی بیٹھ کر یا لیٹ کر اور ہاتھ کے اشارہ سے ادا کرے حتیٰ کہ اونٹ یا گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے

Marfat.com

حضرت عمرؓ کے آخری زمانہ میں جب برچھا مارا گیا تو ہر وقت خون جاری رہتا تھا اور اکثر اوقات غفلت رہتی تھی حتیٰ کہ اس غفلت میں وصال بھی ہو گیا مگر بیماری کے دنوں میں جب نماز کا وقت ہوتا تو ان کو ہوشیار کیا جاتا اور نماز کی درخواست کی جاتی وہ اسی حالت میں نماز ادا کرتے اور فرماتے کہ ہاں ہاں ضرور جو شخص نماز نہ پڑھے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ (ص ۴۴ فضائل نماز)

نماز سے غفلت. قرآن پاک میں سورہ الماعون کی آیت ۴-۵ کا مفہوم ہے کہ "پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کیلئے جو آپنی نماز میں سے غفلت برتتے ہیں" یعنی وہ اپنی نماز سے ایسے غافل ہیں کہ نماز پڑھی تو اور نہ پڑھی تو، دونوں کی ان کی نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں ہے کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے، پڑھتے ہیں تو اس طرح کہ نماز کے وقت کو ٹالتے رہتے ہیں اور جب بالکل ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے تو اُٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتے ہیں یا نماز کیلئے اٹھتے ہیں تو بے دلی کیساتھ اٹھتے ہیں اور بادل ناخواستہ پڑھ لیتے ہیں جیسے کوئی مصیبت ہے جو ان پر نازل ہوگئی ہے کپڑوں سے کھیلتے ہیں جمائیاں لیتے ہیں خدا کی یاد کا کوئی شائبہ تک ان کے اندر نہیں ہوتا پوری نماز میں نہ ان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور نہ یہ خیال رہتا ہے کہ انہوں نے کیا پڑھا ہے، پڑھ رہے ہوتے ہیں نماز اور دل کہیں اور پڑا رہتا ہے، مارو مار اس طرح پڑھتے ہیں کہ نہ قیام ٹھیک ہوتا ہے نہ رکوع نہ سجود بس کسی نہ کسی طرح نماز کی سی شکل بنا کر جلدی جلدی فارغ ہو جانے کی کوشش کرتے ہیں اور بہت سے لوگ تو ایسے ہیں کہ کسی جگہ پھنس گئے تو نماز پڑھ لی ورنہ اس عبادت کا کوئی مقام ان کی زندگی میں نہیں ہوتا، نماز کا وقت آتا ہے تو انہیں محسوس تک نہیں ہوتا کہ یہ نماز کا وقت ہے موذن کی آواز کان میں آتی ہے تو انہیں یہ خیال تک نہیں آتا کہ یہ کیا پکار رہا ہے کس کو پکار رہا ہے اور کس لیے پکار رہا ہے یہی آخرت پر ایمان نہ ہونے کی علامات ہیں کیونکہ دراصل اسلام کے مدعیوں کا یہ طرز عمل اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ نہ نماز پڑھنے پر کسی جزا کے قائل ہیں اور نہ انہیں اس بات کا یقین ہے کہ اسکے نہ پڑھنے پر کوئی سزا ملے گی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے" عصر کے وقت بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے

Marfat.com

دونوں سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے (یعنی غروب کا وقت قریب آجاتا ہے) تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جن میں اللہ کو کم ہی یاد کرتا ہے'' (بخاری، مسلم، مسند احمد)

☆ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ان کے صاحبزادے مصعب بن سعدؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا تھا جو نماز سے غفلت برتتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کا وقت ٹال کر پڑھتے ہیں مفسرین کے مطابق اس مقام پر یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ نماز میں دوسرے خیالات کا آجانا اور چیز ہے اور نماز کی طرف کبھی متوجہ نہ ہونا اور اس میں ہمیشہ دوسری باتیں ہی سوچتے رہنا بالکل دوسری چیز، پہلی حالت تو بشریت کا تقاضا ہے، بلا ارادہ دوسرے خیالات آہی جاتے ہیں اور مومن کو جب بھی یہ احساس ہوتا ہے کہ نماز سے اس کی توجہ ہٹ گئی ہے تو وہ پھر کوشش کر کے اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے دوسری حالت نماز سے غفلت برتنے کی تعریف میں آتی ہے کیونکہ اس میں آدمی صرف نماز کی ورزش کر لیتا ہے خدا کی یاد کا کوئی ارادہ اس کے دل میں نہیں ہوتا نماز شروع کرنے سے سلام پھیرنے تک ایک لمحہ کیلئے بھی اس کا دل خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور جن خیالات کو لیے ہوئے وہ نماز میں داخل ہوتا ہے انہی میں مستغرق رہتا ہے۔ (تفسیر سورہ الماعون)۔

نماز با جماعت کا اہتمام۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے نماز کو جائے وہ ایسا ہے جیسا گھر سے احرام باندھ کر حج کو جائے اسی طرح جمعہ کی نماز کی تیاری کر کے جب آدمی گھر سے نکلتا ہے تو اس کو ہر قدم پر ایک سال روزوں اور تہجد کا ثواب ملتا ہے۔ (فضائل نماز۔۲۲)

☆ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے پچیس درجہ زیادہ ہوتی ہے ایک حدیث میں ستائیس درجہ زیادہ کا آیا ہے فرمایا جو شخص گھر سے وضو کر کے محض نماز کی نیت سے مسجد جائے تو ہر ہر قدم پر ایک نیکی کا اضافہ اور ایک خطاء کی معافی ہوتی چلی جاتی ہے بنو سلمہ مدینہ طیبہ میں ایک قبیلہ تھا انکے مکانات مسجد سے دور تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہو جائیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا وہیں رہو تمہارا ہر قدم لکھا جاتا ہے پھر حضورؐ نے ایک اور فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ آدمی جب نماز

Marfat.com

پڑھ چکا اس کے بعد جب تک مصلے پر رہے فرشتے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں محمد بن سماع ایک بزرگ عالم ہیں جو امام ابو یوسف اور امام محمد کے شاگرد ہیں ایک سو تین برس کی عمر میں انتقال ہوا اس وقت تک دو سو رکعت نفل روزانہ پڑھتے تھے کہتے ہیں کہ مسلسل چالیس برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی صرف ایک مرتبہ جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا تھا اس کی مشغولی کیوجہ سے تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی تھی یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری جماعت کی نماز فوت ہوگئی تھی میں نے اس وجہ سے کہ جماعت کی نماز کا ثواب پچیس درجہ زیادہ ہے اس نماز کو پچیس دفعہ پڑھا تاکہ وہ عدد پورا ہو جائے تو خواب میں دیکھا ایک شخص کہتا ہے کہ محمد پچیس دفعہ نماز تو پڑھ لی مگر ملائکہ کی آمین کا کیا ہوگا ملائکہ کی آمین کا مطلب یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں یہ ارشاد نبوی ہے کہ جب امام سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں جس مقتدی کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جاتی ہے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں لہذا جماعت کی نماز کا ثواب مجموعی طور سے جو حاصل ہوتا ہے وہ اکیلے میں حاصل ہو ہی نہیں سکتا چاہے ایک ہزار مرتبہ اس نماز کو پڑھ لے۔ (فضائل نماز ۴۹)

☆ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کیلئے جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ نماز ہو چکی ہے تو بھی اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا اور اس ثواب کیوجہ سے ان لوگوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا آدمی نہیں جو مجھے مسجد تک پہنچا دیا کرے اور واپس لے جایا کرے اس لیے اگر آپ اجازت دیں تو نماز گھر میں پڑھ لیا کروں حضورؐ نے اول تو اس کو اجازت دے دی مگر جب وہ جانے لگا تو پوچھا کیا اذان کی آواز تمہارے گھر پہنچتی ہے اس نے کہا کہ اذان کی آواز تو میں سنتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ پھر تو آپکو مسجد میں آنا چاہیے۔

<u>جماعت کے چھوڑنے پر عتاب</u>۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اذان کی آواز

Marfat.com

سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے وہیں پڑھ لے تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی صحابہ نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے ارشاد ہوا مرض ہو یا کوئی خوف ہو بعض صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کے نزدیک بلا عذر جماعت کا چھوڑنا حرام ہے اور جماعت سے پڑھنا فرض ہے حتیٰ کہ بہت سے علماء کے نزدیک نماز ہوتی ہی نہیں حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ اس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔

(فضائل نماز۔ ۵۷)

☆ حضرت عمرؓ کی ایک مرتبہ عصر کی نماز جماعت سے فوت ہوگئی تو انہوں نے اس کی تلافی میں ایک باغ جس کی قیمت دو لاکھ درہم تھی صدقہ کر دیا حضرت ابن عمرؓ کی جس دن کسی نماز کی جماعت فوت ہو جاتی تو اس دن شام سے ساری رات جاگا کرتے تھے ایک دن مغرب کی نماز کو دیر ہوگئی تھی تو دو غلام اس کی تلافی میں آزاد فرمائے۔

(فضائل صدقات حصہ دوم۔ ۵۸۵)

☆ ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اس شخص کا فعل جو اللہ کی منادی یعنی موذن کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے، سلیمانؓ بن حیثمہ جلیل القدر لوگوں میں تھے حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر حضورؐ سے روایت سننے کی نوبت کم عمری کیوجہ سے نہیں آئی حضرت عمرؓ نے ان کو بازار کا نگران بنا رکھا تھا ایک دن اتفاق سے صبح کی نماز میں نہ تھے حضرت عمرؓ اس طرف تشریف لے گئے تو ان کی والدہ سے پوچھا کہ حضرت سلیمانؓ آج صبح کی نماز میں نہ تھے والدہ نے بتایا کہ رات بھر نفلوں میں مشغول رہا نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی آپ نے فرمایا میں صبح کی جماعت میں شریک ہوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ رات بھر نفلیں پڑھوں (ص ۵۸ فضائل نماز)

☆ نماز کا جماعت سے پڑھنے کی بڑی اہمیت ہے مثلاً ایک شخص ساری رات عبادت کرتا رہے مگر فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے تو یہ گنہگار ہوگا کیونکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے اور ایک شخص ساری رات سویا رہے مگر فجر کی جماعت کی نماز میں شریک ہوا تو یہ گنہگار نہیں ہوگا خلاصہ یہ کہ فرائض کا تارک مجرم ہے سنن موکدہ کا تارک ملامت کا مستحق ہے اور نوافل کا تارک خیر و برکت

Marfat.com

سے محروم ہے۔ (ص ۱۸۰ اختلاف امت و صراط مستقیم)۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا اس کے متعلق کیا حکم ہے آپ نے فرمایا یہ شخص جہنمی ہے جاہل صوفیوں میں وظیفوں اور نفلوں کا تو زور ہوتا ہے مگر جماعت کی پرواہ نہیں ہوتی حالانکہ کمال بزرگی اللہ کے محبوب کی اتباع ہے ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ حق تعالیٰ شانہ تین شخصوں پر لعنت بھیجتے ہیں ایک وہ شخص جس سے لوگ کس معقول وجہ سے ناراض ہوں اور وہ امامت کرے دوسرے اس عورت پر جس کا خاوند اس سے ناراض ہو تیسرے اس شخص پر جو اذان کی آواز سنے اور جماعت میں شریک نہ ہو۔

(فضائل نماز۔۴۰)

نماز میں خشوع و خضوع۔ نماز میں جس قدر خشوع و خضوع اور اللہ کا دھیان ہو گا اسی قدر نماز عمدہ و جاندار اور شاندار ہو گی قرآن پاک کی سورہ العنکبوت کی آیت نمبر ۴۵ میں حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ ''اور نماز قائم کرو بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور ناشائستہ حرکتوں سے'' اسکے متعلق کسی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی نماز ایسی نہ ہو جو اس کو بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں ہے۔

☆ حضرت ابن مسعودؓ سے حضور ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ اس شخص کی کوئی نماز نہیں ہے جس نے نماز کی اطاعت نہ کی اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ آدمی فحشاء اور منکر سے رک جائے حضرت امام جعفرؒ صادق فرماتے ہیں جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ اس کی نماز قبول ہوئی ہے یا نہیں اسے دیکھنا چاہیے کہ اس کی نماز نے اسے فحشاء اور منکر سے کہاں تک باز رکھا اگر نماز کے روکنے سے وہ برائیاں کرنے سے رک گیا ہے تو اس کی نماز قبول ہوئی ہے۔ (تفسیر سورۃ العنکبوت۔۴۵)

☆ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص نمازوں کو اپنے وقت پر پڑھے وضو بھی اچھی طرح کرے خشوع و خضوع سے بھی پڑھے کھڑا بھی پورے وقار سے ہو پھر اسی طرح رکوع سجدہ بھی اچھی طرح اطمینان سے کرے غرض ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے تو وہ نماز

Marfat.com

نہایت روشن چمکدار بن کر جاتی ہے اور نمازی کو دعائیں دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری بھی اس طرح حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی ہے اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے وقت کو بھی ٹال دے اور وضو بھی اچھی طرح نہ کرے رکوع سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز بری صورت سے سیاہ رنگ میں بددعا دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ایسا برباد کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ لہٰذا نماز کو قابل قبول بنانے کیلئے ان چھ صفات کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے (۱) کلمہ والا یقین (۲) اللہ کی رضا (۳) اللہ کا دھیان (۴) نبی ﷺ کا طریقہ (۵) فضائل کا شوق (۶) نفس کا مجاہدہ، دراصل نماز کے دوران بندہ اللہ تعالیٰ سے التجائیں کر رہا ہوتا ہے اور التجا جس سے کی جائے اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا پڑتا ہے تاکہ التجا قبول ہو جائے لہٰذا دوران نماز وسوسے اور خیالات کو نفس کے مجاہدہ کے ساتھ قابو میں لاکر فوراً اس ذات کی طرف توجہ کرتے رہنا چاہیے جس سے نماز میں التجا ہو رہی ہوتی ہے نماز میں وسوسے اور خیالات کا آنا کوئی بری بات نہیں ہے وسوسے اور خیالات کے پیچھے چل کر نماز سے توجہ ہٹا لینا بری بات ہے لہٰذا نماز کے دوران ہمیں خیال رہنا چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا پھر کم از کم اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

☆ حضرت ابوطلحہ ایک مرتبہ باغ میں نماز پڑھ رہے تھے ایک پرندہ اڑا چونکہ باغ گنجان تھا اس لیے اس کو جلدی باہر جانے کا راستہ نہ ملا کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف اڑتا رہا اور نکلنے کا راستہ ڈھونڈھتا رہا ان کی نگاہ اس پر پڑھی اور اس منظر کیوجہ سے اس طرف خیال لگ گیا اور نگاہ اس پرندے کے ساتھ پھرتی رہی دفعتاً نماز کا خیال آیا تو بھول ہوگئی کہ کونسی رکعت ہے نہایت افسوس ہوا کہ اس باغ کیوجہ سے نماز میں بھول ہوگئی فوراً حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا قصہ عرض کر کے درخواست کی کہ اس باغ کیوجہ سے یہ مصیبت آئی اس لیے میں اسکو اللہ کے راستے میں دیتا ہوں آپ جہاں دل چاہے صرف فرما دیجئے اسی طرح حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایک انصاری باغ میں نماز پڑھ رہا تھا کھجور پکنے کا زمانہ تھا خوشے کھجوروں کے بوجھ سے جھکے پڑے تھے نگاہ خوشوں پر پڑی تو خیال ادھر ہونے کیوجہ سے یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں تو فوراً حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو

Marfat.com

کر عرض کیا یہ باغ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں انہوں نے باغ کو پچاس ہزار میں فروخت کر کے اس کی قیمت دینی کاموں میں خرچ فرمادی۔

☆ایک حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ آدمی ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے مگر اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ کبھی رکوع اچھی طرح کرتا ہے تو سجدہ اچھی طرح نہیں کرتا کبھی سجدہ پورا کرتا ہے تو رکوع اچھی طرح نہیں کرتا حضرت مجدد الف ثانی نے آپنے خطوط میں نماز کے اہتمام پر بہت زور دیا ہے ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کے ملانے کا اور رکوع میں انگلیوں کا علیحدہ علیحدہ کرنے کا اہتمام بھی ضروری ہے نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ جمائے رکھنا اور رکوع کی حالت میں پاؤں پر نگاہ رکھنا اور سجدہ میں جا کر ناک پر نگاہ رکھنا اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں پر نگاہ رکھنا نماز میں خشوع کو پیدا کرتا ہے اور اس سے نماز میں دلجمعی نصیب ہوتی ہے۔ (ص ۸۱ فضائل نماز)

☆ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے جو نماز میں سے بھی چوری کرلے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز میں کس طرح چوری کریگا ارشاد فرمایا کہ جو رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے نہ کرے حضور نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں داڑھی پر ہاتھ پھیر رہا ہے ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو بدن کے سارے اعضاء میں سکون ہوتا۔ حضرت حذیفہؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کب سے ایسی نماز پڑھ رہے ہو اس نے بتلایا چالیس سال سے آپ نے فرمایا کہ اگر تو اس نماز پر مر گیا تو تیری موت محمد ﷺ کے دین پر نہ ہوگی۔

<u>قضاء نمازوں کا اہتمام۔</u> جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آوے فوراً اس کی قضاء پڑھے بلا کسی عذر قضاء پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے یعنی جس کی کوئی نماز قضاء ہو گئی اور اس نے فوراً اسکی قضاء نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ٹال دیا اور اس دن کے آنے سے پہلے مر گیا تو دوہرا گناہ ہوگا، ایک تو نماز قضاء ہو جانے کا اور دوسرا فوراً قضاء نہ پڑھنے کا۔ (بہشتی زیور)

☆ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی وقت کی نماز بھول گیا اسے

Marfat.com

چاہیے جب یاد آئے ادا کر لے اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔

☆ حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا اگر ہم نماز کے وقت سو گئے ہوں تو کیا کریں آپؐ نے فرمایا نیند میں کچھ قصور نہیں قصور تو جاگنے کی حالت میں ہے پس جب تم میں سے کوئی شخص بھول جائے یا سو جائے تو جب بیدار ہو یا جب یاد آئے نماز پڑھ لے۔ (تفسیر آیت ۱۴ سورہ طہٰ)۔

☆ مسند احمد اور مسند شافعی میں مروی ہے کہ غزوہ خندق کے دوران مشرکین نے آپکو ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کی ادائیگی سے مصروف رکھا چنانچہ آپ نے یہ ساری نمازیں یکجا پڑھیں۔ (ص ۴۱۶ الرحیق المختوم)۔

☆ قضاء نماز پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے اوقات ممنوعہ یعنی عین طلوع، عین غروب اور عین زوال کے وقت کو چھوڑ کر جس وقت بھی فرصت ہو وضو کر کے ایک دن کے فرض اور واجب (وتر) ملا کر کل بیس رکعتیں روزانہ کی پڑھ لیا کریں ایک صورت یہ بھی ہے کہ پنجگانہ ہر نماز سے پہلے یا بعد میں ایک ایک وقت کی دو دو چار چار یا جتنی بھی ہو سکے قضاء نمازیں پڑھ لیا کریں اگر وقت کی کوئی مجبوری ہو اور اتنا نہ ہو سکے تو ہر نماز سے پہلے یا بعد کم سے کم ایک ہی نماز کے فرض (عشاء کے وتر بھی) پڑھ لیا کریں اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم اور معاف کرنے والا ہے۔ (ص ۱۳۵ مسائل و معلومات حج وعمرہ)۔

اتباع سنت

سنت کی اقسام۔ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اصل سعادت یہی ہے کہ تمام حرکات و سکنات میں جناب رسول مقبول ﷺ کی اتباع کی جائے حضور ﷺ کے تمام افعال کی دو قسمیں ہیں، اول عبادات کی سنتیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ، دوم عادات کی سنتیں مثلاً کھانا، سونا، پینا، اٹھنا، دیکھنا وغیرہ، کامل اتباع رسول اللہ ﷺ یہ ہے کہ عبادات اور عادات دونوں میں ہو مسلمانوں پر لازم ہے دونوں قسم کے افعال میں آپ ﷺ کی اقتداء کریں کیونکہ حق تعالیٰ نے جس آیت میں آنحضرت ﷺ کی اتباع کا حکم فرمایا ہے وہاں کوئی قید نہیں لگائی بلکہ یوں ارشاد فرمایا ہے کہ پیغمبر ﷺ جو کچھ بھی تم کو دیں اس کو لے لو اور جس چیز

Marfat.com

سے منع کریں اس سے باز آجاؤ شیخ محمد بن اسلم نے تمام عمر صرف اس خیال سے تربوز نہیں کھایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے تربوز کھانے کا انداز ان کو معلوم نہیں ہوا تھا ایک بزرگ نے ایک مرتبہ موزہ سہواً اول بائیں پاؤں میں پہن لیا تو اس کے کفارے میں جب تک ایک گون گیہوں خیرات نہ کر دیے اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے معلوم ہوا کہ کامل اتباع اور پوری سعادت مندی یہی ہے کہ عادات اور عبادات دونوں میں نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی جائے کیونکہ اس میں بے شمار فائدے ہیں اور ذرا سے تساہل میں ایسی نعمت عظمیٰ کھو بیٹھنا بے وقوفی ہے۔

☆ لہٰذا عادات محمدیہؐ کے اتباع میں منفعت دینیہ کی حکمتیں اور اسرار موجود ہیں یعنی ہر چیز کو اس کے موقع پر رکھا جائے مثلاً چار سمت میں سے ایک سمت یعنی جانب قبلہ کو اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے اسلئے تمام نیک کاموں میں خواہ ذکر الٰہی ہو یا تلاوت قرآن اور وضو ہو یا دعاء، قبلہ کی جانب منہ کیا جائے اور جو افعال اس شرف کے قابل نہ ہوں مثلاً قضائے حاجت یعنی پیشاب پاخانہ اور جماع میں ستر کھولنا وغیرہ، اس وقت اس جانب سے رخ پھیر لیا جائے ایسا کرنا چونکہ سمت قبلہ کی عزت کا قائم رکھنا ہے لہٰذا یہی موقع کا تقاضا ہے یا مثلاً حق تعالیٰ نے داہنی جانب کو بائیں جانب پر شرف بخشا ہے اس لیے تم کو بھی اس کے شرف کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیے کہ اگر اچھے کام کرے مثلاً کلام مجید اٹھانا یا روٹی کھانی ہو تو داہنا ہاتھ اور میلے کام مثلاً استنجا کرنا، ناک سنکنا یا بضرورت کسی ناپاک چیز کو ہاتھ لگانا ہو تو بایاں ہاتھ آگے بڑھاؤ کپڑا پہنو تو اول دائیں طرف اور جوتہ پہنو تو اول داہنے پاؤں میں پہنو، مسجد میں جاؤ تو اول داہنا پاؤں رکھو اور باہر نکلو تو اول بایاں پاؤں نکالو، الغرض ہر شے کے مرتبے کا خیال رکھنا اتباع سنت کہلاتا ہے (ص۔ ۷ تبلیغ دین)۔

☆ عبادات محمدیہؐ میں بھی اتباع سنت بلا عذر چھوڑنا کفر خفی یا حماقت جلی ہے اللہ تعالیٰ ایسی غفلت سے بچائے جس کی وجہ سے عبادتوں میں اتباع سنت نہ ہو سکے مسلمانوں کی یہی شان ہے کہ جس امر میں بھی کوئی حدیث وارد ہوئی ہو اس میں بے چوں چراں اقتدا کر لیا کریں مثلاً رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ شنبہ یا پنجشنبہ کے دن پچھنے لگوانے سے برص کا اندیشہ ہے ایک محدث نے اس حدیث کو ضعیف کہہ کر قصداً شنبہ کے دن پچھنے لگوائے تھے

Marfat.com

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برص میں مبتلا ہو گئے، چند روز بعد ایک شب کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مرض کی شکایت کرنے لگے تو حضرت ؐ نے فرمایا کہ جیسا کیا ویسا بھگتو ،شنبہ کے دن پچھنے کیوں لگوائے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس حدیث کا راوی ضعیف تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ حدیث تو میری ہی نقل کرتا تھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ خطا ہوئی، میں توبہ کرتا ہوں، یہ سن کر جناب رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور صبح کو آنکھ کھلی تو مرض کا نشان بھی نہ رہا، اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ عصر کے بعد سو جانے سے عقل کے جاتے رہنے کا خوف ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کے ایک جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو جب تک اس کو درست نہ کرا لے تو اس وقت تک صرف ایک جوتہ پہن کر ہرگز نہ چلے، اور دوسری حدیث میں ہے کہ زچہ کی اول خوراک تر کھجور ہونی چاہیے اور اگر یہ نہ ہو تو خشک چھوہارا ہی سہی، کیونکہ اگر اس سے بہتر کوئی غذا ہوتی تو حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ روح اللہ کے پیدا ہونے پر بی بی مریم علیہا السلام کو وہی کھلاتا، نیز رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کوئی تمہارے پاس مٹھائی لائے تو اس میں سے کچھ کھا لیا کرو اور خوشبو لائے تو لگا لیا کرو اس طرح جو کچھ بھی طبیب روحانی فرمادیا کریں اس میں مناسبتیں نہ ٹٹولو بے چون و چرا مان لو کیونکہ ان امور میں بے شمار اسرار اور رموز ہیں جن کی خاصیتیں ہر شخص کو سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ (تبلیغ دین۔۶۹)

احیاء سنت۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پیدا ہو جائیگا اس وقت جو شخص میرے طریقے کو تھامے رہے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا

(ص ۱۴۱ اسوہ رسول اکرم)۔

سنت مؤکدہ۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ (علاوہ فرض نمازوں کے) پڑھے اس کیلئے جنت میں ایک گھر تیار کیا جائیگا (ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے) چار ظہر سے پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ (اسوہ رسول اکرمؐ ۱۷۵)

سنت فجر کی اہمیت۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کی دو رکعت سنت دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا کہ جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اس کو چاہیے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے، (اسوۂ رسول اکرمؐ ۱۷۵) فرض نماز کے بعد سنتوں کو فرض کی جگہ کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ دائیں یا بائیں، یا آگے یا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو اور اگر گھر جا کر سنتیں پڑھے تو یہ افضل ہے۔

(اسوۂ رسول اکرمؐ ۔ ۱۸۳)

سنت اور نفل نمازیں (۱) فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سنت ہے حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے کبھی اس کو نہ چھوڑنا اگر کسی دن دیر ہو گئی اور نماز کا وقت بالکل آخیر ہو گیا تو ایسی مجبوری کے وقت فقط دو رکعت فرض پڑھ لے لیکن جب سورج نکل کر اونچا ہو جائے تو سنت کی دو رکعت قضاء پڑھ لے (۲) ظہر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت، ظہر کے وقت کی یہ چھ رکعتیں بھی ضروری ہیں ان کے پڑھنے کی بہت تاکید آئی ہے بے وجہ چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے، جمعۃ المبارک کے دن نماز ظہر کی بجائے جمعہ کی نماز کا باجماعت پڑھنا واجب ہے پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر دو رکعت فرض باجماعت ادا کرے اس کے بعد چار رکعت سنت اور دو رکعت سنت پڑھے (۳) عصر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پڑھے لیکن عصر کے وقت کی سنتوں کی تاکید نہیں ہے اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی گناہ نہیں ہوتا اور جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے (۴) مغرب کے وقت پہلے تین فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں بھی ضروری ہیں نہ پڑھنے سے گناہ ہوگا (۵) عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر اگر جی چاہے تو دو رکعت نفل بھی پڑھ لے اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت سنت ہوئیں اور اگر کوئی اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر تین رکعت وتر پڑھے عشاء کے فرض کے بعد دو رکعتیں سنت ضروری ہیں نہ پڑھے گا تو گنہگار ہوگا (جو شخص چالیس رات عشاء کی نماز جماعت سے تکبیر اولیٰ سے ادا کرے اس کیلئے دوزخ سے نجات لکھ دی جاتی ہے) (۶) رمضان شریف کے مہینہ میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے اس کی بھی تاکید آئی ہے اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے عشاء کے فرض اور دو سنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھنا

Marfat.com

چاہیے دو رکعت کی نیت باندھے، چاہے چار رکعت، مگر دو دو رکعت پڑھنا اولیٰ ہے جب بیسوں رکعت پڑھ لے تو پھر تین رکعت وتر پڑھے جن سنتوں کا ضروری ہے یہ سنت مؤکدہ کہلاتی ہیں اور رات دن میں ایسی سنتیں بارہ رکعت ہیں (دو فجر، چار ظہر، سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، اور دو عشاء کے بعد) اور رمضان میں تراویح اور بعض علماء نے تہجد کو بھی مؤکدہ لکھا ہے (۷) اتنی نمازیں تو شرع کی طرف سے مقرر ہیں اگر اس سے زیادہ پڑھنے کا کسی کا دل چاہے تو جتنا چاہے زیادہ پڑھے اتنا خیال رکھے کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے فرض اور سنت کے سوائے جو کچھ پڑھے گا اس کو نفل کہتے ہیں جتنی زیادہ نفلیں پڑھے گا اتنا زیادہ ثواب ہوگا جن نوافل کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں تحیۃ الوضو، اشراق، چاشت، اوابین، تہجد اور صلوٰۃ التسبیح، ان کے اوقات اور رکعتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تحیۃ الوضو۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کامل طریقے سے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل اسطرح پڑھے کہ خود سے خیالات نہ لائے تو اس کے تمام گناہوں (صغیرہ) کی مغفرت ہو جاتی ہے وضو کے بعد ان دو نفلوں کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں (ص ۱۲۳۳ اسوہ رسول اکرمؐ)۔ علاوہ اوقات مکروہ کے جب بھی وضو کریں یہ دو رکعت نفل پڑھ لیا کریں حضور اکرم ﷺ کو جب خواب میں جنت کی زیارت کروائی گئی تو جنت میں کسی کے قدموں کی آہٹ سنی تو جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ کس کے چلنے کی آواز ہے انہوں نے بتایا کہ حضرت بلالؓ مدینہ کی گلیوں میں چل رہا ہے اس کے چلنے کی آواز یہاں آرہی ہے حضورؐ نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ تیرا کونسا ایسا عمل ہے کہ تو دنیا کی طرح جنت میں بھی میرے ساتھ ساتھ رہتا ہے اس نے بتایا کہ جب کبھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو میں تازہ وضو کر کے تحیۃ الوضو کی نماز جتنی مقدرت میں ہو پڑھ لیتا ہوں۔

نماز اشراق۔ جب آفتاب طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جائے اور اس کی زردی دور ہو جائے تو دو یا چار رکعت نفل نماز اشراق پڑھے جس کا ثواب احادیث میں ایک مقبول حج اور عمرہ کا بیان ہوا ہے۔

Marfat.com

نماز چاشت ۔ اس نماز کا وقت دس بجے صبح سے شروع ہو کر زوال تک رہتا ہے اس کی چار رکعت سے آٹھ رکعت تک نفل پڑھی جاتی ہیں اس کا بھی بڑا ثواب ہے رزق کی وسعت اور فراخی کا سبب ہے۔

نمازاوابین۔ نماز مغرب کے فوراً بعد اوابین پڑھی جاتی ہے اس کی کم از کم چھ رکعتیں ہوتی ہیں اس کے پڑھنے سے بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملتا ہے۔

نماز تہجد۔ اس نماز کا وقت آدھی رات کے بعد سے لے کر صبح صادق تک ہے اس نماز کو دو رکعت کر کے چار رکعت سے بارہ رکعت تک پڑھے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر رات جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا کو قبول کروں کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطاء کروں کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے میں اس کو بخش دوں۔

☆ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا تہجد کا بوجہ سو رہنے یا کسی درد یا مرض کے سبب ناغہ ہو جاتا تو آپؐ دن میں بطور اس کی قضاء کے بارہ رکعت پڑھ لیتے تھے۔ (ص ۱۸۰ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص سوتے ہوئے یہ ارادہ کرے کہ تہجد پڑھوں گا اور پھر آنکھ نہ کھلے تو تہجد کا ثواب اس کو ملیگا اور سونا مفت میں رہا۔ (ص ۳۰۰ فضائل اعمال)

☆ فرض نماز کے علاوہ باقی نمازوں کو اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے لہٰذا تہجد کی نماز گھر ہی میں پڑھنی افضل ہے۔

نماز استخارہ۔ نماز استخارہ کی حدیث میں بڑی ترغیب آئی ہے یعنی جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ سے صلاح لے لے اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو استخارہ کیے بغیر نہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ اپنے کیے پر پشیمانی نہ ہوگی (ص ۱۸۵ اسوہ رسول اکرمؐ)، نماز استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو

Marfat.com

رکعت نماز نفل ادا کریں اس کے بعد یا علیم علمنی اور یا خبیر واخبرنی ایک سو گیارہ (۱۱۱) مرتبہ پڑھیں آگے پیچھے تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر سنت کے مطابق سو جائیں یہ عمل تین رات تک کریں نیت میں یہ ہو کہ اگر معلوم کچھ نہ ہوا تو جو آپ چاہتے ہیں وہی بہتر ہے۔

(مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ)

صلوۃ الحاجات. صلوۃ الحاجات کے بارے میں حضرت عبداللہ بن اوفی سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی ضرورت یا حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے متعلق یا کسی آدمی کے متعلق یعنی خواہ وہ حاجت ایسی ہو جس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ ہی سے ہو یا ایسا معاملہ ہو کہ اس کا تعلق کسی بندے سے ہو بہر صورت اس کو چاہیے کہ وہ وضو کرے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی کچھ حمد و ثناء کرے اور اس کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرے، حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ کا مستقل معمول تھا کہ جب کوئی فکر آپ کو لاحق ہوتی اور کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپؐ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے (ص ۱۱۸۷ اسوہ رسول اکرمؐ)

صلوۃ التسبیح. حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا کہ کیا میں آپکو ایک گرانقدر عطیہ اور قیمتی تحفہ پیش کروں، کیا میں آپکو ایک خاص بات بتاؤں، وہ ایسا عمل ہے کہ جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپکے سارے گناہ معاف فرما دیگا، اگلے بھی، پچھلے بھی، پرانے بھی، نئے بھی، بھول چوک سے ہونے والے بھی، دانستہ ہونے والے بھی، صغیرہ بھی، کبیرہ بھی، ڈھکے چھپے بھی، اعلانیہ ہونے والے بھی، (وہ عمل صلوۃ التسبیح ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے) کہ آپ چار رکعت نماز نفل صلوۃ التسبیح کی نیت کر کے پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھنے کے بعد، قیام کی حالت میں پندرہ (۱۵) دفعہ کہیں (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ) پھر اس کے بعد رکوع کریں اور رکوع میں بھی رکوع کی تسبیحات کے بعد یہی کلمہ دس مرتبہ پڑھیں پھر رکوع سے اٹھ کر قومہ میں بھی ربنا لك الحمد کے بعد یہی کلمہ دس دفعہ کہیں، پھر سجدہ میں چلے جائیں اور اس میں سجدہ کی تسبیحات کے بعد یہ کلمہ دس دفعہ کہیں پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں، پھر دوسرے

Marfat.com

سجدے میں بھی یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں، پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں قیام سے پہلے دس مرتبہ پڑھیں، چاروں رکعتیں اسی طرح پڑھیں اور اس ترتیب سے ہر رکعت میں کلمہ پچھتر مرتبہ کہیں، میرے چچا اگر آپ سے ہو سکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں، اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو جمعہ کے دن پڑھ لیا کریں، اور اگر آپ یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم زندگی میں ایک دفعہ ہی پڑھ لیں (ص ۱۸۶ اسوہ رسول اکرمؐ)

نوافل بعد نماز عشاء. نماز عشاء کے فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں، عشاء کی ان دو سنتوں کے بعد بجائے دو رکعت نفل پڑھنے کے چار رکعت نفل پڑھے تو شب قدر کے برابر ثواب ملتا ہے، اور جس کی تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلتی ہو تو یہ چار رکعت بعد نماز عشاء تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کرے، تو یہ تہجد میں شمار ہو جاتی ہیں، اگر پچھلی رات کو آنکھ کھل جائے تو اس وقت تہجد نماز پڑھ لیں، ورنہ یہ چار رکعت ہی کافی ہو جائیں گی، وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں، بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ یعنی وتر سے پہلے چار رکعت اور وتروں کے بعد دو رکعت نفل میں تہجد کی نیت کر لیا کریں تو انشاء اللہ تہجد کی فضیلت و ثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

(اسوۂ رسول اکرمؐ۔۳۵۹)

نماز جنازہ۔

نماز جنازہ کی شرائط. نماز جنازہ کی پانچ شرائط ہیں (۱) اول میت کا مسلمان ہونا (۲) میت کا پاک ہونا (۳) میت کے کفن کا پاک ہونا (۴) میت کے ستر کا ڈھکا ہونا (۵) میت کا نمازیوں کے سامنے ہونا

نماز جنازہ کی نیت. رُو بقبلہ ہو کر دل میں یہ نیت کرے کہ چار تکبیر نماز جنازہ ثناء واسطے خدا کے، درود رسول اللہ ﷺ پر، دُعا واسطے اس میت کے، اگر ان ہی الفاظ کو زبان سے بھی کہہ دے تو اچھا ہے

نماز کا سنت طریقہ۔

نماز شروع کرنے سے پہلے. حضرت مولانا محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں کہ نماز شروع کرنے سے پہلے یہ باتیں یاد رکھئے اور ان پر عمل کا اطمینان کر لیجئے۔(۱) آپ کا رخ قبلے

Marfat.com

کے طرف ہونا ضروری ہے۔(۲) آپ کو سیدھا کھڑے ہونا چاہئے اور آپ کی نظر سجدے کی جگہ پر ہونی چاہیے۔ گردن کو جھکا کر ٹھوڑی سینے سے لگا لینا بھی مکروہ ہے اور بلا وجہ سینے کو جھکا کر کھڑا ہونا بھی درست نہیں اس طرح سیدھے کھڑے ہوں کہ نظر سجدے کی جگہ پر رہے۔(۳) آپ کے پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلے کی جانب ہو اور دونوں پاؤں سیدھے قبلہ رخ ہوں (پاؤں کو دائیں بائیں ترچھا رکھنا خلاف سنت ہے) دونوں پاؤں قبلہ رخ ہونے چاہیں۔(۴) دونوں پاؤں کے درمیاں کم از کم چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہے۔(۵) اگر جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ کی صف سیدھی رہے صف سیدھی کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی دونوں ایڑیوں کے آخری سرے صف یا اس کے نشان کے آخری کنارے پر رکھ لے۔(٦) جماعت کی صورت میں اس بات کا بھی اطمینان کرلیں کہ دائیں بائیں کھڑے ہونے والوں کے بازوؤں کے ساتھ آپ کے بازو ملے ہوئے ہیں اور بیچ میں کوئی خلا نہیں ہے لیکن خلا کو پر کرنے کیلئے اتنی تنگی بھی نہ کی جائے کہ اطمینان سے کھڑا ہونا مشکل ہو جائے۔(۷) اگر اگلی صف بھر چکی ہو تو نئی صف بیچ میں سے شروع کی جائے دائیں یا بائیں کنارے سے نہیں۔ پھر جو لوگ آئیں وہ اس بات کا خیال کریں کہ صف دونوں طرف سے برابر ہے۔(۸) پاجامے کو ٹخنے سے نیچے لٹکانا ہر حالت میں ناجائز ہے ظاہر ہے کہ نماز میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے لہٰذا اس کا اطمینان کرلیں کہ پاجامہ ٹخنے سے اونچا ہے۔(۹) ہاتھ کی آستینیں پوری طرح ڈھکی ہونی چاہیں صرف ہاتھ کھلے رہیں بعض لوگ آستینیں چڑھا کر نماز پڑھتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں ہے۔(۱۰) ایسے کپڑے پہن کر نماز میں کھڑے ہونا مکروہ ہے جنہیں پہن کر انسان لوگوں کے سامنے نہ جاتا ہو۔

نماز شروع کرتے وقت۔(۱) دل میں نیت کرلیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔(۲) ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو اور انگوٹھوں کے سرے کان کی لو سے یا تو بالکل مل جائیں یا اس کے برابر آجائیں اور باقی انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں بعض لوگ ہتھیلیوں کا رخ قبلے کی طرف کرنے کے بجائے کانوں کی طرف کر لیتے ہیں بعض لوگ کانوں کو ہاتھ سے بالکل

Marfat.com

ڈھک لیتے ہیں۔ بعض لوگ ہاتھ پوری طرح کانوں تک اٹھائے بغیر ہلکا اشارہ سا کر دیتے ہیں بعض لوگ کان کی لو کو ہاتھوں سے پکڑ لیتے ہیں۔ یہ سب طریقے غلط اور خلاف سنت ہیں ان کو چھوڑنا چاہیے۔ (۳) مذکورہ بالا طریقے پر ہاتھ اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہیں پھر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں پہنچے کے گرد حلقہ بنا کر اسے پکڑ لیں اور باقی تین انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح پھیلا دیں کہ تینوں انگلیوں کا رخ کہنی کی طرف رہے (۴) دونوں ہاتھوں کو ناف سے ذرا سا نیچے رکھ کر مذکورہ بالا طریقے سے باندھ لیں۔

کھڑے ہونے کی حالت میں. (۱) اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں یا امامت کر رہے ہوں تو پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ، پھر سورہ فاتحہ اور پھر کوئی اور سورت پڑھیں اور اگر کسی امام کے پیچھے ہوں تو صرف سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھ کر خاموش ہو جائیں اور امام کی قراءت کو دھیان لگا کر سنیں اگر امام زور سے نہ پڑھ رہا ہو تو زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں سورہ فاتحہ کا دھیان کیے رکھیں۔ (۲) نماز میں قرأت کے لیے ضروری ہے کہ زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے کر قرأت کی جائے بلکہ اس طرح قرأت کی جائے کہ خود پڑھنے والا اس کو سن سکے بعض لوگ اس طرح قراءت کرتے ہیں کہ زبان اور ہونٹ حرکت نہیں کرتے یہ طریقہ درست نہیں بعض لوگ قرأت کے بجائے دل ہی دل میں الفاظ کا تصور کر لیتے ہیں اس طرح بھی نماز نہیں ہوتی۔ (۳) جب خود قراءت کر رہے ہوں تو سورہ فاتحہ پڑھتے وقت بہتر یہ ہے کہ ہر آیت پر رک کر سانس توڑ دیں پھر دوسری آیت پڑھیں کئی کئی آیتیں ایک سانس میں نہ پڑھیں مثلاً الحمد لله رب العلمين پر سانس توڑ دیں پھر الرحمٰن الرحیم پر، پھر مالك يوم الدين پر، اس طرح پوری سورہ فاتحہ پڑھیں لیکن اس کے بعد کی قراءت میں ایک سانس میں ایک سے زیادہ آیتیں بھی پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔ (۴) بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دیں جتنے سکون کے ساتھ کھڑے ہوں اتنا ہی بہتر ہے اگر کھجلی وغیرہ کی ضرورت ہو تو صرف ایک ہاتھ استعمال کریں اور وہ بھی صرف سخت ضرورت کے وقت اور کم سے کم۔ (۵) جسم کا سارا زور ایک پاؤں پر دیکر دوسرے پاؤں کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دینا کہ اس میں خم آ جائے نماز کے آداب کے خلاف ہے اس سے پرہیز کریں یا تو دونوں پاؤں پر برابر زور دیں یا ایک پاؤں پر زور دیں تو اس طرح کہ

Marfat.com

دوسرے پاؤں میں خم پیدا نہ ہو۔(۶) جمائی آنے لگے تو اس کو روکنے کی پوری کوشش کریں۔ (۷) ڈکار آئے تو ہوا کو پہلے منہ میں جمع کر لیا جائے پھر آہستہ سے بغیر آواز کے اسے خارج کیا جائے زور سے ڈکار لینا نماز کے آداب کے خلاف ہے۔(۸) کھڑے ہونے کی حالت میں نظریں سجدے کی جگہ پر رکھیں ادھر اُدھر یا سامنے دیکھنے سے پرہیز کریں۔

رکوع میں جاتے وقت ان باتوں کا خاص خیال رکھیں۔ (۱) اپنے اوپر کے دھڑ کو اس حد تک جھکائیں کہ گردن اور پشت تقریباً ایک سطح پر آجائیں نہ اس سے زیادہ جھکیں نہ اس سے کم (۲) رکوع کی حالت میں گردن کو اتنا نہ جھکائیں کہ ٹھوڑی سینے سے ملنے لگے اور نہ اتنا اوپر رکھیں کہ گردن کمر سے بلند ہو جائے بلکہ گردن اور کمر ایک سطح پر ہونی چاہئیں۔(۳) رکوع میں پاؤں سیدھے رکھیں ان میں خم نہ ہونا چاہئے۔(۴) دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھیں کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں یعنی ہر دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہو اور اس طرح دائیں ہاتھ سے دائیں گھٹنے اور بائیں ہاتھ سے بائیں گھٹنے کو پکڑ لیں۔(۵) رکوع کی حالت میں کلائیاں اور بازو سیدھے تنے ہوئے رہنے چاہئیں ان میں خم نہیں آنا چاہئے۔(۶) کم از کم اتنی دیر رکوع میں رکیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہا جا سکے۔(۷) رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کی طرف ہونی چاہئیں۔(۸) دونوں پاؤں پر زور برابر رہنا چاہئے اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے کے بالمقابل رہنے چاہئیں۔

(۱) رکوع سے کھڑے ہوتے وقت۔ اتنے سیدھے ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔(۲) اس حالت میں بھی نظر سجدے کی جگہ پر رہنی چاہئے۔(۳) بعض لوگ کھڑے ہوتے وقت کھڑے ہونے کے بجائے کھڑے ہونے کا صرف اشارہ کرتے ہیں اور جسم کے جھکاؤ کی حالت ہی میں سجدے کے لئے چلے جاتے ہیں ان کے ذمے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے لہٰذا اس سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے سجدے میں نہ جائیں۔

سجدے میں جاتے وقت۔ اس طریقے کا خیال رکھیں کہ (۱) سب سے پہلے گھٹنوں کو خم

Marfat.com

دے کرانہیں زمین کی طرف اس طرح لیجائیں کہ سینہ آگے کو نہ جھکے جب گھٹنے زمین پر ٹک جائیں اس کے بعد سینے کو جھکائیں (۲) جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں اس وقت تک اوپر کے دھڑ کو جھکانے سے حتیٰ الامکان پرہیز کریں۔ آج کل سجدے میں جانے کے اس مخصوص ادب سے بے پروائی بہت عام ہوگئی ہے اکثر لوگ شروع ہی سے سینہ آگے کو جھکا کر سجدے میں جاتے ہیں لیکن صحیح طریقہ وہی ہے جو نمبر (۱) اور نمبر (۲) میں بیان کیا گیا بغیر کسی عذر کے اس کو نہ چھوڑنا چاہئے (۳) گھٹنوں کے بعد پہلے ہاتھ زمین پر رکھیں پھر ناک پھر پیشانی (۱) سجدے میں سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لو کے سامنے ہو جائیں۔ (۲) سجدے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند ہونی چاہئیں یعنی انگلیاں بالکل ملی ہوئی ہوں اور ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ (۳) انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہونا چاہئے۔ (۴) کہنیاں زمین سے اٹھی ہونی چاہیں کہنیوں کو زمین پر ٹیکنا درست نہیں۔ (۵) دونوں بازو پہلوؤں سے الگ ہٹے ہوئے ہونے چاہئیں انہیں پہلوؤں سے بالکل ملا کر نہ رکھیں۔ (۶) کہنیوں کو دائیں بائیں اتنی دور نہ پھیلائیں جس سے برابر کے نماز پڑھنے والوں کو تکلیف ہو۔ (۷) رانیں پیٹ سے ملی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں پیٹ اور رانیں الگ الگ رکھی جائیں۔ (۸) پورے سجدے کے دوران ناک زمین پر ٹکی رہے زمین سے نہ اٹھے۔ (۹) دونوں پاؤں اس طرح کھڑے رکھے جائیں کہ ایڑھیاں اوپر ہوں اور تمام انگلیاں اچھی طرح مڑ کر قبلہ رخ ہو گئی ہوں جو لوگ اپنے پاؤں کی بناوٹ کی وجہ سے تمام انگلیاں موڑنے پر قادر نہ ہوں وہ جتنی موڑ سکیں اتنی موڑنے کا اہتمام کریں بلاوجہ انگلیوں کو سیدھا زمین پر ٹیکنا درست نہیں۔ (۱۰) اس بات کا خیال رکھیں کہ سجدے کے دوران پاؤں زمین سے اٹھنے نہ پائیں بعض لوگ اس طرح سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی کوئی انگلی ایک لمحہ کے لئے بھی زمین پر نہیں ٹکتی اس طرح سجدہ ادا نہیں ہوتا اور نتیجتاً نماز بھی نہیں ہوتی اس سے اہتمام کے ساتھ پرہیز کریں۔ (۱۱) سجدے کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھالینا منع ہے۔

<u>دونوں سجدوں کے درمیان</u>۔ (۱) ایک سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے دوزانو سیدھے

Marfat.com

بیٹھ جائیں پھر دوسرا سجدہ کریں ذرا سا سر اٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کر لینا گناہ ہے اور اس طرح کرنے سے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔(۲) بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کر لیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہو جائیں بعض لوگ دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کی ایڑھیوں پر بیٹھ جاتے ہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔(۳) بیٹھتے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے ہونے چاہئیں مگر انگلیاں گھٹنوں کی طرف لٹکی ہوئی نہ ہوں بلکہ انگلیوں کے آخری سرے گھٹنے کی ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں۔(۴) بیٹھنے کے وقت نظریں اپنی گود کی طرف ہونی چاہئیں۔(۵) اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکے۔

دوسرا سجدہ اور اس سے اٹھنا۔ (۱) دوسرے سجدے میں بھی اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں پھر ناک پھر پیشانی۔(۲) سجدے کی ہیئت وہی ہونی چاہئے جو پہلے سجدے میں بیان کی گئی۔(۳) اٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا بھی جائز ہے۔(۴) اٹھنے کے بعد ہر رکعت کے شروع میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔

(۱) قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ۔ وہی ہوگا جو سجدوں کے بیچ میں بیٹھنے کا ذکر کیا گیا۔

(۲) التحیات پڑھتے وقت جب "اشھد ان لا" پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور "الا اللہ" پر گرا دیں۔(۳) اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کریں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی قبلے کی طرف جھکی ہوئی ہو بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہیے۔

(۴) "الا اللہ" کہتے وقت شہادت کی انگلی تو نیچے کر لیں لیکن باقی انگلیوں کی جو ہیئت اشارے کے وقت بنائی تھی اس کو آخر تک برقرار رکھیں۔

سلام پھیرتے وقت۔ (۱) دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے بیٹھے آدمی کو آپ کے رخسار نظر آ جائیں۔(۲) سلام پھیرتے وقت نظریں کندھے کی طرف ہونی چاہئیں۔(۳) جب دائیں طرف گردن پھیر کر "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ" کہیں تو یہ نیت کریں کہ دائیں طرف جو انسان اور فرشتے ہیں ان کو سلام کر رہے ہیں اور

Marfat.com

بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف موجود انسانوں اور فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کریں۔

خواتین کی نماز۔ پیچھے نماز کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے وہ مردوں کے لئے ہے عورتوں کی نماز مندرجہ ذیل معاملات میں مردوں سے مختلف ہے لہٰذا خواتین کو ان مسائل کا خیال رکھنا چاہئے۔(۱) خواتین کو نماز شروع کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لینا چاہئے کہ انکے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سوا تمام جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے۔ بعض خواتین اس طرح نماز پڑھتی ہیں کہ ان کے بال کھلے رہتے ہیں۔ بعض خواتین کی کلائیاں کھلی رہتی ہیں۔ بعض خواتین کے کان کھلے رہتے ہیں۔ بعض خواتین اتنا چھوٹا دوپٹہ استعمال کرتی ہیں کہ اس کے نیچے بال لٹکے نظر آتے ہیں۔ یہ سب طریقے ناجائز ہیں اور اگر نماز کے دوران ان کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے سوا جسم کا کوئی عضو بھی چوتھائی کے برابر اتنی دیر کھلا رہ گیا کہ جسمیں تین مرتبہ "سبحان ربی العظیم" کہا جاسکے تو نماز نہیں ہوگی اور اس سے کم کھلا رہ گیا تو نماز ہو جائے گی مگر گناہ ہوگا۔(۲) خواتین کے لئے کمرے میں نماز پڑھنا برآمدے سے افضل ہے اور برآمدے میں پڑھنا صحن سے افضل ہے (۳) عورتوں کو نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک نہیں بلکہ کندھوں تک اٹھانے چاہئیں اور وہ بھی دوپٹے کے اندر ہی سے اٹھانے چاہئیں دوپٹے سے باہر نہ نکالے جائیں (بہشتی زیور) (۴) عورتیں ہاتھ سینے پر اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ دیں انہیں مردوں کی طرح ناف پر ہاتھ نہیں باندھنے چاہئیں۔ (۵) رکوع میں عورتوں کے لئے مردوں کی طرح کمر کو بالکل سیدھا کرنا ضروری نہیں عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں کم جھکنا چاہئے۔(۶) رکوع کی حالت میں مردوں کو انگلیاں گھٹنوں پر کھول کر رکھنی چاہئیں لیکن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ وہ انگلیاں ملا کر رکھیں یعنی انگلیوں کے درمیان فاصلہ نہ ہو (درمختار) (۷) عورتوں کو رکوع میں اپنے پاؤں بالکل سیدھے نہ رکھنے چاہئیں بلکہ گھٹنوں کو آگے کی طرف ذرا خم دیکر کھڑا ہونا چاہئے (درمختار) (۸) مردوں کو حکم یہ ہے کہ رکوع میں ان کے بازو پہلوؤں سے جدا اور تنے ہوئے ہوں لیکن عورتوں کو اس طرح کھڑا ہونا چاہئے کہ ان کے بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں (ایضاً)۔(۹) عورتوں کو دونوں پاؤں ملا کر کھڑا ہونا

Marfat.com

چاہئے خاص طور پر دونوں ٹخنے تقریباً مل جانے چاہئیں پاؤں کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہئے (بہشتی زیور)۔ (۱۰) سجدے میں جاتے وقت مردوں کے لئے یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں اس وقت تک وہ سینہ نہ جھکائیں لیکن عورتوں کیلئے یہ طریقہ نہیں ہے وہ شروع ہی سے سینہ جھکا کر سجدے میں جاسکتی ہیں۔ (۱۱) عورتوں کو سجدہ اس طرح کرنا چاہئے کہ ان کا پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے اور بازو بھی پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں نیز عورت پاؤں کو کھڑا کرنے کی بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھادے۔ (۱۲) مردوں کے لئے سجدے میں کہنیاں زمین پر رکھنا منع ہے لیکن عورتوں کو کہنیوں سمیت پوری بانہیں زمین پر رکھ دینی چاہئیں (درمختار)۔ (۱۳) سجدوں کے درمیان اور التحیات پڑھنے کیلئے جب بیٹھنا ہو تو بائیں کولھے پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دیں اور دائیں پنڈلی پر رکھیں (طحطاوی)۔ (۱۴) مردوں کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ رکوع میں انگلیاں کھول کر رکھنے کا اہتمام کریں اور سجدے میں بند رکھنے کا اور نماز کے باقی افعال میں انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیں نہ بند کرنے کا اہتمام کریں نہ کھولنے کا لیکن عورتوں کیلئے ہر حالت میں یہ حکم ہے کہ وہ انگلیوں کو بند رکھیں یعنی ان کے درمیان فاصلہ نہ چھوڑیں رکوع میں بھی سجدے میں بھی دو سجدوں کے درمیان بھی اور قعدوں میں بھی۔ (۱۵) عورتوں کا جماعت کرنا مکروہ ہے ان کیلئے اکیلی نماز پڑھنا ہی بہتر ہے البتہ اگر گھر کے محرم افراد گھر میں جماعت کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جانے میں کچھ حرج نہیں لیکن ایسے میں مردوں کے بالکل پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے برابر میں ہرگز کھڑی نہ ہوں۔

- تیرے محبوت کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں: حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں۔

بعد از نماز خصوصی اذکار. جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں سنتوں اور نفلوں سے فارغ ہو کر اور جن فرضوں کے بعد سنتیں نہیں ان کے سلام پھیرنے کے بعد مندرجہ ذیل اذکار پڑھنا باعث ثواب ہے۔

(۱) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔۳ بار

Marfat.com

(۲) اٰیَۃُ الْکُرْسِیْ ۱بار

(۳) قُلْ ھُوَ اللّٰہُ........اِلیٰ آخِر ۱بار

(۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ.......اِلیٰ آخِر ۱بار

(۵) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس ......اِلیٰ آخِر ۱بار

(۶) سبحان اللہ ۳۳بار الحمد اللہ ۳۳بار اللہ اکبر ۳۴ بار

(۷) لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد

وھو علی کل شی قدیر ۱بار

فائدہ: حدیث شریف میں آیا ہے جو ایسا کرے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگر چہ گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسلم۔ کتاب الاذکار)

☆حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز فجر اور مغرب کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے جو آدمی اللھم اجرنی من النار سات مرتبہ پڑھا کرے تو اگر اس دن یا اس رات مر جائیگا تو دوزخ سے ضرور خلاصی ہوگی۔ (ص ۱۶۴ اسوہ رسول اکرمؐ)

دعا مانگنا۔ فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے ہر فرض نماز کے بعد ضرور دعا مانگنی چاہیے دعا مانگنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو دعا کیلئے سینہ یا کندھوں تک اٹھائے دونوں ہاتھ آپس میں ملے ہوئے ہوں انگلیوں کا رخ کعبہ کی طرف ہتھیلیوں کا رخ منہ کی طرف ہو جب ہاتھ اچھی طرح کھڑے کر لے پھر الحمد اللہ رب العالمین پڑھے پھر درود شریف پڑھے پھر دعا مانگے اگر عربی زبان میں دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں ہی پڑھے نہایت عاجزی اور خشوع سے دعا مانگے قبولیت کی امید رکھے بلند آواز کے بجائے آہستہ آہستہ دعا مانگے آخر میں پھر درود شریف پڑھے دعا کے ختم پر دونوں ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لے۔

☆بعض لوگ فرض نماز پڑھ چکنے کے بعد سنت و نفل پڑھ کر اس انتظار میں بیٹھ رہتے ہیں کہ امام کے ساتھ دعا مانگ کر جائیں یہ سنت کے خلاف ہے جب فرضوں کے بعد دعا مانگ لی ہے سو اب دوسری دعا کا انتظار درست نہیں۔

Marfat.com

مسجد و متعلقات مسجد

آداب مسجد۔ (۱) مسجد میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں نکال کر جوتے پہ رکھیں اور دائیاں پاؤں جوتے سے نکال کر مسجد میں رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں بسم اللہ والصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم افتح لی ابو اب رحمتک (۲) مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ نیت کرلیں کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا اعتکاف میں رہوں گا اس طرح انشاء اللہ اعتکاف کا ثواب بھی ملے گا۔ (۳) داخل ہونے کے بعد اگلی صف میں بیٹھنا افضل ہے لیکن اگر جگہ بھر گئی ہو تو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا جائز نہیں۔ (۴) جو لوگ مسجد میں پہلے سے بیٹھ کر ذکر یا تلاوت میں مشغول ہوں ان کو سلام نہیں کرنا چاہئے البتہ اگر ان میں سے کوئی از خود متوجہ ہو اور ذکر وغیرہ میں مشغول نہ ہو تو اس کو سلام کرنے میں حرج نہیں (۵) مسجد میں سنتیں یا نفلیں پڑھنی ہوں تو اس کیلئے ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں سامنے سے لوگوں کے گزرنے کا احتمال نہ ہو بعض لوگ پچھلی صفوں میں نماز شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ان کے سامنے اگلی صفوں میں جگہ خالی ہوتی ہے چنانچہ انکی وجہ سے دور تک لوگوں کیلئے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے اور انہیں لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑتا ہے ایسا کرنا گناہ ہے اگر کوئی شخص ایسی حالت میں نمازی کے سامنے سے گزر گیا تو اس کے گزرنے کا گناہ بھی نماز پڑھنے والے پر ہوگا۔ (۶) مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر نماز میں کچھ دیر ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھ لیں اس کا بہت ثواب ہے۔ اگر وقت نہ ہو تو سنتوں ہی میں تحیۃ المسجد کی نیت کرلیں اور اگر سنتیں پڑھنے کا بھی وقت نہیں ہے اور جماعت کھڑی ہے تو فرض میں بھی یہ نیت کی جاسکتی ہے۔ (۷) جب تک مسجد میں بیٹھیں ذکر کرتے رہیں خاص طور پر اس کلمے کا ورد کرتے رہیں سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ (۸) مسجد میں بیٹھنے کے دوران بلاضرورت باتیں نہ کریں نہ کوئی ایسا کام کریں جس سے نماز پڑھنے والوں یا ذکر کرنے والوں کی عبادت میں خلل آئے۔ (۹) نماز کھڑی ہو تو اگلی صفوں کو پہلے پر کریں اگر اگلی صفوں میں جگہ خالی ہو تو پچھلی صفوں میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ (۱۰) جمعہ کا خطبہ دینے

Marfat.com

کیلئے جب امام منبر پر آ جائے تو اس وقت سے نماز ختم ہونے تک بولنا یا نماز پڑھنا یا کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز نہیں ہے اس دوران اگر کوئی شخص بولنے لگے تو اسے چپ رہنے کی تاکید کرنا بھی جائز نہیں۔ (۱۱) خطبہ کے دوران اس طرح بیٹھنا چاہئے جیسے التحیات میں بیٹھتے ہیں بعض لوگ پہلے خطبہ میں ہاتھ باندھ کر بیٹھتے ہیں اور دوسرے خطبہ میں ہاتھ رانوں پر رکھ لیتے ہیں یہ طریقہ بے اصل ہے دونوں خطبوں میں ہاتھ رانوں پر رکھ کر بیٹھنا چاہئے۔ (۱۲) ہر ایسے کام سے پرہیز کریں جس سے مسجد میں گندگی ہو بدبو پھیلے یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ (۱۳) کسی دوسرے شخص کو کوئی غلط کام کرتے دیکھیں تو چپکے سے نرمی کے ساتھ سمجھا دیں اسکو بر سر عام رسوا کرنے، ڈانٹ ڈپٹ یا لڑائی جھگڑے سے مکمل پرہیز کریں۔ (۱۴) مسجد سے باہر نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے باہر نکالیں اور یہ دعا پڑھیں:- بسم اللہ و الصلاۃ و السلام علی رسول اللہ اللھم انی اسالك من فضلك "۔ (نماز سنت کے مطابق پڑھیں از مولانا محمد تقی عثمانی)۔ (۱۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے بچوں کو اور دیوانوں کو مسجد سے دور رکھو اور اسی طرح مسجد سے دور رکھو اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے باہمی جھگڑوں اور قصوں کو اور اپنے شور و شغب کو اور حدوں کے قائم کرنے کو اور تلواروں کو نیام سے نکالنے کو (یعنی ان میں سے کوئی بات بھی مسجد کی حدود میں نہ ہو) یہ سب باتیں مسجد کے تقدس اور احترام کے خلاف ہیں (معارف الحدیث) (۱۶) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے اور اسکے بعد بھی بلا کسی خاص ضرورت کے مسجد سے باہر چلا جائے اور نماز میں شرکت کے لئے واپسی کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے (معارف الحدیث)

فضائل مسجد۔ (۱) حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی آفت آسمان سے اترتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے (فضائل نماز۔ ۲۳) (۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کی مثل اس کا گھر جنت میں بنا دے گا۔ سب سے بدتر مقامات بازار ہیں اور سب سے بہتر مسجدیں ہیں (حیات المسلمین) (۳) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کر دی جس سے تکلیف

Marfat.com

ہوتی تھی مثلاً (کوڑا کرکٹ اور فرش پر کنکر پتھر وغیرہ) اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دیگا (حیات المسلمین) (۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جماعت کیلئے مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کیلئے نیکی لکھتا ہے جاتے میں بھی اور واپس آتے میں بھی۔ (حیات المسلمین)

(۵) حضرت ابو دردہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف چلے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملیگا (حیاۃ المسلمین)

(۶) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نماز اپنے گھر میں ایک ہی نماز کے برابر، محلّہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر اور اس مسجد میں جہاں جمعہ کہ نماز ہوتی ہے سو نمازوں کے برابر اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے (اسوۂ رسول اکرم ۲۳۱) (۷) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بہشت کے باغوں میں جاؤ تو وہاں میوے کھاؤ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مسجدیں، پھر پوچھا گیا ان کا میوہ کیا ہے فرمایا! سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ اللہ واللہ اکبر (ترمذی، مشکوۃ)

احکام مسجد۔ مسجد جاتے وقت مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھیں اور یہ پانچوں وقت خیال رکھنا ہوگا۔ (۱) ہر نماز کیلئے باوضو ہو کر گھر سے چلنا (بخاری) (۲) گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا یعنی اصل اور مقدم نیت نماز پڑھنے ہی کی کرنی چاہیے (۳) اذان سن کر نماز کیلئے اس طرح دینوی مشاغل کو ترک کر دینا گویا ان کاموں سے کوئی سروکار نہیں ہے (۴) گھر سے باہر آ کر یہ دُعا پڑھتے ہوئے چلے بسم اللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

(۵) نماز پڑھنے کیلئے چلے تو باوقار ہو کر، قدرے چھوٹے قدم رکھتا ہوا چلے، کہ یہ نشان قدم لکھے جاتے ہیں اور ہر قدم پر ثواب ملتا ہے (۶) مسجد میں داخل ہونے لگے تو پہلے بایاں پاؤں جوتے مین سے نکال کر بائیں جوتے پر رکھ لے اور داہنا پاؤں جوتے سے نکال کر اول دایاں پاؤں مسجد میں رکھے (۷) بلا ضرورت شدیدہ دینوی باتیں نہ کریں لوگ نماز

Marfat.com

پڑھ رہے ہوں تو تلاوت اور ذکر آہستہ کریں۔ قبلہ رو نہ تھوکیں نہ قبلہ رو پاؤں پھیلائیں۔ نہ گانا گائیں نہ باہر گم ہو جانے والی چیزوں کو مسجد میں تلاش کریں، نہ اس کا اعلان کریں، نہ بدن، کپڑے یا اور کسی چیز سے کھیلا کریں۔ انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالیں، الغرض مسجد کے احترام کے خلاف کوئی کام نہ کریں (۸) تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام رکھیں، ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام رکھیں (۹) جب جماعت کھڑی ہونے لگے تو تکبیر ہونے سے پہلے صفوں کو سیدھا کریں اس کے بعد تکبیر کہی جائے۔ (۱۰) ہمیشہ جہاں تک ممکن ہو اگلی صف میں جا کر بیٹھیں، امام کے بالکل پیچھے یا دائیں طرف ورنہ بائیں طرف، اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو اسی ترتیب سے دوسری، پھر تیسری صف بنا کر بیٹھیں، الغرض جب تک اگلی کسی صف میں جگہ ملتی ہو تو پیچھے نہ بیٹھیں (۱۱) صفوں کو بالکل سیدھا رکھیں، مل کر کھڑے ہوں، درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑیں، کندھے اور ٹخنے ایک دوسرے کے بالمقابل ہوں (۱۲) ہر نماز کو اس طرح خشوع وخضوع سے ادا کریں، گویا یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے (۱۳) نماز میں دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا ہوا ہو، اور اعضاء بدن بھی سکون میں ہوں آنکھیں کھول کر نماز ادا کریں آنکھیں بند کرنا خلاف سنت ہے (۱۴) فجر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے (۱۵) جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں ان کو برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ (۱۶) نماز فجر سے فارغ ہو کر اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے (۱۷) پانچوں وقت میں نماز سے فارغ ہو کر جب تک نمازی اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے اس کیلئے فرشتے برابر دُعائے مغفرت و دُعائے رحمت کرتے رہتے ہیں (۱۸) جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں ان کو برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے، سنتوں اور فرضوں کے درمیان کوئی ذکر تسبیح یا درود وغیرہ جاری رکھیں، تو مزید ثواب ملتا ہے، فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ایک تسبیح سبحان اللہ وبحمدہ اور ایک تسبیح سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ اللہ واللہ اکبر ط کی پڑھ لیں تو بہت ثواب ہوتا ہے۔ (اسوۂ رسول اکرم۔ ۲۴۲)

اعمال مسجد۔ مسجد میں جانا اور بیٹھنا ایک عبادت ہے مگر اس میں سات کاموں کی نیت ہو سکتی ہے (۱) یہ سمجھنا کہ مسجد اللہ کا گھر ہے اور یہاں آنے والا شخص گویا خدا کی زیارت کو آتا

Marfat.com

ہے پس آتے وقت تم یہی نیت کرو کیونکہ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا وہ اللہ کی زیارت کو آیا ہے اور چونکہ زیارت کو آنے والے شخص کی عزت ہوا کرتی ہے لہٰذا حق تعالیٰ اپنے زائر کا جتنا اکرام فرمائے گا اس کو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ کیا کچھ ہوگا (۲) مرابطہ یعنی نماز کے انتظار کی نیت کرو کہ حق خداوندی کی محافظت کے لئے آپ محبوس بنائے ہوئے گویا وقف کیے ہوئے ہو پس حق تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوگی اور اس کا اجر جداگانہ ملے گا (۳) اعتکاف کی نیت کرو اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ آنکھ کان زبان ہاتھ پاؤں وغیرہ تمام اعضاء کو ان کی معمولی اور معتاد حرکتوں سے روک لیا جائے اور یہ بھی ایک قسم کا روزہ ہے یہاں رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت کی رہبانیت یہی ہے کہ وہ مساجد میں آبیٹھیں (۴) خلوت کی نیت کرو کہ مشاغل مرتفع ہونے سے فکر آخرت کی استعداد پیدا ہو اور ذکر الٰہی کے سننے اور سنانے کے لئے تجردو عزلت حاصل ہو دیکھو رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد کی جانب اس لیے روانہ ہو کہ اللہ کا ذکر کرے یا سنے تو وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثل ہے (۵) اس کی نیت کرو کہ جو لوگ بے نمازی ہیں ان کو تنبہ ہوگا اور نماز کو بھولے ہوئے لوگ بھی تمہاری دیکھا دیکھی نماز کو اٹھ کھڑے ہوں گے، پس تمہارا نماز کو جانا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بن جائے گا کہ کار خیر کی ترغیب دی اور معصیت سے روکا اس وجہ سے ان کے ثواب میں تم بھی شریک ہوئے (۶) مسجد میں جانے سے دوسرے مسلمانوں کو کچھ نہ کچھ اخروی فائدہ حاصل ہوگا جو تمہارے لیے زیادہ آخرت کا ذخیرہ بنے گا (۷) خدا کے گھر میں بیٹھو گے تو کچھ حیا و شرم آئے گی اور گناہ کی جرأت کم ہو جائے گی کہ حاکم کی یادداشت اس کی مخالفت سے روکا کرتی ہے لہٰذا اس کی بھی نیت کرو، غرض اسی طرح ہر عمل میں کئی کئی نیتیں ہو سکتی ہیں جن کی بدولت گنتی کے چند عمل تمہارے حق میں ہزاروں نیکیاں بنیں گے اور حضرات مقربین کے اعمال کے ساتھ شامل ہو جاؤ گے، اسی طرح یہ بھی یاد رکھو کہ عمل میں معصیت کی نیت سے ایک گناہ کئی کئی گناہ بن کر شیطان کے اعمال کے مساوی ہو جاتا ہے مثلاً مسجد میں آکر بیٹھنے سے فضول باتیں بنانی مقصود ہوں یا مسلمانوں کی ہتک و آبروریزی اور ہنسی بھی اڑانے کی نیت ہو یا ان عورتوں و بے ریش لڑکوں کا نظارہ مقصود ہو جو نماز کے لئے آئے ہیں یا تفاخر اور مناظرہ یا زبان درازی سے

Marfat.com

اپنے حریف کو ساکت کر کے حاضرین مسجد کے دلوں میں اپنی وقعت پیدا کرنی مقصود ہو یا اور کسی برے کام کی نیت ہو تو یہی ایک فعل کئی گناہوں کا مجموعہ ہو جائے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن بندہ سے اس کے ہر کام کی باز پرس ہوگی حتیٰ کہ آنکھ میں سرمہ لگانے اور کسی کپڑے کو چھونے اور انگلیوں سے مٹی کریدنے تک کا سوال ہوگا کہ کیوں کیا تھا۔

(تبلیغ دین۔۲۱۶)

(iii) زکواۃ وصدقات

فضائل زکواۃ وصدقات۔ حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانہ کی طرح ہے جس میں سات بالیں ہوں کہ ہر بال میں سو، دانے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنہوں نے اپنا مال دو ہتھڑ بھر بھر کر راہ خدا میں لٹایا ہے وہ ہلاکت سے نجات پائیں گے چونکہ صدقات وخیرات میں مخلوق کی ضرورتیں اور محتاجوں کے فاقے رفع ہوتے ہیں، اس لیے یہ بھی دین کا ایک ستون ہے اور اس میں یہ حکمت ہے کہ چونکہ مخلوق کو اللہ سے محبت رکھنے کا حکم ہے اور مسلمان بندے خدا کی محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لہٰذا اللہ پاک نے مال خرچ کرنے کو اپنی محبت کا معیار اور آزمائش کی کسوٹی بنا دیا ہے تاکہ مدعیانِ ایمان کے دعوے کا جھوٹ سچ کھل جائے (ص۲۰ تبلیغ دین) جو صدقہ فرض ہو جیسے زکواۃ وعشر اس کا علانیہ دنیا افضل ہے اور جو فرض کے ماسوا ہو اس کا اخفاء زیادہ بہتر ہے یہی اصول تمام اعمال کیلئے ہے کہ فرائض کا اعلانیہ ادا کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور نوافل کو چھپا کر ادا کرنا اولیٰ ہے۔

☆ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ایک صدقہ جاریہ دوسرے وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے تیسرے صالح اولاد جو اس کیلئے مرنے کے بعد دعا کرتی ہے (ص۱۱۴ فضائل صدقات حصہ اول)۔

☆ ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ روٹی کے لقمہ اور کھجور کی ایک مٹھی کیوجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں ایک گھر کے مالک کو

Marfat.com

یعنی خاوند کو، دوسرے بیوی کو جس نے یہ کھانا پکایا تیسرے اس خادم کو جو دروازہ تک مسکین کو دے آیا۔ (ص ۱۵۲ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ قرآن پاک میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۶۳ کا مفہوم ہے کہ "ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو" یعنی جو خدا تم پر زندگی کے اسباب و وسائل کا بے حساب فیضان کر رہا ہے اور تمہارے قصوروں کے باوجود تمہیں بار بار بخشتا ہے وہ ایسے لوگوں کو کیونکر پسند کر سکتا ہے جو کسی غریب کو ایک روٹی کھلا دیں تو احسان جتا جتا کر عزت نفس کو خاک میں ملا دیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم کی اشاعت کرنا، نیک اولاد چھوڑ جانا، مسجد یا مسافر خانہ بنانا، قرآن مجید ورثہ میں چھوڑ جانا، نہر جاری کرنا اور جیتے جی تندرستی کی حالت میں اپنے مال میں سے خیرات کرنا یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی مسلمان کو ملتا رہتا ہے۔ (ص ۱۳۴۱ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی دنیاوی حاجت پوری کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کی بہتر (۷۲) حاجتیں پوری کرتے ہیں جن میں سے سب سے ہلکی چیز اس کے گناہوں کی مغفرت ہے۔ (فضائل صدقات حصہ اوّل ۹۵)

☆ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اعلان ہوگا کہ امت محمدیہؐ کے فقراء کہاں ہیں اٹھو اور لوگوں کو قیامت کے میدان میں سے تلاش کرو جس شخص نے تم میں سے کسی کو میرے لئے ایک لقمہ دیا ہو یا میرے لئے کوئی گھونٹ پانی کا دیا ہو یا میرے لئے کوئی نیا یا پرانا کپڑا دیا ہو ان کے ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دو اس پر فقراء امت اٹھیں گے اور کسی کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے کہ یا اللہ! اس نے مجھے کھانا کھلایا تھا، اس نے مجھے پانی پلایا تھا کوئی بھی فقراء امت میں سے چھوٹا یا بڑا ایسا نہ ہوگا جو ان کو جنت میں داخل نہ کرائے۔ (کنز)

☆ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مُسلمان کو ننگے پن کی حالت میں کپڑا پہنائے گا حق تعالیٰ اس کو جنت کے سبز لباس پہنائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کچھ کھلائے گا حق تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا اللہ جل شانہ اسکو جنت کی ایسی شراب پلائے گا جس پر

Marfat.com

مہر لگی ہوگی۔ (فضائل صدقات حصہ اول۔ ۱۰۰)

☆ حضرت سعدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا (ان کے ایصال ثواب کیلئے) کونسا صدقہ زیادہ افضل ہے حضورؐ نے فرمایا کہ پانی سب سے افضل ہے اس پر حضرت سعدؓ نے اپنی والدہ کے ثواب کیلئے ایک کنواں کھدوادیا ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص پانی کا سلسلہ جاری کر جائے تو جو انسان یا جن یا پرند بھی اس سے پانی پیئے گا تو مرنے والے کو قیامت تک اس کا ثواب ہوتا رہے گا۔ (فضائل صدقات حصہ اوّل۔ ۱۱۱)

☆ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے پاس ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے گھٹنے میں ایک زخم ہے سات برس ہو گئے ہر قسم کی دوا اور علاج کر چکا ہوں کسی سے بھی فائدہ نہیں ہوا بڑے بڑے طبیبوں سے بھی رجوع کر چکا ہوں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا کہ جس جگہ پانی کی قلت ہو وہاں ایک کنواں بنوادو مجھے اللہ کی ذات سے یہ امید ہے کہ جب اس میں پانی نکل آئے گا تمہارے گھٹنے کا خون بند ہو جائیگا چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا اور گھٹنے کا زخم ٹھیک ہوگیا۔ (فضائل صدقات حصہ اول۔ ۱۱۲)

زکوٰۃ وصدقات نہ دینے پر وعیدیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو، پھر وہ اسکی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے ، ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے، وہ سانپ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے بخیل کے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی) کی طرح ڈال دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) اور اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کاٹے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیری جمع کی ہوئی دولت ہوں، پھر آپ ﷺ نے اس کی تصدیق میں سورۂ آل عمران کی یہ آیت پڑھی (ولا یحسبن الذین یبخلون (الی) یوم القیمۃ) اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے "اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دیا (اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کیلئے بدتر ہے اور شر ہے قیامت کے دن ان کے گلوں میں وہ دولت جس میں انہوں نے بخل کیا (اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں

Marfat.com

کی) طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔ (حیوۃ المسلمین)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص طیب مال (حلال مال) کماوے زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا اس کو خبیث مال بنا دیتا ہے اور جو شخص حرام مال کمائے زکوٰۃ کا ادا کرنا اس کو پاک مال نہیں بناتا، ایک اور حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس مال کے ساتھ زکوٰۃ کا مال مل جاتا ہے وہ اس کو ہلاک کیے بغیر نہیں رہتا۔ (اسوۂ رسول اکرمؐ)

☆ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قارون بنی اسرائیل کا آدمی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تم سے زکواۃ وصول کرنے کا حکم دیا ہے اس نے زکواۃ دینے سے انکار کر دیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام زکواۃ کے نام سے تمہارے مالوں کو کھانا چاہتا ہے اس نے نماز کا حکم دیا کہ تم نے برداشت کیا اس نے اور احکام دیے تم نے برداشت کیے اب وہ زکواۃ کا حکم دیتا ہے کیا تم اس کو بھی برداشت کرو گے لوگوں نے کہا ہم اس کو برداشت نہیں کرینگے قارون کے کہنے پر لوگوں نے ایک فاحشہ عورت کو بہت سارا انعام کا لالچ دے کر راضی کیا کہ وہ حضرت موسیٰ پر زنا کرنے کی تہمت لگائے پھر قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے احکام تم کو دیے ہیں وہ سب ایک ہی دفعہ بنی اسرائیل کو اکٹھا کر کے سنا دیجئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بات کو پسند کیا قارون نے سارے بنی اسرائیل کو جمع کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے احکام بتانے شروع کیے کہ مجھے یہ احکام دیے ہیں کہ اس کی عبادت کرو کسی کو اس کا شریک نہ کرو صلہ رحمی کرو اور دوسرے احکام گنوائے جن میں یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی بیوی والا زنا کرے تو اس کو سنگسار کیا جائے لوگوں نے کہا اگر آپ خود زنا کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں زنا کروں تو مجھے بھی سنگسار کیا جائے لوگوں نے کہا آپ نے زنا کیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑے تعجب سے فرمایا کہ میں نے، لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے اور یہ کہہ کر اس عورت کو بلایا اس سے پوچھا کہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کو قسم دے کر کہا کہ تو کیا کہتی ہے اس عورت نے کہا جب آپ قسم دیتے ہیں تو بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے مجھ سے اتنے اتنے انعام کا وعدہ کیا تھا کہ میں آپ پر زنا

Marfat.com

کا الزام لگاؤں مگر آپ اس الزام سے بالکل بری ہیں یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدہ میں گر گئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سجدہ میں وحی آئی کہ رونے کی کیا بات ہے تمہیں ان لوگوں کو سزا دینے کیلئے ہم نے زمین پر تسلط دے دیا تم جو چاہو ان کے متعلق زمین کو حکم دو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سجدہ سے سر اٹھایا اور زمین کو حکم فرمایا کہ ان کو نگل جا اس نے ایڑیوں تک نگلا تھا کہ وہ عاجزی سے حضرت موسیٰ کو پکارنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر حکم دیا کہ ان کو دھنسا دے حتیٰ کہ وہ لوگ گردن تک دھنس گئے پھر بہت زور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارتے رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر زمین کو یہی فرمایا کہ ان کو اور دھنسا دے وہ سب کو نگل گئی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ تمہیں عاجزی سے پکارتے رہے میری عزت کی قسم اگر وہ مجھے پکارتے اور مجھ سے دعا کرتے تو میں ان کی دعا کو قبول کر لیتا قارون آپنے زمانے کا بہت مالدار آدمی تھا سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی کنجیاں طاقتور آدمیوں کی ایک جماعت مشکل سے اٹھا سکتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ ان چابیوں کے اٹھانے کیلئے تین سو خچر درکار ہوتے تھے مگر ایمان و اعمال نہ ہونے کی وجہ سے ملک اور مال اس کو ذلت اور تباہی سے نہ بچا سکا۔

(ص ۳۱۳ فضائل صدقات حصہ اول)

صدقہ کی ترغیب۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشادہ دستی سے خرچ کرتی رہو اور گنو مت (یعنی اس فکر میں مت پڑو کہ میرے پاس کتنا ہے، اور اس میں سے کتنا راہ خدا میں دوں) اگر تم اسکی راہ میں اسطرح حساب کر کر کے دوگی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور اگر بے حساب دوگی تو وہ بھی اپنی نعمتیں تم پر بے حساب انڈ یلے گا اور دولت جوڑ جوڑ کے اور بند کر کے نہ رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا (کہ رحمت اور برکت کے دروازے تم پر خدانخواستہ بند ہو جائیں گے) لہٰذا تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے اور جس کی توفیق ملے راہ خدا میں کشادہ دستی سے دیتی رہو۔ (معارف الحدیث)

Marfat.com

صدقہ کی برکات۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔ (جامع ترمذی)

☆ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خیرات کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو، کیونکہ بلا اس سے آگے بڑھنے نہیں پاتی۔ (حیوۃ المسلمین)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے) اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو سر بلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے، اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کیلئے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بالاتری بخشے گا۔ (صحیح مسلم)

☆ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندہ کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ قبر میں پڑا رہتا ہے، جس نے علم (دین) سکھایا، یا کوئی نہر کھودی، یا کوئی کنواں کھدوایا یا کوئی درخت لگایا، یا کوئی مسجد بنائی، یا قرآن ترکہ میں چھوڑ گیا، یا کوئی اولاد چھوڑی جو اسکے مرنے کے بعد بخشش کی دعا کرے۔ (تبلیغ دین ص ۲۷۴)

صدقہ کا مستحق۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اصلی مسکین (جس کی صدقہ سے مدد کرنی چاہیے) وہ آدمی نہیں ہے جو مانگنے کیلئے لوگوں کے پاس آتا جاتا ہے، در، در پھرتا ہے اور سائلانہ چکر لگاتا ہے اور ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں جب اس کے ہاتھ پر رکھ دی جاتی ہیں تو لے کر واپس لوٹ جاتا ہے، بلکہ اصلی مسکین وہ بندہ ہے جس کے پاس اپنی ضرورتیں پوری کرنے کا سامان بھی نہیں ہے اور چونکہ وہ اپنے اس حال کو لوگوں سے چھپاتا ہے کسی کو اس کی حاجت مندی کا احساس نہیں ہوتا کہ صدقہ سے اس کی مدد کی جائے اور نہ وہ چل پھر کر لوگوں سے سوال کرتا ہے (صحیح بخاری و مسلم)

اپنی حاجتوں کا اخفاء۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی کو کوئی سخت حاجت پیش آئی اور اس نے اس کو بندوں کے سامنے رکھا اور

Marfat.com

ان سے مدد چاہی تو اسے اس مصیبت سے مستقل نجات نہیں ملے گی اور جس آدمی نے اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھا اور اس سے دُعا کی تو پوری امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کی یہ حاجت ختم کر دے گا یا تو جلد ہی موت دے کر اگر اسکی موت کا مقررہ وقت آگیا ہو یا کچھ تاخیر سے خوشحال کر کے۔ (معارف الحدیث)

☆ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی مجھے کچھ عطا فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ حضرت کسی ایسے آدمی کو دے دیجئے جس کو مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہو تو آپ ﷺ فرماتے کہ عمرؓ اس کو لے لو اور اپنی ملکیت بنا لو (پھر چاہو تو) صدقہ کے طور پر کسی حاجت مند کو دے دو (اور اپنا یہ اصول بنا لو کہ) جب کوئی مال تمہیں اس طرح ملے کہ نہ تو تم نے اس کیلئے سوال کیا ہو اور نہ تمہارے دل میں اس کی چاہت اور طمع ہو تو (اس کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھ کر) لے لیا کرو اور جو مال اس طرح تمہارے پاس نہ آئے تو اسکی طرف توجہ بھی نہ کرو۔

صدقہ کی حقیقت. حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر ذرا سا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے کوئی نیک بات کہہ دینی بھی صدقہ ہے، تمہارا کسی کو بری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے، کسی بے نشان زمین کا کسی کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے، جس شخص کی نظر کمزور ہو اس کی مدد کر دینا بھی صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی تمہارے لیے ایک صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے. (اسوۂ رسول اکرمؐ. ۲۷۶)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینا لینے سے بہتر ہے) تو شروع کر اپنے اہل و عیال سے (یعنی پہلے ان ہی کو دے) عیال کون ہیں؟ تیری ماں، تیرا باپ، تیری بہن، تیرا بھائی پھر جو زیادہ قریب تر ہو، پھر جو بعد اس کے قریب تر ہو۔ (معارف الحدیث)

☆ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد نے جو اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر اپنے اہل اور اپنے ذی رحم اور ذی قرابت پر خرچ کیا وہ سب اس کیلئے صدقہ ہے۔

Marfat.com

☆ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی تین لڑکیاں ہیں یہ ان کو ادب سکھاتا ہے ان پر رحم کرتا ہے، ان کا کفیل ہے تو اس کیلئے یقیناً جنت واجب کی گئی، کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بھلا اگر دو ہی لڑکیاں ہوں فرمایا گو دو ہی ہوں، بعض لوگوں نے سمجھا کہ اگر ایک لڑکی کیلئے سوال کیا جاتا تو ایک کو بھی آپ ﷺ فرما دیتے۔

(اسوۂ رسول اکرمؐ۔۲۷۶)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو مسلمان بندہ کرئی درخت لگائے یا کھیتی کرے تو اس درخت یا اس کھیتی میں جو پھل یا جو دانہ کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا کوئی چوپایہ کھائے گا وہ اس درخت یا کھیتی والے بندہ کیلئے صدقہ اور اجر وثواب کا ذریعہ ہوگا۔ (معارف الحدیث)

☆ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ صدقہ افضل ترین صدقہ ہے جو غریب آدمی اپنی کمائی میں سے کرے اور پہلے ان پر خرچ کرے جس کا وہ ذمہ دار ہو (یعنی اپنی بیوی بچوں پر) (معارف الحدیث)

جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنے انسان ہیں سب کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ بنائے گئے ہیں، (ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ ادا کرنا واجب ہے) تو جس نے اللہ اکبر کہا یا الحمدللہ، لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ یا استغفر اللہ کہا ہر ایک ایک صدقہ شمار ہو جاتا ہے، اسی طرح جس نے لوگوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا (اسوۂ رسولؐ۔۲۷۶)

☆ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تم سے کچھ اور نہ ہو سکے تو بیکس اور حاجت مند کی مدد ہی کیا کرو، نیز یہ بھی ارشاد فرمایا، بھولے بھٹکے ہوئے کو اور کسی اندھے کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے، یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص راستہ چلنے میں کوئی کانٹا راستہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ اس کے کام کی قدر کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے (اسوۂ رسولؐ۔۲۷۶)

ایصال ثواب صدقہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی

Marfat.com

خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا حضرتؐ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے ترکہ میں کچھ مال چھوڑا ہے اور صدقہ وغیرہ کی کوئی وصیت نہیں کی ہے، تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میرا یہ صدقہ ان کیلئے کفارۂ سیأت اور مغفرت ونجات کا ذریعہ بن جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ سے اسی کی امید ہے) (اسوۂ رسولؐ ۔۲۷۶)

قبولیت صدقہ وخیرات کی شرائط. قرآن پاک کی سورہ البقرہ کے رکوع ۔۳۶ کی تمام آیات پر مکرر نظر ڈالئے تو ان سے صدقہ وخیرات کے اللہ کے نزدیک مقبول ہونے کی چھ شرائط معلوم ہوتی ہیں، اول اس مال کا حلال ہونا جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے، دوسرے سنت طریقہ کے مطابق خرچ کرنا، تیسرے صحیح مصرف میں خرچ کرنا، چوتھے خیرات دے کر احسان نہ جتلانا، پانچویں ایسا کوئی معاملہ نہ کرنا جس سے ان لوگوں کی تحقیر ہو جن لوگوں کو صدقہ دیا جائے، چھٹے جو کچھ خرچ کیا جائے اخلاص نیت کے ساتھ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے ہو کسی نام ونمود کیلئے نہ ہو (معارف القرآن)

صدقہ کی سبق آموز مثالیں. (۱) حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ (غزوہ تبوک کے موقع پر) حضور ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا اتفاقاً اس زمانہ میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا، میں نے کہا آج میرے پاس اتفاق سے مال موجود ہے اگر میں ابوبکر صدیقؓ سے کبھی بھی بڑھ سکتا ہوں تو آج بڑھ جاؤں گا، یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا اس میں سے آدھا لے آیا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا میں نے عرض کیا کہ چھوڑ آیا، حضور ﷺ نے فرمایا آخر کیا چھوڑا میں نے عرض کیا کہ آدھا چھوڑ آیا، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے، حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا، انہوں نے فرمایا ان کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا، یعنی اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کے نام کی برکت، انکی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا، حضرت عمرؓ کہتے ہیں، میں نے کہا حضرت ابوبکرؓ سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔

(فضائل اعمال ۔۷۵)

(۲) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہؓ انصاری مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑے باغ والے تھے، ان کا ایک باغ تھا جس کا نام بیرحا تھا، وہ انکو بہت ہی

Marfat.com

زیادہ محبوب تھا مسجد نبویؐ کے قریب تھا، پانی بھی اس میں نہایت شیریں اور افراط سے تھا، حضور ﷺ بھی اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے، جب قرآن شریف کی سورہ آل عمران کی آیت ۹۲ اتری جس کا مفہوم ہے کہ "تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کرسکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو بھی خوب جانتے ہیں" تو ابو طلحہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اپنا باغ بیرحا سب سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محبوب مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرو، اس لیئے وہ اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں، آپ ﷺ جیسا مناسب سمجھیں اس کے موافق اسکو خرچ فرمادیں، حضور ﷺ نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا، اور فرمایا کہ بہت ہی عمدہ مال ہے، میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسکو اپنے اہل قرابت میں تقسیم کردو، ابو طلحہؓ نے اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم فرمادیا۔ (فضائل اعمال. ۸۰)

(۳) قرآن کریم میں سورہ الحدید کی آیت. ۱۱ کا مفہوم ہے کہ "کون ہے جو اللہ کو قرض دے، اچھا قرض، تاکہ اللہ اسے کئی گنا بڑھا کر واپس دے، اور اس کیلئے بہترین اجر ہے"، یہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ آدمی اگر اس کے بخشے ہوئے مال کو اسی کی راہ میں صرف کرے تو اسے وہ اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے بشرطیکہ وہ اچھا قرض ہو یعنی خالص نیت کے ساتھ کسی قسم کی ریاکاری اور شہرت و ناموری کی طلب اس میں شامل نہ ہو، اسے دے کر کسی پر احسان نہ جتایا جائے، اسکا دینے والا صرف اللہ کی رضا کیلئے دے اور اس کے سوا کسی کے اجر اور کسی کی خوشنودی پر نگاہ نہ رکھے اس قرض کے متعلق اللہ کے دو وعدے ہیں ایک یہ کہ وہ اس کو کئی گناہ بڑھا چڑھا کر واپس دیگا دوسرے یہ کہ وہ اس پر اپنی طرف سے بہترین اجر بھی عطاء کریگا حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اور حضور ﷺ کی زبان مبارک سے لوگوں نے اس کو سنا تو حضرت ابوالداحداحؓ انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے حضور ﷺ نے جواب دیا ہاں، اے ابوالداحداحؓ، انہوں نے کہا ذرا اپنا ہاتھ مجھے دکھایئے آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھا دیا انہوں نے آپ ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا میں نے اپنے رب کو اپنا باغ قرض دے دیا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس باغ میں کھجور کے چھ سو درخت

Marfat.com

تھے اسی میں ان کا گھر تھا وہیں ان کے بال بچے رہتے تھے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کر کے وہ سیدھے گھر پہنچے اور بیوی کو پکار کر کہا گھر سے نکل آؤ میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے وہ بولیں تم نے نفع کا سودا کیا ہے اور اسی وقت اپنا سامان اور اپنے بچے لے کر باغ سے نکل گئیں، اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مخلص اہل ایمان کا طرز عمل اس وقت کیا تھا اور اسی سے یہ بات بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ وہ کیسا قرض حسنہ ہے جسے کئی گنا بڑھا کر واپس دینے اور پھر اوپر سے اجر کریم عطاء کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے (تفسیر الحدید.۱۱)

(iv) روزہ.

☆ حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا دس گنا سے سات سو گنا تک نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتا ہے مگر روزہ خاص میرا ہے اور میں خود ہی اس کا صلہ جو چاہوں گا دونگا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شے کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادات کا دروازہ روزہ ہے، روزہ پر اس قدر اجر و ثواب کا سبب دو باتیں ہیں. اول، یہ ہے کہ روزہ کھانے پینے اور مباشرت چھوڑنے کا نام ہے، اور ایسا پوشیدہ کام ہے کہ جس پر حق تعالیٰ کے سوا کوئی آگاہ نہیں ہوسکتا اور اس کے علاوہ جتنی عبادتیں ہیں مثلاً نماز، تلاوت، زکوٰۃ، حج یہ سب ایسی عبادتیں ہیں جن پر دوسرے لوگ بھی واقف ہوسکتے ہیں پس روزہ وہی مسلمان رکھے گا جس کو لوگوں میں اپنے عابد و زاہد کہلائے جانے کا شوق اور ریا و نمود کی محبت نہ ہوگی.

☆ دوسری وجہ یہ ہے کہ روزہ سے دشمن خدا یعنی شیطان مغلوب ہوتا ہے کیونکہ جس قدر نفسانی خوہشیں ہیں سب پیٹ بھرنے پر اپنا زور دکھاتی ہیں اور شیطان ان ہی خواہشات کو واسطہ بنا کر مسلمان کا شکار کرتا ہے اور جب روزہ کی وجہ سے مسلمان بھوکا رہا اور تمام خواہشیں کمزور پڑ گئیں تو شیطان مجبور اور بے دست و پا ہوگیا، چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''ماہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، شیطان پابہ زنجیر ہوجاتا ہے اور ہاتف غیبی پکارتا ہے کہ ''اے بھلائی کے طلب گارو آگے بڑھو اور اے بدکارو باز آؤ''. (تبلیغ دین.۲۵)

روزہ کے درجات. مقدار کے لحاظ سے روزہ کے تین درجات ہیں اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ

Marfat.com

جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام روزہ رکھتے تھے اسی طرح ایک دن تو روزہ رکھے اور دوسرے دن نہ رکھے روزمرہ روزہ رکھنے کی بہ نسبت یہ صورت بدرجہا بہتر ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے رسول اللہ ﷺ سے روزہ کی بابت دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھو اور دوسرے دن کھایا پیا کرو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اس سے بھی اعلیٰ درجہ چاہتا ہوں تو آپ ﷺ نے جواب دیا اس سے اعلیٰ کوئی درجہ نہیں ہے ایک مرتبہ آنحضرت کو اطلاع ہوئی کہ فلاں شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں برابر ہے، متوسط درجہ یہ ہے کہ ماہ رمضان کے علاوہ ہر ہفتہ میں پیر اور جمعرات کو روزہ رکھ لیا کرو اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ صرف رمضان کے فرض روزے ہر سال رکھ لیا کریں۔

روزہ کی قسمیں۔ روزہ کی کیفیت کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں ایک تو عام روزہ ہے کہ صرف روزہ توڑنے والی چیزوں یعنی کھانے پینے اور جماع سے بچتے ہیں اگرچہ بدن سے گناہ کیے جائیں سو یہ نام ہی کا روزہ ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ بدن کے کسی عضو سے بھی کوئی کام خلاف شرع نہ ہو یعنی زبان غیبت سے محفوظ رہے اور آنکھ غیر محرم کو بری نگاہ سے دیکھنے سے بچی رہے وغیرہ وغیرہ تیسرا خاص بندوں کا ہے کہ اعضائے بدن کے ساتھ ان کا قلب بھی فکر و وساوس سے محفوظ رہتا ہے اور سوائے ذکر الٰہی کے کسی چیز کا بھی ان کے دل میں گزر نہیں ہونے پاتا پھر اتنا خیال بھی ضرور رکھنا چاہیے کہ ایسے کھانے پر روزہ افطار کرنا چاہیے جو بلاشبہ حلال اور پاک ہو اور وہ بھی اتنا نہ کھاؤ کہ جس سے معدہ بھاری اور بدن کسلمند ہو جائے کہ تہجد کو بھی آنکھ نہ کھلے یعنی ایسا نہ کرو کہ دن کے چھوٹے ہوئے کھانے کی بھی تلافی افطار کے وقت کرنے لگو کیونکہ ایسا کرنے والوں کو روزہ کا اتنا نفع نہیں ہوتا جتنا کہ کسل کی وجہ سے نقصان ہو جاتا ہے (ص ۲۵ تبلیغ دین)۔

فضائل روزہ۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک خطبہ دیا، اس میں آپ ﷺ نے فرمایا ''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، اس مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ الٰہی

Marfat.com

میں کھڑے ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کیلئے غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا، اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے، جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کیلئے افطار کرایا تو اس کیلئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔

☆ آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرادے (رسول اللہ ﷺ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلادے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا، (اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اور جو آدمی اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا، اور اسے دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔

(اسوۂ رسول ؐ ۲۴۴)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح میں تلاوت قرآن پڑھنے اور سننے کیلئے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا کہ مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور

Marfat.com

مضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (حیوۃ المسلمین)

روزہ میں احتساب. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ رمضان کے روزے، ایمان و احتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان و احتساب کیساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح تہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اور اسی طرح جو لوگ شب قدر میں ایمان و احتساب کیساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے.

روزہ کی برکت. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ رکھا کرو تندرست رہا کرو گے، اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہیں اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے.

روزہ چھوڑنے کا نقصان. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری جیسے کسی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑے گا، وہ اگر اس کے بجائے عمر بھر بھی روزے رکھے تو جو چیز فوت ہوگئی وہ پوری ادا نہیں ہوسکتی (معارف الحدیث)

سحری. حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ سحری میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو، اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا گھونٹ ہی پی لیا جائے کیونکہ سحر میں کھانے پینے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے ان کیلئے دُعائے خیر کرتے ہیں (معارف الحدیث)

افطار. حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرے اور اگر کھجور نہ پائے تو پھر پانی ہی سے افطار کرے اسلیے کہ پانی کو اللہ تعالیٰ نے طہور بنایا ہے (مسند احمد)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے اور اگر تر کھجوریں بروقت موجود نہ ہوتیں تو خشک

Marfat.com

کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔ (جامع ترمذی)

☆حضرت معاذ بن زہیرہ تابعی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے (اللھم لك صمت وعلى رزقك افطرت) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزے دار کی ایک بھی دُعا افطار کے وقت مسترد نہیں ہوتی (معارف الحدیث)

تراویح کا پڑھنا۔ اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کے مسنون ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، ائمہ اربعہ میں سے یعنی امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ ان سب حضرات کی فقہ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ تراویح کی بیس رکعات سنت موکدہ ہیں (خصائل نبوی) رمضان شریف میں قرآن کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل نہ کرسکیں گے تو پھر الم ترکیف سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں ہر رکعت میں ایک سورت ہو، پھر دس رکعت پوری ہونے پر پھر ان ہی سورتوں کو دوبارہ پڑھ لے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ (بہشتی زیور)

☆تراویح کا رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے، اگر چہ قرآن مجید مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجائے، مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ لیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، رمضان المبارک میں تراویح کی نماز بھی سنت مؤکدہ ہے اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے (عورتیں اکثر نماز تراویح کو چھوڑ دیتی ہیں) ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت نماز تراویح پڑھے، جب بیس رکعت تراویح پڑھ چکے تو اس کے بعد وتر پڑھے (بہشتی زیور)

اعتکاف۔ احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ کیلئے مسجد میں ایک جگہ مخصوص کردی جاتی ہے اور وہاں کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کو ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہوتا، رمضان کی بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز کیلئے آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے،

Marfat.com

جس نے رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن کا اعتکاف کیا تو وہ اعتکاف مثل دو حج اور دو عمروں کا ہوگا۔ (معارف الحدیث)

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے، فرمایا کہ معتکف کیلئے شرعی دستور اور ضابطہ یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کو جائے، اور نہ نماز جنازہ میں شرکت کیلئے باہر نکلے، نہ عورت سے مقاربت کرے، اور اپنی ضرورتوں کیلئے بھی مسجد سے باہر نہ جائے، سوائے ان حوائج کے جو بالکل ناگزیر ہیں (جیسے رفع حاجت، پیشاب، پاخانہ وغیرہ) اور اعتکاف (روزہ کے ساتھ ہونا چاہیے) بغیر روزہ کے نہیں۔ (معارف الحدیث)

☆ حضور ﷺ سے بالالتزام رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے اور یہی سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ بعض کے اعتکاف کر لینے سے سب کی طرف سے کفایت ہو جاتی ہے، دس دن کا اعتکاف سنت ہے اس سے کم کا نفل ہے، عورت کیلئے اپنے مکان میں اعتکاف کرنا سنت ہے، حالت اعتکاف میں قرآن کی تلاوت یا دوسری دینی کتب کا مطالعہ کرنا بھی پسندیدہ ہے۔ (اسوۂ رسول اکرمؐ ۲۴۹)

شب قدر۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں۔ (معارف الحدیث)

☆ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں آپ ﷺ کی امت کیلئے مغفرت و بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا، وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کر دے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔

(معارف الحدیث)

خاص روزے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔ (معارف الحدیث)

☆ حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ چار چیزیں وہ جن کو رسول اللہ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے (۱) عاشورہ کا روزہ (۲) عشرہ ذی الحجہ یعنی یکم ذی الحجہ سے یوم عرفہ نویں ذی

Marfat.com

الحجہ تک کے روزے (۳) ہر مہینہ کے تین روزے اور (۴) قبل فجر کے دو رکعتیں۔

(اسوۂ رسول اکرم۔ ۲۵۱)

☆ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کے روزے رکھا کرتے تھے۔

(۷) حج وعمرہ۔

حج کی فرضیت۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے لوگوں پر اللہ کے واسطے حج بیت اللہ فرض ہے جس کسی میں وہاں تک پہنچنے کی طاقت ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ صاحب استطاعت مسلمان بغیر حج کیے مر گیا تو اسے اختیار ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

(ص ۲۸ تبلیغ دین)

حج وعمرہ عاشقانہ فعل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی نماز، روزہ اور زکوٰۃ سب کرتا ہو مگر (استطاعت کے باوجود) حج فرض نہ کیا ہو تو اس کی نجات کیلئے کافی نہیں اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہے، جو اور عبادتوں میں نہیں، وہ یہ ہے کہ اور عبادتوں میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آجاتی ہیں مگر حج کے افعال میں بالکل عاشقانہ شان ہے تو حج وہی کریگا جس کا عشق عقل پر غالب ہوگا اور اگر فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہوگی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ عاشقانہ کام کرنے سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اس لئے حج کرنے سے یہ کمی پوری ہو جائیگی اور خاص کر جب ان کاموں کو جب اسی خیال سے کرے، اور ظاہر ہے جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا تو حج کرنے میں دین کی مضبوطی ثابت ہوگئی۔ (حیاۃ المسلمین)

☆ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد پھرنا اور صفاء مروہ کے درمیان چکر لگانا اور کنکریوں کا مارنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی یاد قائم کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے (ابوداؤد) یعنی گو ظاہر والوں کو تعجب ہو سکتا ہے کہ اس گھومنے، دوڑنے اور کنکریاں مارنے میں عقلی مصلحت کیا ہے مگر تم مصلحت مت ڈھونڈو، یوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس کے کرنے سے اس کی یاد ہوتی ہے اور اس سے تعلق بڑھتا اور محبت کا امتحان ہوتا

Marfat.com

ہے کہ جو بات عقل میں بھی نہیں آئی حکم سمجھ کر اس کو بھی مان لیا پھر محبوب کے گھر کے بل بل قربان ہونا اس کے کوچہ میں دوڑے دوڑے پھرنا کھلم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں (حیاۃ المسلمین)

☆ زید بن اسلمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ (اب طواف میں) شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادر سے باہر نکال لینا یہ کس وجہ سے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو (مکہ میں) قوت دے دی اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا (اور یہ فعل شروع ہوا تھا ان ہی کو اپنی قوت دکھانے کیلئے) اور باوجود اس کے (کہ مصلحت نہیں رہی مگر) ہم اس فعل کو نہیں چھوڑیں گے جس کو ہم رسول اللہ ﷺ کے وقت میں (آپ ﷺ کے اتباع اور حکم سے) کرتے تھے (کیونکہ خود رسول پاک ﷺ نے اس پر حج الوداع میں عمل فرمایا جبکہ مکہ میں ایک بھی کافر نہ تھا) ف۔ اگر حج میں عاشقی رنگ غالب نہ ہوتا تو جب عقلی ضرورت ختم ہوگئی تھی یہ فعل بھی موقوف کر دیا جاتا۔

(حیوۃ المسلمین۔ ۱۲۳)

ارکان حج وعمرہ.

احرام. عام طور سے ان دو چادروں کو احرام کہتے ہیں، جو حاجی احرام کی حالت میں استعمال کرتا ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ چادریں بذات خود احرام نہیں ہیں، بلکہ احرام کی چادریں ہیں، اگر کسی وجہ سے ایک یا دو چادریں جو احرام کے لئے باندھی ہیں، ناپاک ہو جائیں یا اور کسی وجہ سے اگر چاہیں تو یہ کپڑے جتنی بار دل چاہے بدل سکتے ہیں، عمرہ یا حج کے احرام سے اسی وقت نکلیں گے جب عمرہ یا حج کے سارے ارکان ادا کر کے حجامت بنالیں گے۔

☆ واجبات احرام یہ ہیں (۱) سلے ہوئے کپڑے اتار دینا یعنی شروع احرام سے آخر تک نہ پہننا (۲) میقات سے احرام باندھنا یعنی اس سے مؤخر نہ کرنا، یہ احرام گھر سے چلتے وقت بھی باندھ سکتے ہیں، لیکن ہر حال میں میقات سے احرام کے ساتھ گزرنا واجب ہے، اور احرام کے بغیر میقات سے آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں۔

طواف اور اس کی اقسام.

طواف بیت اللہ. طواف سے مراد ہے کہ عمرہ اور حج کے دوران بیت اللہ کے چاروں

Marfat.com

طرف سات مرتبہ گھومنا ہے طواف کے دوران نمازیوں کے سامنے سے گزر سکتے ہیں، اس کی اہم اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

طواف زیارت. اس کو طواف رکن، طواف حج، طواف فرض بھی کہتے ہیں یہ حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج پورا نہیں ہوتا اس کا وقت ۱۰ ذوالحج کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور ۱۲ ذوالحج تک کرنا واجب ہے تاخیر کرنے سے دم واجب ہوتا ہے۔

☆ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی جب طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ آئندہ از سرِ نو اعمال کر کہ تیرے پچھلے تو سب گناہ معاف ہو چکے ہیں۔

طواف وداع. اس کو طواف صدر بھی کہتے ہیں یہ آفاقی پر واجب ہے۔ حضرت حارث تقفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص حج یا عمرہ کرے تو چاہیے کہ اس کی آخری حاضری بیت اللہ پر ہو اور آخری عمل طواف ہو (اسوۂ رسول اکرمؐ. ۲۶۴)

طواف عمرہ. یہ عمرہ میں رکن اور فرض ہے۔

طواف تحیہ. یہ مسجد حرام میں داخل ہونے کیلئے مستحب ہے جیسے دوسری مسجدوں میں داخل ہونے والوں کیلئے صلوٰۃ تحیہ المسجد ہے لیکن کوئی دوسرا طواف کر لیا تو اس کے قائم مقام ہو جائیگا۔

نفل طواف. یہ جس وقت چاہے کیا جا سکتا ہے، طواف کے بعد دو رکعت واجب الطّواف پڑھی جاتی ہیں طواف کی نماز طواف کے بعد متصل پڑھنا مسنون ہے اور تاخیر کرنا مکروہ ہے البتہ اگر وقت مکروہ ہے اس کے گزرنے کے بعد پڑھے (مسائل و معلومات حج و عمرہ)

فضائل طواف. ''حضور ﷺ نے فرمایا طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا ایک عربی غلام کو آزاد کیا''۔

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، خدا ہر روز اپنے حاجی بندوں کیلئے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس میں ساٹھ رحمتیں ان کیلئے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں چالیس ان کیلئے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کیلئے جو صرف کعبے کو دیکھتے ہیں،

Marfat.com

☆ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کرلیا وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسے ان کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا ہے (ترمذی)

حجر اسود کو بوسہ دینا. رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو خاص طرح سے تاکید فرمائی تھی کہ دیکھو تم قوی آدمی ہو حجر اسود کے استلام کے وقت لوگوں سے مزاحمت مت کرنا اگر جگہ ہو تو بوسہ دینا ورنہ استلام کر کے اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہہ لینا، (خیال رہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا صرف سنت ہے اور مسلمانوں کو تکلیف دینا حرام ہے اس لئے دوسروں کو دیکھ کر تم زور آزمائی مت کرو)۔

☆ عابس بن ربیعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حجر اسود کی طرف آئے اور اس کو بوسہ دیا اور فرمایا میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھتا کہ تجھ کو بوسہ دیتے تھے تو میں کبھی بھی تجھ کو بوسہ نہ دیتا (حیاۃ المسلمین ۱۲۵)

سعی صفاء و مروہ. شرعاً صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریقہ پر سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں عمرہ کرنے والے کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے لیکن اس سے پہلے کوئی طواف کرنا ضروری ہے طواف کے بغیر سعی معتبر نہیں ہوگی "حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ صفاء مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرانے کے برابر ہے"

حاضریٔ عرفات عین حج ہے. حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر ویلی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے حج (کا ایک خاص الخاص رکن جس پر حج کا دارومدار ہے) وقوف عرفہ ہے، جو حاجی مزدلفہ والی رات میں (یعنی ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں) بھی صبح صادق سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے تو اس نے حج پالیا اور اس کا حج ہوگیا، یوم النحر (یعنی ۱۰ ذی الحجہ) کے بعد منیٰ میں قیام کے تین دن ہیں جن میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ، اگر کوئی آدمی صرف دو دن یعنی ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کو رمی کر کے وہاں سے جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ اور الزام نہیں ہے، دونوں باتیں جائز ہیں۔ (معارف الحدیث)

☆ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک لمبی حدیث میں) رمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں جمع ہوتے ہیں) تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ فرشتوں سے فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستے سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان حال ہیں اور غبار آلود بدن ہیں اور دھوپ میں جل رہے ہیں، میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا اگر چہ ان لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیے میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے چلے جاؤ تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کرو ان کے بھی گناہ معاف ہیں (فضائل حج)

قربانی. ۱۰ ذوالحج کو جمرہ عقبیٰ کی رمی سے فارغ ہو کر قربانی کرے حاجی کیلئے دو قربانیاں ہیں ایک قربانی وہ جسے حج کی قربانی کہتے ہیں دوسری عید الضحیٰ کی قربانی ہے جو ہر سال واجب ہے حاجی کیلئے حکم یہ ہے کہ اگر وہ مسافر ہو یعنی ۸ ذوالحج سے پہلے مکہ مکرمہ میں اس کا قیام پندرہ دن یا زیادہ نہیں رہا ہو تو اس پر عید الضحیٰ کی قربانی مسافر ہونے کی وجہ سے واجب نہیں ہے البتہ اگر کرے تو مستحب ہے اور ثواب ہے اگر مقیم صاحب نصاب ہے تو اس پر واجب ہے، عید الضحیٰ یعنی بقر عید کی قربانی وطن میں بھی کرائی جا سکتی ہے اس کیلئے حج پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے گھر والوں کو ہدایت کر سکتے ہو حضور ﷺ نے اپنی اور اپنی تمام امت کی طرف سے قربانی کی تھی اس امت کو بھی چاہیے کہ اپنی قربانی کے ساتھ حضور ﷺ کی طرف سے بھی ایک قربانی کیا کریں جن حضرات کے پاس مالی گنجائش ہو اس کا خاص خیال رکھیں بلکہ ہر شخص کو چاہیے کہ گنجائش پیدا کرے۔ ''رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قربانی کا بدلہ اللہ کے یہاں تمہارے لیے ذخیرہ ہے''

حلق کروانا (سر منڈھانا). بہتر ہے کہ استرے سے اپنے تمام بال صاف کرائے جس کو حلق کروانا کہتے ہیں دوسری صورت قصر کروانا کی ہے جس کی اجازت تو ہے کوئی شخص حلق نہ کروانا چاہے تو قصر کروالے لیکن بغیر مجبوری حلق کی فضیلت سے محروم نہ رہے۔

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا احرام کھولنے کے وقت سر منڈھانے میں ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔

کنکریاں مارنا. رمی جمار چھوٹے پتھروں (کنکریاں) کا پھینکنا ہے اور شرع میں چھوٹی

Marfat.com

کنکریوں کا مخصوص زمانہ میں مخصوص جگہ مخصوص تعداد میں مارنا ہے رمی جمار واجب ہے ترک کرنے پر دم لازم ہوگا۔

☆ حضور کریم ﷺ نے فرمایا شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلے ایک بڑا گناہ جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف کر دیا جاتا ہے۔

فضائل حج وعمرہ۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری (سواری) اونٹنی جو ایک قدم رکھتی ہے وہ تمہارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔

☆ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کیلئے جائے اور راستہ میں انتقال کر جائے اس کیلئے قیامت تک حج کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اسی طرح جو شخص عمرہ کیلئے جائے اور راستہ میں انتقال کر جائے تو اس کو قیامت تک عمرہ کا ثواب ملتا رہے گا اور جو شخص جہاد کیلئے جائے اور راستہ میں مر جائے اس کیلئے قیامت تک مجاہد کا ثواب لکھا جائے گا۔

☆ حضرت ابن عمرؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت ضروری ہوگئی۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص حج کر کے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے میری زندگی میں میری زیارت کرلے (حیاۃ المسلمین. ۱۳۰)

☆ حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو کوئی بھی مرد یا عورت کسی ایسے خرچ میں بخل کرے جو اللہ کی رضا کا سبب ہو تو وہ اس سے بہت زیادہ ایسی جگہ خرچ کریگا جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہو اور جو شخص کسی دینوی غرض سے حج کو جانا ملتوی کریگا وہ اپنی اس غرض کے پورا ہونے سے پہلے دیکھ لے گا کہ لوگ حج سے فارغ ہو کر آ گئے اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد کیلئے پاؤں ہلانے سے گریز کریگا اس کو کسی گناہ کی اعانت میں مبتلا ہونا پڑے گا جس میں کچھ بھی ثواب نہ ہو (فضائل حج)

☆ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص والدین میں سے کسی کی طرف سے حج کرے تو ان کیلئے ایک حج کا ثواب ہوتا ہے اور حج کرنے والوں کیلئے نو حجوں کا ثواب ہوتا ہے۔

(ص ۲۶۸ فضائل صدقات حصہ اول)

Marfat.com

☆ نبی ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ آدمی جب حج کرتا ہے تو بالکل ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج پیدا ہوا ہے (مگر قرض اس کے ذمہ باقی رہتا ہے)

☆ حج کی طرز کی دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ، جو کہ سنت موکدہ ہے، جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں اس لیے اس کا لقب حج اصغر ہے (حیوۃ المسلمین)

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرو دونوں فقر محتاجی اور گناہوں کو اسطرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔ (جامع ترمذی)

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، حج اور عمرے کیلئے جانے والے خدا کے خصوصی مہمان ہیں وہ خدا سے دُعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔ (معارف الحدیث)

☆ عمرہ کو حج اصغر بھی کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان سرزد ہوں۔ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان المبارک کے ایک عمرہ کا حج کے برابر ثواب ہوتا ہے اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ آخر میں ایک حدیث ذہن میں رکھیں یعنی اعمال کا ثواب نیتوں پر ہے حدیث ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مالدار صرف سیر و سیاحت اور تفریح کیلئے حج کریں گے متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کیلئے، فقراء سوال کرنے کیلئے اور قراء و علماء نام و نمود کیلئے۔

حج کی قبولیت کے قصے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والے رحم کریں گے (ص ۶۷۷ فضائل صدقات حصہ اول) لوگ اپنے پیسے کا مصرف نفل حج پہ

Marfat.com

حج اور عمرہ پہ عمرہ کرنے پر کرتے رہتے ہیں حالانکہ پیسے کا کمال درجہ کا مصرف اللہ تعالیٰ کی عیال پر احسان کرنے اور حاجتمندوں کی احتیاج پوری کرنے میں ہے خصوصی طور پر نادار رشتہ داروں، یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور پڑوسیوں پر احسان کرنا پیسے کا بہترین مصرف ہے نفل حج اور عمرہ کا ثواب تو ہے مگر اس بارے میں قیامت والے دن کوئی مواخذہ نہیں ہوگا لیکن پڑوسی اگر بھوکا سو گیا تو اس کا مواخذہ ہوگا جیسے ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھالے اور پاس ہی اس کا پڑوسی بھوکا رہے (ص ۲۱۴ فضائل صدقات حصہ اول) اس کی ایک مثال حضرت عبداللہؒ بن مبارک کی حج کا واقعہ ہے حضرت عبداللہ بن مبارک کا معمول یہ تھا کہ وہ ایک سال حج کیا کرتے تھے اور ایک سال جہاد کیا کرتے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں پانچ سو اشرفیاں لے کر حج کے ارادہ سے چلا اور کوفہ میں جس جگہ اونٹ فروخت ہوتے تھے پہنچا تاکہ قربانی کیلئے اونٹ خریدوں وہاں میں نے دیکھا کہ ایک کوڑی پر بطخ مری ہوئی پڑی ہے اور ایک عورت اس کے پاس بیٹھی ہوئی ہے اس کے پر نوچ رہی ہے میں عورت کے قریب گیا اور پوچھا یہ کیا حرکت کر رہی ہے وہ کہنے لگی جس کام سے تجھے واسطہ نہیں اس کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے، مجھے اس کے کہنے سے کچھ سوچ سا ہوا میں نے پوچھنے پر اصرار کیا تو وہ کہنے لگی تمہارے اصرار نے مجھے اپنا حال ظاہر کرنے پر مجبور ہی کر دیا ہے میں سیدزادی ہوں میری چار لڑکیاں ہیں ان کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں چکھا ایسی حالت میں مردار حلال ہے میں یہ بطخ لے جا کر ان لڑکیوں کو کھلاؤں گی عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ مجھے اپنے دل میں ندامت ہوئی میں نے اس عورت سے کہا کہ اپنی گود پھیلا اس نے پھیلائی میں نے وہ پانچ سو اشرفیاں اس کی گود میں ڈال دیں وہ سر جھکائے بیٹھی رہی میں وہ اشرفیاں ڈال کر اپنے گھر واپس چلا آیا اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا جب حجاج فراغت کے بعد واپس آئے میں ان سے ملا جس سے میں ملتا اور یہ کہتا کہ حق تعالیٰ تمہارا حج قبول کرے وہی یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج بھی قبول فرمائے اور جب میں کوئی بات کرتا وہ کہتا کہ ہاں ہاں فلاں فلاں جگہ جب تم سے ملاقات ہوئی تھی میں بڑی حیرت میں تھا یہ کیا معاملہ ہے مجھے رات کو حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ! تعجب کی بات نہیں ہے تو نے میری اولاد میں سے

Marfat.com

ایک مصیبت زدہ کی مدد کی تھی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تیری طرف سے ایک فرشتہ مقرر کردے جو ہر سال تیری طرف سے قیامت تک حج کرتا رہے اب تجھے اختیار ہے چاہے حج کرنا، چاہے نہ کرنا۔ (ص ۲۹۲ فضائل حج)

☆ دوسری مثال یہ ہے کہ مولانا عبدالرحمان اشرفی نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور نے حج کا ایک واقعہ بیان کیا کہ مصر میں ایک بزرگ کو خواب آیا کہ بغداد کے فلاں موچی کیوجہ سے اس سال سب کا حج مقبول ہو گیا اس بزرگ کو اس بات کا بڑا اشتیاق ہوا کہ اس موچی سے مل کر معلوم کیا جائے کہ ایسا کونسا عمل اس نے کیا ہے جس سے سب کا حج مقبول ہو گیا لہٰذا وہ ایک طویل سفر کر کے بغداد پہنچا اور اس موچی سے ملاقات کر کے پوچھا کہ توں نے ایسا کونسا عمل کیا ہے جس کیوجہ سے اس سال سب لوگوں کا حج قبول ہو گیا اس موچی نے بتایا کہ میں نے تو اس سال حج نہیں کیا وہ بزرگ بڑا پریشان ہوا کہ میرا خواب تو جھوٹا نہیں ہو سکتا پھر اس نے آپنے خواب کی تفصیل اس موچی کو بتائی تو موچی نے بھی آپنا واقعہ سنایا کہ میں کافی عرصہ سے حج کیلئے ارادہ کر رہا تھا زادِ راہ کیلئے پونجی کافی عرصہ سے جمع کرتے کرتے اس سال میں حج کیلئے تیار تھا کہ میرے پڑوس میں ایک عورت کا خاوند مر گیا اس بیوہ کی جوان بچیاں بھی تھیں ان پر فاقے آنے شروع ہو گئے ایک دن وہ بیوہ باہر جا کر کسی مردار کا گوشت کاٹ کر گھر میں لائی اور بچیوں کو دیا کہ اس کو پکا کر کھالو مجھے جب ان کی اس حالت کا پتہ چلا تو میں نے وہ ساری پونجی جو کافی عرصہ سے حج کیلئے جمع کی ہوئی تھی سب اس بیوہ کو دے دی اور خود حج پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا اس بزرگ نے کہا کہ تیرا یہ عمل اللہ کے ہاں اتنا پسندیدہ بن گیا جس کیوجہ سے تمام لوگوں کی اس سال حج مقبول ہو گئی اس سے معلوم ہوا کہ معاشرت میں ایسے اعمال بھی موجود ہیں جن پر مصرف کا ثواب نفل حج کے مصرف سے زیادہ قابل اجر ہے۔

(vi) تلاوت قرآن مجید

تلاوت کے آداب۔ تلاوت قرآن مجید کے چھ آداب ظاہری اور چھ آداب باطنی ارشاد فرمائے گئے ہیں۔

Marfat.com

ظاہری آداب۔ (۱) غائت احترام سے باوضو قبلہ رو ہو کر بیٹھے، (۲) پڑھنے میں جلدی نہ کرے ترتیل و تجوید سے پڑھے، (۳) رونے کی سعی کرے چاہے بہ تکلف ہی کیوں نہ ہو، (۴) آیات رحمت اور آیات عذاب کا حق ادا کرے یعنی آیت رحمت پر مغفرت و رحمت مانگے اور آیات عذاب و وعید پر اللہ سے پناہ چاہے، (۵) اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی تکلیف و حرج کا اندیشہ ہو تو آہستہ پڑھے ورنہ آواز سے پڑھے، (۶) خوش الحانی سے پڑھے کہ خوش الحانی سے قرآن پاک پڑھنے کی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے (۷) سورہ الواقعہ کی آیت ۷۹ میں حکم الٰہی ہے کہ بغیر وضو قرآن پاک کو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں ہے۔

باطنی آداب۔ اول، کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے۔ دوم، حق تعالیٰ کی علوشان اور رفعت و کبریائی کو دل میں رکھے۔ سوم، دل کو وساوس و خطرات سے پاک رکھے۔ چہارم، معانی کا تدبر کرے اور لذت کے ساتھ پڑھے۔ پنجم، جن آیات کی تلاوت کر رہا ہے، دل کو ان کا تابع بنا دے، مثلاً اگر آیت رحمت زبان پر ہے دل سرور محض بن جائے اور آیت عذاب اگر آگئی ہے تو دل کٹ جائے ششم، کانوں کو اس درجہ متوجہ بنا دے گویا کہ خود اللہ تعالیٰ کلام فرما رہے ہیں اور یہ سن رہا ہے۔

فضائل قرآن۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضور ﷺ سے نقل کیا ہے کہ دلوں کو بھی زنگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ ان کی صفائی کی کیا صورت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ (فضائل قرآن)

☆ حضرت ابوذرؓ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ اللہ کی طرف رجوع اور اس کے ہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق تعالیٰ سے نکلی ہے یعنی کلام پاک، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ کی خواب میں زیارت کی تو پوچھا کہ سب سے بہترین چیز جس سے آپ کے دربار میں تقرب ہو، کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ احمد! میرا کلام ہے میں نے عرض کیا کہ سمجھ کر یا بلا سمجھے، ارشاد ہوا سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے، دونوں طرح موجب تقرب ہے (فضائل قرآن)

Marfat.com

☆ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ اس کام پر مقرر ہے کہ جو شخص کلام پاک پڑھے اور کما حقہ، اس کو درست نہ پڑھ سکے تو وہ فرشتہ، اس کو درست کرنے کے بعد اوپر لے جاتا ہے (فضائل قرآن. ۴۶)

☆ عقبہ بن عامر نے حضور ﷺ سے نقل کیا ہے کہ کلام اللہ کا آواز سے پڑھنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کے مشابہ ہے اور آہستہ پڑھنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے کلام اللہ شریف کا بعض اوقات آواز سے پڑھنا افضل ہے جہاں دوسروں کی ترغیب کا سبب ہو اور اس میں دوسرے کے سننے کا ثواب بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات آہستہ پڑھنا افضل ہوتا ہے جہاں دوسروں کو تکلیف ہو یا ریا کا احتمال ہو حضرت عائشہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ آہستہ کا عمل اعلانیہ کے عمل سے ستر حصہ زیادہ بڑھ جاتا ہے حضرت جابرؓ نے حضور ﷺ سے نقل کیا ہے کہ پکار کر اسطرح مت پڑھو کہ ایک کی آواز دوسرے کے ساتھ خلط ہو جائے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے مسجد نبویؐ میں ایک شخص کو آواز سے تلاوت کرتے ہوئے سنا تو اس کو منع کر دیا پڑھنے والے نے کچھ حجت کی حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے واسطے پڑھتا ہے تو آہستہ پڑھ اور لوگوں کی خاطر پڑھتا ہے تو پڑھنا بے کار ہے۔ (فضائل قرآن. ۵۲)

☆ قرآن پاک کی تلاوت عبادات میں عظیم عمل ہے حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (فضائل قرآن ۲)

☆ حضرت ابو سعیدؓ سے حضورؐ کا ارشاد منقول ہے کہ حق تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کیوجہ سے دعائیں مانگنے اور ذکر کرنے کی فرصت نہیں ملتی میں ان سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطاء کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلام کو باقی کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسی کہ خود حق تعالیٰ کو تمام مخلوق پر۔ (ص ۱۱ فضائل قرآن)۔

☆ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنے والا تدبر نہیں کر سکتا اسی وجہ سے ابن حزم وغیرہ نے تین دن سے کم میں ختم قرآن کو حرام بتلایا ہے حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ سال میں دو مرتبہ قرآن ختم کرنا قرآن شریف کا حق ہے۔ (فضائل قرآن. ۵۴)

Marfat.com

☆ حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا تین دن سے کم میں کلام مجید ختم کرنا مکروہ ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس تلاوت سے کیا فائدہ جس میں سمجھنے سے واسطہ نہ ہو ختم قرآن کی تعداد بڑھانے کا خیال مت کرو کہ چاہے سمجھو یا نہ سمجھو مگر نام ہو جائے کہ اتنے قرآن شریف ختم کیے ہیں یاد رکھو کہ اگر تم سوچ سمجھ کر ایک ہی آیت کو رات بھر پڑھے جاؤ گے تو یہ پچاس قرآن ختم کرنے سے بہتر ہے۔ (ص ۳۵ تبلیغ دین)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ان عابد اور زاہد صحابہؓ میں تھے کہ روزانہ ایک کلام مجید ختم کرتے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اور دن کو ہمیشہ روزہ دار رہتے، حضور ﷺ نے اس کثیر محنت پر تنبیہ بھی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ایسی صورت میں بدن ضعیف ہو جائے گا، آنکھیں رات بھر جاگنے سے پتھرا جائیں گی بدن کا بھی حق ہے، اہل وعیال کا بھی حق ہے آنے جانے والوں کا بھی حق ہے، کہتے ہیں میرا معمول تھا کہ روزانہ ایک قرآن ختم کرتا تھا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مہینے میں ایک قرآن پڑھا کرو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی قوت اور جوانی سے منتفع ہونے کی اجازت فرما دیجئے، حضور ﷺ نے فرمایا، اچھا بیس روز میں ایک ختم کرلیا کرو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بہت کم ہے، مجھے اپنی جوانی اور قوت سے منتفع ہونے کی اجازت دیجئے، غرض اسی طرح عرض کرتا رہا، اخیر میں تین دن میں ایک قرآن ختم کی اجازت ہوئی (فضائل اعمال. ۱۷۵)

☆ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی دن رات میں بیس آیتیں بھی پڑھ لے تو وہ غافل لوگوں میں نہ لکھا جائیگا (اسوۂ رسول اکرمؐ)

☆ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو تو کبھی نہ بھٹکو گے ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید دوسری نبی ﷺ کی سنت یعنی احادیث (اسوۂ رسول اکرمؐ)

ختم قرآن کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے۔ صحیح احادیث میں ہے کہ ختم قرآن کے وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے، امام تفسیر حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی عادت تھی کہ ختم قرآن کے وقت جمع ہو کر دُعا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ختم قرآن کے وقت حق تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے اور اسناد صحیح کے ساتھ حضرت حسنؓ

Marfat.com

سے منقول ہے کہ جب وہ قرآن مجید کی تلاوت ختم کرتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کر کے دُعا کرتے تھے۔

سورۂ فاتحہ. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورت سکھاؤں جس کے مرتبہ کی کوئی سورت نہ تو توریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن ہی میں ہے، ابیؓ نے عرض کیا کہ ہاں حضور ﷺ! مجھے وہ سورت بتا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز میں قرآت کس طرح کرتے ہو؟ حضرت کعبؓ نے آپ ﷺ کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی (کہ میں نماز میں یہ سورت پڑھتا ہوں اور اسطرح پڑھتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، توریت، انجیل، زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی یہی وہ سورت ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ (معارف الحدیث)

☆ایک بار جب حضرت جبرائیلؑ حضور اقدس ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، یکا یک انہوں نے اوپر سے ایک آواز سنی اور سر اٹھا کر فرمایا، یہ ایک فرشتہ زمین پر اترا ہے، جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا، پھر اس فرشتہ نے سلام کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مبارک ہو، لیجئے یہ دو نور آپ ﷺ کو دیئے گئے ہیں، ایک سورہ فاتحہ اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں ،ان میں سے جو بھی آپ ﷺ پڑھیں گے اس کا ثواب آپ ﷺ کو ملے گی۔ (حصن حصین)

سورۃ بقرہ. ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ قرآن کی کونسی آیت ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ کی خاص طور سے خواہش ہے کہ اسکا فائدہ اور اس کی برکات آپ ﷺ کو اور آپکی امت کو پہنچیں حضور ﷺ نے فرمایا سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (امن الرسول سے ختم سورۃ تک) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ آئتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ان خاص الخاص خزانوں میں سے ہیں جو اس کے عرش عظیم کے تحت ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات رحمت اس امت کو عطاء فرمائی ہیں یہ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی اور ہر چیز کو اپنے اندر لیے ہوئے ہیں۔

(اسوۂ رسول اکرمؐ ۱۹۷)

☆حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ سورہ بقرہ کی

Marfat.com

دس آئتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص انکو رات میں پڑھ لے تو اس رات کو جن وشیطان گھر میں داخل نہ ہوگا اور اسکو اور اس کے اہل وعیال کو اس رات میں کوئی آفت بیماری رنج وغم وغیرہ اور ناگوار چیز پیش نہ آئیگی اور اگر یہ آئتیں کسی مجنون پر پڑھی جائیں تو اس کو افاقہ ہو جائیگا وہ دس آئتیں یہ ہیں چار آئتیں شروع سورہ بقرہ کی تین آئتیں درمیانی یعنی آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آئتیں پھر سورہ بقرہ کی آخری تین آئتیں ہیں۔

سورۃ یٰسین۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص سورۃ یٰسین کو شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حاجتیں پوری ہو جائینگی ایک روایت میں وارد ہوا ہے ہر چیز کیلئے ایک دل ہوا کرتا ہے قرآن شریف کا دل سورۃ یٰسین ہے جو شخص سورۃ یٰسین پڑھتا ہے حق تعالیٰ شانہ دس قرآنوں کا ثواب لکھتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سورہ یٰسین کو صرف اللہ کی رضا کے واسطے پڑھے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں پس اس سورہ کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو ایک روایت میں ہے کہ جس نے سورہ یٰسین ہر رات میں پڑھی پھر مر گیا تو شہید مرا، ایک روایت میں ہے کہ جو سورۃ یٰسین کو پڑھتا ہے اسکی مغفرت کی جاتی ہے اور جو بھوک کی حالت میں پڑھتا ہے وہ سیر ہو جاتا ہے جو راستہ گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھتا ہے وہ راستہ پالیتا ہے اور جو ایسی حالت میں پڑھے کہ کھانا کم ہو جانے کا خوف ہو تو وہ کھانا کافی ہو جاتا ہے اور جو ایسے شخص کے پاس پڑھے جو نزع میں ہو اس پر نزع میں آسانی ہو جاتی ہے اور جو ایسی عورت پر پڑھے جسکے بچے ہونے میں دشواری ہو رہی ہو اس کیلئے بچا جننے میں سہولت ہوتی ہے جب بادشاہ یا دشمن کا خوف ہو اور اس کیلئے سورۃ یٰسین پڑھے تو وہ خوف جاتا رہتا ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ جس نے سورۃ یٰسین پڑھی اور پھر اللہ سے دعا کی اسکی دعا پوری ہوتی ہے لہٰذا سورۃ یٰسین پڑھ کر اس کا ایصال ثواب اپنے فوت شدہ ماں، باپ و دیگر مرحومین واسلاف کو کر دیا کریں انکو دس قرآن ختم کرنے کا ثواب ملے گا۔

(فضائل قرآن)

سورۂ واقعہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کرے اسے کبھی فقر و فاقہ کی نوبت نہ آئے گی، روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ خود حضرت ابن مسعودؓ کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی صاحبزادیوں کو اس کی تاکید فرماتے

Marfat.com

تھے اور وہ ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھتی تھیں۔ (معارف الحدیث)

سورۂ ملک۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کی ایک سورت نے جو صرف تیس آیتوں کی ہے اس کے ایک بندے کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا اور وہ سورہ ہے۔ (تبارك الذی بيده الملك)

(معارف الحدیث)

سورۂ اخلاص۔ حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھا جا سکتا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قل هو الله احد تہائی قرآن کے برابر ہے، (تو جس نے رات میں وہی پڑھی اس نے گویا تہائی قرآن پڑھ لیا)۔

☆ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے، پھر وہ سونے سے پہلے سو دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے تو جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا "اے میرے بندے اپنے داہنے ہاتھ پر جنت میں چلا جا" (معارف الحدیث)

معوذتین۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں (وہ ایسی بے مثال ہیں کہ) اُن کی مثل نہ کبھی دیکھی گئیں نہ سنی گئیں (وہ آیتیں سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کی ہیں)۔ (صحیح مسلم)

☆ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر رات کو جب آرام فرمانے کیلئے اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے (جس طرح دعا کے وقت دونوں ہاتھ ملائے جاتے ہیں) پھر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے، پھر ہاتھوں پر پھونکتے اور، پھر جہاں تک ہو سکتا اپنے جسم مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتے، سر مبارک اور چہرۂ مبارک اور جسد اطہر کے سامنے کے حصے سے شروع فرماتے، (اس کے بعد باقی جسم پر جہاں تک آپ ﷺ کے ہاتھ جا سکتے وہاں تک

Marfat.com

پھیرتے) یہ آپ ﷺ تین دفعہ کرتے (معارف الحدیث)

آیت الکرسی۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اے ابومنذرؓ! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کونسی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے آپ ﷺ نے (مکرر) فرمایا اے ابومنذر تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کونسی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا (اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم) تو آپ ﷺ نے میرا سینہ ٹھونکا (گویا اس جواب پر شاباش دی) اور فرمایا اے ابومنذر، تجھے یہ علم موافق آئے اور مبارک ہو۔ (معارف الحدیث)

☆ فرمایا ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے والا ایک نماز سے دوسری نماز تک اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے مرتے ہی جنت کی نعمتوں میں داخل ہو جائیگا۔ (اسوۂ رسول اکرمؐ۔ ۱۶۴)

(vii) ذکر و تسبیحات۔

☆ حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے، ''اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تا کہ فلاح پاؤ'' اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر جہاد اور صدقات اور خیرات سب سے افضل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔

ذکر کا مقصد و اہمیت۔ ذکر کا مقصد ہے اللہ تعالیٰ کا دھیان حاصل کرنا اور آپنے دل کی غفلت دور کرنا کیونکہ جس وقت بھی بندہ اللہ کے دھیان سے اس کا ذکر کرتا ہے اس کا دل غفلت سے محفوظ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی فوراً آپنے بندہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

☆ ذکر کی اہمیت اس حدیث سے واضح ہے جس کا مفہوم ہے کہ حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے کہ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک

Marfat.com

بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں ذکر کی برکت سے زبان، غیبت، جھوٹ، چغل خوری، بہتان بازی، بدگوئی، لغو اور لایعنی باتوں سے محفوظ رہتی ہے کیونکہ جو زبان ہر وقت ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہے وہ ہر قسم کی فضول گوئی اور لغو باتوں سے بچی رہتی ہے۔

☆ ذکر کی اہمیت ان احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے جیسے ایک حدیث میں ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے مقرب کون ہے حضورؐ نے فرمایا جو مرد اور عورتیں کثرت سے ذکر کرنے والے ہیں ہر نیک عمل ذکر اللہ میں شامل ہے حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ صرف تسبیح اور زبانی ذکر پر منحصر نہیں بلکہ ہر عمل جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کیا وہ بھی ذکر میں داخل ہے بشرطیہ نیت اطاعت کی ہو مثلاً ہر قسم کی نماز، تلاوت، تسبیحات اور دعائیں ذکر میں شامل ہیں، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔ (ص ۲۷ فضائل ذکر)۔

☆ ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد جنتی کو کسی قسم کا کوئی قلق وافسوس نہ ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں بغیر ذکر کے گزری ہوگی۔

☆ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جو لوگ اللہ کے ذکر کیلئے مجتمع ہوں اور انکا مقصود صرف اللہ کی رضا ہو تو ایک فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئی (فضائل ذکر)

فضائل ذکر۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ فقراء نے حضور ﷺ سے شکایت کی کہ یہ مالدار لوگ بڑے درجے حاصل کرتے ہیں یہ روزہ اور نماز میں ہمارے شریک ہیں اور آپنے مالوں کیوجہ سے حج وعمرہ اور جہاد میں ہم پر سبقت لے جاتے ہیں حضورؐ نے فرمایا تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس سے کوئی شخص تم تک نہیں پہنچ پائے گا مگر وہ شخص جو یہ عمل کرے پھر نبیؐ نے فرمایا ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ کا ذکر کیا کرو۔ (فضائل ذکر)

Marfat.com

☆ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار سبحان اللہ پڑھنے سے جنت میں اتنا بڑا درخت لگ جاتا ہے کہ سو سال تک عربی گھوڑا دوڑتا رہے اس کا سایہ ختم نہیں ہوتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے لشکر کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے پرندان پر سایہ کیے ہوئے تھے اور جن وانس دائیں بائیں تھے ایک عابد پر گزرے تو اس نے (تخت کی شان) دیکھ کر عرض کیا سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ شانہ نے بہت بڑی سلطنت عطاء فرما رکھی ہے (کہ، جن وانس، چرند و پرند سب پر آپکی حکومت ہے) حضرت سلمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان کے اعمالنامہ میں ایک مرتبہ سبحان اللہ، سلیمان بن داؤد کے سارے ملک سے افضل ہے اس لیے کہ یہ ساری سلطنت بہت جلد ختم ہوجائیگی اور سبحان اللہ کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ (فضائل صدقات حصہ دوم۔۱۴۹)

☆حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور بخل کیوجہ سے مال بھی نہ خرچ کیا جاتا ہو (یعنی نفلی صدقات وغیرہ) اور بزدلی کیوجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کرسکتا ہو اس کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔

(فضائل ذکر)

☆حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جنت میں اعلیٰ درجوں پر ان کو پہنچا دیتے ہیں۔ (فضائل ذکر)

☆حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ انکو تقسیم کررہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو وہ ذکر کرنے والا افضل ہے۔ (فضائل ذکر)

☆حضور اقداس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب جنت کے باغوں سے گزرو تو خوب چرا کرو کسی نے عرض کیا یارسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے۔

☆حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہنے لگیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کو مل گئیں انکو دین اور دنیا کی بھلائی مل گئی (۱) زبان ذکر کرنے والی (۲) دل شکر کرنے والا (۳) جسم مشقت کرنے والا

Marfat.com

(۴) نیک بیوی جو آپنے نفس میں اور خاوند کے مال میں خیانت کرنے والی نہ ہو۔ ہماری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے رطب اللسان رہنی چاہیے خصوصاً صبح وشام تین تسبیحات تیسرا کلمہ، درود شریف اور استغفار کی پابندی کرنی چاہیے۔

☆ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ام ہانی سے فرمایا کہ سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھا کر اس کا ثواب ایسا ہے کہ گویا تم نے سو عرب غلام آزاد کیے الحمد للہ سو مرتبہ پڑھا کر اس کا ثواب ایسا ہے کہ گویا تم نے سو گھوڑے بمعہ ساز وسامان اور لگام وغیرہ جہاد کیلئے دیے اور سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کر اسکا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو اونٹ کی قربانی کی اور وہ قبول ہوئی، لا الہ الا اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تمام آسمان وزمین کے خلا کو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو ایسا ہی لا حول ولا قوۃ الا باللہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جنت کا پودا ہے اور یہ کلمہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ ایک مرتبہ بازار میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ یہاں بیٹھے ہو اور مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے لوگ دوڑتے ہوئے آئے وہاں کچھ تقسیم نہ ہو رہا تھا واپس جا کر عرض کیا کہ وہاں تو کچھ بھی نہیں ہے حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا کہ آخر کیا ہو رہا تھا لوگوں نے کہا کہ چند لوگ اللہ کے ذکر میں مشغول تھے اور کچھ تلاوت میں، انہوں نے کہا کہ یہی تو رسول اللہ ﷺ کی میراث ہے۔ (ص ۴۰ فضائل تبلیغ)

☆ مسند احمد میں ہے حضرت سہیلؓ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کا ذکر اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ حصہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ (فضائل ذکر)

☆ حضرت ابو ذر غفاریؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت فرما دیجیے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی برائی سرزد ہو جائے تو کفارہ کے طور پر فوراً کوئی نیک کام کر لیا کرو تا کہ برائی کی نحوست ڈھل جائے میں نے عرض کیا کہ لا الہ الا اللہ پڑھنا بھی نیکیوں میں داخل ہے حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔

☆ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

Marfat.com

میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ورد تعلیم فرما دیجئے جس سے آپکو یاد کیا کروں اور آپکو پکارا کروں ارشاد خداوندی ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہا کرو انہوں نے کہا کہ اے پروردگار یہ تو ساری ہی دنیا کہتی ہے ارشاد ہوا کہ لا الـہ الا اللـہ کہا کرو، عرض کیا میرے رب! میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں جو مجھ ہی کو عطا ہو، ارشاد ہوا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری جانب لا الـہ الا اللـہ کو رکھ دیا جائے تو لا الـہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائیگا۔ (فضائل ذکر ۲۶)

☆ جو شخص حالت مرض میں لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین چالیس مرتبہ پڑھے اگر مرے تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ معاف ہو جاویں گے۔ (ص ۱۳۷۶ اسوہ رسول اکرم)

☆ ایک متقی پرہیز گار کیلئے الحمد اللہ افضل ذکر ہے اور ایک گنہگار استغفار کا بہت محتاج ہے اس کے حق میں استغفار بہت اہم ہے اس کے علاوہ افضلیت بھی مختلف وجوہ کی بنا سے ہوتی ہے منافع حاصل کرنے کیلئے اللہ کی حمد و ثناء سب سے زیادہ نافع ہے اور مضرتیں او رتنگیاں دور کرنے کیلئے استغفار سب سے مفید ہے۔ (ص ۱۰۲ فضائل ذکر)

☆ حضرت نوح علیہ السلام کا جب انتقال ہونے لگا تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں آخری وصیت کرتا ہوں جس میں دو چیزوں سے روکتا ہوں اور دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں جن دو چیزوں سے روکتا ہوں ایک شرک اور دوسرا تکبر ہے اور جن دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں ان میں ایک لا الہ الا اللہ کا ذکر ہے کہ ترازو کے ایک پلڑے میں تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے رکھ دیا جائے اور دوسرے میں یہ کلمہ، تو کلمہ والا پلڑا جھک جائیگا اور دوسرا کام سبحان اللہ و بحمدہ کا پڑھنا کہ یہ کلمہ ساری مخلوق کی عبادت ہے اور اس کی برکت سے ساری مخلوق کو روزی دی جاتی ہے۔ (ص ۱۱۸ فضائل ذکر)

☆ حضرت انس ؓ نے حضورؐ سے نقل کیا ہے کہ اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے برائت ہے اور شیطان سے حفاظت ہے اور جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے انہی فضائل کیوجہ سے اللہ کا ذکر بہت سی عبادتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے بالخصوص شیطان کے تسلط سے بچنے میں اس کو خاص دخل ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان گھٹنے جمائے

Marfat.com

ہوئے آدمی کے دل پر مسلط رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ عاجز اور ذلیل ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے آدمی غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے اسی لیے صوفیاء اکرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں تاکہ قلب میں اس کے وساوس کی گنجائش نہ رہے اور وہ اتنا قوی ہو جائے کہ شیطان کا مقابلہ کر سکے، اللہ کے ذکر کی چار قسمیں ہیں نماز، تلاوت، تسبیحات اور دعائیں ان چار قسم کے اعمال میں جب آدمی لگتا ہے تو شیطان فوراً حملہ کر کے طرح طرح کے وساوس دل میں ڈالنا شروع کر دیتا ہے تاکہ آدمی کا دھیان اللہ کی طرف نہ جانے پائے اور اعمال میں یکسوئی نہ ہونے پائے اور خاص طور پر نماز میں خشوع و خضوع پیدا نہ ہو سکے شیطان آپنے مکر و فریب سے بعض اوقات بڑے بڑے متقی اور پرہیز گار لوگوں کو گمراہ کر کے ایمان تک کو سلب کروا دیتا ہے۔

فضائل درود شریف۔ درود پاک کی فضیلت اور اہمیت کا اظہار سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۶ (اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝) سے ہوتا ہے جس کا مفہوم ہے کہ ''اللہ اور اس کے ملائکہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو''. اللہ کی طرف سے اپنے نبی ﷺ پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ ''وہ آپ ﷺ پر بے حد مہربان ہے آپ ﷺ کی تعریف فرماتا ہے آپ ﷺ کے کام میں برکت دیتا ہے آپکا نام بلند کرتا ہے اور آپ ﷺ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے''، ملائکہ کی طرف سے نبی ﷺ پر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ ''وہ آپ ﷺ سے غائت درجے کی محبت رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے آپ ﷺ کے دین کو سر بلند کرے آپ ﷺ کی شریعت کو فروغ بخشے اور آپ ﷺ کو مقام محمود پر پہنچائے''، مسلمانوں کی طرف سے نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ ''اے لوگو! جن کو محمد رسول اللہ ﷺ کی بدولت راہ راست نصیب ہوئی تم ان کی قدر پہچانو اور ان کے احسان عظیم کا حق ادا کرو، تم جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے حضور ﷺ نے تمہیں علم کی روشنی دی، تم اخلاق کی پستیوں میں گرے ہوئے تھے آپ ﷺ نے تمہیں ذلت کی پستیوں سے اٹھا کر عزت کی بلندیوں پر پہنچایا اور تم وحشت اور حیوانیت میں مبتلا تھے نبی کریم ﷺ نے تمہیں

Marfat.com

بہترین انسانی تہذیب سے آراستہ کیا''۔ (تفسیر سورۃ الاحزاب)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلے پر درود پڑھتا ہے، وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے، یعنی بذریعہ ملائکہ۔ (سنن ابی داؤد)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے کسی کتاب میں، تو ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔ (طبرانی)

☆ ابو بردہ بن دینارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرا جو امتی خلوص دل سے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اس کے صلہ میں اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ محو فرما دیتا ہے۔ (معارف الحدیث)

☆ ابو حفص ابن شاہین نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ہزار بار درود پڑھے تو جب تک وہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے نہ مرے گا۔ (ص ۱۲۱۲ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حاجی عبدالوہاب مدظلہ فرماتے ہیں کہ یہ درود شریف (اللھم صلی علی سیدنا محمد) ہزار بار روزانہ پڑھنے سے بھی مرنے سے پہلے اپنی جگہ جنت میں دیکھ لے گا۔

☆ سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پرنور ﷺ کی دولت زیارت میسر ہوتی ہے، بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے، شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ العزیز نے کتاب ''ترغیب السادات'' میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ بار قل ھو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گزرنے پائیں گے کہ زیارت نبی کریم ﷺ نصیب ہوگی، وہ درود شریف یہ ہے

(زاد السعید)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ، نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد پچیس بار

Marfat.com

قل ھو اللہ احد اور سلام کے بعد یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے اسے دولت زیارت سرکار ﷺ نصیب ہوگی (زاد السعید) صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ (اسوۂ رسول اکرمؐ ۲۱۵)

☆ حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے انہوں نے فرمایا دعا آسمان اور زمین کے درمیان ہی رکی رہتی ہے اوپر نہیں جاسکتی جب تک کہ نبی پاک ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے

(ص ۲۱۲ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اَسّی مرتبہ یہ درود شریف پڑھے اللھم صلی علی محمد ن النبی الامی وعلی الہ وسلم تسلیما اس کے اَسّی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اَسّی سال کی عبادت کا ثواب اس کے لیے لکھا جائے گا۔

(ص ۳۹ فضائل درود شریف)

(viii) دُعا

دعا کی اہمیت. قرآن پاک کی سورہ المومن کی آیت نمبر ۶۰ کا مفہوم ہے کہ "تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کرونگا جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے" اس آیت میں دو باتیں خاص طور پر قابل توجہ ہیں، ایک یہ کہ دعا اور عبادت کو یہاں مترادف الفاظ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے کیونکہ پہلے فقرے میں جس چیز کو دعا کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اسی کو دوسرے فقرے میں عبادت کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دعا عین عبادت اور جان عبادت ہے دوسرے یہ کہ "اللہ نے دعا نہ مانگنے والوں کیلئے گھمنڈ میں آکر منہ موڑتے ہیں" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے دعا مانگنا عین تقاضائے بندگی ہے اور اس سے منہ موڑنے کے معنی یہ ہیں کہ آدمی تکبر میں مبتلا ہے اسلئے اپنے خالق ومالک کے آگے اعتراف عبدیت کرنے سے کتراتا ہے

☆ نبی ﷺ نے اپنے ارشادات میں ان دونوں مضامین کو کھول کر بیان فرمادیا ہے، حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا یعنی دعا عین عبادت ہے، حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا دعا مغز عبادت ہے، حضرت ابو ہریرہؓ نے

Marfat.com

حضورؐ کا ارشاد فرمایا کہ جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر غضبناک ہوتے ہیں۔

☆ یہاں پر وہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے جو بہت سے ذہنوں میں اکثر الجھن ڈالتا رہتا ہے، کچھ لوگ دعا کے بارے میں اس طرح سوچتے ہیں کہ جب تقدیر کی برائی اور بھلائی اللہ کے اختیار میں ہے اور وہ اپنی غالب حکمت و مصلحت کے لحاظ سے جو فیصلہ کر چکا ہے وہی کچھ لازماً رونما ہو کر رہے گا تو پھر ہمارے دعا مانگنے کا کیا حاصل ہے یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے جو آدمی کے دل سے دعا کی اہمیت نکال دیتا ہے اور اس باطل خیال میں مبتلا رہتے ہوئے آدمی دعا مانگے بھی تو اس کی دعا میں کوئی روح باقی نہیں رہتی قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت اس غلط فہمی کو دو طریقوں سے رفع کرتی ہے اولاً اللہ تعالیٰ با الفاظ صریح فرما رہا ہے کہ ''مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کرونگا اس سے صاف معلوم ہوا کہ قضاء وقدر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس نے ہماری طرح معاذ اللہ خود اللہ تعالیٰ کے ہاتھ باندھ دیے ہوں اور دعا قبول کرنے کے اختیارات اس سے سلب ہو گئے ہوں مگر اللہ تعالیٰ خود یہ طاقت ضرور رکھتا ہے کہ کسی بندے کی دعائیں اور التجائیں سن کر اپنا تقدیر کا فیصلہ بدل دے، دوسری بات جو اس آیت میں بیان کی گئی ہے کہ دعا خواہ قبول ہو یا نہ ہو، بہر حال ایک فائدے اور بہت بڑے فائدے سے وہ کسی صورت میں بھی خالی نہیں ہوتی اور وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرے اور اس سے دعا مانگ کر اس کی آقائی اور بالا دستی کا اعتراف اور اپنی بندگی اور عاجزی کا اقرار کرتا ہے یہ اظہار عبدیت بجائے خود عبادت، بلکہ جان عبادت ہے جس کے اجر سے بندہ کسی حال میں بھی محروم نہ رہے گا قطع نظر اس سے کہ وہ خاص چیز اس کو عطا کی جائے یا نہ کی جائے جس کیلئے اس نے دعا کی تھی۔

☆ نبی کریم ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادات میں ان دونوں مضامین کی پوری وضاحت مل جاتی ہے، پہلے مضمون پر حسب ذیل احادیث روشنی ڈالتی ہیں۔

(۱) حضرت سلیمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ قضا کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی مگر دعائیں یعنی اللہ کے فیصلے کو بدل دینے کی طاقت کسی میں نہیں ہے مگر اللہ خود اپنا فیصلہ بدل سکتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب بندہ اس سے دعا مانگتا ہے۔

(۲) حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک مسلمان جب کبھی

Marfat.com

اللہ سے دعا مانگتا ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے تین صورتوں میں سے ایک صورت میں قبول فرماتا ہے یا تو اس کی وہ دعا اسی دنیا میں قبول کر لی جاتی ہے یا اسے آخرت میں اجر دینے کیلئے محفوظ رکھ لیا جاتا ہے یا اسی درجہ کی کسی آفت کو اس پر آنے سے روک دیا جاتا ہے

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو یوں نہ کہے کہ خدایا مجھے بخش دے اگر تو چاہے، مجھے رزق دے اگر تو چاہے بلکہ اسے قطعیت کے ساتھ کہنا چاہیے کہ خدایا میری فلاں حاجت پوری فرما۔

(۴) دوسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے یوں آئی کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ سے دعا مانگو اس یقین کیساتھ کہ وہ قبول فرمائے گا۔

(۵) ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے عرض کیا گیا جلد بازی کیا ہے رسولؐ نے فرمایا جلد بازی یہ ہے کہ آدمی کہے میں نے بہت دعا کی بہت دعا کی مگر میری دعا قبول ہی نہیں ہوتی اور یہ کہہ کر آدمی تھک جائے اور دعا مانگنی چھوڑ دے (المومن ۶۰)

☆ روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کیلئے دعا کی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے اس پر آمین کہی اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بذریعہ وحی بتایا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی مگر حضرت ابن عباسؓ کے بقول اس دعا اور قبولیت کے ظہور کے درمیان چالیس برس کی مدت ہے (ص ۴۳۸ تنبیہ الغافلین)۔

☆ دوسرے مضمون کو حسب ذیل احادیث واضح کرتی ہیں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز باوقعت نہیں ہے۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ نے اسے پسند فرمایا کہ اس سے مانگا جائے۔

(۳) حضرت ابن عمرؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ دعا

Marfat.com

بحرحال نافع ہے ان بلاؤں کے معاملہ میں جو نازل ہوچکی ہیں اور ان کے معاملے میں بھی جو نازل نہیں ہوئیں پس اے بندگان خدا تم ضرور دعا مانگا کرو۔

(۴) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کو اپنی حاجت خدا سے مانگنی چاہیے حتیٰ کہ اگر اس کی جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو خدا سے دعا کرے یعنی جو کام بظاہر آدمی کو اپنے اختیار میں محسوس ہوتے ہیں ان میں بھی تدبیر کرنے سے پہلے اسے خدا سے مدد مانگنی چاہیے اسلئے کہ کسی معاملہ میں بھی ہماری کوئی تدبیر خدا کی توفیق و تائید کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتی اور تدبیر سے پہلے دعا کے معنی یہ ہیں کہ بندہ ہر وقت اپنی عاجزی اور خدا کی بالادستی کا اعتراف کررہا ہے (تفسیر سورۃ المومن ۶۰)۔

فضائل دعا۔ دُعا بلاؤں سے حفاظت کرنے والا عمل ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قضاء وقدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں دیتی ہاں اللہ تعالیٰ سے مانگنا اس آفت اور مصیبت میں بھی نفع پہنچاتا ہے جو بلا نازل ہوچکی ہے اور اس مصیبت میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بے شک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہے کہ اتنے میں دعا اس سے جا ملتی ہے پس قیامت تک ان دونوں میں کش مکش ہوتی رہتی ہے اور انسان دعا کی بدولت اس بلا سے بچ جاتا ہے۔ (ص ۲۰۰ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت قربت حاصل کرلیتا ہے پس تم اس حالت میں خوب خوب دعا مانگا کرو۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیانی وقفہ کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

☆ حضور ﷺ کا ارشاد ہے تین دعائیں خاص طور سے قبول ہوتی ہیں ان کی قبولیت میں شک ہی نہیں ہے (۱) اولاد کے حق میں ماں باپ کی دعا (۲) مسافر اور پردیسی کی دعا (۳) مظلوم کی دعا (ص ۲۰۱ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ فضالہ بن عبیدؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا اس نے نماز میں دُعا کی جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی نے دُعا میں جلد بازی کی، پھر آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کرکے آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو

Marfat.com

(دُعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہیے کہ اللہ کی حمد وثنا کرے پھر اس کے بعد رسول ﷺ پر درود بھیجے، اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔ (اسوۂ رسول اکرمؐ. ۱۹۹)

☆ ابوزہیر نمیریؓ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلے، ہمارا گزر اللہ کے ایک نیک بندہ پر ہوا جو بڑے الحاح سے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوکر اس کی دُعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا، گڑگڑانا سننے لگے، پھر آپ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا: اگر اس نے دُعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرالیا، ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ حضور ﷺ صحیح خاتمہ کا اور مہر ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دُعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ تعالیٰ سے طے کرالیا)۔ (اسوۂ رسول اکرمؐ. ۲۰۰)

☆ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے مانگو اور دعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا اور جان لو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اسکی دعا قبول نہیں کرے گا جس کا دل (دعا کے وقت) اللہ تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔ (اسوۂ رسول اکرمؐ. ۲۰۰)

<u>ترتیب دعا</u>۔ مستحب یہ ہے کہ دعا کرنے والا اپنی دعا میں اس ترتیب کو ملحوظ رکھے (۱) اللہ کی حمد وثناء (۲) نبی ﷺ پر درود وسلام (۳) توبہ اور اپنے گناہوں کا اعتراف (۴) نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر (۵) دعا شروع کرے اور اس بات پر حریص رہے کہ انہی جامع دعاؤں کا انتخاب کرے جو اللہ کے رسول ﷺ اور سلف سے ثابت ہیں (۶) درود پر دعا ختم کرے۔

(معارف القرآن جلد اول)

(ix) رزق حلال کمانا۔

<u>رزق حلال کی فرضیت واہمیت</u>۔ جہاں کہیں عبادت کا حکم ہوا ہے اس کے ساتھ ہی رزق حلال کا بھی حکم ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''پاک چیز کھایا کرو اور نیک کام کرو'' جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''ایمان لانے اور نماز پڑھنے کی فرضیت کے بعد رزق حلال کی تلاش فرض ہے'' حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ''اگر تم نمازیں پڑھتے

Marfat.com

پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزے رکھتے رکھتے تانت کی طرح دبلے بھی ہو جاؤ تو بغیر تقویٰ اختیار کیے اور مال حرام سے بچے کچھ بھی قبول نہ ہوگا'' رزق حرام کھا کر عبادت کرنا ایسا بیکار ہے جیسا گوبر پر مکان تعمیر کرنا، یاد رکھو کہ رزق حلال کو قلب کی نورانیت میں بڑا اثر ہے، لہٰذا مال حرام سے بچنا اور تقویٰ اختیار کرنا نہایت ضروری ہے۔

☆ تقویٰ کے چار درجے ہیں پہلا درجہ، جن چیزوں یا جس مال کی حرمت پر علمائے دین اور فقہائے شریعت کا فتویٰ ہے ان کا استعمال نہ کرو کیونکہ ان کے استعمال سے آدمی فاسق بن جاتا ہے اور ثقاہت جاتی رہتی ہے یہ تو عام مومنین کا تقویٰ کہلاتا ہے دوسرا درجہ، صلحا کا تقویٰ ہے یعنی مشتبہ چیز سے بھی پرہیز کرنا کیونکہ علمائے شریعت نے ظاہری حالت دیکھ کر اگرچہ مشتبہ کو حلال کر دیا ہے مگر چونکہ اس میں حرمت کا احتمال ہے اور اسی وجہ سے وہ شئے مشتبہ کہلاتی ہے لہٰذا صلحا اس کو بھی استعمال نہیں کرتے، دیکھو جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جس میں شبہ ہو اس کو چھوڑ دو، اور اس کو اختیار کرو جس میں کچھ شبہ نہ ہو'' تیسرا درجہ، اتقیا کا تقویٰ ہے' جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''مسلمان جب تک خطرہ والی چیزوں میں مبتلا ہونے کے اندیشے سے بے خطرہ چیزوں کو بھی ترک نہ کرے گا اس وقت تک اتقیاء کے درجے کو ہرگز نہ پہنچے گا'' حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حرام کے مرتکب ہو جانے کے اندیشہ سے ہم حلال کے بھی دس حصوں میں سے نو حصے ترک کر دیتے ہیں، اسی بناء پر اللہ کے پرہیز گار بندے جب سو روپیہ کے مستحق ہوتے ہیں تو ایک کم سو لیتے ہیں اور جس وقت دوسرے کا حق دیتے ہیں تو ایک زیادہ دیتے ہیں حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کا ذکر ہے کہ بیت المال کا مشک ان کے پاس آتا تو اپنی ناک بند کر لیتے اور فرمایا کرتے کہ اسکی خوشبو سونگھنا بھی تو اس کا استعمال ہی کرنا ہے، لہٰذا بیت المال کے مشک کی خوشبو سونگھنا بھی تو اس کا استعمال ہی کرنا ہے، لہٰذا بیت المال کے مشک کی خوشبو کو میں سونگھنا نہیں چاہتا چوتھا درجہ، صدیقین کا تقویٰ ہے یعنی جس چیز کے کھانے سے عبادات اور طاعت پر قوت حاصل نہ ہو اس سے پرہیز کرنا مثلاً ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ انہوں نے دوا پی تو انکی بیوی نے کہا کہ چند قدم ٹہل لیجیے انہوں نے جواب دیا کہ فضول و عبث حرکت جائز نہیں ہے میں اپنے نفس سے تمام حرکات و سکنات کا محاسبہ کیا کرتا ہوں بھلا اس چہل قدمی کو کس حساب میں شمار

Marfat.com

کروں گا۔ (تبلیغ دین ۳۹)

حلال رزق کے فضائل۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے کو حلال روزی کی تلاش میں محنت کرتا اور تکلیف اٹھاتا دیکھے۔ (ترمذی)

☆ حضرت سعد بن وقاص نے حضورؐ سے درخواست کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں کہ میں مستجاب الدعا ہو جاؤں یعنی جو بھی دعا کیا کروں قبول ہو جائے حضورؐ نے فرمایا اے سعدؓ اپنا کھانا حلال اور پاک بنالو مستجاب الدعا ہو جاؤ گے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ بندہ جب اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور جس شخص کا گوشت حرام مال سے بنا ہوا ہو اس گوشت کیلیے تو جہنم کی آگ ہی موزوں ہے۔

☆ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جس شخص نے حلال کھایا سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کی ایذاؤں سے محفوظ رہے وہ جنت میں جائیگا۔

(ص ۶۲۴ معارف القرآن جلد اول)

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے بوڑھے والدین کیلیے روزی کماتا اور دوڑ دھوپ میں رہتا ہے وہ خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کیلیے محنت کرتا ہے وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی اپنی ذات کیلیے محنت کرتا ہے تاکہ لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے۔ (ص ۱۲۹۵ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ امام غزالی فرماتے ہیں کہ عیال دار آدمی کو محنت مزدوری کرنا اور حلال معاش سے بال بچوں اور متعلقین کا پیٹ بھرنا بھی عبادت بدنی سے افضل ہے۔ (ص ۸۷ تبلیغ دین)

☆ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ کوئی شخص نہیں مرتا جب تک وہ اپنا مقدر کا رزق پورا نہیں کر لیتا اگرچہ دیر سے اس کو پہنچے پس جب یہ بات ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور روزی تلاش کرنے میں حد اعتدال سے تجاوز مت کرو اور تاخیر رزق کی صورت میں گناہوں کیساتھ رزق طلب

Marfat.com

نہ کرنے لگنا اور جو رزق حلال اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ طاعت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

(ص ۱۲۹ اسوہ رسول اکرمؐ)

حرام رزق کا وبال۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ خود پاک ہیں اور پاک مال ہی قبول کرتے ہیں چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے "اے رسولو! پاک چیزوں کو کھاؤ اور نیک عمل کرو میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں" دوسری جگہ ارشاد ہے "ہمارے دیے ہوئے پاک رزق میں سے کھاؤ" اس کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بکھرے ہوئے بالوں والا اور غبار آلود کپڑوں والا دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے اے اللہ! اے اللہ! لیکن کھانا بھی اس کا حرام ہے اور پینا بھی حرام ہے لباس بھی حرام ہے ہمیشہ حرام کھایا تو اس کی دعا کہاں قبول ہوسکتی ہے لوگوں کو ہمیشہ یہ سوچ رہتا ہے کہ مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں لیکن حالات کا اندازہ اس حدیث سے کیا جاسکتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول ہوں ان کو بہت ضروری ہے کہ حرام مال سے پرہیز کریں اور ایسا کون ہے جو یہ چاہتا ہے کہ میری دعا قبول نہ ہو (ص ۶۰ حکایات صحابہ)۔ ایک حدیث میں ہے جو آدمی دس درہم کا کپڑا خریدے اور ان میں ایک درم ناجائز آمدنی کا ہو تو جب تک وہ کپڑا جسم پر رہیگا اس کی نماز قبول نہ ہوگی

☆ حدیث شریف میں ہے کہ (انسان کا جسم) جس کے گوشت نے حرام آمدنی سے نشوونما پائی وہ جنت میں (سزا پائے بغیر) داخل نہیں ہوگا (ص ۱۲۹۵ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

(x) جہاد فی سبیل اللہ۔

جہاد کا مقصد و اہمیت۔ قرآن کریم نے جگہ جگہ جہاد فی سبیل اللہ کی تاکید کی اور مُجاہد کی فضیلت اور برتری کو نمایاں کیا، سورہ نساء۔ (ع ۱۳) میں فرمایا گیا ہے کہ "برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کریں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بلند کیا ہے جو اپنے مال و جان سے جہاد کرتے ہیں، بنسبت گھر بیٹھنے والوں کے، اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مُجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کو اجرِ عظیم دیا ہے یعنی بہت

Marfat.com

سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت اور رحمت، اور اللہ بڑی مغفرت، رحمت والے ہیں"

☆ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔ (حکایات صحابہؓ.۹۵)

☆ جہاد سے مراد کفار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہونا ہے تاکہ اسلام کا بول بالا ہو اور کفر وشرک مغلوب ومقہور ہو لیکن اگر بدقسمتی سے آج ہم اس سعادت عظمیٰ سے محروم ہیں تو اس مقصد کیلئے جس قدر جدوجہد ہماری مقدرت اور استطاعت میں ہے اس میں تو ہرگز کوتاہی نہ کرنی چاہیے پھر ہماری یہی معمولی حرکت عمل اور جدوجہد ہمیں کشاں کشاں آگے بڑھائے گی اللہ کا وعدہ ہے یعنی "جو لوگ ہمارے دین کے لئے کوشش کرتے ہیں ہم ان کے لئے اپنے راستے کھول دیتے ہیں" اس میں شک نہیں کہ دین محمدیؐ کی بقاء اور تحفظ کا حق تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے لیکن اس کے عروج وترقی کے لئے ہمارا عمل اور سعی مطلوب ہے، صحابہ کرامؓ نے اس کے لئے جس قدر انتھک کوشش کی اُسی قدر ثمرات بھی مشاہدہ کئے اور غیبی نصرت سے سرفراز ہوئے، ہم بھی ان کے نام لیوا ہیں اگر اب بھی ہم ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں اور اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کے لئے کمربستہ ہو جائیں تو یقیناً ہم بھی نصرت خداوندی اور امداد غیبی سے سرفراز ہوں گے، اگر تم خدا کے دین کی مدد کے لئے کھڑے ہو جاؤ گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

(فضائل اعمال.۷۱۶)

☆ جہاد کے معنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل وقتال کرنا ہے۔ جہاد کے مفہوم میں ہر وہ عمل شامل ہے جو کہ قتال فی سبیل اللہ کا باعث ہو اور اس قتال فی سبیل اللہ ہی کی تائید ہو خواہ وہ زبان سے ہو یا قلم سے یا مال سے۔ لہٰذا اگر کسی شخص کا قلم اس لئے حرکت کرتا ہے کہ اس سے معرکہ حق وباطل کی منظر کشی ہو، میدان جنگ کیلئے مجاہدین تیار ہوں اور مجاہدین کی حوصلہ افزائی ہو، کفار کی حوصلہ شکنی ہو، غازیوں اور شہداء کے حالات امت اسلامیہ تک پہنچائے جارہے ہوں تو یہ قلم کی حرکت بھی یقیناً جہاد فی سبیل اللہ کی حد میں ہوگی۔

☆ اسی طرح اگر زبان اس لیے چل رہی ہے کہ اس سے امت مسلمہ کے دلوں

Marfat.com

میں جزبات کا طوفان پیدا کر کے نو جوان طبقہ کو میدانِ جہاد کی طرف راغب کیا جائے اور نظم ونثر، شاعری اور تقریر وخطابت کے ذریعہ مسلمانوں کے خون کو گرم کیا جائے تو یہ بھی یقیناً جہاد ہی کا ایک شعبہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مال کے ذریعہ اسلحہ کی خریداری، مجاہدین کے لئے لباس وخوراک کا بندوبست، غازیوں اور شہیدوں کے گھروں کی دیکھ بھال کی جارہی ہو تو یہ بھی بلاشک وشبہ جہاد ہی شمار ہوگا مگر ان میں شرط یہ ہے کہ یہ سب کچھ امیر کی اطاعت میں ہو ورنہ تو ان پر جہاد کا اجر تو مل سکتا ہے اور مجازاً ان کو جہاد کہا جا سکتا ہے مگر حقیقی جہاد تو ان کو بھی شمار نہیں کیا جا سکتا، اور اگر قلم کے ذریعہ دین اسلام کے مختلف مضامین تحریر کئے جارہے ہوں یا زبان کو امت کی اصطلاح اور رہنمائی کے لئے استعمال کیا جارہا ہو یا مال کے ذریعہ مدارس کی تعمیر وترقی اور یتیموں ومساکین اور بیوگان کی مدد کی جارہی ہو تو اس کو ایک نیک کام تو کہا جا سکتا ہے اور یقیناً ہے مگر ان کو جہاد فی سبیل اللہ ہرگز شمار نہیں کیا جا سکتا۔

فضائل جہاد۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص میرے راستہ میں جہاد کرنے اور صرف مجھ پر ایمان رکھنے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کیوجہ سے آپنے گھر سے نکلا ہے تو خدا اسکا ضامن ہے کہ یا تو اس کو جنت میں داخل کردیگا (اگر وہ شہید ہوگیا) یا اس کو مکان کی طرف جس سے وہ جہاد کیلئے نکلا ہے کامیاب واپس پہنچادیگا ثواب کے ساتھ یا غنیمت کے ساتھ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میں مسلمانوں پر گرانی محسوس نہ کرتا تو میں کسی لشکر سے جو جہاد کررہا ہو کبھی پیچھے نہ بیٹھتا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک میں تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں جہاد کروں پھر شہید ہو جاؤں۔

(ص ۱۲۷ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سب اعمال انسانی کا دارومدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے تو جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کی طرف ہجرت کی (اور خدا اور رسولؐ کی رضا جوئی واطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ اور رسولؐ کی طرف ہوئی (اور بیشک وہ اللہ و

Marfat.com

رسول کا سچا مہاجر ہے اور اس کو اسکی ہجرت الی اللہ والرسول ؐ کا مقرر اجر ملے گا) اور جو کسی دینوی غرض کیلئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر مہاجر بنا تو (اس کی ہجرت اللہ و رسول ؐ کیلئے نہ ہوگی بلکہ) فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کی ہے بس اسی کیلئے ہجرت مانی جائے گی۔ (معارف الحدیث)

☆ فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی بندے کے پیٹ میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے، ایسے ہی بخل اور ایمان کبھی کسی بندے کے دل میں اکٹھے نہیں ہوتے، ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھوں کسی مسلمان کے نتھنوں میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت حسنؒ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک صبح کو یا ایک شام کو نکل جانا کل روئے زمین اور اس کی ساری دولتوں سے بہتر ہے اور کسی آدمی کا جہاد کی صف میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن رواحہؓ کو (غزوہ موتہ کے موقع پر جبکہ ان کی شہادت کی بھی حضورؐ نے خبر دے دی تھی) ایک لشکر میں بھیجا، جمعہ کا دن تھا، انہوں نے جی میں کہا کہ جمعہ کی نماز حضور ﷺ کے پیچھے پڑھ لوں، پھر اپنے رفقائے قافلہ سے جا ملوں گا، جو صبح سویرے روانہ ہو چکے تھے، جمعہ کی نماز میں آئے تو آنحضرت ﷺ نے دیکھ لیا اور فرمایا کہ تم صبح اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کیوں نہ گئے؟ عرض کیا جی چاہا کہ جمعہ کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ پڑھ کر ان سے جا ملوں گا، ارشاد فرمایا اگر کل روئے زمین کے خزانے بھی خرچ کر ڈالو تو وہ فضیلت اب نہ مل سکے گی جو صبح سے سفر کرنے والوں کے حصہ میں آئی۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ ساحل سمندر پر ایک رات سرحد کی حفاظت میں گزارنا اپنے گھر مہینہ بھر کے روزے رکھنے اور رات کی عبادت کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو گیا، اسے اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے محفوظ فرمائیں گے، قیامت کی عظیم گھبراہٹ سے بھی امن میں رکھیں گے اور اس کے دن

Marfat.com

رات کے اعمال تا قیامت اس کے لئے جاری رکھے جائیں گے اور مجاہد کی قبر کی زیارت کرنے میں قیامت تک جہاد کا ثواب ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ کہتے ہیں کہ غازی تین قسم کے ہیں، ایک وہ جو مجاہدین کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتے ہیں، دوسرے وہ جو خود مجاہدین کے خادم ہوتے ہیں، تیسرے وہ جو قتل وقتال میں مصروف ہوتے ہیں اور یہ سب اجر میں برابر ہیں، البتہ ان میں سے افضل وہ ہیں جو جانوروں کی رکھوالی کرتے ہیں اور موقع بنے تو لڑائی میں بھی شریک ہو جاتے ہیں، دوسرے درجہ میں جو خادم ہوتے ہیں اور موقع پر لڑائی میں شریک ہو جاتے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو تین خصلتیں عطا فرمائی ہیں (۱) جو شہید ہو جائے اسے حیات اور رزق ملتا ہے (۲) جو غلبہ پالے اسے اجر عظیم ملتا ہے (۳) جو بعد تک زندہ رہتا ہے اسے بہترین رزق عطا ہوتا ہے۔

فضائل شہادت۔ حضرت معاذ بن جبلؓ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی صرف اتنے وقت کے لئے فی سبیل اللہ جہاد کرتا ہے جتنا اونٹنی کے پستان سے دوبارہ دودھ نکالنے تک ہوتا ہے تو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو کوئی صدق دل سے شہادت کی دعا اور تمنا کرتا ہے پھر طبعاً مر جائے یا قتل ہو جائے، اسے بھی شہید کا اجر ملتا ہے جسے اللہ کی راہ میں کوئی زخم آیا یا خراش آئی تو قیامت کے روز اس کا رنگ زعفران کا اور بو کستوری کی سی ہوگی۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت حسن بصریؒ نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگتا ہے وہ طبعی موت مر کر بھی شہادت کا اجر پالیتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ مرنے کے بعد جب کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا انجام اچھا ہو دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کرتا، گو اسے تمام دنیا کی نعمتیں بھی کیوں نہ مل جائیں کیونکہ موت کی دہشت ہی کچھ ایسی ہے مگر شہید اپنی شہادت کی فضیلت کو دیکھ کر یہ تمنا رکھتا ہے کہ اسے بار بار دنیا میں واپس بھیجا جائے تاکہ پھر شہادت نصیب ہو۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص بغیر شہادت کے بھی

Marfat.com

شہیدوں کے ساتھ ہوسکتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دن رات بیس مرتبہ موت کو یاد کرے وہ ہوسکتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص روزانہ پچیس مرتبہ "اللھم بارك لي في الموت و في مابعد الموت" پڑھے وہ شہیدوں کے درجہ میں ہوسکتا ہے۔

(فضائل صدقات دوم۔ ۲۷۲)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو صدق دل سے شہادت طلب کرتا ہے اسکو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے اگرچہ وہ شہید نہ ہو حضرت جابر بن عتیک سے حضورؐ کا ارشاد روایت ہے کہ تم لوگ شہادت کسے شمار کرتے ہو عرض کیا گیا کہ خدا کے راستے میں قتل ہو جانے کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانے کے علاوہ سات اور شہادتیں ہیں (۱) مرض ہیضہ میں مرنے والا (۲) ڈوب کر مرنے والا (۳) نمونیہ سے مرنے والا (۴) طاعون سے مرنے والا (۵) جل کر مرنے والا (۶) عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا اور (۷) وہ عورت جو بچہ کے پیٹ میں رہ جانے اور پیدا نہ ہونے کیوجہ سے مرجائے یہ سب شہید ہیں۔ (ص ۱۲۷۷ اسوہ رسول اکرم)

<u>جہاد نہ کرنے پر وعیدیں۔</u> حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے جی میں اس کی تجویزیں سوچیں اور تمنا کی تو وہ نفاق کی ایک صفت پر مرا" (مسلم) یعنی ایسی زندگی جس میں دعویٰ ایمان کے باوجود نہ کبھی راہ خدا میں جہاد کی نوبت آئے اور نہ دل میں اس کا شوق اور اس کی تمنا ہو، یہ منافقوں کی زندگی ہے اور جو اسی حال میں اس دنیا سے جاوے گا وہ نفاق کی ایک صفت کے ساتھ جاوے گا (اسوۂ رسول اکرم۔ ۲۷۷)

☆ حضرت حسن بصریؒ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن چار آنکھوں کے علاوہ سب آنکھیں روئیں گی، ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں کام آگئی، دوسری وہ جو اللہ کے خوف سے بہنے لگی، تیسری وہ جو اللہ کے خوف سے جاگتی رہی، چوتھی وہ آنکھ جس نے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت میں پہرہ دیا۔ (تنبیہ الغافلین)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

(۴) معاملات کا بیان

حقوق العباد

☆اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورہ النساء (آیات ۳۶،۳۷) میں فرماتا ہے کہ "اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ ماں باپ کیساتھ نیک برتاؤ کرو، قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کیساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور پڑوسی رشتہ دار سے، اجنبی ہمسایہ سے، ہمنشیں اور مسافر سے اور ان لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں احسان کا معاملہ رکھو یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مغرور ہو اور اپنی بڑھائی پر فخر محسوس کرے اور ایسے لوگ بھی اللہ کو پسند نہیں جو کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوسی کی ہدایت کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اسے چھپاتے ہیں ایسے کافر نعمت لوگوں کیلئے ہم نے رسوا کن عذاب مہیا کر رکھا ہے"

حقوق النفس۔ مندرجہ بالا آیات میں اللہ کے فضل کو چھپانا سے مراد یہ ہے کہ آدمی اس طرح رہے گویا کہ اللہ نے اس پر فضل نہیں کیا ہے مثلاً کسی کو اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اپنی حیثیت سے گر کر رہے نہ اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے نہ بندگان خدا کی مدد کرے نہ نیک کاموں میں حصہ لے لوگ دیکھیں تو سمجھیں کہ بیچارہ بڑا ہی خستہ حال ہے یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی سخت ناشکری ہے نبیؐ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ اللہ جب کسی بندے کو نعمت دیتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ اس نعمت کا اثر بندے پر ظاہر ہو یعنی اس کے کھانے پینے، رہنے سہنے، لباس اور مسکن اور اس کی داد و دہش ہر چیز سے اللہ کی دی ہوئی اس نعمت کا اظہار ہوتا رہے۔ (سورہ النساء ۳۶،۳۷)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل شب بیداری اور نفل روزے میں زیادتی کی ممانعت میں فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے (حیوۃ المسلمین) حضرت عبداللہ بن عمرو بن

Marfat.com

عاصؓ بہت زیادہ عبادت کرنے والے تھے دن کو روزہ رکھتے اور ساری رات نماز میں کھڑے رہتے تھے نئی نئی شادی ہوئی تو بیوی کو دیکھا ہی نہیں کچھ دنوں کے بعد ان کے باپ نے اپنی بہو سے پوچھا کہ میرے بیٹے کو کیسے پایا اسؓ نے بتایا کہ رات کو نماز میں کھڑے رہتے ہیں اور دن میں روزہ رکھ لیتے ہیں انکے والد نے رسول اللہ ﷺ سے انکی شکایت کی تو حضور ﷺ نے ان کو سمجھایا کہ تیری بیوی اور تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا اور تیرے گھر والوں کا بھی تجھ پر حق ہے مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی اور سارے حقوق بھی ضائع ہو جائیں گے۔

☆ حضرت عمرو بن میمونؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) صحت کو بیماری سے پہلے (۳) مالداری کو افلاس سے پہلے (۴) بےفکری کو پریشانی سے پہلے (۵) زندگی کو موت سے پہلے۔

☆ حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاریں اور ہر بیماری کیلئے دوا بھی بنائی سو تم دوا (علاج) کیا کرو اور حرام چیزوں سے دوامت کرو، اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا (حیاۃ المسلمین)

☆ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ چیزیں فطرت سلیمہ کا مقتضا ہیں ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال صاف کرنا، لبیں کٹانا، بغل کے بال لینا، سب کیلئے چالیس دن سے زیادہ چھوڑنے کی اجازت نہیں (مسلم) یہ سب نفس کے حقوق ہیں جن کو نبی کریم ﷺ کے طریقوں کے مطابق پورا کرنا ہر انسان کیلئے ضروری ہے۔

مخلوق کے حقوق. حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ مخلوق کے حقوق قائم رکھنے میں اٹھاراں باتوں کالحاظ رکھو جن کی تفصیل یہ ہے

(۱) جو کچھ اپنے لیے بہتر سمجھو وہی دوسروں کے لیے بہتر سمجھو کیونکہ حدیث میں ایسے شخص کے لئے بشرطیکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو جائے، جہنم سے محفوظ رہنے کی بشارت آئی ہے۔

Marfat.com

(۲) ہر کسی کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ کیونکہ حق تعالیٰ مغرور اور متکبر کو پسند نہیں کرتا، پس اگر کوئی دوسرا شخص تمہارے ساتھ تکبر سے پیش آوے تو اس کو برداشت کر جاؤ، دیکھو حق تعالیٰ نصیحت فرماتا ہے کہ عفو کی خصلت اختیار کرو، بھلائی کی ترغیب دو اور جاہلوں سے پہلو تہی کرو۔

(۳) بڑوں کی تعظیم کرو اور چھوٹوں پر شفقت کی نظر رکھو رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ جو جوان کسی بوڑھے کی تعظیم اس کے بڑھاپے کی وجہ سے کرے گا تو اس جوان کے بڑھاپے کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کی تعظیم کرنے والا شخص پیدا فرمائے گا اس حدیث میں اشارۃً درازی عمر کی بھی بشارت آگئی ہے کہ اس کو بوڑھا ہونا نصیب ہوگا۔

(۴) ہر شخص کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آؤ کیونکہ رسول مقبول ﷺ ایسے شخص کو دوزخ سے بچنے اور اللہ کے محبوب ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔

(۵) دو مسلمانوں میں رنجش ہو جائے تو صلح کرادو، شریعت میں ایسے موقع پر تالیف قلوب کی وجہ سے بضرورت جھوٹ بولنے تک کی اجازت آئی ہے اور شرعاً اس کا درجہ نفل نماز اور روزہ سے بھی افضل ہے۔

(۶) سلوک اور احسان کرتے وقت اہل اور نااہل مت دیکھا کرو، کیونکہ اگر کوئی نااہل بھی ہو تو تم اس کے ساتھ کیوں نااہل بنتے ہو، سلوک کے لیے تو تمہارا اہل ہونا کافی ہے۔

(۷) لوگوں سے ان کی حالت کے موافق برتاؤ کیا کرو، یعنی جاہل میں اس کمال اور تقویٰ کو مت ڈھونڈو جو علماء میں ہوا کرتا ہے اور عوام کی طبیعتوں میں خواص کی سی سمجھ اور سلیقہ کی توقع مت رکھو کہ حضرت داؤدؑ نے دعا مانگی تھی کہ الٰہی وہ طریق بتلادے جس سے مخلوق بھی مجھ سے محبت کرے اور آپ بھی راضی رہیں تو حکم ہوا کہ اے داؤدؑ دنیاداروں سے ان کی حالت کے موافق برتاؤ کرو اور دینداروں سے ان کے حال کے مطابق۔

(۸) برتاؤ کے وقت لوگوں کے مرتبوں کا بھی لحاظ رکھو، یعنی اگر کوئی دنیادار با عزت آدمی تمہارے پاس آجائے تو اس کی عظمت کرو، دیکھو رسول اللہ ﷺ نے بعض دنیادار ذی عزت کے لیے چادر مبارک بچھادی اور یوں فرمایا ہے کہ جب کسی قوم کا کوئی بڑا شخص تمہارے پاس آیا کرے تو اس کی عزت کیا کرو۔

Marfat.com

(۹) مسلمانوں کے عیب ہرگز ظاہر نہ کرو کیونکہ پردہ پوشی کرنے والے جنت میں جائیں گے، غیبت بھی نہ کرو اور کسی کے عیب کی ٹوہ میں بھی نہ رہو یاد رکھو کہ اگر آج تم کسی مسلمان کی عیب جوئی کرو گے تو کل کو حق تعالیٰ تمہارا عیب ظاہر فرما کر رسوا کر دے گا اور جس کو وہ رسوا کرے پھر اس کو امان کہاں؟

(۱۰) تہمت کی جگہ سے بھی بچو ورنہ لوگ بدگمان ہوں گے اور تمہاری غیبت کیا کریں گے اور چونکہ ان کی غیبت میں مبتلا ہونے کا سبب تم بنے ہو کہ نہ تہمت کے موقع پر تم جاتے اور نہ ان کو غیبت کا موقع ملتا لہٰذا گناہ تم پر بھی ہوگا اس لیے کہ گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے رسول مقبول ﷺ ایک مرتبہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ دروازۂ مکان پر کھڑے ہوئے کچھ باتیں کر رہے تھے کسی شخص کا اس جانب گزر ہوا چونکہ موقع تہمت کا تھا، اس لیے آنحضرت ﷺ نے فوراً آواز دے کر اس شخص سے فرمایا، اے شخص! جس عورت سے میں باتیں کر رہا ہوں یہ میری بیوی صفیہؓ ہے، اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! توبہ ہے کہیں آپ ﷺ کی جانب بھی بدگمانی ہو سکتی ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا تعجب ہی کیا ہے شیطان تو بنی آدمؑ کی رگ رگ میں سرایت کیے ہوئے ہے یعنی شاید تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا کرتا اور وہ تمہاری بربادی کا سبب بنتا اس لیے مجھے اطلاع دینی ضروری ہوئی۔

(۱۱) مسلمانوں کی حاجت روائی میں کوشش کیا کرو، حدیث میں آیا ہے کہ رسول مقبول ﷺ اکثر کسی کو کچھ دینے دلانے میں تاخیر کرتے اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ میں صرف اس وجہ سے جلدی حکم نہیں دیتا کہ تم کو سفارش کرنے کا موقع مل جائے اور تم زبان سے کلمۃ الخیر نکال کر ثواب حاصل کر لو، مسلمانوں کی حاجت روائی میں سعی کرنا بہرحال نافع ہے خواہ تمہاری کوشش سے اس کی حاجت پوری ہو یا نہ ہو حدیث میں اس سعی کا اجر و ثواب سال بھر کے اعتکاف سے زیادہ آیا ہے۔

(۱۲) ہر مسلمان سے سلام علیک اور مصافحہ میں پیش قدمی کیا کرو، حدیث میں آیا ہے، کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو رحمت خداوندی کے ستر حصوں میں سے انہتر حصے تو اس کو ملتے ہیں جس نے مصافحہ میں ابتداء کی ہے اور ایک حصہ دوسرے کو۔

(۱۳) مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں بھی اس کی مدد کرو یعنی اس کی آبرو یا

Marfat.com

مال پر اگر دھبہ نقصان آئے تو اس کو مٹاؤ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جہاں کسی مسلمان کی آبروریزی ہو رہی ہو تو جو مسلمان ایسے وقت میں اس کی مدد کرے گا تو حق تعالیٰ اس کی ضرورت کے وقت اس کی مدد فرمائے گا اور جو مسلمان اس کی کچھ پروانہ کرے گا تو حق تعالیٰ بھی اس کی اعانت کے موقع پر اس کی کچھ پروانہ فرمائے گا۔

(۱۴) شریر لوگوں سے بھی اس نیت سے مدارات کرلیا کرو کہ اس طرح پر ان کے شر سے محفوظ رہو گے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے محمد ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپ ﷺ نے فرمایا ''اچھا آنے دو برا شخص ہے'' اور جب وہ اندر آگیا تو نبی پاک ﷺ نے ایسی نرمی و ملاطفت کے ساتھ اس سے باتیں کیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت ﷺ اس کی بڑی قدر کرتے ہیں، جب وہ چلا گیا تو میں نے حضرت ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ بدتر شخص قیامت کے دن وہ ہے جس کی بدی سے بچنے کے لئے لوگ اس کو چھوڑ دیں، نیز حدیث میں آیا ہے، جس طریقے سے بھی انسان اپنی آبرو بچائے وہ صدقہ میں شمار ہے رسول پاک ﷺ کی نصیحت ہے کہ لوگوں سے ان کے اعمال کے موافق میل جول رکھو، البتہ بدکاروں کو دل میں جگہ نہ دو۔

(۱۵) زیادہ تر مسکینوں کے پاس اٹھو بیٹھو اور امراء کی صحبت سے پرہیز کرو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی ہے کہ بار الٰہا میری موت و حیات مسکنۃ ہی کی حالت میں رکھیو اور مسکینوں ہی کی جماعت میں میرا حشر فرمائیو حضرت سلمانؓ باوجود اس جاہ و اقتدار کے جب کبھی مسجد میں کسی مسکین کو بیٹھا دیکھتے تو اسکے پاس بیٹھ جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ مسکین اپنے ہم جنس مسکین کے پاس بیٹھ گیا، حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ یا اللہ پاک میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟ تو حکم ہوا کہ شکستہ دل لوگوں کے پاس۔

(۱۶) حتیٰ الامکان ان ہی کے پاس بیٹھو جن کو دینی فائدہ پہنچا سکو یا جن سے دین کا کچھ نفع حاصل کر سکو اور غفلت والوں سے علیحدہ رہو کیونکہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں برے ہم نشین سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک بخت ہم نشین بہتر ہے، یہ خیال کرو کہ تم ایسے شخص کے پاس آتے جاتے رہو جو ہر دفعہ تمہارے کپڑے کا ایک تار یا ڈاڑھی کا ایک بال نوچ لیا کرے تو ضرور تم کو اندیشہ ہوگا کہ اس طرح پر تو عنقریب کپڑا ختم اور ڈاڑھی ندار

Marfat.com

دھو جائے گی اور تم اس کے پاس آمد و رفت ترک کر دو گے پس اسی طرح جس کی صحبت میں حبہ برابر بھی دین کی کمی ہو تو اس سے پرہیز کرو ورنہ تھوڑا تھوڑا ہو کر سارا دین برباد ہو جائے گا۔

(۱۷) مسلمان بھائی اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت کیا کرو اور انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور اسکے بعد بھی کبھی کبھی گورستان میں ان کی قبر پر ہو کر آیا کرو اور ان کے لئے ایصال ثواب اور استغفار و طلب رحمت کرتے رہا کرو۔

(۱۸) اگر ان کو چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہو اور اگر وہ تم سے کسی بات میں مشورہ کریں تو نیک صلاح دیا کرو، المختصر جو اہتمام اپنے نفس کو نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا کر سکتے ہو تو وہی عام مسلمانوں کے لئے محفوظ رکھو۔ (تبلیغ دین۔ ۵۳)

حقوق والدین۔ قرآن پاک میں سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۲۳ کا مفہوم ہے کہ "اگر وہ (یعنی ماں باپ) تیرے سامنے (یعنی تیری زندگی میں) بڑھاپے کو پہنچ جائیں (اور بڑھاپے کی بعض باتیں جوانوں کو گراں ہونے لگتی ہیں اور اس وجہ سے ان کی کوئی بات تجھے گراں ہونے لگے) تب بھی ان سے کبھی ہوں بھی مت کرنا اور نہ اُن سے جھڑک کر بولنا، ان سے خُوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے اِنکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے ہمارے پروردگار تو ان پر رحمت کر جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے (اور صرف ظاہر داری ہی نہیں بلکہ دل سے ان کا احترام کرنا) تمہارا رب تمہارے دل کی بات کو خوب جانتا ہے اگر تم سعادتمند ہو (اور غلطی سے کوئی بات خلافِ ادب سرزد ہو جائے اور تم توبہ کر لو) تو وہ توبہ کرنے والے کی خطائیں بڑی کثرت سے معاف کرنے والا ہے" اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اولاد کو والدین کا مطیع، خدمت گزار اور ادب شناس ہونا چاہیے معاشرے کا اجتماعی اخلاق ایسا ہونا چاہیے جو اولاد کو والدین سے بے نیاز بنانے والا نہ ہو بلکہ ان کا احسان مند اور ان کے احترام کا پابند بنائے اور بڑھاپے میں اسی طرح انکی خدمت کرنا سکھائے جس طرح بچپن میں وہ اس کی پرورش اور ناز برداریاں کر چکے ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر بے ادبی میں اف کہنے سے کوئی ادنی درجہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی حرام فرما دیتے۔

☆ حضور اقدس ﷺ سے کسی نے دریافت فرمایا کہ میرے بہترین تعلقات اور

Marfat.com

احسان وسلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تیری ماں، پھر دوبارہ اور سہ بارہ ماں ہی کو بتایا پھر فرمایا باپ پھر دوسرے رشتہ دار جو جتنا قریب ہوا تنا ہی مقدم ہے۔

☆ ماں باپ کی خدمت حضور اقدس ﷺ کی زیارت جیسے اعلیٰ مرتبہ پر مقدم ہے حضرت خواجہ اویس قرنیؓ مشہور تابعی ہیں سید التابعین انکا لقب ہے حضور ﷺ کا زمانہ انہوں نے پایا مگر ماں کی خدمت کی وجہ سے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضری سے قاصر رہے حضور ﷺ سے ان کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ بہترین تابعی اویس قرنی ہیں ایک روایت میں ان کے متعلق آیا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو پورا کریں ایک حدیث میں ان کے متعلق آیا ہے کہ جو ان سے ملے اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کروائیں ایک حدیث میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے اپنے لیے استغفار کرائیں حضورؐ کے وصال کے بعد حج کیلئے آئے اور مدینہ طیبہ کی حاضری پر مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو کسی نے اشارہ سے بتایا کہ حضورؐ کی قبر اطہر یہ ہے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے جب بے ہوشی سے افاقہ ہوا تو کہنے لگے مجھے لے چلو مجھے لے چلو اس شہر میں چین نہ ہے جہاں حضور ﷺ مدفون ہوں ایک مرتبہ جب پتہ چلا کہ جنگ احد میں رسول اللہ ؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے تو یہ پتہ نہ تھا کہ کونسے دندان مبارک شہید ہوئے ہیں اسلئے سارے کے سارے بتیس دانت نکلوا دیے ہر سال حج کیا کرتے تھے مگر آپنے آپکو خفیہ رکھتے تھے یہ یمن کے علاقہ قرن کے رہنے والے تھے ایک مرتبہ حج کے موقع پر حضرت عمرؓ نے سب لوگوں کو جمع کیا پھر کہا کہ یمن والے کھڑے ہو جائیں پھر ان میں سے کہا کہ صرف قرن والے کھڑے رہیں باقی بیٹھ جائیں تو صرف ایک آدمی کھڑا رہا جو حضرت اویس قرنی کا بھتیجہ تھا آپ نے پوچھا اویس قرنی کہاں ہیں اس نے بتایا منیٰ میں اونٹ چرا رہے ہیں تو حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کو ساتھ لے کر گئے وہاں اس سے ملے اور حضورؐ کے فرمان کے مطابق اس سے اپنے لیے دعا کروائی حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ کسی چیز کی احتیاج ہو تو فرمائیں انہوں نے انکار کیا اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی حمایت میں شہید ہوئے۔

(ص۱۶۲ فضائل حج)

Marfat.com

☆حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ والدین کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھ کو اس کا حکم کریں کہ تو بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے (ص ۳۱۷ فضائل نماز)

☆قرآن پاک میں سورہ لقمان کی آیت ۱۵ اور سورہ العنکبوت کی آیت ۸ کا منشاء یہ ہے کہ انسان پر مخلوقات میں سے ماں باپ کے حقوق سب سے بڑھ کر ہیں لیکن اگر وہ تمہیں اسلام قبول کرنے سے روکیں اور دین شرک کی طرف پلٹنے پر مجبور کریں تو ان کی یہ بات ہرگز نہ مانو یہ بات نئے نئے ہونے والے مسلمان نوجوانوں کو بتائی گئی تھی جبکہ اسلامی دعوت کو روکنے کیلئے کفار مکہ کا جبر و ظلم شروع ہو چکا تھا حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میری والدہ نے کہا کہ سعد یہ کیا ہے تو اس دین کو چھوڑ دے ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دونگی اور تیرے لیے یہ ہمیشہ بدنامی کی چیز رہے گی لوگ تجھے اپنی ماں کا قاتل کہیں گے میں نے کہا ایسا نہ کر میں اپنا دین تو چھوڑ نہیں سکتا اس نے ایک دن کچھ نہ کھایا دوسرا دن بھی ایسے ہی گزر گیا میں نے اس سے کہا کہ اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب مر جائیں تب بھی اپنے دین اسلام کو تو چھوڑ نہیں سکتا جب اس نے میری یہ پختگی دیکھی تو کھانا پینا شروع کر دیا۔ (ص ۲۴۹ فضائل صدقات حصہ اول)

☆حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں میں نے وہاں کسی قرآن پڑھنے والے کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون ہے جو جنت میں قرآن پڑھ رہا ہے فرشتوں نے بتایا یہ حارثہ بن نعمان ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا نیکی ایسی ہی ہوتی ہے نیکی ایسی ہی ہوتی ہے حارثہ بن نعمان اپنی والدہ کے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کرنے والے تھے (ص ۵۸۰ منتخب احادیث)۔

☆حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری نگاہ ڈالتی ہے اس کے بدلے خدا اس کو ایک مقبول حج کا ثواب عطاء کرتا ہے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے حضورؐ نے فرمایا جی ہاں اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی، خدا تمہارے تصور سے بڑا اور تنگ دلی جیسے عیبوں سے پاک ہے۔ (ص ۱۲۸۱ اسوہ رسول اکرم)

☆رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین دعائیں ایسی ہیں جو خاص طور سے قبول ہوتی

Marfat.com

ہیں ان کی قبولیت میں شک ہی نہیں ایک اولاد کے حق میں ماں باپ کی دعا، دوسری مسافر اور پردیسی کی دعا تیسری مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔

☆ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کی خدمت کرنا نماز، روزہ، حج وغیرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہے اور ماں کا حق باپ کی نسبت دو چند ہے (ص ۵۹ تبلیغ دین) مولانا طارق جمیل صاحب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کی قبر مبارک مدینہ سے آتے ہوئے مکہ کے راستہ میں ابوالبستی میں ہے حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میری والدہ زندہ ہوتیں میں فرض نماز پڑھ رہا ہوتا تو میری والدہ مجھے آواز دیتیں تو میں نماز توڑ کر انکی خدمت میں حاضر ہو کر کہتا کہ اماں جی کیا حکم ہے۔

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا جہاد کو بہت دل چاہتا ہے لیکن مجھ میں قدرت نہیں حضورؐ نے فرمایا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے انہوں نے عرض کیا والدہ زندہ ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو یعنی ان کے حقوق کی ادائیگی میں فتویٰ سے بڑھ کر تقویٰ پر عمل کرتے رہو جب تم ایسا کرو گے تو تم حج کرنے والے بھی ہو عمرہ کرنے والے بھی ہو اور جہاد کرنے والے بھی ہو یعنی جتنا ثواب ان چیزوں میں ملتا ہے اتنا ہی تمہیں ملے گا۔ (ص ۲۵۹ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اگر والدین بوڑھے ہو جائیں اور تمہیں انکا پیشاب پاخانہ دھونا پڑ جائے تو کبھی اف بھی نہ کرنا جیسا کہ وہ بچپن میں تمہارا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے ہیں باپ جنت کا دروازہ ہے اور ماں کے پیروں کے نیچے جنت ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اعمال پہنچنے کیلئے ایک پردہ حائل ہے مگر کلمہ کا ذکر اور باپ کی مطیع بیٹے کیلئے دعا براہ راست پہنچتی ہیں۔

☆ حضرت انسؓ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ ماں باپ سے حسن سلوک کرنا زیادہ افضل ہے یا ہزار سال کی عبادت حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ سے حسن سلوک بیس لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے ماں باپ اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت ہیں جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے ماں باپ کی دعاؤں کے آگے تقدیر بے بس ہو جاتی ہے ماں باپ

Marfat.com

کے نافرمان پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے حضور کا ارشاد ہے کہ اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔ (ص ۲۵۸ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ ماں باپ کی خدمت اور اطاعت سے رزق اور عمر میں برکت ہوتی ہے

حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ ایک شخص کے چار بیٹے تھے وہ بیمار ہوا ان بیٹوں میں سے ایک بھائی نے تین بھائیوں سے کہا کہ اگر تم باپ کی تیمارداری اس شرط پر کرو کہ تم کو باپ کی میراث سے کچھ نہیں ملے گا تو تم کرو ورنہ میں اس شرط پر تیمارداری کرتا ہوں کہ میراث میں سے کچھ نہ لونگا وہ اس شرط پر راضی ہو گئے کہ تو ہی باپ کی تیمارداری کر ہم نہیں کرتے اس نے خوب خدمت کی اور باپ کا انتقال ہی ہو گیا اور شرط کے موافق اس نے باپ کی میراث سے کچھ نہ لیا رات کو خواب میں دیکھا کوئی شخص کہتا ہے فلاں جگہ سو اشرفیاں گڑھی ہوئی ہیں وہ تو لے لے اس نے خواب میں دریافت کیا کہ ان میں برکت بھی ہوگی اس نے کہا کہ برکت ان میں نہیں صبح کو بیوی سے خواب کا ذکر کیا اس نے اشرفیاں نکالنے پر اصرار کیا اس نے نہ مانا دوسرے دن پھر خواب دیکھا جس میں کسی جگہ دس دینار بتائے اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا اس نے کہا برکت ان میں نہیں ہے بیوی کے اصرار کے باوجود اس نے وہ دس دینار نہ نکالے تیسرے دن اس نے پھر خواب دیکھا کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں جگہ جا وہاں تجھے ایک دینار ملے گا اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا اس شخص نے کہا ہاں اس میں برکت ہے یہ جا کر وہ دینار لے آیا اور بازار جا کر دو مچھلیاں خریدیں جن میں سے ہر ایک کے اندر سے ایک ایسا موتی نکلا جس قسم کا عمر بھر کسی نے دیکھا نہیں بادشاہ وقت نے ان دونوں کو بہت اصرار پر نوے خچروں کے بوجھ کے بقدر سونے سے خریدا۔

(ص ۲۶۰ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ ماں باپ کے ساتھ ایسی تواضع، انکساری اور ادائے خدمت کرے کہ وہ راضی ہو جائیں جائز کاموں میں انکی اطاعت کرے بے ادبی نہ کرے، تکبر سے پیش نہ آئے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں اپنی آواز کو انکی آواز سے بلند نہ کرے ان کو نام لے کر نہ پکارے کسی کام میں ان سے پہل نہ کرے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی کرے ایک بار کہے اگر وہ قبول نہ کریں تو خود سلوک کرتا رہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

Marfat.com

اپنے باپ کو ایک بار نصیحت کرنے کے بعد کہہ دیا تھا کہ اچھا اب میں اللہ سے تمہارے لیے دعا کرتا رہوں گا حتیٰ کہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ان کی اطاعت حرام میں تو ناجائز ہے لیکن متشبہ امور میں واجب ہے اسلئے کہ مشتبہ امور سے احتیاط تقوی اور والدین کی رضا جوئی واجب ہے پس اگر ان کا مال مشتبہ ہو تو ان کے ساتھ کھانا چاہیے۔ (ص ۵۸ افضائل صدقات حصہ اول)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تاکہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا بہترین عمل کونسا ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہو؟ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا وقت پر نماز پڑھنا میں نے عرض کیا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا ماں باپ سے اچھا برتاؤ کرنا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری و مسلم)

☆ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور اللہ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے، کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے (بخاری و مسلم) تین شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ان میں سے ایک ماں باپ کا نافرمان بھی ہے (الادب المفرد) باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا خود باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آنا ہے۔

☆ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مال ہے اور میرے باپ کو میرے مال کی ضرورت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا مال اور تم اپنے والدین کیلئے ہو۔ بے شک تمہاری اولاد تمہاری پاک کمائی ہے اس لیے تم اپنی اولاد کی کمائی سے بلا تکلف کھاؤ۔ (ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

☆ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے والدین حیات ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو، اس کیلئے جنت کے دو دروازے نہ کھل

Marfat.com

جاتے ہوں، اور اگر ان کو ناراض کر دے تو اللہ تعالیٰ، اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک ان کو راضی نہ کر لے، کسی نے عرض کیا کہ اگر وہ ظلم کرتے ہوں، ابن عباسؓ نے فرمایا، اگر چہ وہ ظلم کرتے ہوں۔ (فضائل صدقات حصہ اول. ۲۵۸)

☆ ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی شخص کو نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ کافر اور مومن میں کوئی تفریق ہے سب کا حکم برابر ہے اول والدین کے ساتھ احسان کریں چاہے والدین مسلمان ہوں یا کافر ہوں دوم عہد کو پورا کریں چاہے مسلمان سے عہد کیا ہو یا کافر سے کیا ہو سوم امانت کو واپس کریں چاہے مسلمان کی امانت ہو یا کافر کی ہو۔ (ص ۲۶۷ فضائل صدقات حصہ دوم)

پہلی بات یعنی والدین کے ساتھ احسان کرنے کے بارے میں حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں حضورؐ کا قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا اس وقت میری کافر والدہ مکہ سے مدینہ منورہ آئیں میں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میری والدہ میری اعانت کی طالب بن کر آئی ہیں ان کی اعانت کر دوں حضورؐ نے فرمایا ہاں، انکی اعانت کرو حضرت اسماءؓ کی یہ والدہ جن کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ ہے چونکہ مسلمان نہ ہوئی تھیں اس لیے حضرت ابو بکرؓ نے ان کو طلاق دے دی تھی بعض روایات میں ہے کہ کچھ گھی پنیر وغیرہ ہدیہ کے طور پر لے کر اپنی بیٹی حضرت اسماءؓ کے پاس آئیں انہوں نے ان کو اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیا اور اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہؓ کے پاس مسئلہ دریافت کرنے کیلئے آدمی بھیجا کہ حضور سے دریافت کر کے اطلاع دیں حضورؐ نے اجازت فرما دی۔ (ص ۲۷۵ فضائل صدقات حصہ اول)

والدین کی نافرمانی کا وبال۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنت کی خوشبو اتنی دور تک جاتی ہے کہ وہ راستہ پانچ سو برس میں طے ہو مگر ماں باپ کی نافرمانی کرنیوالا اور قطع رحمی کرنیوالا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا (ص ۲۵۴ فضائل صدقات حصہ اول)۔

☆ ایک حدیث میں ہے کہ تین گناہ ایسے ہیں جن کے ساتھ نیکی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا ایک اللہ سے شرک، دوسرا ماں باپ کی نافرمانی، تیسرا میدان قتال سے فرار۔

☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تین بد دعائیں دی ہیں اور حضور ﷺ نے ان تینوں پر آمین فرمائی ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین

Marfat.com

جب دوسرے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے نیچے اترے تو صحابہ اکرامؓ نے عرض کیا کہ ہم نے آج منبر پہ چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی کہ جو پہلے کبھی نہ سنی تھی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آیا جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اسکی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو جبرائل علیہ السلام نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپکا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کروائیں میں نے کہا آمین۔ (ص ۲۴۹ فضائل رمضان)

☆ ماں باپ کے نافرمان کو موت سے پہلے اس جہاں میں سزا ضرور ملتی ہے ورنہ ہر گناہ کی سزا اللہ تعالیٰ آخرت پر موخر فرما دیتے ہیں حضورؐ کے زمانہ میں ایک نوجوان صحابی حضرت علقمہؓ کا انتقال ہونے لگا تو اس سے کلمہ نہیں پڑھا جا رہا تھا حضورؐ سے عرض کیا گیا تو آپ ﷺ تشریف لے گئے اور اس سے دریافت فرمایا کیا بات ہے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک قفل سا دل پر لگا ہوا ہے جس سے کلمہ نہیں پڑھا جا رہا تحقیقات حال سے معلوم ہوا کہ اس کی ماں اس سے ناراض ہے اور اس نے ماں کو ستایا ہے نبی کریم ﷺ نے اس کی ماں کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ علقمہ کیا عمل کرتا تھا عرض کرنے لگیں کہ اتنی نمازیں پڑھتا تھا اتنے روزے رکھتا تھا اور جو درم پاس ہوتے صدقہ کر دیتا تھا ارشاد فرمایا تیرے ساتھ اس کا معاملہ کیسا تھا کہنے لگیں میں اس سے ناراض ہوں وہ میرے بجائے اپنی بیوی کو ترجیح دیتا تھا اور میری نافرمانی کرتا تھا حضور ﷺ نے فرمایا ماں کی ناراضگی نے اس کی زبان کو کلمہ شہادت سے روک رکھا ہے آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا بہت ساری لکڑیاں اکٹھی کرو تا کہ میں اسے آگ میں جلا دوں ماں کہنے لگی کہ حضورؐ آپ میرے لخت جگر کو میرے سامنے جلائیں گے مجھے کیسے برداشت ہوگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر تو اس سے راضی ہو جا ماں نے علقمہؓ کو معاف کیا تو کلمہ اس کی زبان سے جاری ہو گیا اور اسی دن فوت ہو گئے نبی پاک ﷺ نے نماز

Marfat.com

جنازہ پڑھائی پھر قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا اے مہاجرین وانصار جو شخص اپنی بیوی کو اپنی والدہ پر ترجیح دیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس کے فرائض ونوافل کچھ بھی قبول نہیں ہوتے۔ (ص ۱۴۱ تنبیہ الغافلین)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ، سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے عرض کیا گیا، یا رسول اللہ ﷺ کوئی اپنے ماں باپ پر کیونکر لعنت بھیج سکتا ہے؟ فرمایا، "اس طرح کہ جب کوئی کسی کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی اس کے ماں باپ دونوں کو برا بھلا کہے گا"۔ (بخاری)

حقوق والدین بعد الموت . ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا والدین ۔ کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ سلوک کرنے کی کوئی صورت باقی ہے حضور ﷺ نے فرمایا ان کیلئے دعا کرنا اور ان کیلئے استغفار کرنا، اور ان کی وصیت کو پورا کرنا بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو ان کے قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنا جو محض ان کی قرابت کی وجہ سے کی جائے (اس نیت سے کہ رضائے والدین حاصل ہو اور رضائے والدین سے رضائے حق حاصل ہو) اور والدین کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ (ص ۱۲۸۱ اسوہ رسول اکرم)،

☆ حضرت عبداللہؓ بن عمر مکہ کے راستہ میں تشریف لے جارہے تھے راستہ میں ایک بدو جاتا ہوا نظر پڑ گیا حضرت ابن عمرؓ نے اس کو اپنی سواری دے دی اور اپنے سر مبارک سے عمامہ اتار کر اس کی نذر کر دیا ابن دینار نے عرض کیا کہ حضرت یہ شخص تو اس سے کم درجہ احسان پر بھی بہت خوش ہو جاتا حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اس کا باپ میرے باپ کے دوستوں میں تھا اور میں نے حضورؐ سے سنا کہ بہترین صلہ رحمی اپنے باپ کے دوستوں پر احسان کرنا ہے۔

☆ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ باپ کے ساتھ حسن سلوک کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اس کے چلے جانے کے بعد اس کے ساتھ تعلقات رکھنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مر جائے اور وہ شخص انکی نافرمانی کرنے والا ہو تو اگر وہ ان کیلئے ہمیشہ دعائے مغفرت کرتا رہے اس کے علاوہ ان کیلئے اور دعائیں کرتا رہے تو وہ شخص

Marfat.com

فرمابرداروں میں شامل ہو جائیگا یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر لطف وکرم ہے کہ والدین کے مرنے کے بعد اگر ان کی مغفرت کیلئے دعائیں مانگتا رہے ان کیلئے ایصال ثواب جانی اور مالی کرتا رہے تو انکی زندگی کے زمانہ میں جو انکے حقوق ضائع ہوئے ہیں ان کی تلافی کردیگا اور وہ بجائے نافرمانوں میں شمار ہونے کے فرمانبرداروں میں شامل ہو جائیگا۔

(ص ۲۶۷ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو ان کیلئے حج بدل ہو سکتا ہے ان کی روح کو آسمان میں خوشخبری دی جاتی ہے اور یہ شخص اللہ کے نزدیک فرماں برداروں میں شمار ہوتا ہے اگرچہ پہلے سے نافرمان ہو ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص آپنے والدین میں سے کسی کی طرف سے حج کرے تو ان کیلئے ایک حج کا ثواب ہوتا ہے اور حج کرنے والوں کیلئے نو حجوں کا ثواب ہوتا ہے۔

(ص ۲۶۸ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ ایک حدیث میں ہے کہ آدمی اگر کوئی صدقہ کرے تو اس میں کیا حرج ہے کہ اس کا ثواب اپنے والدین کو بخش دیا کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں کہ اس صورت میں ان کو ثواب پہنچ جائیگا اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

(فضائل صدقات حصہ اول۔ ۲۶۸)

☆ ایک حدیث میں ہے کہ جو اپنے والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے اس کی مغفرت کی جائیگی اور وہ فرمانبرداروں میں شمار ہوگا جو شخص والدین کی زندگی میں نافرمان ہو پھر ان کے انتقال کے بعد ان کیلئے استغفار کرے ان کے ذمہ قرض ہو تو اس کو ادا کرے اور ان کو برا بھلا نہ کہے تو وہ فرمانبرداروں میں شمار ہو جاتا ہے۔

(ص ۲۶۹ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اپنے باپ کے دوست کا خیال رکھو، اس سے قطع تعلق نہ کرو (ایسا نہ ہو کہ اس کی دوستی قطع کرنے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ تمہارا نور بجھا دے۔ (الادب المفرد)

Marfat.com

شوہر اور بیوی کے حقوق

شوہر کے حقوق (بذمہ بیوی)۔ مرد چونکہ گھر کے معاملات کو درست حالت میں چلانے اور اس کی حفاظت ونگہبانی کرنے اور اس کی ضروریات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے اسلئے مرد کو اللہ نے طبعاً بعض ایسی خصوصیات اور قوتیں عطاء کی ہیں جو عورت کو نہیں دی یا اس سے کم دی ہیں اس بنا پر خاندانی نظام میں مرد کو فوقیت حاصل ہے اور عورت فطرۃً ایسی بنائی گئی ہے اسے خاندانی زندگی میں مرد کی حفاظت وخبر گیری کے تحت رہنا چاہیے۔ حضورؐ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ اگر میں غیر اللہ کیلئے سجدہ تعظیمی جائز قرار دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کیا کرے لہٰذا سجدہ تعظیمی مطلقاً حرام ہے۔ (ترمذی)

☆ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شوہر کا ہے میں نے دریافت کیا مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کی ماں کا ہے۔

(منتخب احادیث۔۵۸۱)

☆ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا قیامت کے روز اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہو سکتی

(اسوۂ رسول کریم۔۲۸۴)

☆ نبی ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ "بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمہارا جی خوش ہو جائے جب تم اسے کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے اور جب تم گھر میں نہ ہو تو وہ تمہارے پیچھے تمہارے مال کی اور اپنے نفس کی حفاظت کرے" مگر یہاں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت سے اہم اپنے خالق کی اطاعت ہے لہٰذا اگر کوئی شوہر خدا کی معصیت کا حکم دے یا خدا کے عائد کیے ہوئے کسی فرض سے باز رکھنے کی کوشش کرے تو اس کی اطاعت سے انکار کر دینا عورت کا فرض ہے اس صورت میں اگر وہ اس کی اطاعت کریگی تو گنہگار ہوگی بخلاف اس کے اگر شوہر اپنی بیوی کو نفل نماز یا نفل روزہ ترک کرنے کیلئے کہے تو لازم ہے وہ اس کی اطاعت کرے اس صورت میں اگر وہ نوافل ادا کریگی تو مقبول نہ ہونگے۔

Marfat.com

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ النساء میں فرمایا کہ جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت اور نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ خواب گاہوں میں ان سے الگ رہو اور مارو پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کیلئے بہانے تلاش نہ کرو یقین کرو اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے۔ بحر حال ان تینوں تدبیروں کی اجازت ہے اس میں قصور اور سزا میں تناسب ہونا چاہیے اور جہاں ہلکی پھلکی تدبیر سے اصلاح ہو سکتی ہو وہاں سخت تدبیر سے کام نہ لینا چاہیے نبی ﷺ نے بیویوں کو جب کبھی مارنے کی اجازت دی ہے با دل نخواستہ دی ہے اور پھر بھی اسے ناپسند ہی فرمایا ہے تاہم بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو پٹے بغیر درست نہیں ہوتیں ایسی حالت میں نبی ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ منہ پر نہ مارا جائے بے رحمی سے نہ مارا جائے اور ایسی چیز سے نہ مارا جائے جو جسم پر نشان چھوڑ جائے (سورہ النساء ۳۴)۔

☆ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں وفات پائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو وہ جنت میں داخل ہو گی۔

(حیوۃ المسلمین)

☆ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس کو وہ مل جائیں تو دین و دنیا کی بھلائی اس کو نصیب ہو جائے (۱) شکر گزار دل (۲) ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے والی زبان (۳) بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم اور (۴) وہ عورت جو اپنی ذات اور اپنے شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ (مشکوۃ)

☆ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی، ایک وہ آدمی جو لوگوں پر سرداری کرے اور وہ لوگ اس سے ناراض ہوں، دوسری وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور وہ آرام سے پڑی سو رہی ہو اور تیسرے وہ آدمی جو اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے۔ (بخاری)

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ عورت پر اس کے شوہر کا عظیم حق ہے اتنا عظیم حق ہے کہ اگر شوہر کا تمام جسم زخمی ہو جس سے پیپ اور خون بہتا ہو اور عورت اس کے زخمی جسم کو

Marfat.com

زبان سے چاٹے تب بھی اس کا حق ادا نہ ہوگا۔ (مسند احمد)

☆حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان رکھنے والی عورت کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جبکہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملہ میں کسی کی اطاعت نہ کرے۔ (الترغیب والترہیب)

☆نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن کیلئے خوف خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعث خیر ونعمت بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔ (ابن ماجہ)

☆حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضور کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ ارشاد فرمایا وہ بلائے تو انکار نہ کرے، اگر چہ کجاوے پر سوار ہو اور رمضان کے سوا کوئی روزہ اسکی اجازت کے بغیر نہ رکھے، اگر رکھ لیا تو گناہ ہوگا اور مرد کو ثواب ملے گا، اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے، خود بخود نکلی تو رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک لوٹ کر نہ آئے۔

☆حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب پانچوں نمازیں پڑھتی ہو، رمضان کے روزے رکھتی ہو، عفت اور حیاء کے ساتھ رہتی ہو، خاوند کی اطاعت کرتی ہو تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے، یہی صحابی نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل کرتے ہیں کہ اگر خاوند کے ایک نتھنے سے خون اور دوسرے سے پیپ جاری ہو اور عورت زبان سے چاٹ کر اسے صاف کر دے تب بھی خاوند کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ (تنبیہ الغافلین۔ ۵۶۷)

☆اور ایک حدیث میں ہے کہ جب شوہر کہیں باہر جائے تو (بیوی) اس کی غیر

Marfat.com

موجودگی میں اس کے گھر بار اور ہر امانت کی حفاظت کرے۔(سنن ابی داؤد)

بیوی کے حقوق (بذمہ شوہر). حضرت حکیم بن معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہے کہ جیسا تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جیسا کپڑا پہنوں اسکو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو (یعنی قصور پر بھی مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب جگہ برا ہے) اور نہ اس کو برا کوسا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر اندر رہ کر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ)۔(حیوۃ المسلمین)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہوگا۔(ترمذی)

☆ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ کامل ایمان والا شخص کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا جو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک میں سب سے اچھا ہے۔(تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی زیر نگرانی چیز کا سوال ہوگا، آدمی اپنے اہل خانہ کا نگران ہے، اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا، حاکم وقت لوگوں کا نگران ہے، اس سے ان کے متعلق سوال ہوگا، حاکم وقت لوگوں کا نگران ہے، اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا، غلام اپنے آقا کے مال وغیرہ کا نگران ہے، اس سے اسی کے متعلق پوچھا جائے گا، اور عورت خاوند کے گھر کی نگران ہے، یہ اس کے متعلق جواب دہ ہوگی، الغرض تم سے ہر شخص اپنے اپنے درجہ میں نگران اور ذمہ دار ہے اور ہر کسی سے اس کی ذمہ داری کے متعلق سوال ہوگا۔(تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص کسی عورت سے اس کے مہر مثل کے عوض نکاح کرتا ہے مگر ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تو یہ شخص زانی ہے اور جو شخص کسی سے قرض مانگتا ہے اور دل میں ہے کہ ادا نہیں کروں گا، یہ چور ہے۔(تنبیہ الغافلین)

Marfat.com

☆ فقیہ فرماتے ہیں کہ شوہر پر عورت کے پانچ طرح کے حق لازم ہیں، ایک یہ کہ گھر سے باہر اس کے کام کاج سنوارے اور اسے گھر سے باہر نہ جانے دے کہ وہ عورت ہے جس کا بلا وجہ نکلنا گناہ اور بے مروتی ہے، دوسرے یہ کہ نماز، روزہ وغیرہ کے احکام کے متعلق بقدر ضرورت مسائل اسے سکھائے، تیسرے یہ کہ اسے حلال کھانا کھلائے کیونکہ حرام غذا سے پیدا ہونے والا گوشت دوزخ میں پگھلایا جائے گا، چوتھے یہ کہ اس پر کوئی ظلم نہ کرے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے، پانچویں یہ کہ وہ اگر اس پر کچھ زیادتی بھی کر بیٹھے تو محض اس کی ہمدردی میں اسے برداشت کرے کہ کہیں اس سے بھی بڑھ کر کوئی بات نہ کر بیٹھے۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے معاملے میں تم اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم نے انکو اللہ تعالیٰ کی امان کے ساتھ لیا ہے (مشکوۃ) آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو۔ (ترمذی)

☆ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمرؓ کے پاس اپنی بیوی کی شکایت لے کر حاضر ہوا، دروازے پر پہنچا تھا تو اندر سے حضرت عمرؓ کی بیوی ام کلثوم کی کچھ تیز کلامی محسوس ہوئی تو اپنے دل میں یہ سوچ کر لوٹنے لگا کہ میں تو اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا اور یہاں خود قصہ موجود ہے، حضرت عمرؓ نے اسے واپس بلایا تو کہنے لگا کہ میں یہ ارادہ لے کر آیا تھا کہ اپنی بیوی کا کچھ گلہ شکوہ آپ کے پاس کروں مگر آپ کے گھر کا معاملہ معلوم ہوا تو میں واپس ہو رہا ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے ذمے اس کے کچھ حقوق ہیں جس کی وجہ سے میں درگزر کرتا ہوں، ایک تو یہ کہ وہ میرے اور دوزخ کے درمیان آڑ ہے کہ اس کی وجہ سے میرا دل حرام سے بچا رہتا ہے، دوسرے یہ کہ میں باہر چلا جاتا ہوں تو وہ میرے مال و متاع کی رکھوالی کرتی ہے، تیسرے یہ کہ وہ میرے کپڑے دھوتی ہے، چوتھے یہ کہ وہ میری اولاد کی پرورش اور تربیت کرتی ہے پانچویں یہ کہ وہ میرا کھانا پکاتی ہے، یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا کہ یہ سب فوائد تو مجھے بھی حاصل ہیں، لہٰذا جس طرح آپ اپنی بیوی سے درگزر کرتے ہیں تو اب میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ (تنبیہ الغافلین)

اولاد کے حقوق۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا

Marfat.com

جائے اور ایک دینار کسی غلام کو آزاد کرانے میں اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے تو ان سب کا اجر وثواب کے لحاظ سے افضل وہ دینار ہے جو اہل وعیال کے نان نفقہ پر خرچ کیا جائے۔ (ص ۱۲۸۵ اسوہ رسول اکرمؐ)

حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو ورنہ ناانصافی ہوگی۔ (ص ۱۲۸۶ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

حسن تربیت. حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات ہیں کہ: (۱) مسلمانو خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو (۲) جو مسلمان اپنی لڑکی کی عمدہ تربیت کرے اور اس کو عمدہ تعلیم دے اور اس کی پرورش کرنے میں اچھی طرح صرف کرے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا (۳) مسلمانو! اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کیا کرو، (۴) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت ہے (۵) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز کیلئے ان کو سزا دو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کردو (۶) لوگو! تم قیامت میں اپنے اور باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے پس تم اپنا نام اچھا رکھا (۷) جس نام میں عبدیت اور خدا کی تعریف کا ظہور ہوتا ہے وہ نام اللہ کو بہت پیارا ہے، (۸) سب سے مقدم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا ضروری ہے پھر جو لوگ رشتے میں قریب ہوں ان پر خرچ کرنا چاہیے۔

☆امام شعبیؒ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس والد پر رحمت فرمائے جو اپنے بیٹے کے ساتھ فرمابرداری میں تعاون کرتا ہے یعنی وہ اپنے بیٹے کو ایسی بات نہیں کہتا جس میں اس کی طرف سے نافرمانی کا خطرہ ہو کسی صالح شخص کا قصہ ہے کہ اپنے بیٹے کو کسی کام کیلئے کہتے ہی نہ تھے ضرورت ہوتی تو کسی اور کو کہتے ان سے وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ مجھے خطرہ ہے کہ کوئی بات بیٹے سے کہوں اور وہ اس میں میری نافرمانی کرے تو دوزخ کے لائق بنے گا اسی لیے میں نہیں چاہتا کہ اپنی وجہ سے میں اسے دوزخ کا مستحق بناؤں۔ (تنبیہ الغافلین. ۱۴۸)

Marfat.com

اولاد کا نام اور ادب. حضرت ابو وہبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پیغمبروں کے نام پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب سے سچا نام حارث اور ہمام ہے۔

☆ حضرت حبہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن دو مسلمانوں کے تین بچے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر گئے ان کو قیامت کے دن لا کر جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہو جائیں، وہ کہیں گے (ہم جب بہشت میں داخل ہوں گے جب) ہمارے ماں باپ بھی داخل ہوں اس پر ان سے یہ کہا جائے گا اچھا تم بھی بہشت میں داخل ہو اور تمہارے ماں باپ بھی۔

لڑکیوں کی پرورش. حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں، اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سایے میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں، یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا، قیامت کے دن خدا کی مدد اس کے شامل حال رہے گی (طبرانی)

☆ حضور پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کیلئے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی (مشکوٰۃ)

اولاد صالح. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ان کو ثواب برابر ملتا رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے اور (۳) صالح اور نیک اولاد جو اس کیلئے دُعا گو رہے (ادب المفرد)

وصیت نامہ. حدیث شریف میں ہے کہ ہر مسلمان جس کے پاس وصیت کرنے کے قابل کوئی چیز ہو اس پر یہ حق ہے کہ دو راتیں اس پر نہ گزریں مگر یہ کہ وصیت اس کے پاس موجود ہو،

Marfat.com

☆ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو، ورنہ ناانصافی بری بات ہے (ترمذی)

ناجائز وصیت۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد اور اسی طرح کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں گزارتے ہیں پھر ان کے مرنے کا وقت آتا ہے تو وصیت کے ذریعے ورثاء کو نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان دونوں کیلئے جہنم واجب ہو جاتی ہے (ص ۲۸۶ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

وراثت۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو کسی وارث کی میراث کو قطع کرے، اللہ اس کی میراث کو جنت سے قطع کرے گا (مشکوٰۃ) لہٰذا اس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے کہ وصیت اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے میں یہ ارادہ اور نیت ہرگز نہ ہو، کہ کہیں فلاں وارث نہ بن جائے، بلکہ ارادہ اور نیت اپنی ضرورت کا پورا کرنا، اپنے لئے ذخیرہ بنانا ہو، آدمی کے ارادہ اور نیت کو عبادت میں بہت زیادہ دخل ہے (فضائل صدقات حصہ اول ۲۱۹)

بھائی، بہن اور قرابتداروں کے حقوق۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ویسا ہے جیسا باپ کا حق بیٹے پر (حیوۃ المسلمین)

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے پرورش کی دو یا تین بیٹیوں کی یا دو یا تین بہنوں کی تا آنکہ وہ اس سے جدا ہو جائیں (بیاہ شادی کے بعد) یا فوت ہو جائیں تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ساتھ ہونگے (جس طرح یہ دو انگلیاں) اور آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا، ایک بیٹی اور ایک بہن کا بھی یہی حکم ہے (اسوہ رسول اکرمؐ ۲۸۴)

☆ قرابت داری کے حقوق کا بھی لحاظ رکھو کیونکہ رحم جس کے معنی قرابت کے ہیں رحمان سے مطابقت رکھتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص رحم سے میل رکھے گا میں اس سے میل رکھوں گا، اور جو اس سے قطع تعلق کرے گا میں اس سے قطع تعلق کروں گا، صلہ رحمی کرنے والے کی عمر میں برکت ہوتی ہے جنت کی خوشبو جو پانچ سو برس کی مسافت سے آتی ہے وہ قاطع رحم کو ہرگز نہ آئے گی، رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کی خدمت کرنا نماز، روزہ، حج وعمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہے اور ماں کا حق باپ کی بنسبت دو

Marfat.com

چند ہے، حدیث میں حکم ہے کہ جو کچھ دینا ہو ساری اولاد کو مساوی دیا کرو (تبلیغ دین ۵۹)

مسلمان کے حقوق. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں، (اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (۱) جب اس سے ملنا ہو تو اس کو سلام کرنا (۲) جب وہ تجھ کو کھانے کیلئے بلائے تو قبول کرنا (۳) جب تم سے خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی کرنا (۴) چھینک لے اور الحمدللہ کہے تو یرحمک اللہ کہنا (۵) جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرنا (۶) جب مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جانا۔

(حیوۃ المسلمین)

مومن کا مقام. حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کو دیکھ کر (تعجب سے) ارشاد فرمایا: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه (اے کعبہ!) تو کس قدر پاکیزہ ہے، تیری خوشبو کس قدر عمدہ ہے اور تو کتنا زیادہ قابل احترام ہے، لیکن مؤمن کی عزت و احترام تجھ سے زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھ کو قابل احترام بنایا ہے، اور اسی طرح مومن کے مال، خون اور عزت کو بھی قابل احترام بنایا ہے اور (اسی احترام کی وجہ سے) اس بات کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ ہم مومن کے بارے میں ذرا بھی بدگمانی کریں۔ (منتخب احادیث ۴۷۲)

مسلمان کی حاجت روائی. حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائے گا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس مسجد نبوی میں اعتکاف بیٹھے تھے انہوں نے ایک شخص کو مسجد نبوی میں بڑی پریشانی اور سوچ و بچار میں بیٹھے دیکھا تو اس سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو اس نے اپنی پریشانی کی وجہ بتائی تو حضرت ابن عباس اعتکاف سے اٹھ کر اس شخص کے کام کی سفارش کیلئے چل پڑے اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے حضرت عبداللہؓ بن عباس نے فرمایا بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے اس قبر والے سے سنا (حضورؐ کی قبر کی طرف اشارہ کیا) کہ جو شخص اپنے بھائی کے کام کیلئے چلے اور اس میں کامیابی ہو جائے تو یہ اس کے دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی

Marfat.com

اللہ کیلئے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرمادیتے ہیں ایک خندق کی مسافت زمین سے لے کر آسمان تک کی مسافت سے زیادہ ہے (ص ۵۳۵ منتخب احادیث)۔

کامل مومن. عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے پورا مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے ایذاء سے تمام مسلمان محفوظ رہیں اور پکا مہاجر وہ ہے جو ان تمام باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے (بخاری و مسلم) ترمذی و نسائی نے اس حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ کامل مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں امانت دار سمجھیں (اسوۂ رسول اکرمؐ.۲۸۹)

مسلمان کی ہتک. حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ایسے موقع پر ذلیل کرے گا جہاں اس کی ہتک ہو یا اس کی عزت میں کچھ کمی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مقام میں ذلیل کرے گا جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلب گار ہو گا اور جو شخص کسی ایسی جگہ کسی مسلمان کی مدد کرے گا جہاں اس کی بے عزتی اور ہتک ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر اس کی مدد کرے گا جہاں اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہو گی (ابوداؤد)

ایفائے عہد. حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو! اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کرو، البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو معذور ہے، چنانچہ زید بن ارقمؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت وعدہ پورا کرنے کی نیت تھی مگر وہ وعدہ پورا نہیں کر سکا، اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر آنہ سکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہو گا) تو اس پر گناہ نہ ہو گا۔

(اسوۂ رسول اکرمؐ.۲۸۹)

مشورہ دینا. حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیے (ابن ماجہ) لہٰذا اسے چاہیے کہ مشورہ لینے والے کا راز ظاہر نہ کرے اور وہی مشورہ دے جو مشورہ لینے والے

Marfat.com

کیلئے زیادہ مفید ہو۔ (منتخب احادیث۔ ۵۵۴)

رحم کرنا۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری، مسلم)

مسلمان کو حقیر سمجھنا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر کوئی ظلم نہ کرے (اور جب وہ اس کی مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے، اور اس کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے (کیا خبر ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ ہو، جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک مقرب و مکرم ہو)۔

☆ پھر آپ ﷺ نے تین بار اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے (ہوسکتا ہے کہ تم کسی ظاہری حال سے معمولی آدمی سمجھتے ہو، اور اپنے دل کے تقویٰ کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک محترم ہو۔ اس لیے کبھی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو) آدمی کے برا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کیلئے قابل احترام ہے۔ اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو وغیرہ۔ اس لیے ناحق اس کا خون گرانا، اس کا مال لینا اور اس کی آبروریزی کرنا، یہ سب حرام ہیں۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علامات قیامت میں یہ بات بھی ہے کہ معمولی طبقے کے لوگ بڑے بڑے مکان اور اونچی حویلیاں بنا کر ان پر فخر کریں گے۔

(ص ۳۴۲ اُسوہ رسول اکرمؐ)

☆ ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ آدمی کیلئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور نہ اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا، مثلاً اس کا عیب کھولنا، اس کی غیبت کرنا وغیرہ)۔

Marfat.com

قطع تعلق. حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں کہ مومن کو تین دن تک چھوڑے رکھے، جب تین دن گزر جائیں تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے ملے اور سلام کرے، اگر دوسرے نے سلام کیا تو جواب دے تو دونوں شریک اجر وثواب ہوں گے اور اگر سلام کا جواب نہ دیا تو سلام کرنے والا بری الذمہ ہوگیا، اس پر قطع تعلقی کا گناہ نہیں رہا (بخاری ومسلم)

راستے کا حق. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راہوں پر بیٹھنے سے بچو اور اگر تم بیٹھنے سے باز نہ رہو تو راستہ میں بیٹھنے کا حق ادا کرو، صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آنکھوں کا بند کرنا (یعنی حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالے) اور ایذا سے باز رہنا (یعنی کوئی حرکت ایسی نہ ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہو مثلاً راستہ تنگ کردے) اور سلام کا جواب دینا (جواب دینا اس لیے کہا کہ سنت یہ ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے) اور لوگوں کو مشروع باتوں کا حکم کرے اور نامشروع باتوں سے منع کرے۔ (مشکوٰۃ)

مزدور کی اجرت. حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مزدور کو اس کی مزدوری قبل اس کے کہ اس کا پسینہ خشک ہو ادا کردو (اسوہ رسول اکرمؐ)۔

عیادت مریض. حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو مسلمان کسی بیمار مسلمان کی صبح کو عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جو شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں اور اسے جنت میں ایک باغ مل جاتا ہے (ص ۵۲۲ منتخب احادیث)۔

☆ مسلمانو! جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کو دیر تک زندہ رہنے کی خوشخبری دو کیونکہ تمہارے کہنے سے کسی انسان کی زندگی دراز نہیں ہوسکتی، مگر بیمار کی طبیعت خوش ہوجائے گی (ابن ماجہ، ترمذی) بیمار کی مناسب بیمار پرسی یہ ہے کہ مزاج پرسی کرنے والا اس کے پاس سے جلدی اٹھ آئے (اسوۂ رسول اکرمؐ ۲۹۱)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس وقت کوئی

Marfat.com

مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کیلئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی، تو نے جنت میں اپنا مقام بنالیا ہے (ترمذی)

دوست کا حق۔ ابن عونؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دوست کا اعزاز و اکرام اس طور پر نہ کرو جو اسے شاق گزرے، یعنی ہر شخص کے ساتھ اس کے مرتبہ کے شایان شان برتاؤ کرو۔ (اسوہ رسول اکرمؐ ۲۸۹)

چغلی کھانا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندگان خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں کھاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوادیتے ہیں (اسوہ رسول اکرمؐ ۲۸۹)

حقوق کی معافی۔ اگر کسی آدمی کے حق میں کوئی کمی ہوگئی ہو تو ان میں جو حق ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے یا معاف کرائے مثلاً کسی کا قرض رہ گیا تھا یا کسی کی خیانت وغیرہ کی تھی اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں ان کو فقط معاف کرائے مثلاً غیبت وغیرہ کی تھی یا مارا تھا اور اگر کسی وجہ سے حقداروں سے نہ معاف کراسکتا ہے نہ ادا کرسکتا ہے تو ان لوگوں کیلئے ہمیشہ بخشش کی دعا کرتا رہے عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت میں ان لوگوں کو رضامند کرکے معاف کرادیں مگر اس کے بعد بھی جب موقع ادا کرنے کا یا معاف کرانے کا ہو اس وقت اس میں بے پرواہی نہ کرے اور جو حقوق خود اس کے اوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں جن سے وصولی کی امید ہو نرمی کے ساتھ ان سے وصول کرے اور جن سے امید نہ ہو یا وہ حقوق قابل وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگرچہ قیامت میں ان کے عوض نیکیاں ملنے کی امید ہے مگر معاف کردینے میں اور زیادہ ثواب آیا ہے اس لئے بالکل معاف کردینا زیادہ بہتر ہے خاص کر جب کوئی شخص منت خوشامد کرکے معافی چاہے (بہشتی زیور ۳۱۲)

☆ ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ آپنی مجلس میں لوگوں سے پوچھا جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے لوگوں نے عرض کیا ہم میں سے مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس مال متاع کچھ نہ ہو حضورؐ نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوٰۃ ادا کرکے حاضر ہوا ہو مگر اس حال میں

Marfat.com

آیا ہو کہ کسی کو اس نے گالی دی تھی اور کسی پر بہتان لگایا تھا اور کسی کا مال مار کھایا تھا اور کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو مارا پیٹا تھا پھر ان سب مظلوموں کو اس کی نیکیاں لے لے کر بانٹ دی جائیں گی اور جب نیکیوں میں سے کچھ نہ بچا جس سے ان کا بدلہ چکایا جا سکے تو ان میں سے ہر ایک کے کچھ کچھ گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے اور وہ شخص دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔

(منتخب احادیث)

حقوق حاکم ومحکوم۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بادشاہ روئے زمین پر مخلوق پر رحمت وشفقت کرنے میں خدا کا سایہ ہوتا ہے، خدا کے بندے جو مظلوم ہوں اس سایہ میں پناہ لیتے ہیں اگر وہ انصاف کرے تو اسکو ثواب دیا جاتا ہے اور رعیت پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور اگر وہ ظلم کرے یا خدا کی امانت میں خیانت کرے تو بار گناہ اس پر ہے اور رعیت کو صبر کرنا لازم ہے (مشکوٰۃ)

☆ حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے حکمرانوں کو برا نہ کہو اور خدا سے ان کی بھلائی کی دُعا مانگا کرو، کیونکہ ان کی بھلائی میں تمہاری بھلائی ہے (طبرانی)

☆ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی نسبت سوال کیا جائے گا جو آدمی لوگوں پر حکومت کرتا ہے وہ ان کا راعی ہے اور لوگ اس کی رعیت ہیں، پس حاکم سے اس کی رعیت کی نسبت باز پرس کی جائے گی، ہر آدمی اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور گھر والے اس کی رعیت ہیں، پس ہر آدمی سے اس کے گھر والوں کی نسبت باز پرس ہوگی، ہر عورت اپنے خاوند کے گھر کی راعی ہے اور خاوند کا گھر اس کی رعیت ہے، پس ہر عورت سے اس کے خاوند کے گھر کی نسبت باز پرس کی جائے گی، ہر نوکر اپنے آقا کے مال واسباب پر راعی ہے اور آقا کا مال واسباب اس کی رعیت ہے پس ہر نوکر سے اس کے آقا کے مال واسباب کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ (مسند احمد)

☆ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو جب تمہارے حاکم نیک دل ہوں اور تمہارے امیر فیاض ہوں تو تمہارے معاملات کی بنیاد

Marfat.com

مشورہ پر ہو تو زمین کی سطح پر تمہارا رہنا زمین کے پیٹ میں جانے سے بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر ہوں اور تمہارے امیر بخیل ہوں اور تمہارے معاملات کا فیصلہ عورتوں کی رائے پر ہو تو زمین کے پیٹ میں تمہارا جانا زمین پر رہنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

☆ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حاکم کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ حکم پسند نہ آئے جب تک حاکم کسی گناہ کا حکم نہ دے اور جب وہ کسی گناہ کا حکم دے تو مسلمان پر اس کی اطاعت واجب نہیں۔

(بخاری ومسلم)

☆ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت واجب نہیں، اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔ (بخاری ومسلم)

☆ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم پر ایسے حاکم مقرر کیے جائیں گے جو اچھے کام بھی کریں گے اور برے کام بھی کریں گے پس جس شخص نے انکار کیا یعنی اسکے برے فعل کی نسبت اس کے منہ پر کہہ دیا کہ تمہارا یہ فعل شرع کے خلاف ہے اور وہ اپنے فرض سے بری ہو گیا اور جس شخص نے ایسا نہ کیا یعنی اس کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ زبان سے کہہ دے لیکن دل سے اس فعل کو برا سمجھا وہ سالم رہا یعنی اس کے گناہ میں شریک ہونے سے سالم (محفوظ) رہا، لیکن جو شخص اس کے فعل پر راضی ہوا، اور ان کی پیروی کی وہ ان کے گناہ میں شریک ہوا، صحابہؓ نے عرض کیا، کیا ان سے لڑیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔

(مشکوٰۃ)

☆ حضرت وائل بن حجر سلمہ بن یزیدؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اے خدا کے نبی آپ ﷺ اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر ہم پر ایسے حاکم مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں اور ہمارے حقوق سے انکار کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے احکام سنو اور ان کی اطاعت کرو اس لیے کہ ان پر وہ بات فرض ہے جو انہوں نے اپنے ذمہ لی ہے اور تم پر وہ چیز فرض ہے جو تم نے اٹھائی ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

☆ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظالم

Marfat.com

امیر کی دُعا قبول نہیں ہوتی (حاکم)، دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تین شخصوں کا کلمہ بھی قبول نہیں ہوتا ایک ان میں سے وہ حاکم ہے جو اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے۔ (طبرانی)

☆ حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ رعیت کی نگہبانی سپرد کرے اور وہ بھلائی اور خیر خواہی کے ساتھ نگہبانی نہ کرے وہ بہشت کی بو نہ پائے گا۔ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دُعا کرتے سنا ہے کہ اے اللہ جس شخص کو میری امت کے کسی کام کا والی اور متصرف بنایا گیا ہو اور وہ میری امت پر مشقت اور مصیبت ڈالے تو بھی اس پر مشقت و مصیبت ڈال اور جو شخص (حاکم و والی) میری امت پر رحم و نرمی کرے تو بھی اس پر رحم و نرمی کر۔ (مسلم و مشکوٰۃ)

حاکم کی رعایا پر رحم کی مثال۔ حضرت عمر فاروقؓ کے غلام حضرت اسلمؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے ساتھ حرّہ کی طرف جا رہا تھا۔ ایک جگہ آگ جلتی ہوئی جنگل میں نظر آئی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ شاید یہ کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کی وجہ سے شہر میں نہیں گیا باہر ہی ٹھہر گیا، چلو اس کی خیر خبر لیں رات کو حفاظت کا انتظام کریں، وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ چند بچے ہیں جو رو رہے ہیں اور چلا رہے ہیں، اور ایک دیگچی چولہے پر رکھی ہے جس میں پانی بھرا ہوا ہے اور اس کے نیچے آگ جل رہی ہے، انہوں نے سلام کی اور قریب آنے کی اجازت لیکر اس کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں، عورت نے کہا کہ بھوک سے لاچار ہو کر رو رہے ہیں، دریافت فرمایا کہ اس دیگچی میں کیا ہے، عورت نے کہا کہ پانی بھر کر بہلانے کے واسطے آگ پر رکھدی ہے کہ ذرا ان کو تسلّی ہو جائے اور سو جائیں، امیر المومنین عمر فاروقؓ کا اور میرا اللہ ہی کے یہاں فیصلہ ہوگا کہ میری اس تنگی کی خبر نہیں لیتے، حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے بھلا عمرؓ کو تیرے حال کی کیا خبر ہے، کہنے لگی کہ وہ ہمارے امیر بنے ہیں اور ہمارے حال کی خبر بھی نہیں رکھتے، اسلمؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مجھے ساتھ لیکر واپس ہوئے اور ایک بوری میں بیت المال میں سے کچھ آٹا اور کھجوریں اور چربی اور کچھ کپڑے اور کچھ درہم لئے، غرض اس

Marfat.com

بوری کو خوب بھرلیا، اور فرمایا کہ یہ میری کمر پر رکھدے میں نے عرض کیا کہ میں لے چلوں، آپؓ نے فرمایا نہیں، میری کمر پر رکھ دے، دو تین مرتبہ جب میں نے اصرار کیا تو فرمایا کیا قیامت میں بھی میرے بوجھ کو تو ہی اُٹھائے گا اس کو میں ہی اُٹھاؤں گا، اسلئے کہ قیامت میں مجھ ہی سے اس کا سوال ہوگا میں نے مجبور ہو کر بوری آپکی کمر پر رکھدی، آپؓ نہایت تیزی کے ساتھ اس کے پاس تشریف لے گئے، میں بھی ساتھ تھا، وہاں پہنچ کر اس دیگچی میں آٹا اور کچھ کھجوریں ڈالیں اور اس کو چلانا شروع کیا اور چولہے میں خود ہی پھونک مارنا شروع فرمائی، اسلمؓ کہتے ہیں کہ آپؓ کی گنجان داڑھی سے دُھواں نکلتا ہوا میں دیکھتا رہا، حتی کہ حریرہ سا تیار ہو گیا، اس کے بعد آپؓ نے اپنے دستِ مبارک سے نکال کر ان کو کھلایا، وہ سیر ہو کر خوب ہنس کھیل میں مشغول ہو گئے اور جو بچا تھا وہ دوسرے وقت کے واسطے ان کے حوالے کر دیا، وہ عورت بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے تم تھے اس کے مُستحق کہ بجائے حضرت عمرؓ کے تم ہی خلیفہ بنائے جاتے، حضرت عمرؓ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا کہ جب تم خلیفہ کے پاس جاؤ گی تو مجھ کو بھی وہیں پاؤ گی، حضرت عمرؓ اس کے قریب ہی ذرا ہٹ کر زمین پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد چلے آئے اور فرمایا کہ میں اس لئے بیٹھا تھا کہ میں نے ان کو روتے ہوئے دیکھا تھا، میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر ان کو ہنستے ہوئے بھی دیکھوں۔ (حکایات صحابہؓ۔ ۳۲)

غلاموں اور خادموں کے حقوق۔ سورہ البلد (۱۱ تا ۱۷) میں غلاموں کی گردن چھڑانے، مسکینوں کی مدد کرنے اور یتیموں کی کفالت کرنے کی تلقین کی گئی ہے غلاموں کی گردن چھڑانے کے بارے میں حضور ﷺ کی بکثرت احادیث روایات میں نقل ہوئی ہیں جن میں سے ایک حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایک مومن غلام کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے شخص کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے بچالے گا، ہاتھ کے بدلے میں ہاتھ، پاؤں کے بدلے میں پاؤں، شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ۔ (بخاری)

حضرت علیؓ بن حسینؓ (امام زین العابدین) نے اس حدیث کے راوی سعد بن مُرجانہ سے پوچھا کیا تم نے ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث خود سنی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، اس پر

Marfat.com

امام زین العابدین نے اپنے سب سے زیادہ قیمتی غلام کو بلایا اور اسی وقت اسے آزاد کر دیا، مسلم میں بیان کیا گیا ہے کہ اس غلام کے لئے ان کو دس ہزار درہم قیمت مل رہی تھی، امام ابو حنیفہ اور امام شعبی نے اسی آیت کی بنا پر کہا ہے کہ غلام آزاد کرنا صدقے سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر صدقے پر مقدم رکھا ہے۔

☆ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے آپؐ نے کبھی میری کسی بات پر اف تک نہیں کی کبھی میرے کسی کام پر یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہ کیا (مسلم-۳)۔

☆ غلاموں کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ان کے متعلق خدا سے ڈرو اور جو کچھ خود کھاؤ ان کو بھی کھلاؤ، اور جو تم پہنو وہی ان کو بھی پہناؤ تحمل سے زیادہ ان سے کام نہ لو اور یہ سمجھو کہ صاحب قدرت خدا نے ان کو تمہارا غلام بنا دیا ہے اگر وہ چاہتا تو تم کو ان کا غلام بنا دیتا جب کھانا لا کر تمہارے سامنے رکھے تو چونکہ آگ کی تپش اور دھوئیں کی کلفت اسی نے برداشت کی اور تم کو ان تکلیفوں سے بچایا ہے اس لیے اسکی دلدہی کرو اور اس کو شفقت کے ساتھ کھلاؤ یا کم سے کم ایک لقمہ اس کے ہاتھ پر رکھ دو اور پیار کے لہجے میں کہو کہ کھاؤ ایسا کرنے سے اس کا دل خوش ہو جائے گا اور تمہاری عزت میں فرق نہ آئے گا اگر وہ کوئی خطا کر بیٹھے تو درگزر کرو، اس کو غرور اور حقارت کی نظر سے مت دیکھو۔ (تبلیغ دین ۶۰)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کا خادم کھانا لائے اور اس نے کھانا تیار کرنے میں دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہو تو تم کو چاہیے کہ اس خادم کو اپنے ساتھ کھانے پر بٹھاؤ تو ایک دو لقمے اس کو ضرور دے دو۔

(بخاری و مسلم)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے خادم کی غلطی کو کتنی مرتبہ معاف کروں! آپ ﷺ خاموش رہے انہوں نے پھر وہی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے خادم کو کتنی مرتبہ معاف کروں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا روزانہ ستر مرتبہ (منتخب احادیث ۳۹۶)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کو انکے اپنے غلام کے ذریعہ زہر دلوایا گیا حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ

Marfat.com

اپنے مرض الموت میں اس غلام کو بلوایا اس سے پوچھا کہ تمہیں زہر دینے پر کس چیز نے اکسایا اس نے کہا کہ سو دینار دیئے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا آپؓ نے فرمایا وہ دینار لے آ وہ لایا تو ان کو بیت المال میں جمع کروادیا اور غلام کو آزاد کر کے کہا کہ تو کسی ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے (فضائل نماز ۷۲) حضرت علی بن حسینؓ (امام زین العابدینؓ) کی ایک باندی ان کو وضو کرارہی تھی کہ لوٹا ہاتھ سے گرا جس سے ان کا منہ مبارک زخمی ہو گیا انہوں نے تیز نگاہ سے باندی کو دیکھا وہ کہنے لگی اللہ کا ارشاد ہے "و الکاظمین الغیظ" حضرتؓ نے فرمایا میں نے اپنا غصہ پی لیا' اس نے پھر پڑھا "والعافین عن الناس" آپؓ نے فرمایا تجھے اللہ معاف کرے، اس نے پھر پڑھا "واللہ یحب المحسنین" آپؓ نے فرمایا تو آزاد ہے، ایک مرتبہ مہمان کیلئے ان کا غلام گرم گرم گوشت کا پیالہ بھرا ہوا لا رہا تھا وہ ان کے چھوٹے بچے کے سر پر گر گیا وہ مر گیا آپؓ نے غلام سے فرمایا تو آزاد ہے اور خود بچے کی تجہیز و تکفین میں لگ گئے۔ (فضائل صدقات حصہ اول ۳۰)

<u>پڑوسی کے حقوق</u>۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے ہمسائے کیلئے وہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔

(ص ۱۲۸ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ مجھے پڑوسی کے بارہ میں اسقدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے ان کی تاکید وں سے گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنا کر رہیں گے۔ (ص ۱۲۸ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان بندہ مرتا ہے اور اس کے قریب تر پڑوسیوں میں سے تین آدمی اس پر خیر کی گواہی دیتے ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے بندوں کی شہادت ان کے علم کے مطابق قبول کر لی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو میں نے بخش دیا۔ (اسوہ رسول اکرمؐ ۱۸۹)

☆ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کی جائے اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جائے اگر وہ ادھار

Marfat.com

مانگے تو اس کو قرض دے اگر وہ ننگا ہے تو اس کو کپڑے پہنائے اور کوئی خوشی اس کو حاصل ہو تو مبارک باد دے اگر کوئی مصیبت اس کو طاری ہو تو اس کو تسلی دے اور اپنے مکان کو اس کے مکان سے اونچا نہ کرے تاکہ وہ ہوا سے محروم نہ رہے اور اپنے چولہے کے دھویں سے اس کو ایذا نہ پہنچائے مگر اس صورت میں کہ جو پکاوے اس میں سے اس کا حصہ بھی لگا لے، اگر تو کوئی پھل خریدے تو اس کو ہدیہ دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس پھل کو ایسی طرح پوشیدہ گھر میں لائے کہ وہ نہ دیکھے اور اس کو تیری اولاد باہر لے کر نہ نکلے تاکہ پڑوسی کے بچے اس کو دیکھ کر رنجیدہ نہ ہوں۔ (ص ۱۲۷ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے مکان میں ایک کھجور کا درخت کھڑا تھا جس کی شاخ پڑوسی کے مکان پر بھی لٹک رہی تھی وہ پڑوسی غریب آدمی تھا جب یہ شخص اپنے درخت پر کھجوریں توڑنے کیلئے چڑھتا تو حرکت سے کچھ کھجوریں پڑوسی کے مکان میں گر جایا کرتیں جن کو اس کے غریب بچے اٹھا لیا کرتے یہ شخص درخت پر سے اترتا اور پڑوسی کے مکان پر جا کر ان بچوں کے ہاتھ میں سے کھجوریں چھین لیتا حتیٰ کہ ان کے منہ میں سے بھی انگلی ڈال کر نکال لیا کرتا، اس فقیر نے حضورؐ سے اس کی شکایت کی حضورؐ نے سن کر فرمایا کہ اچھا جاؤ اس کے بعد کھجور کے مالک سے حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارا فلاں کھجور کا درخت جو فلاں شخص کے گھر میں جھک رہا ہے وہ تم مجھے اس وعدہ پر دیتے ہو کہ تمہیں اس کے بدلے میں جنت میں کھجور کا درخت مل جائے اس نے دینے سے عذر کر دیا ایک اور صحابی اس گفتگو کو سن رہے تھے انہوں نے اس کے جانے کے بعد حضورؐ سے عرض کیا کہ اگر وہ درخت میں لے کر پیش کر دوں تو میرے لیے بھی وہی وعدہ جنت میں کھجور کے درخت کا ہے حضورؐ نے فرمایا تم سے بھی وہی وعدہ ہے یہ صاحب اٹھے اور کھجور کے چالیس درختوں کے بدلے وہ درخت خرید کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ وہ درخت میں نے خرید لیا ہے، وہ حضورؐ کی نذر ہے حضورؐ اس فقیر کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہ درخت اس فقیر کو مرحمت فرما دیا اسکے بعد سورہ واللیل نازل ہوئی۔ (ص ۲۰۷ فضائل صدقات حصہ دوم)

☆ ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک عورت کا حال بیان کیا گیا کہ وہ روزے بھی کثرت سے رکھتی ہے، تہجد بھی پڑھتی ہے، لیکن اپنے

Marfat.com

پڑوسیوں کو ستاتی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں داخل ہوگی (چاہے پھر سزا بھگت کر نکل آئے)، امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ پڑوسی کا حق صرف یہی نہیں، کہ اس کو تکلیف نہ دی جائے، بلکہ اس کا حق یہ ہے کہ اس کی تکلیف کو برداشت کیا جائے (فضائل صدقات حصہ اول. ۱۳۰)

☆ حضرت ابن المقفعؒ اپنے پروسی کی دیوار کے سایہ میں اکثر بیٹھ جایا کرتے تھے، ان کو معلوم ہوا کہ اسکے ذمہ قرض ہوگیا جس کی وجہ سے وہ اپنا گھر فروخت کرنا چاہتا ہے، فرمانے لگے کہ ہم اس کے گھر کے سایہ میں ہمیشہ بیٹھے، اس کے سایہ کا حق ہم نے کچھ ادا نہ کیا، یہ کہہ کر اس کے گھر کی قیمت اس کو نذر کردی اور فرمایا کہ تمہیں قیمت وصول ہوگئی، اب اس کو فروخت کرنے کا ارادہ نہ کرنا۔ (فضائل صدقات حصہ اول. ۱۳۰)

☆ حضرت ابن عمرؓ کے غلام نے ایک بکری ذبح کی، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب اس کی کھال نکال چکو تو سب سے پہلے اسکے گوشت میں سے میرے یہودی پڑوسی کو دینا، کئی دفعہ یہی لفظ فرمایا، غلام نے عرض کیا آپؓ کتنی مرتبہ اس کو فرمائیں گے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ مجھے حضرت جبرئیلؑ بار بار پڑوسی کے متعلق تاکید فرماتے رہے (اس لئے میں بار بار کہہ رہا ہوں)۔

(فضائل صدقات حصہ اول. ۱۳۰)

☆ ابوشریح خزاعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور آفتوں سے خائف رہتے ہوں۔ (ص ۱۱۲۰ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جن کا مقدمہ پیش ہوگا وہ ہمسایہ ہوں گے لہٰذا پڑوس کے حقوق کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے کیونکہ ہمسایہ کے پلے ہوئے کتے کے اگر ڈھیلا بھی مارو گے تو ہمسایہ کے ایزا رساں سمجھے جاؤ گے، ایک عورت نہایت پارسا تھی مگر اس کے پڑوسی اس سے نالاں رہتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس کو دوزخی فرمایا ہے (تبلیغ دین. ۵۸)

<u>مساکین اور یتامیٰ کے حقوق</u>. مساکین کی مدد کے فضائل حضور ﷺ نے بکثرت احادیث میں ارشاد فرمائے ہیں، ان میں سے ایک حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ہے کہ

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا کہ "بیوہ اور مسکین کی مدد کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا ایسا ہے جیسے جہاد فی سبیل اللہ میں دوڑ دھوپ کرنے والا، (اور حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں) کہ مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ ایسا ہے جیسے وہ شخص جو نماز میں کھڑا رہے اور آرام نہ لے اور وہ جو پے در پے روزے رکھے اور کبھی روزہ نہ چھوڑے (بخاری و مسلم)

☆ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے، کہ بے خاوند والی عورت اور مسکین کی ضرورت میں کوشش کرنیوالا ایسا ہے جیسا کہ جہاد میں کوشش کرنیوالا، اور غالباً یہ بھی فرمایا کہ ایسا ہے جیسا رات بھر نماز پڑھنے والا کہ ذرا بھی سستی نہ کرے اور دن بھر روزہ رکھنے والا کہ ہمیشہ روزہ دار رہے" (فضائل صدقات)

☆ مسکین اور یتیم کو کھانا کھلانے کی اہمیت اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں صاحبزادے بیمار ہو گئے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے منت مانی کہ اگر تندرست ہو گئے تو تین تین روزے دونوں میاں بیوی رکھیں گے اللہ تعالیٰ نے دونوں صاحبزادوں کو صحت دے دی ان حضرات نے شکرانے کے روزے رکھنے شروع کر دیے لیکن گھر میں سحر و افطار کیلئے کچھ نہ تھا حضرت علیؓ ایک یہودی جس کا نام شمعون تھا کے پاس گئے کہ اگر تو کچھ اون بننے کیلئے اجرت پر دے دے تو حضرت محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ اس کام کو کر دیگی اس نے اون کی ایک گٹھڑی تین ساع جو کی اجرت پر بننے کیلئے دے دی حضرت فاطمہؓ نے تین دن میں وہ اون بنی اور روزانہ ایک ایک ساع جَو بطور اجرت لیتی تھیں اور اس سے کھانا تیار کرتی تھیں ایک دن کھانا کھانے کے موقع پر ایک مسکین آ گیا تو سارا کھانا اس کو دے دیا دوسرے دن عین کھانے کے موقع پر ایک مسافر آ گیا اس نے کھانے کا سوال کیا تو سارا کھانا اس کو دے دیا تیسرے دن جب کھانا تیار ہوا تو ایک قیدی نے آ کر سوال کیا تو سارا کھانا اس کو دے دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کرتے رہے اس پر جبرائیل علیہ السلام سورہ دہر کی آیات ۸-۹ لے کر آئے جن کا مفہوم ہے کہ "اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں ہم تم سے نہ تو کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ" جن میں حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کی شان میں پروانہ خوشنودی کی مبارکباد دی۔

Marfat.com

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس نے میری مخلوق میں سے کسی ایسے کمزور کے ساتھ بھلائی کی جسکا کوئی کفایت کرنے والا نہیں تھا تو ایسے بندہ کی کفالت کا میں ذمہ دار ہوں (خطیب)

☆ یتامیٰ کے بارے میں تو حضور ﷺ کے بے شمار ارشادات ہیں، حضرت سہلؓ بن سعد کی روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور وہ شخص جو کسی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار یتیم کی کفالت کرے، جنت میں اس طرح ہوں گے، یہ فرما کر آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو اٹھا کر دکھایا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا'' (بخاری)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ''مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے نیک سلوک ہو رہا ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم سے برا سلوک ہو رہا ہو'' (ابن ماجہ)

☆ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں، کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور محض اللہ کی خاطر پھیرا اس بچے کے ہر بال کے بدلے جس پر اس شخص کا ہاتھ گزرا اس کے کیلئے نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جس نے کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نیک برتاؤ کیا وہ اور میں جنت میں اسطرح ہوں گے، اور یہ فرما کر حضور نے اپنی دو انگلیاں ملا کر بتائیں۔ (مسند احمد)

☆ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس نے کسی یتیم کو اپنے کھانے اور پینے میں شامل کیا اللہ نے اس کیلئے جنت واجب کر دی الا یہ کہ وہ کوئی ایسا گناہ کر بیٹھا ہو جو معاف نہیں کیا جا سکتا''۔ (شرح السنۃ)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول پاک ﷺ سے شکایت کی کہ میرا دل سخت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا ''یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور مسکین کو کھانا کھلا''۔

(تفسیر سورۃ البلد)

☆ ابو جہل ایک یتیم کا وصی تھا وہ بچہ ایک دن اس حالت میں اس کے پاس آیا کہ اس کے بدن پر کپڑے نہ تھے اور اس نے التجا کی کہ اس کے باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اسے کچھ دے دیں مگر اس ظالم نے اس کی طرف توجہ تک نہ کی اور وہ کھڑے

Marfat.com

کھڑے مایوس ہو کر واپس چلا گیا اور حرم میں بیٹھے سرداروں سے ابو جہل کے رویہ کی شکایت کی تو قریش کے سرداروں نے ازراہِ شرارت اس سے کہا کہ محمد ﷺ کے پاس جا کر شکایت کر وہ ابو جہل سے سفارش کر کے تجھے تیرا مال دلوا دیں گے بچہ بے چارہ ناواقف تھا کہ ابو جہل کا حضورؐ سے کیا تعلق ہے اور یہ بد بخت اسے کس غرض کیلئے مشورہ دے رہے ہیں وہ سیدھا حضورؐ کے پاس پہنچا آپنا حال سنایا آپؐ اسی وقت اسے ساتھ لے کر آپنے بدترین، دشمن ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے آپؐ نے اس سے فرمایا کہ اس بچے کا حق اسے دیدو تو وہ فوراً مان گیا اور اس کا مال لا کر اسے دے دیا قریش اس تاک میں تھے کہ دیکھیں ان دونوں کے درمیان کیا معاملہ ہوتا ہے وہ کسی مزیدار جھڑپ کی امید کر رہے تھے مگر جب انہوں نے یہ معاملہ دیکھا تو حیران ہو کر ابو جہل کے پاس آئے اور اسے طعنہ دیا کہ تم بھی اپنا دین چھوڑ گئے اس نے کہا خدا کی قسم میں نے اپنا دین نہیں چھوڑا مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ محمد ﷺ کے دائیں بائیں ایک ایک حربہ ہے جو میرے اندر گھس جائے گا اگر میں نے ذرا بھی ان کی مرضی کے خلاف حرکت کی، اس واقعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے حضورؐ کس بلند اخلاق کے مالک تھے اور آپؐ کے اس اخلاق کا اپنے بدترین دشمنوں پر کیا رعب تھا (تفسیر آیت ۲ سورہ ماعون) اس بارے میں حضورؐ کا ارشاد بھی ہے کہ جو شخص کسی کی ایک ضرورت پوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی تہتر حاجتیں پوری کرتا ہے جسمیں ایک دنیا کیلئے کافی ہو جائیگی باقی بہتر جنت میں درجات بلند کرنے کا ذریعہ بنیں گی۔

☆ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک اعلان ہوگا کہ امت محمدیہؐ کے فقراء کہاں ہیں اُٹھو اور لوگوں کو میدانِ قیامت میں سے تلاش کر لو جو جس شخص نے تم میں سے کسی کو میرے لئے ایک لقمہ دیا ہو یا میرے لئے کوئی گھونٹ پانی کا دیا ہو یا میرے لئے کوئی نیا پُرانا کپڑا دیا ہو، ان کے ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دو، اس پر فقراء امت اٹھیں گے اور کسی کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے کہ یا اللہ! اس نے مجھے کھانا کھلایا تھا، اس نے مجھے پانی پلایا تھا، کوئی بھی فقراء امت میں سے چھوٹا یا بڑا شخص نہ ہو گا جو ان کو جنت میں داخل نہ کرائے۔

(فضائل صدقات حصہ اول۔ ۹۴)

☆ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اعلان کرنے والا اعلان کرے گا،

Marfat.com

کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے فقیروں اور مسکینوں کا اکرام کیا، آج تم جنت میں ایسی طرح داخل ہو جاؤ کہ نہ تم پر کسی قسم کا خوف ہے نہ تم غمگین ہو، اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا، کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے بیمار، فقیروں اور غریبوں کی عیادت کی، آج وہ نور کے منبروں پر بیٹھیں، اور اللہ پاک سے باتیں کریں اور دوسرے لوگ حساب کی سختی میں مبتلا ہوں گے۔ (فضائل صدقات حصہ اول۔ ۹۴)

کسب معاش

مال کی قدر۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی دولت کو پسند نہیں کرتا اس میں کوئی خوبی نہیں ہے کیونکہ اس کے وسیلہ سے رشتہ داروں کے حق پورے کیے جاتے ہیں اور امانت ادا کی جاتی ہے اور اس کی برکت سے آدمی دنیا کے لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے (بیہقی)

قناعت۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو جو کچھ دیتا ہے اس سے ان کی آزمائش کرتا ہے، اگر وہ اپنی قسمت پر راضی ہو جائیں تو ان کی روزی میں برکت عطا فرماتا ہے اور اگر راضی نہ ہوں تو ان کی روزی کو وسیع نہیں کرتا (مسند احمد)

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جو آدمی تھوڑی سی روزی پر راضی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کام میں کامیاب ہو اس کو لازم ہے کہ اس کو نہ چھوڑے۔ (بیہقی)

حلال روزی کے فضائل۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے کو حلال روزی کی تلاش میں محنت کرتا اور تکلیف اٹھاتا دیکھے۔ (ترمذی)

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے بوڑھے والدین کیلئے روزی کماتا اور دوڑ دھوپ میں رہتا ہے وہ خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی

Marfat.com

اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کیلئے محنت کرتا ہے، وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی
اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کیلئے محنت کرتا ہے وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی
اپنی ذات کیلئے محنت کرتا ہے تاکہ لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے

(بخاری و مسلم)

ناجائز آمدنی کا وبال۔ حدیث شریف میں ہے کہ (انسان کا جسم) جس کے گوشت نے حرام آمدنی سے نشو و نما پائی وہ جنت میں (سزا پائے بغیر) داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

☆ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ کا غلام کچھ کھانا لایا تو آپ نے اس میں سے ایک لقمہ کھالیا غلام نے عرض کیا کہ آپ روزانہ دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کس ذریعہ سے کمایا آج دریافت نہیں فرمایا آپ نے فرمایا بھوک کی شدت کیوجہ سے دریافت کرنے کی نوبت نہیں آئی اب بتاؤ غلام نے عرض کیا میں زمانہ جاہلیت میں ایک قوم سے گزرا تھا اور ان پر منتر پڑھا تھا آج میرا گزر ادھر ہوا تو ان کے یہاں شادی ہو رہی تھی انہوں نے یہ کھانا مجھے دیا تھا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تو مجھے ہلاک ہی کر دیتا پھر پانی پی پی کرتے کرتے رہے یہاں تک کہ وہ لقمہ نکالا اور فرمایا کہ میری جان کے ساتھ بھی یہ لقمہ نکلتا تو میں اسکو نکالتا میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ جو بدن مال حرام سے پرورش پائے گا آگ اس کیلئے بہتر ہے مجھے ڈر ہوا کہ میرے بدن کا کوئی حصہ اس لقمہ سے پرورش نہ پا جائے۔ (ص ۵۷ حکایات صحابہ)

☆ کسی وقت کوفہ میں مستجاب الدعا لوگوں کی ایک جماعت رہتی تھی جب کبھی کوئی ظلم اور اللہ کا نافرمان حکمران مقرر ہوتا تو یہ جماعت اس کے خلاف اللہ تعالیٰ سے بددعا کرتی تو وہ حکمران ہلاک ہو جاتا یا اسکی حکومت ختم ہو جاتی حجاج بن یوسف جب عراق کا گورنر مقرر ہوا تو اس نے ان جماعت والے سب لوگوں کی دعوت کی، دعوت کھلانے کے بعد ان لوگوں سے فرمایا کہ میں نے تمہیں حرام کا رزق کھلا دیا ہے لہٰذا میں تمہاری بددعا سے محفوظ ہو گیا ہوں کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے جس کا کھانا پینا حرام ہو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

(ص ۲۵ فضائل رمضان)

اپنے ہاتھ کی کمائی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد کی

Marfat.com

کمائی بھی جائز ہے۔ (ترمذی)

حلال کمائی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پاک وحلال کمائی فرض ہے، فرض کے بعد یعنی فرائض کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں حلال کمائی بھی فرض ہے۔ (بیہقی)

تلاش رزق کا وقت۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے رزق کی تلاش اور حلال کمائی کیلئے صبح سویرے ہی چلے جایا کرو کیونکہ اس وقت کاموں میں برکت اور کشادگی ہوتی ہے (طبرانی)

رزق مقدر۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ کوئی شخص نہیں مرتا جب تک وہ اپنا مقدر کا رزق پورا نہیں کر لیتا اگرچہ دیر سے اس کو پہنچے، پس جب یہ بات ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور روزی تلاش کرنے میں حد اعتدال سے تجاوز مت کرو اور خیر رزق کی صورت میں گناہوں کے ساتھ رزق طلب نہ کرنے لگنا اور جو رزق حلال اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ طاعت ہی سے حاصل ہوتا ہے (بزار)

تجارت

تاجر کی نیک خصلتیں۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تاجروں میں جب تین خصلتیں ہوں تو ان کی کمائی عمدہ اور حلال ہوگی (۱) جب وہ (کسی سے کوئی چیز) خریدے تو (اس کی) برائی نہ کرے اور (۲) جب وہ کسی کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرے تو (اس کی بے جا) تعریف نہ کرے اور بیع میں تدلیس نہ کرے (یعنی خریدار سے مال کا عیب نہ چھپائے) اور (۳) اس (معاملہ) کے درمیان (جھوٹی) قسم نہ کھائے (ص ۱۲۹۶ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

معاملہ میں صداقت۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے عمدہ پیشہ ان سوداگروں کا ہے کہ جو بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں (جھوٹ نہیں بولتے) اور اگر ان کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت نہیں کرتے اور جب وعدہ کرتے ہیں، تو اس

Marfat.com

وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتے اور جب کوئی چیز فروخت کرتے ہیں تو اس کی بے حد تعریف نہیں کرتے، اور جب کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس کی قیمت ادا کرنے میں دیر نہیں کرتے اور اگر ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو مقروض پر سختی نہیں کرتے (بیہقی)

معاملہ میں نرمی۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے (بخاری)، (اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایسے شخص کیلئے دُعا فرمائی ہے)

جھوٹی قسمیں کھانا۔ جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا سودا بیچنے والے کے بارے میں حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق ناجائز طور سے مار لیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمی کیلئے دوزخ واجب کر دی ہے اور جنت کو اس پر حرام کر دیا ہے حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ وہ کوئی معمولی چیز ہو آپؐ نے فرمایا ہاں اگرچہ جنگلی درخت پیلو کی ٹہنی ہو۔

(ص ۱۳۴۵ اسوہ رسول اکرم)

سبق آموز واقعات۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر کے ملازم نے ۳۰۰ درہم میں گھوڑا خریدا تو وہ گھوڑے کے مالک کو فرمانے لگے کہ تیرا گھوڑا زیادہ قیمت کا ہے تمہیں ۴۰۰ دے دوں اس نے کہا دے دیں انہوں نے فرمایا کیوں نہ ۵۰۰ دے دوں اس نے کہا دے دیں انہوں نے فرمایا ۶۰۰ دے دوں اس نے کہا دے دیں پھر انہوں نے فرمایا کہ ۷۰۰ کیوں نہ دے دوں وہ کچھ بے اعتبارہ سا ہو گیا کہ پتہ نہیں انہوں نے لینا بھی ہے یا نہیں، پھر آپ نے فرمایا کہ تمہیں ۸۰۰ درہم دے دوں اس نے کہا میں تو ۳۰۰ درہم پر بھی خوش تھا آپ جتنے زیادہ دینا چاہتے ہیں دے دیں پھر آپ نے خادم سے کہا کہ انہیں ۸۰۰ درہم دے دیں اور گھوڑا باندھ لیں یہ خریدار قیمت بڑھا کر دے رہا ہے اور گھوڑے کے مالک سے جو تین سو درہم پر راضی تھا، فرما رہے ہیں کہ بھائی تیرا گھوڑا زیادہ قیمت کا تھا تمہیں اس کی قیمت کا پتہ نہیں، میں کم قیمت پر کیوں لیتا تین سو مانگنے والے کو جب آٹھ سو مل گئے تو وہ کتنا خوش ہوا ہو گا پھر خادم نے آپ سے پوچھا کہ پانچ سو زیادہ کس خوشی میں دیئے فرمایا میں نے اللہ کے نبیؐ

Marfat.com

سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک زندہ رہوں گا ہر مسلمان کی خیر خواہی چاہوں گا میں نے اللہ کے نبیؐ کے ہاتھ پر بیعت کی جب اس کا گھوڑا آٹھ سو کا تھا میں تین سو کا لے کر خیانت کیوں کرتا

☆ حضرت یونس بن عبیدؒ ریشمی کپڑے کے تاجر تھے خالص تھان چار سو درہم کا تھا اور نا خالص تھان دو سو کا تھا ایک آدمی آیا وہ ان کے بیٹے سے دو سو والا تھان چار سو کا خرید کر دوکان سے اتر رہا تھا کہ حضرت یونسؒ دوکان پر پہنچ گئے اس سے پوچھا کہ یہ تھان کتنے کا لیا ہے اس نے کہا چار سو کا لیا ہے فرمایا مہنگا لیا ہے اس نے کہا نہیں میرے گاؤں میں اس کی قیمت پانچ سو ہے اس میں سو روپے کا نفع ہے آپ نے فرمایا تو اس میں دو سو اور کما سکتا ہے اس گاہک نے کہا بھائی آپ کون ہیں فرمایا میں اس دوکان کا مالک ہوں اس کو ساتھ واپس لائے اور بیٹے سے پوچھا کہ تو نے یہ تھان چار سو کا بھول کر دیا ہے یا جان بوجھ کر دیا ہے بیٹے نے بتایا کہ بس میں نے چار سو مانگے اس نے دے دیے انہوں نے دو سو گاہک کو واپس کر دیے کہ لے بھائی تو دو سو اور زیادہ نفع کما لے ہمیں تو اس دو سو میں بھی نفع ہے اور بیٹے سے کہا کہ تمہیں شرم نہ آئی دھوکا دیتے ہوئے اور چار سو مانگتے ہوئے جبکہ ہمیں دو سو میں بھی نفع ہے۔

☆ حضرت امام ابو حنیفہؒ کپڑے کے تاجر تھے ہفتہ میں ایک دن دوکان پر بیٹھتے تھے انکا ایسا ایماندارانہ لین دین تھا کہ نا تجربہ کار لوگ اگر اپنا مال فروخت کرنے کیلئے انکی دوکان پر آتے اور قیمت کم بتاتے تو یہ خود انکی قیمت بڑھا کر ان کو صحیح قیمت ادا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک عورت کپڑا بیچنے آئی آپ نے پوچھا بی بی کتنے کا دینا ہے اس نے کہا میں دو سو درہم لونگی آپ نے فرمایا بی بی تیرا کپڑا زیادہ قیمت کا ہے اس نے کہا پھر تین سو درہم دے دو آپ نے فرمایا اس سے بھی زیادہ قیمت کا ہے اس عورت نے کہا پھر چار سو درہم دے دیں امام صاحب نے فرمایا نہیں اس سے بھی زیادہ قیمت کا ہے اس عورت نے کہا بیٹا کیوں مذاق کرتے ہیں پتہ نہیں آپ نے لینا بھی ہے کہ نہیں، میں تو دو سو درہم پر راضی ہوں اگر آپ زیادہ دینا چاہتے ہیں تو زیادہ دے دیں پھر آپ نے بازار سے اس کی قیمت کا پتہ کروایا تو پتہ چلا کہ بازار میں اس کپڑا کی قیمت پانچ سو درہم ہے تو آپ نے دو سو مانگنے والی عورت کو پانچ سو درہم دے دیے بیچنے والی کے بجائے خریدار قیمت بڑھا کر دے رہا

Marfat.com

ہے اور کہا کہ اماں تیرا تھان پانچ سو درہم کا تھا میں اسے دوسو درہم میں کیسے رکھ لیتا یہ تو جھوٹ اور خیانت ہوتی۔

☆ نبی ﷺ سے پوچھا گیا، کیا مسلمان بخیل ہوسکتا ہے، کہا ہوسکتا ہے، پھر پوچھا گیا، کیا مسلمان بزدل ہوسکتا ہے، کہا ہوسکتا ہے، پھر پوچھا، کہ کیا مسلمان جھوٹ بول سکتا ہے، کہا نہیں، مسلمان جھوٹ نہیں بول سکتا، پھر آپؐ نے کہا میرا اُمتی ہر عیب کرسکتا ہے مگر جھوٹ اور خیانت کبھی نہیں کرسکتا دھوکا دینا اگلے کی زندگی اور مال سے کھیل جانا اور اس کو تجارت کا نام دینا اور اس کو نفع کا نام دینا، یہ تو آگ کے انگارے خریدنا ہے فرمایا جس نے دھوکا دیا وہ میری اُمت سے خارج ہوگیا زنا کرنے والے اور شراب پینے والے کو نہیں کہا کہ میری اُمت سے خارج ہوگیا، دھوکا دینے والے کو کہا کہ میری اُمت سے خارج ہو گیا۔ (بیان مولانا طارق جمیل)

☆ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ نے اپنے شریک کاروبار بشیر نامی شخص کو مال بیچنے کیلئے باہر بھیجا اس مال میں ایک حصہ عیب دار تھا امام صاحب نے شریک کاروبار کو ہدایت کی کہ جس کے ہاتھ فروخت کرے اسے عیب سے آگاہ کردے مگر وہ اس بات کو بھول گیا اور سارا مال عیب ظاہر کیے بغیر فروخت کر آیا امام صاحب نے اس پورے مال کی وصول شدہ قیمت جو تقریباً ۳۵ ہزار درہم تھی خیرات کردی۔

تجارت میں صدق وامانت۔ عبید بن رفاعہؓ اپنے والد ماجد حضرت رفاعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت کی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اٹھائے جائیں گے (یعنی عام تاجروں کا حشر بدکاروں کے ساتھ ہوگا) سوائے ان (خداترس اور خداپرست) تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ، نیکی، حسن سلوک اور سچائی کو برتا ہوگا (معارف الحدیث)

تاجر کی صداقت۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچا اور امانت دار سوداگر، انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا (جامع ترمذی)

رعایت باہمی۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشک اللہ تعالیٰ خرید وفروخت میں اور قرض کی ادائیگی میں رعایت ومروت کرنے والے کو دوست

Marfat.com

رکھتے ہیں (ترمذی)

کم ناپنا اور تولنا. حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپنے اور تولنے والوں سے ارشاد فرمایا تمہارے ہاتھ میں دو ایسے کام ہیں جن کے سبب سے تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں (یعنی پورا وزن نہ تولنے اور کم ناپنے کے سبب ہلاک ہوئیں تم ایسا نہ کرنا)۔ (ترمذی)

☆ قرآن پاک میں قوم شعیب علیہ السلام کا واقعہ آیا ہے کہ یہ قوم تاجر تھے ناپ تول میں کمی کرتے تھے ان کے لینے کے پیمانے اور، دینے کے پیمانے اور تھے اس قوم نے اپنے نبیؑ کی بات نہ مانی تو بشکل سائبان ابر کا عذاب آیا اور اس سے آگ برسی جس سے ساری قوم ہلاک ہوگئی۔ (جزاء الاعمال)

ذخیرہ اندوزی. حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تاجر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق دیا جاتا ہے (قحط کے زمانے میں) غلہ کو گرانی کے خیال سے روکنے اور رکھنے والا ملعون ہے (ابن ماجہ)

مال کا صدقہ. نبی کریم ﷺ نے تاجروں کو ہدایت فرمائی اے کاروبار کرنے والو! مال کے بیچنے میں لغویات کرنے اور جھوٹی قسم کھا جانے کا بہت امکان رہتا ہے تو تم لوگ اپنے مالوں میں سے صدقہ ضرور کیا کرو (اسوۂ رسول اکرم ۔۲۹۷)

قرض.

قرض دار سے فائدہ لینا. حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو قرض دے پھر وہ قرض دار اسکو کوئی ہدیہ دے یا اپنی سواری پر سوار کرائے تو نہ ہدیہ قبول کرے، نہ اسکی سواری پر سوار ہو البتہ اگر اس قرض کے معاملہ سے پہلے اس قسم کا برتاؤ دونوں میں تھا تو مضائقہ نہیں (فضائل صدقات حصہ دوم ۔۹۵)

☆ حضرت امام ابو حنیفہ جب کسی قرضدار کے پاس تقاضا لے کر جاتے اور دھوپ ہوتی تو اس قرضدار کی دیوار کے سایہ میں نہ ٹھہرتے اور فرماتے تھے کہ قرضدار کی کسی چیز سے فائدہ اٹھانا سود میں داخل ہے (ص ۲۷۹ تذکرۃ واعظین)۔

Marfat.com

قرض دار کی رعایت. حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں جو شخص قرض کے بارے میں پڑ جائے، پھر اس کے ادا کرنے میں پوری کوشش کرے اور پھر ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو میں اس کا مددگار ہوں (احمد، طبرانی)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے غم اور گھٹن سے بچائے تو اس کو چاہیے کہ تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے سر سے اتار دے (مسلم)

قرض کی لعنت. حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض کے بارے میں فرمایا (یعنی کسی کا مال حق جو کسی کے ذمہ آتا ہو) قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضے میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر دوبارہ شہید ہو جائے، پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جائے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض آتا ہو وہ جنت میں نہ جائے گا، جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جائے گا (حیوۃ المسلمین)

☆ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ان کبیرہ گناہوں (شرک، زنا وغیرہ) کے بعد جن سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اس حال میں مرے کہ اس پر قرض ہو اور اس نے ادائیگی کا انتظام نہ کیا ہو۔ (ابوداؤد)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرض کے علاوہ شہید کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (مسلم)

☆ حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا اس میت پر کسی کا قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے اسکی نماز جنازہ پڑھا دی، پھر دوسرا جنازہ لایا گیا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اس میت پر کسی کا قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں آپ ﷺ نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو، حضرت قتادہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس کا قرض میں نے اپنے ذمہ لے لیا، آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ بھی پڑھا دی۔ (بخاری)

Marfat.com

☆ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص حج کرتا ہے اور کوئی بے حیائی کی گفتگو یا گناہ وغیرہ نہیں کرتا تو وہ یوں پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے آج اس کی ماں نے اسے جنا ہو (مگر قرض اس کے ذمہ رہتا ہے)۔ (تنبیہ الغافلین)

قرض کی ادائیگی کی نیت۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی قرض لیتا ہے اور اس کو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے قیامت کے دن خدا اس کی طرف سے اس قرض کو ادا کر دے گا، اور جو قرض لے کر ادا کرنا نہیں چاہتا اور اسی حالت میں مر جاتا ہے قیامت کے دن خدا اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے تو نے شاید خیال کیا تھا کہ میں اپنے بندے کا حق تجھ سے نہیں لوں گا، پھر مقروض کی کچھ نیکیاں قرض خواہ کو دی جائیں گی اور اگر مقروض نے نیکیاں نہ کی ہوں گی تو قرض خواہ کے کچھ گناہ لے کر مقروض کو دیئے جائیں گے (طبرانی و حاکم)

قرض دینے کا ثواب۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصہ ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصے ملتا ہے۔ (بہشتی زیور)

مقروض کے ہدیہ سے احتیاط۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی کسی کو قرض دے تو پھر قرض لینے والے سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے (بخاری)

قرض دار پر احسان۔ رسول اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تک قرض ادا کرنے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تو ہر روز اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دے دیا اور جب اس قرض کے واپس کرنے کا وقت آ جائے اور پھر مہلت دے تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپیہ سے دو گنا روپیہ روزمرہ خیرات کر دیا۔ (ص ۲۹۸ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کی دعا قبول ہو یا اس کی مصیبت دور ہو اس کو چاہیے کہ تنگدست مقروض کو مہلت دے دے۔ (ص ۶۵۸ معارف القرآن جلد اول)

قرض کی دستاویز لکھنا۔ قرآن پاک میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۸۲ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب کسی مقررہ مدت کیلئے آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو فریقین میں انصاف کیساتھ ایک شخص دستاویز تحریر کرے تحریر وہ شخص کرائے جس پر حق آتا ہے

Marfat.com

(قرض لینے والے) اپنے رب سے ڈرنا چاہیے جو معاملہ طے ہوا ہو اس میں کوئی کمی بیشی نہ کرے پھر اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی گواہی کرالو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تا کہ ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے یہ گواہ ایسے لوگوں میں سے ہونے چاہیے جن کی گواہی تمہارے درمیان مقبول ہو (بقرہ ۲۸۲)

حرمت سود

سود کا گناہ. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں ایک معمولی سا حصہ یہ ہے کہ اس کا گناہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے (ابن ماجہ)

سود کا وبال. حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سوائے سود کھانے والوں کے کوئی باقی نہ رہے گا اور اگر کوئی شخص ہوگا بھی تو اس کو سود کا بخار (اثر) پہنچے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو سود کا غبار پہنچے گا (ابن ماجہ)

سود کا معاملہ. حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود کے کھانے والے (یعنی لینے والے) پر اور اس کے کھلانے والے (یعنی دینے والے) پر، اس کے لکھنے والے پر، اس کے گواہ پر، اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں (یعنی بعض باتوں میں)، (بخاری و مسلم)

حرمت رشوت.

رشوت پر لعنت. حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر (ابوداؤد)

رشوت پر دوزخ کا عذاب. حدیث شریف میں ہے کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں دوزخ کی آگ میں جھونکے جائیں گے (طبرانی) البتہ جہاں بغیر رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے، وہاں (اکراہاً) دینا جائز ہے، مگر لینا وہاں بھی حرام ہے (حیوۃ المسلمین)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

(۵) معاشرت کا بیان

مخلوق پر احسان

☆ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مخلوق ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی عیال ہے پس اللہ تعالیٰ کو وہ شخص بہت محبوب ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے مخلوق کے اندر مسلمان، کافر انسان اور حیوان، جنات اور فرشتے وغیرہ سب داخل ہیں نبی اکرم ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو آسمان پر رہنے والا تم پر رحم کریگا۔

(ص ۲۷۷ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ معاملات اور معاشرت میں احسان کی تفسیر مسند احمد میں بروایت حضرت معاذؓ رسول کریم ﷺ نے یہ فرمائی ہے کہ تم سب دوسرے لوگوں کیلئے وہی چاہو اور وہی پسند کرو جو آپنے لیے پسند کرتے ہو اور چاہتے ہو اور ان کیلئے ان چیزوں کو ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ (معارف القرآن ۵.۳۷۵)

☆ حضور اقدس ﷺ کی ساری زندگی ساری دنیا کیلئے رحمت تھی جو لوگ حضورؐ پر ایمان لے آئے ان کیلئے تو آپکا وجود دنیا اور آخرت کیلئے رحمت ہے ہی لیکن جو لوگ ایمان نہیں لائے ان کیلئے بھی آپکا وجود اس لحاظ سے رحمت ہے کہ وہ پہلی امتوں کی طرح دنیا کے عذاب یعنی صورتیں مسخ ہو جانے سے، پتھر برسنے سے اور زمین میں دھنس جانے سے محفوظ ہو گئے مخلوق کے اندر انسان وحیوان، فرشتے و جنات اور مسلمان و کافر سب شامل ہیں ہر مخلوق کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرنا اسلام کی تعلیم ہے اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

جانوروں پر احسان۔ حضور اقدس ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ کیا ہم لوگوں کو جانوروں پر احسان کے صلہ میں بھی ثواب ملتا ہے حضورؐ نے فرمایا ہر جگر رکھنے والے پر احسان کرنے میں ثواب ہے مسلمان ہو یا کافر آدمی ہو یا جانور ہو (ص ۸۹ فضائل صدقات حصہ اول) ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ہر حساس جانور جس کو بھوک، پیاس کی تکلیف ہوتی ہو اس کے

Marfat.com

کھلانے، پلانے میں ثواب ہے (بخاری، مسلم)

☆ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک فاحشہ عورت کی اتنی بات پر بخشش کردی گئی کہ اس نے ایک کنواں پر دیکھا کہ ایک کتا پیاسا کھڑا ہے جس کی زبان پیاس کی شدت کی وجہ سے باہر نکل پڑی ہے اور وہ مرنے کو ہے اس نے اپنے پاؤں کا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی سے باندھ کر کنواں میں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا۔ (فضائل صدقات حصہ اول ۸۹)

☆ ایک دفعہ ایک صحابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے اور وہ چیں چیں کر رہے تھے حضورؐ نے پوچھا یہ بچے کیسے ہیں؟ صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں کی آواز آرہی تھی میں ان کو نکال لایا انکی ماں نے دیکھا تو بیتاب ہو کر سر پر چکر کاٹنے لگی حضورؐ نے فرمایا فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔ (فضائل صدقات حصہ اول)

☆ ایک دفعہ بلخ کا ظالم بادشاہ سفر میں جا رہا تھا اس نے ایک خارشی بیمار کتے کو دیکھا جو سردی سے کانپ رہا تھا اس پر ترس آ گیا نوکروں کو حکم دیا کہ اس کو گھر لے جاؤ گھر میں جا کر اس کا علاج کیا اس کے سامنے روٹی پانی رکھوایا اس کے بدن پر تیل ملوا کر ایک کپڑے کی جھول اس کے اوپر ڈلوائی اس کے قریب آگ رکھوائی تا کہ اس کی گرمی سے اس پر سے سردی کا اثر زائل ہو جائے اس قصہ کو دو دن گزرے تھے کہ ظالم بادشاہ کا انتقال ہو گیا ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا گزری اس نے بتایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کتا تھا اور کتوں جیسے کام کرتا تھا مگر اس خارشی کتے پر ترس کھانے کے طفیل تیری بخشش کردی (حکایت نمبر ۲۷ فضائل صدقات حصہ دوئم)۔

☆ کرد قبیلہ کا ایک شخص مشہور ڈاکو تھا وہ اپنا قصہ خود بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈاکہ کیلئے جا رہا تھا راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تھے وہاں ہم نے دیکھا کہ کھجور کے تین درخت تھے دو پر خوب پھل آرہا تھا اور ایک خشک ہے اور ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھلدار درختوں سے کھجور لے کر اس خشک درخت پر جاتی ہے ہمیں یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا میں نے اس درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ وہاں ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے اور یہ چڑیا تر و تازہ کھجور لا کر اس کے منہ میں ڈال دیتی ہے مجھے یہ دیکھ کر اس قدر

Marfat.com

عبرت ہوئی کہ میں رونے لگا کہ مولا یہ سانپ جس کو مارنے کا حکم ہے یہ اندھا ہو گیا تو تو نے اس کی روزی پہنچانے کیلئے چڑیا کو مقرر کر دیا اور میں تیری توحید کا اقرار کرنے والا لوگوں کو لوٹنے پر لگا ہوا ہوں میں نے اسی وقت تلوار توڑ دی پھر میں نے یہ سارا ماجرا ساتھیوں کو سنایا ان سب نے بھی توبہ کر کے تلواریں توڑ ڈالیں اور لوٹ کا سب مال چھوڑ کر ہم سب احرام باندھ کر مکہ کیلئے روانہ ہو گئے (فضائل صدقات حصہ دوم ۔۴۲۶)

جانوروں کو ایذا دینے پر وعیدیں۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جو شخص ایک چڑیا کو بھی بغیر حق کے ذبح کریگا قیامت کے دن اس سے مطالبہ ہوگا صحابہ نے عرض کیا اس کا حق کیا ہے حضورؐ نے فرمایا اس کو ذبح کر کے کھایا جائے یہ نہیں کہ ویسے ہی ذبح کر کے پھینک دیا جائے" (ص ۲۸۰ فضائل صدقات حصہ اول)۔

☆ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں نے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ایک عورت کو اس پر عذاب کیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا جو بھوک کی وجہ سے مر گئی نہ تو اس نے اس کو کھانے کو دیا نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے جانوروں (چوہے وغیرہ) سے اپنا پیٹ بھر لیتی (فضائل صدقات حصہ اول ۔۲۱۳)، لہٰذا جو لوگ جانوروں کو پالتے ہیں ان کی ذمہ داری بہت سخت ہے کہ وہ بے زبان جانور اپنی ضرورت کو ظاہر بھی نہیں کر سکتے ایسی حالت میں ان کے کھانے پینے کی ذمہ داری اور خبر گیری بہت اہم اور ضروری ہے اس میں بخل سے کام لینا اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنے کیلئے تیار کرنا ہے بہت سے آدمی جانوروں کو پالنے کا تو بڑا شوق رکھتے ہیں لیکن ان کے گھاس چارہ پر خرچ کرتے ان کی جان نکلتی ہے۔

☆ ایک دفعہ حضورؐ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا آپؐ نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا اس جانور کے بارے میں تم خدا سے نہیں ڈرتے (ص ۱۵۹ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ جس جانور سے کوئی فائدہ متعلق نہ ہو اس کو مقید نہ کیا جائے بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے جو جانور کھانے کے قابل ہیں انکو بھی محض دل بہلانے کے طور پر قتل نہ کیا جائے جو جانور اپنے کام میں ہیں

Marfat.com

اور خود رکھے ہوئے ہیں ان کے کھانے پینے اور راحت رسانی وخدمت کا پورے طور سے اہتمام کیا جائے ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لیا جائے ان کو حد سے زیادہ نہ مارے جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کر دیا جائے انکوتڑپایا نہ جائے اور بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لی جائے (بہشتی زیور ص. ۳۱۲)

☆ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک گدھے کو دیکھا کہ اس کے منہ پر داغ دیا گیا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم کو اب تک یہ معلوم نہیں کہ میں نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو جانوروں کے منہ کو داغ دے یا منہ پر مارے ابوداؤدؒ اور دیگر کئی روایات میں اس پر تنبیہ کی گئی ہے کہ جانوروں کی خبر گیری میں کوتاہی نہ کی جائے (فضائل صدقات اول. ۲۱۴)

☆ مولانا جمیل احمد صاحب نے رائے ونڈ میں ایک واقع بیان کیا کہ ایک شخص نے ایک سانپ مارنا چاہا مگر مارنے سے پہلے اس کو عذاب دے کر تماشا دیکھتا رہا سانپ کی جان اس وقت تک نہیں نکلتی جب تک اس کا سر نہ کچلا جائے مگر سر کے علاوہ اس کو کہیں اور ضرب لگ جائے تو وہ اپاہج ہو جاتا ہے اور چل پھر نہیں سکتا اس شخص نے سانپ کو ضربیں لگا کر اپاہج کر دیا پھر اس کے ارد گرد لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ لگائی جیسے جیسے آگ کی گرمی اس سانپ کو پہنچتی پہلے تو اس نے تڑپنا شروع کیا پھر اس کے منہ سے جھاگ شروع ہوگئی آخر کار اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی کچھ عرصہ بعد وہ آدمی بیمار ہوا تو اس کے اندر ایسی ہی آگ اور گھبراہٹ شروع ہوگئی جس کیوجہ سے وہ ہر وقت تڑپتا رہتا تھا پھر اس کے منہ سے جھاگ شروع ہوگئی حتیٰ کہ وہ سانپ کی طرح تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

☆ ایک اور آدمی کا واقعہ ہے کہ اس نے زندہ سانپ کو کسی طرح ایک ڈولی میں بند کر دیا اور ساری رات بھوکا پیاسا بند پڑا رہا صبح کو اس کو نکال کر اس کا تماشا دیکھنا چاہتا تھا جیسے ہی برتن کا منہ کھولا سانپ نے اچھل کر اس کو ڈنگ مار دیا وہ آدمی وہیں مر گیا اور سانپ بھاگ گیا یعنی جو شخص سانپ کو اذیت دے کر مارنا چاہتا تھا اللہ نے اسکو اسی سانپ کے ذریعے مروا دیا اور سانپ زندہ سلامت بھاگ گیا لہٰذا اللہ تعالیٰ کو اپنے موذی جانور کی اذیت بھی گوارا نہیں ہے موذی جانور کو ایذا پہنچانے سے پہلے مارنے کا تو حکم ہے لیکن اذیت دے کر مارنا اللہ کو گوارا نہیں ہے ایک اور آدمی کا واقع ہے کہ اس نے جوڑا سانپوں

Marfat.com

میں سے ایک کو مار دیا دوسرا بھاگ گیا بچ جانے والے سانپ نے اگلے دن اس کے ساتھی کو مارنے والے شخص پر حملہ کر کے ڈس کر ہلاک کر دیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سانپ کے اندر بھی پہچان کر بدلہ لینے کا جذبہ رکھا ہے حالانکہ وہاں اور لوگ بھی موجود تھے مگر سانپ نے پہچان کر اسی شخص پر حملہ کر کے ہلاک کیا جس نے اس کے ساتھی کو مارا تھا۔

کافروں پر احسان. قرآن پاک میں سورہ الممتحنہ کی آیت ۸ کا مفہوم ہے کہ "اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے" یعنی جو شخص تمہارے ساتھ عداوت نہیں برتتا، انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ تم بھی اس کے ساتھ عداوت نہ برتو دشمن اور غیر دشمن کو ایک درجہ میں رکھنا اور دونوں سے ایک ہی سا سلوک کرنا انصاف نہیں ہے۔

☆ حضور ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا جس نے بھی ظلم کیے اس کو معاف کر دیا فتح مکہ کے بعد آپ کفار مکہ سے ان تمام زیادتیوں کا بدلہ لے سکتے تھے جو انہوں نے فتح مکہ سے پہلے آپ کے ساتھ اور آپکے صحابہؓ کے ساتھ کیں تھیں حتیٰ کہ آپکے قتل کے درپے ہو گئے تھے اور آپکو آپنے شہر مکہ میں رہنے بھی نہ دیا اور آپکو ہجرت کر کے مدینہ جانا پڑا مگر مکہ فتح ہونے کے بعد آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں انہوں نے کہا آپ کریم بھائی اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں آپ نے فرمایا میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں تو حضرت یوسف نے آپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو اور کعبہ کی چابی بھی انہیں حقداروں کو دے دی جن کے پاس پہلے تھی، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے حضورؐ سے درخواست کی کہ قریش نے مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچائی آپ ان لوگوں پر بددعا فرمادیں حضورؐ نے فرمایا میں بددعا دینے کیلئے نہیں بھیجا گیا ہوں میں لوگوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (الرحیق المختوم)

☆ ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی شخص کو نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ کافر اور مومن میں کوئی تفریق ہے سب کا حکم برابر ہے اول والدین کے ساتھ

Marfat.com

احسان کریں چاہے والدین مسلمان ہوں یا کافر ہوں دوم عہد کو پورا کریں چاہے مسلمان سے عہد کیا ہو یا کافر سے کیا ہو سوم امانت کو واپس کریں چاہے مسلمان کی امانت ہو یا کافر کی ہو (ص ۲۶۷ فضائل صدقات حصہ دوم)

☆ پہلی بات یعنی والدین کے ساتھ احسان کرنے کے بارے میں حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں حضورؐ کا قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا اس وقت میری کافر والدہ مکہ سے مدینہ منورہ آئیں میں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میری والدہ میری اعانت کی طالب بن کر آئی ہیں ان کی اعانت کر دوں حضورؐ نے فرمایا ہاں، انکی اعانت کرو حضرت اسماءؓ کی یہ والدہ جن کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ ہے چونکہ مسلمان نہ ہوئی تھیں اس لیے حضرت ابو بکرؓ نے ان کو طلاق دے دی تھی بعض روایات میں ہے کہ کچھ گھی پنیر وغیرہ ہدیہ کے طور پر لے کر آپنی بیٹی حضرت اسماءؓ کے پاس آئیں انہوں نے ان کو آپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیا اور آپنی ہمشیرہ حضرت عائشہؓ کے پاس مسئلہ دریافت کرنے کیلئے آدمی بھیجا کہ حضور سے دریافت کر کے اطلاع دیں حضورؐ نے اجازت فرما دی (ص ۵۷۲ فضائل صدقات حصہ اول)،

☆ دوسری چیز یعنی ایفائے عہد واجب اور عہد شکنی حرام ہے جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی حذیفہؓ بن یمان اور ابو حسیلؓ دو صحابہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم مکہ سے آ رہے تھے راستہ میں کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا کہ ہم لڑائی میں آپکا ساتھ نہ دیں گے لیکن مجبوری کا عہد تھا ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے حضورؐ نے فرمایا ہرگز نہیں تم آپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ ہم مسلمان ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے (ص ۱۵۰ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ تیسری چیز یعنی امانت کا واپس کرنا بھی واجب ہے نبی اکرم ﷺ ہجرت کی رات کفار کی تمام امانتیں حضرت علیؓ کو یہ کہہ کر دے آئے تھے کہ صبح کو سب کی امانتیں واپس کر دینا حالانکہ کفار مکہ تو آپنی امانتیں بھول کر اس رات حضور اکرم ﷺ کو ہلاک کرنا چاہتے تھے پھر بھی حضورؐ ان کی امانتیں از خود واپس کرنے کا حکم دے کر آئے تھے۔

☆ طائف کے سفر میں حضورؐ کا جسم اطہر خون آلود ہو گیا تھا اس پر جب اس فرشتہ

Marfat.com

نے جو پہاڑوں پر متعین تھا درخواست کی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملا دوں جس سے یہ سب لوگ بیچ میں کچل جائیں مگر آپؐ نے فرمایا نہیں کہ اگر یہ لوگ مسلمان نہ بھی ہوئے تو مجھے امید ہے کہ ان کی اولاد میں سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دین کے پھیلانے کا سبب بنیں گے پھر وہی ہوا کہ محمد بن قاسم جیسے مجاہد ان ہی کی اولاد میں سے تھے جو ہندوستان میں سارے سندھ اور ملتان تک دین پھیلانے کا سبب بنا۔

(اسوۂ رسول اکرمؐ)

☆ احد کی لڑائی میں جب حضور پر سخت حملہ کیا گیا اور آپکے دندان مبارک شہید ہو گئے اور خود کی دو کڑیاں چہرہ کے اندر گھس گئیں جس کیوجہ سے آپ سخت زخمی ہو گئے اور خون بہنے لگا آپکی لخت جگر حضرت فاطمہؓ آپ کا زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ پانی بہا رہے تھے جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی کے سبب خون بڑھتا ہی جا رہا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر چپکایا جس سے خون رک گیا ایسی حالت میں جب لوگوں نے کفار پر بددعا کی درخواست کی آپ نے بددعا کے بجائے ان کے حق میں دعا کردی کہ یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ یہ لوگ ناواقف ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ بھی حضرت نوح علیہ السلام کی طرح بددعا فرما دیتے تو ہم سب کے سب ہلاک ہو جاتے کہ آپ کو ہر قسم کی تکلیفیں پہنچائی گئیں لیکن آپ ہر وقت یہی دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ میری قوم کی مغفرت فرما کہ وہ جانتے نہیں ہیں (ص ۲۷۸ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ ایک مرتبہ جب ایک سفر میں حضورؐ ایک درخت کے نیچے تنہا سو رہے تھے تو غواث بن حارث تلوار ہاتھ میں لے کر آپ کے پاس پہنچ گیا حضورؐ کی آنکھ اس وقت کھلی جب وہ تلوار تانے پاس کھڑا تھا اس نے للکار کر کہا کہ اب تجھے مجھ سے بچانے والا کون ہے حضورؐ نے فرمایا اللہ جل شانہ، حضورؐ کا یہ ارشاد سنتے ہی اس کے ہاتھ کو کپکپی ہوئی اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی حضورؐ نے وہ تلوار اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا کہ اب تو بتا تجھے بچانے والا کون ہے وہ کہنے لگا آپ بڑے کریم اور معاف کرنے والے ہیں حضورؐ نے معاف کر دیا۔ (ص ۲۷۹ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ لبید بن اعصم (یہودی) نے حضور ﷺ پر جادو کیا، حضور ﷺ کو اس کا علم بھی

Marfat.com

ہو گیا مگر حضور ﷺ نے اس واقعہ کا چرچا بھی گوارا نہیں کیا (اور نہ اس سے کوئی بدلہ لیا)،

(فضائل صدقات حصہ اول۔ ۲۷۹)

☆ایک مرتبہ یہودی عورت زینب بنت حارث نے آپ ﷺ کے پاس بھنی ہوئی بکری کا ہدیہ بھیجا اس نے پوچھ رکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کونسا عضو زیادہ پسند کرتے ہیں اور اسے بتایا گیا تھا کہ دستہ، اس لیے اس نے دستے میں خوب زہر ملا دیا تھا اور اس کے بعد بقیہ حصہ بھی زہر آلود کر دیا تھا پھر اسے لے کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے دستہ اٹھا کر اس سے ایک لقمہ چبایا لیکن نگلنے کی بجائے تھوک دیا پھر فرمایا کہ یہ ہڈی مجھے بتلا رہی ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے اس کے بعد آپ نے زینب کو بلایا تو اس نے اقرار کر لیا آپ ﷺ نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا کہ میں نے سوچا کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو ہمیں اس سے راحت مل جائیگی اور اگر نبی ہیں تو آپکو خبر دے دی جائے گی اس پر آپ ﷺ نے معاف کر دیا (الرحیق المختوم۔ ۵۱۱)۔

☆ایک ضعیف عورت مکہ سے باہر جانے کیلئے سامان کی گٹھڑی باندھے بیٹھی تھی آپ ؐ نے پوچھا کیا بات ہے بی بی کہاں جانا ہے اس نے کہا مکہ میں ایک جادوگر پیدا ہو گیا ہے وہ لوگوں کو آپنے آباؤ اجداد کے دین سے ہٹا کر نئے دین پر لگا دیتا ہے اس کے خوف سے مکہ چھوڑ رہی ہوں آپ ؐ نے گٹھڑی اٹھالی اور جہاں اسے جانا تھا وہاں چھوڑ آئے واپسی پر اس عورت نے دعائیں دیتے ہوئے وصیت کی کہ بیٹا اس جادوگر سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا حضور ؐ نے فرمایا اماں جان جس جادوگر کی آپ بات کر رہی ہیں وہ میں ہی ہوں وہ آپکے اس حسن سلوک کو دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گئی ایک عورت جو آپ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی اور آپکے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی بیمار ہو گئی تو حضور ؐ اس کی عیادت کیلئے اس کے گھر تشریف لے گئے وہ آپکے حسن سلوک کو دیکھ کر مسلمان ہو گئی۔

☆امام غزالی فرماتے ہیں کہ ایک مجوسی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپکا مہمان بننے کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو تیری مہمانی قبول کرتا ہوں وہ مجوسی چلا گیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ ابراہیم تم ایک وقت کا کھانا تبدیلی مذہب کے بغیر نہ کھلا سکے میں ستر (۷۰) برس سے اس کے کفر

Marfat.com

کے باوجود اس کو کھانا دے رہا ہوں تم ایک وقت کا کھانا کھلا دیتے تو کیا مضائقہ تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً اس کی تلاش میں دوڑے وہ مل گیا اسکو اپنے ساتھ واپس لائے اور اس کو کھانا کھلایا اس مجوسی نے پوچھا کیا بات ہوئی کہ تم خود مجھے تلاش کرنے کیلئے نکلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قصہ سنایا وہ مجوسی کہنے لگا اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ یہ کریمانہ معاملہ ہے تو مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے اور اس وقت مسلمان ہو گیا (فضائل صدقات حصہ دوم)۔

مرحومین پر احسان۔ مرنے والوں کے بھی اپنی اولاد، عزیز واقارب رشتہ داروں اور مسلمانوں کے مسلمانوں پر حقوق ہیں کہ جتنا بھی ہو سکے مرنے والوں کیلئے استغفار اور دیگر اعمال کر کے انکو ایصال ثواب کیا جائے کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مرنے کے بعد آدمی کے اعمال بند ہو جاتے ہیں البتہ تین اعمال کا بدلہ ملتا رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم جس سے لوگ نفع حاصل کر رہے ہوں (۳) نیک اولاد جو اس کیلئے دعائے مغفرت اور اعمال کا ہدیہ کرتی رہے،

☆ حضرت صالح مری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ کی شب اخیر رات میں میں جامع مسجد جا رہا تھا تا کہ صبح کی نماز وہاں پڑھوں صبح میں دیر تھی راستہ میں قبرستان تھا میں وہاں ایک قبر کے قریب بیٹھ گیا بیٹھتے ہی میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ سب قبریں شک ہو گئیں ان میں سے مردے نکل کر آپس میں خوشی خوشی باتیں کر رہے ہیں ان میں ایک نوجوان بھی نکلا جس کے کپڑے میلے اور مغموم سا ایک طرف بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد آسمان سے فرشتے اترے جن کے ہاتھوں میں خوان تھے جن پر نور کے رومال ڈھکے ہوئے تھے وہ ہر شخص کو ایک ایک خوان دیتے اور جو خوان لے لیتا تھا وہ اپنی قبر میں چلا جاتا تھا جب سب لے چکے تو یہ نوجوان بھی خالی ہاتھ اپنی قبر میں جانے لگا میں نے اس سے پوچھا کیا بات ہے تم اتنے غمگین کیوں ہو اور یہ خوان کیسے تھے اس نے کہا کہ یہ خوان ان ہدایا کے تھے جو زندہ لوگ اپنے اپنے مردوں کو بھیجتے ہیں میرے کوئی اور تو ہے نہیں صرف ایک والدہ ہے اس نے دوسری شادی کر لی وہ اپنے خاوند میں مشغول رہتی ہے مجھے کبھی بھی یاد نہیں کرتی میں نے اس کی والدہ کا پتہ پوچھا صبح کو اس کی والدہ سے مل کر یہ خواب سنایا اس نے کہا بے شک وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور مجھے ایک ہزار درہم دیئے کہ میرے لڑکے کیلئے صدقہ کر دینا اور

Marfat.com

آئندہ میں ہمیشہ اس کو صدقہ اور دعا میں یاد رکھونگی حضرت صالح فرماتے ہیں کہ میں نے پھر اس مجمع کو خواب میں دیکھا تو وہ نوجوان اچھی پوشاک میں بڑا خوش تھا وہ میری طرف دوڑا ہوا آیا اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے تمہارا بدلہ میرے پاس پہنچ گیا۔

(ص ۱۲۰ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ مرنے والوں کیلئے بھی سب سے بہترین تحفہ دعائے مغفرت ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کیلئے چیخ و پکار کر رہا ہو وہ بیچارا انتظار کرتا ہے کہ ماں باپ، بھائی بہن، یا کسی دوست و آشناء کی طرف سے دعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہنچے جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اسکو دنیا اور مافیہا سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتا ہے اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کیوجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے اور مردوں کیلئے زندوں کا خاص ہدیہ ان کیلئے دعائے مغفرت ہے (ص ۱۲۲۱ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مرد صالح کا درجہ ایک دم بلند کر دیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجے اور مرتبے میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کے دُعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے (معارف الحدیث)

☆ مرحومین کیلئے قبر پر دُعا یا تو بغیر ہاتھ اٹھائے کرنی چاہیے یا قبر کی طرف پشت اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کرنی چاہیے۔ (ص ۱۶۵ اختلاف امت اور صراط مستقیم)

☆ حضرت سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے کہ زندہ لوگ کھانے پینے کے جتنے محتاج ہیں مردے دعا کے اس سے بڑھ کر محتاج ہیں۔

☆ حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ عام مومنین و مومنات کیلئے ہر روز (۲۵ یا ۲۷ دفعہ) اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دعا کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کی

Marfat.com

برکت سے دنیاوالوں کو رزق ملتا ہے (ص ۱۲۲ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ ''حضرت سعدؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ کا انتقال ہو گیا (ان کے ایصال ثواب کے لئے) کونسا صدقہ زیادہ افضل ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ پانی سب سے افضل ہے، اس پر حضرت سعدؓ نے اپنی والدہ کے ثواب کے لئے ایک کنواں کھُد وادیا'' حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے پاس ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے گھٹنے میں ایک زخم ہے، سات برس ہو گئے، ہر قسم کی دوا اور علاج کر چکا ہوں کسی سے بھی فائدہ نہیں ہوا، بڑے بڑے طبیبوں سے بھی رجوع کر چکا ہوں، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا کہ جس جگہ پانی کی قلت ہو وہاں کنواں بنوادو، مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہاں سے پانی نکل آئے گا اور تمہارے گھٹنے کا خون بند ہو جائے گا، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اور گھٹنے کا زخم اچھا ہو گیا (فضائل صدقات حصہ اول۔۱۱۱)

☆ احادیث میں سورہ یٰسین کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں ایک روایت میں ہے کہ ہر چیز کیلئے ایک دل ہوا کرتا ہے قرآن شریف کا دل سورہ یٰسین ہے جو شخص سورہ یٰسین پڑھتا ہے حق تعالیٰ اس کیلئے دس قرآنوں کے ختم کا ثواب لکھتا ہے پس اس سورہ کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو یعنی مرحومین کو ایصال ثواب کیلئے حق تعالیٰ شانہ نے کتنا عظیم مرتبت عمل عطا فرمایا ہے کہ سورہ یٰسین جس کے پڑھنے میں تقریباً دس منٹ خرچ ہوتے ہیں اور اس کا ثواب دس قرآن پاک ختم کرنے کے برابر ہے لہٰذا سب زندہ مسلمانوں کو اپنے مرحومین کیلئے یہ مستقل وظیرہ بنالینا چاہئے کہ روزانہ صبح وشام ایک ایک مرتبہ سورہ یٰسین تلاوت کر کے اس کا ثواب ان کو بخش دیا جائے جس سے ان کو دس قرآن پاک پڑھنے کا ثواب ملیگا (فضائل قرآن۔ ۶۲)

صحابہ کرامؓ کا حسن معاشرت۔

بھائی چارہ۔ ہجرت کے بعد حضور ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ کرادیا ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کے ذمہ کر دیا انصاری آپنے مہاجر ساتھی کی ہر ضرورت نان ونفقہ اور رہنے سہنے کی پوری کرتا انصار نے کس طرح بڑھ چڑھ کر آپنے مہاجر بھائیوں کا

Marfat.com

اعزاز واکرام کیا اور کس قدر محبت، خلوص، ایثار اور قربانی سے کام لیا تھا اس کی ایک مثال صحیح بخاری میں مروی ہے کہ مہاجرین جب مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف مہاجر اور حضرت سعدؓ بن ربیع انصاری کے درمیان بھائی چارہ کردیا اس کے بعد حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰن سے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ دولتمند اور مالدار ہوں آپ میرا مال دو حصوں میں بانٹ کر آدھا لے لیں اور میری دو بیویاں ہیں دیکھ لیں جو زیادہ پسند ہو مجھے بتادیں میں اس کو طلاق دے دونگا عدت پوری ہونے کے بعد تم اس سے نکاح کر لینا حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور مال میں برکت دے آپ تو مجھے بازار کا راستہ بتا دیجئے انہیں بنو قینقاع کا بازار بتادیا اس کے بعد وہ روزانہ بازار جاتے رہتے اور کاروبار کرتے رہتے پھر ایک دن آئے تو ان پر زردی کا اثر تھا نبی ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے انہوں نے کہا میں نے شادی کرلی ہے اس طرح انصار نے نبی ﷺ سے یہ بھی عرض کیا تھا کہ آپ ہمارے درمیان اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان ہمارے کھجور کے باغات تقسیم فرمادیں آپ ﷺ نے فرمایا نہیں پھر انصار نے عرض کیا کہ مہاجرین ہمارا کام کردیا کریں ہم پھل میں ان لوگوں کو شریک رکھیں گے انہوں نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ (ص ۲۲۶ الرحیق المختوم)

رعایا کا اعزاز اکرام۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ اپنے خلافت کے زمانہ میں بسا اوقات رات کو چوکیدارہ کے طور پر شہر کی حفاظت بھی فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ اسی حالت میں ایک میدان میں گذر ہوا، دیکھا کہ ایک خیمہ بالوں کا بنا ہوا لگا ہوا ہے جو پہلے وہاں نہیں دیکھا تھا، اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک صاحب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور خیمہ سے کچھ کراہنے کی آواز آرہی ہے، سلام کر کے ان صاحب کے پاس بیٹھ گئے اور دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ایک مسافر ہوں جنگل کا رہنے والا ہوں، امیر المومنین کے سامنے کچھ اپنی ضرورت پیش کر کے مدد چاہنے کے واسطے آیا ہوں، دریافت فرمایا کہ یہ خیمہ میں سے آواز کیسی آرہی ہے، ان صاحب نے کہا میاں جاؤ اپنا کام کرو، آپ نے اصرار فرمایا کہ نہیں بتادو کچھ تکلیف کی آواز ہے ان صاحب نے کہا کہ عورت کے ہاں ولادت کا وقت قریب ہے، درد زِہ ہو رہا ہے، آپؓ نے دریافت فرمایا کہ کوئی دوسری عورت بھی پاس ہے

Marfat.com

انہوں نے کہا کوئی نہیں، آپؓ وہاں سے اٹھے اور مکان پر تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثومؓ سے فرمایا کہ ایک بڑے ثواب کی چیز مقدر سے تمہارے لیے آئی ہے انہوں نے پوچھا کیا ہے آپؓ نے فرمایا ایک گاؤں کی رہنے والی بیچاری تنہا ہے اس کو درد زہ ہو رہا ہے انہوں نے ارشاد فرمایا ہاں ہاں تمہاری صلاح ہو تو میں تیار ہوں، اور کیوں نہ تیار ہوتیں کہ یہ بھی آخر حضرت سیدہ فاطمہؓ کی ہی صاحبزادی تھیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ولادت کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہو، تیل گودڑ وغیرہ لے لو اور ایک ہانڈی اور کچھ گھی اور دانے وغیرہ بھی ساتھ لے لو وہ لے کر چلیں، حضرت عمرؓ خود پیچھے پیچھے ہو لئے، وہاں پہنچ کر حضرت ام کلثومؓ تو خیمہ میں چلی گئیں اور آپؓ نے آگ جلا کر اس ہانڈی میں دانے اُبالے، گھی ڈالا، اتنے میں ولادت سے فراغت ہوگئی، اندر سے حضرت ام کلثومؓ نے آواز دے کر عرض کیا، امیر المومنین اپنے دوست کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دیجئے، امیر المومنین کا لفظ جب ان صاحب کے کان میں پڑا تو وہ گھبرائے آپؓ نے فرمایا گھبرانے کی بات نہیں، وہ ہانڈی خیمہ کے پاس رکھ دی کہ اس عورت کو بھی کچھ کھلا دیں، حضرت ام کلثومؓ نے اس کو کھلایا، اس کے بعد ہانڈی باہر دے دی حضرت عمرؓ نے اس بدو سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ رات بھر تمہاری جاگنے میں گزر گئی اس کے بعد اہلیہ کو ساتھ لے کر گھر تشریف لے آئے اور ان صاحب سے فرمایا کہ کل آنا تمہارے لیے انتظام کر دیا جائے گا (ص ۷۹ حکایات صحابہ اکرام)۔

ایثار و ہمدردی. حضرت ابو جہم بن حذیفہ کہتے ہیں یرموک کی لڑائی میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ لڑائی میں شریک تھے اور ایک مشکیزہ پانی کا میں نے ساتھ لے لیا کہ ممکن ہے کہ اگر پیاسے ہوں تو پانی پلاؤں اتفاق سے وہ ایک جگہ ایسے پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے میں نے پوچھا پانی دوں انہوں نے اشارے سے ہاں کی اتنے میں دوسرے صحابی نے جو قریب ہی پڑے تھے اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے آہ کی میرے چچازاد بھائی نے پانی پیئے بغیر اس کی طرف اشارہ کر دیا وہ ہشام بن ابی العاصؓ تھے ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کے پاس تیسرے آدمی دم توڑ رہے تھے ہشامؓ نے مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کر دیا اس کے پاس پانی لے گیا تو اس کا دم نکل چکا تھا ہشامؓ کے پاس واپس آیا تو وہ بھی شہید ہو چکے تھے پھر میں اپنے بھائی کی طرف لوٹا تو وہ بھی شہید ہو چکے

Marfat.com

تھے یعنی ایک دوسرے کی ہمدردی میں سب پانی پیئے بغیر شہید ہو گئے (ص ۶۷ حکایات صحابہ)۔

☆ اسی یرموک کی جنگ میں صحابہ اکرامؓ کی ایک اور بڑی جماعت نے پانی موجود ہونے کے باوجود اس وجہ سے پیاسے جان دے دی کہ جب ان کے پاس پانی پہنچا تو کوئی دوسرا آہ کر دیتا تو وہ آپنے پینے کے بجائے دوسرے کی طرف لے جانے کا اشارہ کر دیتا اس جنگ میں ابو جہل کے بیٹے بھائی اور بھتیجے وغیرہ یعنی عکرمہؓ بن ابو جہل، حارثؓ بن ہشام، سہلؓ بن ابی حارث اور سہیلؓ بن عمرو اور قبیلہ مغیرہ کی ایک جماعت نے اس طرح دم توڑا کہ ان کے پاس پانی لایا جاتا تو وہ دوسرے کی طرف اشارہ کر دیتے تھے حضرت عکرمہؓ کے پاس پانی لایا گیا تو اس نے سہیلؓ بن عمرو کی طرف اشارہ کر دیا جب ان کے پاس لے گئے تو انہوں نے کہا حضرت سہلؓ بن حارث کو پہلے پلا دو لہٰذا ان سب حضرات نے ایک دوسرے کے ایثار اور اکرام میں پانی ہونے کے باوجود پیاسے جان دے دی حضرت خالدؓ بن ولید جب ان کی لاشوں پر سے گزرے تو فرمانے لگے کہ تم پر میری جان قربان ہو کہ تم سے اس وقت بھی ایثار نہ چھوٹا (ص ۲۴۷ فضائل صدقات حصہ دوم)۔

☆ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی کو کسی شخص نے بکری کی ایک سری ہدیہ کے طور پر دی اس نے خیال فرمایا کہ میرا فلاں ساتھی زیادہ ضرورت مند ہے کنبہ والے ہیں اور ان کے گھر والے زیادہ محتاج ہیں اس لیے ان کے پاس بھیج دی اس نے آگے کسی اور ضرورت مند صحابی کے گھر بھیج دی لہٰذا اسی طرح سات گھروں میں پھر کر وہ سری سب سے پہلے والے صحابی کے گھر لوٹ آئی چنانچہ وہ حضرات خود محتاج اور ضرورت مند ہونے کے باوجود دوسروں کی ضرورت کو مقدم رکھتے تھے (ص ۷۸ حکایات صحابہ)۔

☆ ایک آدمی نے زمین بیچی دوسرے نے خریدی خریدنے والے نے زمین میں ایک گڑھا نکالا تو وہاں سے خزانہ نکل آیا زمین خریدنے والے نے وہ خزانہ زمین فروخت کرنے والے کو دینا چاہا کیونکہ اس نے زمین خریدی تھی ساتھ خزانہ تو نہ خریدا تھا فروخت کرنے والے نے خزانہ لینے سے انکار کر دیا اس نے کہا کہ میں نے زمین فروخت کر دی ہے اب اس میں جو کچھ ہے خریدنے والے کا ہے معاملہ قاضی صاحب کے پاس گیا اس نے فیصلہ کیا کہ اگر ایک کی لڑکی ہے اور دوسرے کا لڑکا ہے تو دونوں کی شادی کر دی جائے اور یہ

Marfat.com

خزانہ انکو دے دیا جائے (بھائی نعیم رائے ونڈ)

صلہ رحمی و قطع رحمی۔

صلہ رحمی کے فضائل۔

☆غزوہ بنی المصطلق کے دوران رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے جب حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی تو بعض سادہ لوح مسلمان بھی اس تذکرے میں شامل ہو گئے ان میں سے اس واقعہ کو شہرت دینے والوں میں حضرت مسطحؓ ایک صحابیؓ بھی تھے، جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے رشتہ دار تھے، اور حضرت ابو بکرؓ انکی خبر گیری اور اعانت فرمایا کرتے تھے، اس تہمت کے قصہ میں انکی شرکت سے حضرت ابو بکرؓ کو رنج ہوا، اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ انہوں نے اپنے ہو کر بے تحقیق اس بات کو پھیلایا، اس رنج میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے قسم کھالی کہ مسطحؓ کی اعانت نہ کریں گے، اس پر سورۃ النور کی آیت۔ ۲۲ نازل ہوئی جس کا مفہوم ہے کہ "اور جو لوگ تم میں (دین کے اعتبار سے) بندگی والے (اور دنیا کے اعتبار سے) وسعت والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے اور ان کو یہ چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف کر دے (پس تم بھی اپنے قصورواروں کو معاف کر دو) بیشک اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے" روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے علاوہ بعض دوسرے صحابہؓ نے بھی ایسے لوگوں کی اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا تھا جنہوں نے اس تہمت کے واقعہ میں زیادہ حصہ لیا تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مسطحؓ نے اسمیں بہت زیادہ حصہ لیا اور حضرت ابو بکرؓ کے رشتہ دار تھے، اُن ہی کی پرورش میں رہتے تھے، جب برأت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھالی کہ ان پر خرچ نہ کریں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کو اپنی پرورش میں پھر سے لے لیا، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اس آیت کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے جتنا پہلے خرچ کرتے تھے اس کا دو چند کر دیا (فضائل صدقات حصہ اول۔ ۳۵)

☆حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں

Marfat.com

وُسعت کی جائے اور اس کے نشانات قدم میں تاخیر کی جائے اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے" نشانات قدم میں تاخیر کیے جانے سے عمر کی درازی مراد لی جاتی ہے اسلئے کہ جس شخص کی جتنی عمر زیادہ ہوگی اتنے ہی زمانہ تک اس کے چلنے سے نشانات قدم زمین پر پڑیں گے، اور جو مر گیا، اس کے پاؤں کا نشان زمین سے مٹ گیا۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو حضرت ابن عمرؓ مجھ سے ملنے تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے، میں کیوں آیا، میں نے حضور ﷺ سے سُنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے باپ کے ساتھ اس کی قبر میں صلۂ رحمی کرے، اس کو چاہیے کہ اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور میرے باپ عمرؓ میں اور تمہارے والد میں دوستی تھی، اس لئے آیا ہوں (ترغیب) کہ دوست کی اولاد بھی دوست ہی ہوتی ہے۔

☆ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جس شخص کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مر جائے اور وہ شخص ان کی نافرمانی کرنے والا ہو، تو اگر وہ ان کے لئے ہمیشہ دعائے مغفرت کرتا رہے، اس کے علاوہ ان کے لئے اور دعائیں کرتا رہے، تو وہ شخص فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا"، اللہ پاک نے اپنے فضل سے اس کا دروازہ بھی کھول دیا کہ اسکے مرنے کے بعد انکے لئے دُعائیں کرے، ان کی مغفرت کو اللہ سے مانگتا رہے، ان کے لئے ایصال ثواب جانی اور مالی کرتا رہے کہ، یہ ان کی زندگی کے زمانہ میں جو ان کے حقوق ضائع ہوئے ہیں اس کی تلافی کر دے گا، اور بجائے نافرمانوں میں شمار ہونے کے فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا، یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ ہاتھ سے وقت نکل جانے کے بعد بھی اس کا راستہ کھول دیا، کس قدر بے غیرتی اور دلی قساوت ہوگی اگر اس موقعہ کو بھی ہاتھ سے کھو دیا جائے، ایسا کون ہوگا جس سے ہمیشہ والدین کی رضا ہی کے کام رہتے رہے ہوں اور ادائے حقوق میں کوتاہی تو کچھ نہ کچھ ہوتی ہی ہے، اگر اپنا معمول اور کوئی ضابطہ ایسا مقرر کر لیا جائے جس سے ان کو ثواب پہنچتا رہے تو کس قدر اعلیٰ چیز حاصل ہو سکتی ہے (فضائل صدقات حصہ اول۔ ۲۶۷)

☆ "حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ غریب پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور

Marfat.com

رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی دو چیزیں ہو گئیں' ایک مرتبہ حضور ﷺ نے عورتوں کو خاص طور سے صدقہ کرنے کی ترغیب دی، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مشہور صحابہؓ اور فقہاء میں ہیں، ان کی اہلیہ حضرت زینبؓ نے انؓ سے کہا کہ حضور ﷺ سے جا کر یہ دریافت کرلو کہ میں صدقہ کا مال تمہیں دے دوں تو یہ کافی ہے یا نہیں، انہوں نے فرمایا کہ تم خود ہی جا کر دریافت کرلو (کہ ان کو اپنی ذات کے لئے دریافت کرنے میں غالباً حجاب اور خود غرضی کا خیال ہوا ہوگا) حضرت زینبؓ حضور پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، وہاں دروازہ پر دیکھا کہ ایک عورت بھی کھڑی ہیں اور وہ بھی یہی مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہیں لیکن حضور ﷺ کے رُعب کی وجہ سے دریافت کرنے کی ہمت نہ ہوئی، اتنے میں حضرت سیدنا بلالؓ آگئے، ان دونوں نے اُن سے درخواست کی کہ حضور پاک ﷺ سے عرض کہہ دیں کہ دو عورتیں کھڑی ہیں اور یہ دریافت کرتی ہیں کہ اگر وہ اپنے خاوند پر اور جو یتیم بچے پہلے خاوند وں سے ان کے پاس ہیں، ان پر صدقہ کردیں تو یہ کافی ہے حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ ایک فلاں عورت انصاریہ ہیں اور ایک عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کیلئے دوگنا ثواب ہے، صدقہ کا بھی اور قرابت کا بھی (مشکوٰۃ)

☆ حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ "وہ شخص صلۂ رحمی کرنے والا نہیں ہے جو برابر سرابر کا معاملہ کرنیوالا ہو، صلۂ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جو دوسرے کے توڑنے پر صلۂ رحمی کرے" صلہ رحمی تو درحقیقت یہی ہے کہ اگر دوسرے کی طرف سے بے التفاتی، بے نیازی اور قطع تعلق ہو تو تم اس کے جوڑنے کی فکر میں رہو اس کو مت دیکھو کہ وہ کیا برتاؤ کرتا ہے اس کو ہر وقت سوچو کہ میرے ذمہ کیا حق ہے مجھے کیا کرنا چاہیے دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہو ایسا نہ ہو کہ اس کا کوئی حق اپنے ذمہ رہ جائے جس کا قیامت کے دن اپنے سے مطالبہ ہو جائے جس کا بدلہ اپنی نیکیوں کے دینے سے یا دوسرے کے گناہ اپنے ذمہ لینے سے ادا ہوگا (فضائل صدقات حصہ اول ۲۸۰)

☆ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ "میں تمہیں بہترین صدقہ بتاتا ہوں، تیری وہ لڑکی (اس کا محل) ہے جو لوٹ کر تیرے ہی پاس آگئی ہو اور اس کیلئے تیرے سوا کوئی کمانے والا نہ ہو (کہ ایسی لڑکی پر جو بھی خرچ کیا جائیگا وہ بہترین صدقہ ہے)" لوٹ کر

Marfat.com

آجانے سے مراد ہے کہ لڑکی کا نکاح کر دیا تھا، اس کے خاوند کا انتقال ہو گیا یا خاوند نے طلاق دے دی یا کوئی اور عارضہ ایسا پیش آ گیا جس کی وجہ سے وہ لڑکی پھر باپ کے ذمہ ہو گئی تو اس کی خبر گیری، اس پر خرچ کرنا افضل ترین صدقہ ہے، اور اس کا افضل ہونا صاف ظاہر ہے کہ اس میں ایک صدقہ ہے دوسرے مصیبت زدہ کی امداد ہے، تیسرے صلۂ رحمی ہے، چوتھے اولاد کی خبر گیری ہے پانچواں غمزدہ کی دلداری ہے کہ اولاد کا ابتداء میں والدین کے ذمہ ہونا رنج کی بجائے خوشی کا سبب ہوتا ہے لیکن اس کا اپنا گھر ہو جانے کے بعد، اپنا ٹھکانا بن جانے کے بعد پھر والدین کے ذمہ ہو جانا زیادہ رنج کا سبب ہوا کرتا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرے، اس کے لئے تہتر درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں جن میں سے ایک میں اس کے تمام امور کی اصلاح اور درستی ہے اور بہتر درجے اس کے لئے قیامت میں ترقیات کا سبب ہیں۔

(فضائل صدقات حصہ اول۔۲۶۹)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول پاک ﷺ نے فرمایا لوگو! تمہیں اپنے حسب نسب کے متعلق اس قدر علم حاصل کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کر سکو (مثلاً باپ، دادا اور مائیں اور جدات اور ان کی اولاد، مرد اور عورت کہ انہیں پہچاننا اور ان کے نام یاد رکھنا ضروری ہیں کہ یہی ذوی الارحام کہلاتے ہیں اور انہیں کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے کا حکم ہے) کیونکہ صلۂ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت پیدا ہوتی ہے، مال میں کثرت و برکت ہوتی ہے اور عمر میں زیادتی ہوتی رہتی ہے (ترمذی)

قطع رحمی کا وبال۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنت کی خوشبو اتنی دور تک جاتی ہے کہ وہ راستہ پانچ سو برس میں طے ہو مگر ماں باپ کی نافرمانی کرنیوالا اور قطع رحمی کرنیوالا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا (ص ۲۵۴ فضائل صدقات حصہ اول)۔

☆ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ ہم عرفہ کی شام کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حلقہ کے طور پر چاروں طرف بیٹھے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ اُٹھ جائے ہمارے پاس نہ بیٹھے سارے مجمع میں سے صرف

Marfat.com

ایک صاحب اٹھے، جو دور بیٹھے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر میں واپس آ کر بیٹھ گئے، حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ میرے کہنے پر مجمع میں سے صرف تم اٹھے تھے اور پھر آ کر بیٹھ گئے، یہ کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ کا ارشاد سن کر میں اپنی خالہ کے پاس گیا تھا، اس نے مجھ سے قطع تعلق کر رکھا تھا، میرے جانے پر اس نے کہا کہ تو خلاف عادت کیسے آ گیا، میں نے اسے آپ ﷺ کا ارشاد مبارک سنایا، اس نے میرے لئے دعائے مغفرت کی، میں نے اس کیلئے دعائے مغفرت کی (اور آپس میں صلح کر کے واپس حاضر ہو گیا) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم نے بہت اچھا کیا، بیٹھ جاؤ، اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔ (فضائل صدقات حصہ اول. ۲۵۴)

☆ فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں، اس قصہ سے معلوم ہوا کہ قطع رحمی اتنا سخت گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے پاس بیٹھنے والے بھی اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں، اسلئے ضروری ہے کہ جو شخص اسمیں مبتلا ہو، وہ اس سے توبہ کرے اور صلۂ رحمی کا اہتمام کرے، حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ کوئی نیکی جس کا ثواب بہت جلد ملتا ہے صلہ رحمی سے بڑھ کر نہیں ہے اور کوئی گناہ جس کا وبال دنیا میں اس کے علاوہ ملے جو آخرت میں ملیگا قطع رحمی اور ظلم سے بڑھ کر نہیں ہے متعدد روایات میں ہے کہ قطع رحمی کا وبال آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی پہنچتا ہے فقیہ ابو اللیث نے ایک قصہ لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک نیک شخص امانت دار خراسان کے رہنے والے تھے لوگ ان کے پاس اپنی امانتیں رکھوایا کرتے تھے ایک شخص ان کے پاس دس ہزار اشرفیاں امانت رکھوا کر اپنی کسی ضرورت سے سفر میں چلا گیا جب وہ سفر سے واپس آیا تو اس خراسانی کا انتقال ہو چکا تھا ان کے اہل وعیال سے اپنی امانت کا پوچھا انہوں نے لاعلمی ظاہر کی ان کو بڑا فکر ہوا کہ بہت بڑی رقم تھی علمائے مکہ مکرمہ سے مسئلہ پوچھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے انہوں نے کہا کہ وہ آدمی تو بڑا نیک تھا ہمارے خیال میں جنتی آدمی تھا تو ایک ترکیب کر کہ جب آدھی رات یا تہائی رات گزر جائے تو زم زم کے کنواں پر جا کر اس کا نام لے کر پکار اور اس سے دریافت کر اس نے تین دن تک ایسا ہی کیا وہاں سے کوئی جواب نہ ملا اس نے پھر جا کر علماء سے تذکرہ کیا انہوں نے اناللہ پڑھا اور کہا کہ ہمیں تو یہ ڈر ہو گیا ہے کہ وہ شاید جنتی نہ ہو تو فلاں جگہ جا وہاں ایک وادی ہے جس کا نام برہوت

Marfat.com

ہے اس میں ایک کنواں ہے اس کنواں میں آواز دے اس نے ایسا ہی کیا وہاں سے پہلی آواز میں جواب ملا کہ تیرا مال ویسا ہی محفوظ رکھا ہے مجھے اپنی اولاد پر اطمینان نہ ہوا اس لیے میں نے فلاں جگہ مکان میں اس کو گاڑ دیا ہے میرے لڑکے سے کہہ کہ وہ تجھے اس جگہ پہنچا دے وہاں سے زمین کھود کر اس کو نکال لے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور مال مل گیا اس شخص نے بہت تعجب سے اس سے یہ بھی دریافت کیا کہ تو تو بہت نیک آدمی تھا تو یہاں کیوں پہنچ گیا کنویں سے آواز آئی کہ خراسان میں میرے کچھ رشتہ دار تھے جن سے میں نے قطع تعلق کر رکھا تھا اسی حال میں میری موت آ گئی اس کی گرفت میں میں یہاں پکڑا ہوا ہوں۔

(ص ۲۵۵ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ، حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں، ''کہ آدمی خالص ایمان تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا، جب تک کہ یہ کام نہ کرے، کہ اپنے سے تعلق توڑنے والوں کے ساتھ تعلقات جوڑا کرے، اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو معاف کیا کرے، اپنے کو گالیاں دینے والے کو بخش دیا کرے، اور جو اپنے ساتھ بُرائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کرے'' (درمنثور)

☆ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''نہیں ہے کوئی گناہ جو زیادہ مستحق اس بات کا ہو کہ اسکا وبال آخرت میں ذخیرہ رہنے کے باوجود دنیا میں اس کی سزا بہت جلد نہ بھگتنی پڑے، ان دو کے علاوہ ایک ظلم، دوسرا قطع رحمی''

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد ایک مجمع میں تشریف فرما تھے فرمانے لگے میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ اگر اس مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ چلا جائے، ہم لوگ اللہ تعالیٰ شانہٗ، سے ایک دُعا کرنا چاہتے ہیں اور آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنیوالے کے لئے بند ہو جاتے ہیں، یعنی اسکی دعا، آسمان پر نہیں جاتی، اس سے پہلے ہی دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور جب اس کے ساتھ ہماری دعا ہو گی تو وہ دروازہ بند ہو جانے کی وجہ سے رہ جائے گی (فضائل صدقات حصہ اول۔ ۲۸۵)

☆ ایک صحابیؓ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرے رشتہ دار ہیں میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں وہ قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان پر احسان کرتا ہوں

Marfat.com

وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں، میں ہر معاملہ میں تحمل سے کام لیتا ہوں، وہ جہالت پر اترے رہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو تُو ان کے منہ میں خاک ڈال رہا ہے (یعنی خود ذلیل ہونگے) اور تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہے گی جب تک تو اس عادت پر جمع رہے گا (مشکوٰۃ) اور جب اللہ تعالیٰ کی مدد کسی کے شامل حال رہے نہ کسی کی برائی سے نقصان پہنچ سکتا ہے نہ کسی کا قطع تعلق نفع پہنچنے سے رکاوٹ بن سکتا ہے (فضائل صدقات حصہ اول ۲۸۱)

تو نہ چھوٹے مجھ سے یارب تیرا چھٹنا ہے غضب - یوں میں راضی ہوں مجھے چاہے زمانہ چھوڑ دے

مصالحت کرانا. حضرت ابو درداؓ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو نفل نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ سے بھی بڑھ کر ہے عرض کیا گیا ضرور بتایئے سرکار ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں قطع تعلق کے وقت مصالحت کرانا، کیونکہ آپس میں بگاڑ نیکوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسا کہ استرا بالوں کو اڑا دیتا ہے (فضائل تبلیغ ۱۰)

فریقین کا فیصلہ. حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی تمہاری طرف قضیہ پیش کریں اور ان میں ایک شخص اظہار مدعا کر چکے تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو اول شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو، کیونکہ یہ صورت اس بات کے لائق تر ہے کہ تمہارے لیے قضیہ کی پوری کیفیت ظاہر ہو جائے (ترمذی)

ہدیہ دینا لینا.

☆ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ باہم تحفہ تحائف دیتے رہا کرو اس سے دلوں کی صفائی ہوتی رہتی ہے محبت بڑھتی ہے اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو بکرے کے پائے کا کوئی ٹکڑا بھیجے تو حقیر نہ سمجھے اور یہ خیال نہ کرے کہ تھوڑی چیز ہے کیا بھیجیں جو کچھ ہو بے تکلف دو اور لو۔ (ص ۱۳۰۴ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ ایک حدیث میں اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو ہدیہ دے اور اس کے پاس اور لوگ بھی ہوں تو وہ ہدیہ سب کا مشترک ہو جاتا ہے (ص ۲۹۸ فضائل حج) ایک مرتبہ شاہ روم نے حضرت عمرؓ کے پاس قاصد بھیجا حضرت عمرؓ کی بیوی حضرت عاتکہؓ

Marfat.com

نے ایک درہم کا عطر منگوا کر شیشی میں ڈال کر شاہ روم کی بیوی کیلئے قاصد کے ہاتھ ہدیہ بھیج دیا جواب میں شاہ روم کی بیوی نے کئی شیشیوں میں موتی بھر کر بھجوا دیے حضرت عمرؓ کی بیوی نے ان سب کو نکال کر ایک کپڑے پر بچھایا تو حضرت عمرؓ تشریف لائے انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے آپ کی بیوی نے فرمایا کہ شاہ روم کی بیوی نے موتیوں کا ہدیہ بھیجا ہے حضرت عمرؓ نے ان سب موتیوں کو بازار میں بیچ دیا ایک درہم اپنی بیوی کو واپس کر دیا جس سے اس نے عطر خریدا تھا اور باقی تمام رقم بیت المال میں جمع کروا دی حضرت عاتکہؓ نے کہا کہ یہ تو شاہ روم کی بیوی نے میرے ہدیہ کے جواب میں مجھے ہدیہ بھیجے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں خلیفۃ المسلمین نہ ہوتا اور تو میری بیوی نہ ہوتی تو کیا تجھے ذاتی حیثیت میں ہدیہ بھیجا جاتا لہٰذا اس ہدیہ پر پوری قوم کا حق ہے اسلئے بیت المال میں جمع کروا دیا۔

(مولانا احسان الحق صاحب رائے ونڈ)۔

☆ حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کبھی کچھ عطاء فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ حضرت کسی ایسے شخص کو دے دیجئے جس کو مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہو تو حضورؐ فرماتے کہ عمرؓ اس کو لے لو اور اپنی ملکیت بنالو پھر چاہو تو صدقہ کے طور پر کسی حاجت مند کو دے دو اور اپنا یہ اصول بنالو کہ جب کوئی مال تمہیں اس طرح ملے گا کہ نہ تم نے اس کیلئے سوال کیا ہو اور نہ تمہارے دل میں اس کی چاہت اور طمع ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھ لیا کرو اور جو مال اس طرح تمہارے پاس نہ آئے تو اس کی طرف توجہ بھی نہ کیا کرو۔ (ص ۱۷۵ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا آپس میں ہدایا اور تحائف کا تبادلہ کرتے رہو کہ باہمی محبت بڑھے، ایک حدیث شریف میں ہے کہ ہدیہ ایسے شخص کا قبول کرو جو ہدیہ کا طالب نہ ہو ورنہ باہمی رنج کی نوبت آوے گی، لیکن تم اپنی طرف سے کوشش کرو کہ اسکو کچھ بدلہ دیا جائے اور اگر بدلہ دینے کو میسر نہ ہو تو اس کی ثناء وصفت ہی بیان کرو اور لوگوں کے روبرو اس کے احسان کو ظاہر کردو اور ثنا وصفت کیلئے اتنا کہہ دینا کافی ہے جزاک اللہ خیرا اور جب محسن کا شکریہ ادا نہ کیا تو خدا تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہ ہوگا اور جس طرح ملی ہوئی نعمت کی ناشکری بری ہے اسی طرح ملی ہوئی چیز پر شیخی بگھارنا کہ ہمارے پاس

Marfat.com

اتنا اتنا آیا یہ بھی برا ہے۔ (مسند احمد)

☆ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی تمہاری خاطر داری کو خوشبو، تیل، دودھ یا تکیہ پیش کرے، کہ خوشبو سونگھ لو یا تیل لگا لو، دودھ پی لو تکیہ کمر سے لگا لو تو قبول کر لو، انکار وعذر مت کرو، کیونکہ ان چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا جس کا بار تم سے نہیں اٹھ سکتا ہو اور دوسرے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

☆ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کے لئے (کسی معاملے میں) سفارش کی، پھر اگر اس شخص نے اس سفارش کرنے والے کو (سفارش کے عوض میں) کوئی ہدیہ پیش کیا اور اس نے وہ ہدیہ قبول کر لیا تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ میں داخل ہو گیا (منتخب احادیث. ۵۶۱) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے کسی شخص نے حضرت علیؓ کے یہاں سفارش کرائی ان کی سفارش پر اس کا کام ہو گیا تو اس نے نذرانہ کے طور پر چالیس ہزار درہم ہدیہ بھیجے انہوں نے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ ہم لوگ اپنی نیکی کو فروخت نہیں کیا کرتے (حکایات صحابہؓ. ۸۲)

گھر کے آداب

اجازت چاہنا. عطا بن یسارؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ حضور ﷺ کیا میں اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت جب میری ماں وہاں ہو تب بھی اجازت طلب کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ تو اس شخص نے عرض کیا کہ حضور ﷺ میں تو اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں۔ ایسا نہیں کہ وہ علیحدہ گھر میں رہتی ہوں اور میں علیحدہ رہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر بھی تم اجازت مانگو۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور خدمت کیلئے میرا بار بار گھر میں آنا جانا رہتا ہے اس پر بھی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اجازت لے کر اندر جاؤ۔ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تم کسی موقع پر اپنی ماں کو کھلی حالت میں دیکھو؟ سائل نے عرض کیا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر اجازت لو۔ (مشکوٰۃ شریف)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اذن چاہنا تین بار ہوتا ہے اس لئے اگر اجازت مل جائے تو اچھا ہے ورنہ لوٹ جاؤ۔ (زاد المعاد) صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اذن چاہنے سے قبل سلام کرنا چاہیے اور اپنا نام ظاہر کرے یہ نہ کہے کہ میں ہوں۔ (زاد المعاد)

Marfat.com

☆ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کا ضامن ہے، زندگی میں اللہ تعالیٰ ان کو کافی ہے مرنے کے بعد جنت ان کا مقام ہے۔ (۱) جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے (۲) جو مسجد کی طرف گیا (تاکہ نماز پڑھے) وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے (۳) جو اللہ کے راستہ میں جہاد کیلئے نکلا وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے (الادب المفرد)

سوتے ہوئے کو سلام کرنا۔ حضرت مقداد بن اسودؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اگر رات کے وقت گھر میں تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ سونے والے کی نیند نہ اچٹے اور جاگتا ہوا اسے سن لے۔ (ادب المفرد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ: اگر آنحضرت ﷺ خود کسی سے ملاقات کیلئے تشریف لے جاتے تو عادت طیبہ تھی کہ تین مرتبہ سلام کر کے اجازت داخلہ طلب فرماتے، اگر جواب نہ ملتا تو واپس تشریف لے جاتے۔ (زاد المعاد) آنحضرت ﷺ کی عادت محمودہ تھی کہ کبھی دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت داخلہ طلب نہیں فرماتے، بلکہ دروازے کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر سلام کرتے اور پھر اندر آنے کی اجازت چاہتے، تاکہ اجازت سے قبل مکان کے اندر نظر نہ پہنچے (زاد المعاد)

☆ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب تم گھر سے باہر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کر کے رخصت حاصل کرو (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

☆ جب کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور پھر جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔ اس لیے کہ پہلی مرتبہ سلام کرنا، دوسری مرتبہ سلام کرنے سے بہتر نہیں۔ یعنی دونوں سلام حق اور مسنون ہیں (ترمذی۔ مشکوٰۃ)

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر مسلمان کو سلام کرو چاہے تمہاری اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو (بخاری و مسلم)

☆ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو یہ تمہارے لیے اور

Marfat.com

تمہارے گھر والوں کیلئے خیر و برکت کی بات ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائے اور پھر اس کے سامنے آئے تو اس کو پھر سلام کرے (ریاض الصالحین۔ زاد المعاد)

☆ حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہم مسلمانوں کے سوا دوسری قوموں کے ساتھ تشبہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے (پھر آپ ﷺ نے دوسری قوموں کے ساتھ تشبہ کرنے کی تصریح فرمائی کہ) یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو اور نہ نصاریٰ کی، یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے کرتے ہیں (ترمذی)

سلام کے حقوق

☆ مسلمان، مسلمان سے ملے تو اس کو سلام کرنا چاہیے

☆ تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں

☆ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

☆ سوار بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

☆ چھوٹا بڑے کو سلام کرے

☆ اشارہ سے سلام کرنا جب مخاطب دور ہو

☆ زور سے سلام کرنا تاکہ مخاطب سن لے (الادب المفرد)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے قبل کی منجملہ اور علامات کے چند علامات یہ ہیں (۱) سلام کا رواج خاص خاص دائروں میں محدود ہو جانا (۲) تجارت کا اتنا عام طور پر رواج پانا کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرنے لگے (۳) اہل اور نا اہل سب کا قلم چل پڑے (۴) جھوٹی شہادت دینے میں بہادر بن جانا اور سچی شہادت کا اخفا کرنا (الادب المفرد)

سلام کے فضائل

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے بہتر الفاظ

Marfat.com

میں سلام کا جواب دو یا کم از کم جواب میں وہی الفاظ کہہ دو جو پہلے شخص نے کہے تھے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا یعنی ہر عمل کا حساب لینے والا ہے (النساء)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا ہے لہٰذا اس کو آپس میں خوب پھیلاؤ کیونکہ مسلمان جب کسی قوم پر گزرتا ہے اور ان کو سلام کو جواب دیتے ہیں تو ان کو سلام یاد دلانے کی وجہ سے سلام کرنے والے کو اس قوم پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ جواب نہیں دیتے تو فرشتے

☆ نبی کریم کا ارشاد ہے کہ وہ آدمی خدا سے زیادہ قریب ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے (اسوہ رسول اکرم. ۱۳۰)۔

☆ ہر مسلمان سے سلام اور مصافحہ میں پیش قدمی کیا کرو حدیث میں آیا ہے کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو رحمت خداوندی کے ستر حصوں میں سے انہتر حصے تو اس کو ملتے ہیں جس نے مصافحہ میں ابتداء کی ہے اور ایک حصہ دوسرے کو (ص ۵۶ تبلیغ دین)

☆ سلام کے فضائل کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات کا مفہوم کہ (۱) سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا ہے لہٰذا اس کو آپس میں خوب پھیلاؤ کیونکہ مسلمان جب کسی قوم پر گزرتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہے اور وہ اس کو جواب دیتے ہیں تو ان کو سلام یاد دلانے کیوجہ سے سلام کرنے والے کو اس قوم پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ جواب نہیں دیتے تو فرشتے جو انسانوں سے بہتر ہیں اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں (طبرانی) (۲) علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو صرف جان پہچان کی بنیاد پر سلام کرے (نہ کہ مسلمان ہونے کی بنیاد پر) (مسند احمد) (۳) ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے السلام علیکم کہا آپ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے سلام کیوجہ سے دس نیکیاں لکھی گئیں پھر دوسرے نے سلام دیا اور آپ ﷺ نے جواب دیا تو فرمایا بیس نیکیاں لکھی گئیں پھر تیسرے نے سلام دیا آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا کہ ان کیلئے تیس نیکیاں لکھی گئیں (ابوداؤد) (۴) سلام

Marfat.com

میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے (بیہقی) (۵) سلام کو خوب پھیلاؤ تا کہ تم بلند ہو جاؤ (طبرانی) (٦) لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز وہ شخص ہے جو دُعا کرنے سے عاجز ہو یعنی دعا نہ کرتا ہو اور لوگوں میں سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام میں بھی بخل کرے (طبرانی) (۷) جو دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (ابوداؤد) (۸) مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملتا ہے اسکا ہاتھ پکڑتا ہے یعنی مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے تیز ہوا چلنے سے سوکھے درخت سے پتے گر جاتے ہیں اور ان دونوں کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگر چہ ان کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (منتخب احادیث. ۵۰۹)

سلام، مصافحہ، معانقہ و دست بوسی کے آداب

☆ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو میں نے سنا وہ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کر رہا تھا کہ آدمی جب اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے سامنے جھک جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، اس نے پوچھا، کیا اس کے ساتھ معانقہ کرے اور اس کو بوسہ دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، اس نے کہا کہ کیا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے اور اس کے ساتھ مصافحہ کرے، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (ترمذی)

☆ رزینؒ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مگر یہ کہ وہ بھائی یا دوست سفر سے آیا ہو تو معانقہ کر سکتا ہے، (مشکوۃ) اور بطور تکریم ہاتھ کا بوسہ دے سکتا ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتا دوں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو آپس میں سلام کو پھیلاؤ (ص ۱۳۰۱ اسوہ رسول اکرم)۔

☆ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی پر یا ہاتھ پر رکھ کر اس سے حال پوچھو اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد تم مصافحہ بھی کرو۔

☆ حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جعفر ابن علیؓ سے ملے اور ان کو

Marfat.com

گلے لگالیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا (ابوداؤد)

☆ حضرت زارع ؓ جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اترے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا (ابوداؤد)

☆ حضرت انس ؓ نے ایک مرتبہ غایت درجہ فرحت و لذت کے ساتھ بیان فرمایا کہ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مصافحہ کیا، میں نے کبھی کسی کی حریر یا ریشم حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھی، ان کے شاگرد نے جس کے سامنے یہ بیان کیا گیا اسی شوق سے عرض کیا کہ میں بھی ان ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں جن ہاتھوں نے حضور اکرم ﷺ سے مصافحہ کیا ہے، اس کے بعد سے یہ سلسلہ جاری ہوا کہ آج تک جاری ہے اور مصافحہ کی حدیث کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس حدیث میں مسلسل مصافحہ ہوتا آیا ہے (خصائل نبوی)

☆ حضرت انس ؓ ابن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام ؓ جب آپس میں ملاقات کیا کرتے تھے تو مصافحہ کرتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تو آپس میں معانقہ کیا کرتے تھے (طبرانی الترغیب)

☆ حضور ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ آپ ﷺ ہاتھ، سر یا انگلی کے اشارے سے سلام کا ... ب سہ دیتے تھے (زادالمعاد)

☆ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہم مسلمانوں کے سوا دوسری قوموں کے ... کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں (پھر آپ ﷺ نے دوسری قوموں کے ساتھ تشبہ کی ... رمائی کہ) یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو اور نہ نصاریٰ کی، کیونکہ یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے کرتے ہیں۔

(اسوہ رسول اکرم۔ ۳۰۲)

☆ حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ راستہ سے گزرنے والی جماعت میں سے اگر ایک شخص سلام کرے تو ان سب کی طرف سے کافی ہے اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کوئی ایک جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی

Marfat.com

ہے (بیہقی)

☆ حضرت زید ابن حارثہؓ جب مدینے آئے تو نبی اکرم ﷺ کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا، آپ ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے دروازے پر پہنچے ان سے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا (ترمذی)

ہاتھ چومنا. حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا آپ نے کبھی حضور اقدس ﷺ کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو چوم لیا (الادب المفرد)

چھینک اور جمائی. آنحضرت ﷺ چھینک لیتے تو الحمد للہ فرماتے ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور آواز کو پست فرماتے اگر کوئی ہم جلیس جواب میں یرحمک اللہ کہتا تو حضور ﷺ یھدیکم اللہ و یصلح بالکم سے اس کا جواب دیتے (ترمذی) غیر مذاہب والوں کو چھینک کا جواب حضور ﷺ یھدیکم و یصلح بالکم سے دیتے یرحمك الله سے ان کو جواب دینا پسند نہ فرماتے۔

☆ آنحضرت ﷺ چھینک بہت پست آواز سے لیتے اور اسی کو پسند فرماتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ چھینکنے کو دوست رکھتا ہے (کیونکہ چھینکنے سے دماغ میں خفت اور قوائے ادرکہ میں صفائی آجاتی ہے جو باعث و معین ہو جاتی ہے طاعت میں نشاط اور حضور قلب کیلئے)، (مشکوٰۃ) اور اللہ تعالیٰ جمائی کو ناپسند کرتا ہے (کیونکہ جمائی امتلاء ثقل نفس سے پیدا ہوتی ہے اور جو کدورت حواس و غفلت و سستی و بدفہمی کا باعث ہو جاتی ہے اور طاعت میں نشاط نہیں ہونے دیتی پس اللہ تعالیٰ تو ناخوش ہوتا ہے لیکن شیطان خوش ہوتا ہے)، بس اسی نتیجہ کے اعتبار سے فرمایا کہ جمائی شیطان کی جانب سے ہے پس جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو حتی الوسع اس کو دفع کرے، پس تحقیق کہ جس وقت تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے یعنی منہ کھولتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے، (مشکوٰۃ)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ تم میں سے جس کسی شخص کو جمائی آئے تو اس کو چاہیے کہ امکان بھر اس کو روکے ورنہ بایاں ہاتھ منہ پر رکھ لے۔ (الادب المفرد)

Marfat.com

امتیاز قومی اور لباس.

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی صورت کو بگاڑا کریں گے'' (جیسے داڑھی منڈانا، بدن گودوانا وغیرہ)۔ (نسائی)

ف: بعض تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھی گئیں اور بعضی تبدیلیاں صورت کو سنوارنا ہے اور یہ واجب ہے، جیسے لبیں ترشوانا، ناخن ترشوانا، بغل اور زیرناف کے بال لینا اور بعض تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا یا مٹھی سے زیادہ داڑھی کٹا دینا اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے، کیونکہ اول تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف ہے پھر وہ ہر زمانے میں بدلتا بھی رہتا ہے (حیوۃ المسلمین)

☆ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ ان ہی میں سے ہے (مسند احمد) یعنی جو کفار و فساق کی وضع بنائے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا۔

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں (بخاری)

☆ حضرت سوید بن وہبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی جاتی ہے جو شخص زینت کے لباس کو ترک کردے اس حالت میں کہ وہ اس کے پہننے کی استطاعت و قوت رکھتا ہو اور کسی دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص زیب و زینت کے لباس کو کسر نفسی یا تواضع کے طور پر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو عظمت بزرگی کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے نکاح کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھے گا (مشکوٰۃ)

متکبرانہ لباس. حضرت سالمؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لٹکانا، پاجامہ، تہبند، کرتے اور صافے میں بھی ہوسکتا ہے جو آدمی تکبر کے خیال سے پاجامہ، تہبند، کرتہ یا صافہ کا شملہ زیادہ نیچا لٹکائے گا، اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہ

Marfat.com

دیکھے گا۔

ف: بلا تکبر کے لٹکانا بھی جائز نہیں ہے (ابن ماجہ)

لباس کے آداب. پاجامہ یا شلوار پہنیں تو اول دائیں پاؤں میں پانچہ پہنے پھر بائیں پاؤں میں پہنے، کرتہ پہنے تو پہلے داہنی آستین، دائیں ہاتھ میں پہنے، پھر بائیں ہاتھ میں بائیں آستین پہنے، اسی طرح صدری، اچکن، شیروانی وغیرہ دائیں طرف سے پہننا شروع کرے ایسے ہی جوتا پہلے دائیں قدم میں پھر بائیں قدم میں پہننا چاہیے اور جب اتارے تو پہلے بائیں طرف کا اتارے پھر دائیں طرف سے اتارے (ترمذی)

میزبانی ومہمانی کے حقوق.

☆ نبی کریم ﷺ کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپ ﷺ خود بنفس نفیس ان کی خاطر داری فرماتے (ترمذی) جب آپ ﷺ مہمان کو اپنے دستر خوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے اور کھایئے اور کھایئے جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا تب آپ سرکار ﷺ اصرار سے باز آتے (ترمذی)

☆ حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ پاک پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، مہمان کا جائزہ ایک دن رات ہے اور مہمانی تین دن رات اور مہمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ اتنا طویل قیام کرے جس سے میزبان مشقت میں پڑ جائے (فضائل صدقات حصہ اول. ۱۳۵)

☆ حضرت ابو شریح فرماتے ہیں کہ میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا اور ان دونوں کانوں نے سنا کہ نبی ﷺ ہدایت دے رہے تھے کہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے ہمسایہ کی عزت واکرام کرنا چاہیے اور اس کا جائز حق دے (حق ادا کرے) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جائز حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک دن ایک رات اس کی خدمت کرنا ایسے مہمانداری تین دن رات کی ہے اس پر مزید جو ہو وہ مہمان کیلئے صدقہ ہے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ منہ سے اچھی بات ہی نکالے ورنہ چپ رہے (بخاری و مسلم) اور مہمان کیلئے یہ حلال (درست) نہیں کہ وہ کسی کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ میزبان کو تنگ دل کر دے (بخاری)

Marfat.com

☆حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اپنے مہمان کا استقبال دروازے سے باہر نکل کر کرے اور رخصت کے وقت گھر کے دروازے تک پہنچائے (بخاری)

☆ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب دستر خوان بچھایا جائے تو اس پر سے کوئی شخص نہ اٹھے یہاں تک کہ دستر خوان اٹھالیا جائے اور اپنا ہاتھ نہ اٹھائے، اگر چہ وہ سیر ہو چکا ہو، یہاں تک کہ لوگ بھی فارغ ہو جائیں (اور اگر مجبوراً اٹھنا پڑے تو چاہیے کہ عذر کرے) اس لئے کہ اس کے اس طرح کرنے سے (یعنی اٹھ جانے سے) اس کا ساتھی شرمندہ ہو جاتا ہے تو وہ بھی اپنا ہاتھ روک لے گا اور شاید اس کو ابھی کھانے کی خواہش ہو (بخاری)

☆نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کو صلہ دو، صحابہؓ نے پوچھا کیا صلہ دین یارسول اللہ ﷺ ؟ فرمایا جب آدمی اپنے بھائی کے یہاں جائے اور وہاں کھائے پیئے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دُعا کرے یہ اس کا صلہ ہے (ابوداؤد)

☆حضرت ابوکریمۃ السامیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، رات کے آنے والے مہمان کی میزبانی ہر مسلمان پر (جس کے پاس مہمان آئے) واجب ہے۔

☆ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک و پریشانی کی حالت کا ذکر کیا آپؐ نے پہلے اپنے گھر والوں سے کچھ کھانے کا پتہ کروایا مگر کچھ نہ ملا پھر حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو ان کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے ایک انصاری صحابی ابوطلحہؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں مہمانی کرونگا وہ انکو گھر لے گئے اور بیوی سے کہا کہ یہ حضورؐ کے مہمان ہیں جو اکرام کر سکے اس میں کسر نہ چھوڑنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا بیوی نے کہا خدا کی قسم بچوں کیلئے تھوڑا سا کھانا رکھا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں ہے صحابی نے کہا بچوں کو بہلا کر سلا دیں اور جب وہ سو جائیں تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور تو چراغ درست کرنے کے بہانے اس کو بجھا دینا چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گزاری جس پر قرآن کی آیت اتری جس کا مفہوم ہے کہ "اور ترجیح دیتے ہیں (مہمان کو) اپنی جانوں پر اگر چہ ان پر فاقہ

Marfat.com

ہی ہو۔"

☆ ایک اور واقعہ اسی قسم کا ہے کہ ایک صحابی روزہ پر روزہ رکھتے تھے افطار کیلئے کوئی چیز کھانے کو میسر نہ تھی ایک انصاری صحابی حضرت ثابتؓ نے تاڑ لیا بیوی سے کہا کہ میں رات کو ایک مہمان کو لاؤں گا جب کھانا شروع کریں تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے بجھا دینا اور اتنے مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے خود نہ کھانا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا ساتھ میں سب شریک رہے جیسے کھا رہے ہوں صبح کو حضرت ثابتؓ جب حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا رات کو تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ برتاؤ حق تعالیٰ شانہ کو بہت پسند آیا۔

(ص ۴۷ حکایات صحابہ)۔

دعوت طعام۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ولیمہ کی دعوت کرے اس کو قبول کر لینا چاہیے اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ولیمہ کی دعوت کو قبول کرے یا اسی قسم کی کسی اور دعوت کو قبول کرے (مشکوٰۃ)

☆ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کھانے پر (خواہ وہ شادی کا ہو یا غیر شادی کا) بلایا جائے اس کو چاہیے کہ دعوت کو قبول کرے اور وہاں جا کر پھر کھائے یا نہ کھائے (مشکوٰۃ)

فاسق کی دعوت۔ عمرانؓ بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فاسق لوگوں کی دعوت کو قبول کرنے سے منع فرمایا ہے (مشکوٰۃ)

کھانے میں تکلف۔ حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھانا لایا گیا، پھر ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا ہم نے عرض کیا کہ ہم کو خواہش نہیں ہے (حالانکہ بھوکے تھے لیکن یہ الفاظ تکلفاً کہہ دیئے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو (ابن ماجہ)

ساتھ مل کر کھانا۔ حضرت وحشی بن الحربؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کھانا کھاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا، آپ ﷺ نے فرمایا تم مل کر کھایا کرو، اور کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو، تمہارے کھانے میں برکت ہوگی (ابوداؤد)

Marfat.com

عورتوں کے متعلق

پردہ. ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں اور حضرت میمونہؓ بھی آپ کے پاس تھیں اچانک ابن ام مکتومؓ آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ابن ام مکتوم سے پردہ کرو، ام سلمہؓ کہتی ہیں، میں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ تو ہمیں دیکھ نہیں سکتے، حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں (ترمذی)

ابن مسعودؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورت عورت ہے جب بے پردہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو تکتا ہے (ترمذی)

مرد و عورت کیلئے احتیاط. جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے کان میں اس کی آواز نہ پڑے اسی طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے روبرو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب کرے کیونکہ عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں ان کی خرابی کا اندیشہ ہے

☆ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آنکھ (نظر بد یا شہوت سے) کسی اجنبی مرد یا عورت کو دیکھتی ہے وہ زانیہ ہے، اور عورت خوشبو مل کر جب کسی مجلس پر گزرتی ہے تو وہ بھی ایسی ویسی یعنی زانیہ ہے (ترمذی)

وضع اور لباس وغیرہ. حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی وضع کا لباس پہنے (ابوداؤد)

☆ حدیث شریف میں ہے کہ عورت کو ایسا باریک دوپٹہ نہ اوڑھنا چاہیے کہ سر کے بال اور جسم نظر آئے (مشکوۃ)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسماء بنت ابوبکرؓ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس وقت ان کے جسم پر باریک کپڑے تھے، آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء عورت جب بالغ ہو جائے، تو مناسب نہیں ہے کہ اس کا کوئی عضو دیکھا جائے مگر یہ (اور اشارہ کیا اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی

Marfat.com

طرف)۔(مشکوۃ)

عورت کا لباس. عورتوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایسا کپڑا پہنیں جس کی آستینیں پوری ہوں، آدھی آستین کا کرتا یا قمیض پہننا سخت گناہ ہے اور نہ ایسا باریک لباس پہنیں جس سے بدن جھلکتا ہو، ایسی عورتیں قیامت میں برہنہ اٹھائی جائیں گی، نبی کریم ﷺ کے ارشاد میں ایسا ہی آیا ہے اس کا اہتمام واجب ہے (بہشتی زیور)

☆حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سی کپڑا پہننے والی عورتیں قیامت کے دن ننگی سمجھی جائیں گی (بخاری)

مردانہ وضع. عورتوں کیلئے مردانہ جوتا پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں، حضور ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

ستر عورت. عورت کا سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے، غیر محرم کے سامنے بدن کھولنا درست نہیں، (سر کے بال کھلے رکھنے پر فرشتوں کی لعنت آئی ہے) غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہیے (بہشتی زیور)

عورتوں میں سلام. عورتوں میں بھی اسلام علیکم اور مصافحہ کرنا سنت ہے، اس کو رواج دینا چاہیے

عورتوں کی وضع. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا، (یعنی نہ دیکھ سکا) ان میں ایک یہ ہے کہ وہ عورتیں جو لباس تو پہنے ہوں گی مگر برہنہ ہوں گی، ناز سے شانوں کو گھما کر لچکدار چال سے چلیں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کے لچکدار کوہان کی طرح ہوں گے (یعنی سروں پر مصنوعی بال لگا کر چونڈے باندھیں گی) جس کی وجہ سے ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی باوجودیکہ جنت کی خوشبو اتنی راہ کے فاصلہ سے آئے گی (مسلم) (جو پانچ سو دن کی مسافت پر ہو)

عورتوں کے حقوق کا تحفظ. حضرت عمر بن احوص جشمیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ سے سنا، پہلے آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثناء فرمائی پھر کچھ باتوں کی نصیحت کی پھر فرمایا لوگو! سنو عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے

Marfat.com

پاس قیدیوں کی طرح ہیں تمہیں ان کے ساتھ سختی کرنے کا کوئی حق نہیں سوائے اس صورت کے کہ جب انکی طرف سے کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور انہیں مارو بھی لیکن ایسی مار ہو کہ کوئی شدید چوٹ نہ آئے، پھر اگر وہ تمہارا کہنا ماننے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کی راہیں نہ ڈھونڈو، دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تم پر، ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ رندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو! تم پر ان کا یہ حق ہے، کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ (ترمذی)

دیور موت ہے۔ حضرت عقبہ ابن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نامحرم عورتوں کے پاس مت جاؤ، ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دیور کے بارے میں کیا رائے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا دیور تو موت ہے (یعنی اس سے بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے) (بخاری)

عورتوں کے ساتھ تنہائی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا غیر عورتوں کے ساتھ تنہائی میں رہنے سے بچے رہو، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب بھی کوئی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے درمیان تیسرا شیطان آداخل ہوتا ہے (اور اپنا جال پھیلانے لگتا ہے) آدمی کا گارے میں اٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سور سے ٹکرا جانا گوارا ہے، اسکے مقابلہ میں کہ اس کے شانے کسی ایسی عورت سے ٹکرا جائیں جو اس کیلئے حلال نہ ہو (طبرانی)

☆ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی عورتوں کے پاس مت جاؤ جن کے محرم ان کے ساتھ نہ ہوں کیونکہ شیطان آدمی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے (مسلم)

☆ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ تو گوارا کیا جا سکتا ہے کہ آدمی کے سر میں لوہے کی کیل ٹھونک دی جائے لیکن یہ گوارا نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کیلئے حلال نہ ہو۔ (ترمذی)

Marfat.com

☆ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ دیکھنے والے کو اور جس کی طرف دیکھا جائے (اس سے بے پردگی کی برائی اور اس کا حرام ہونا ثابت ہوا یعنی مرد کا غیر عورت کو دیکھنا اور عورت کا غیر مرد کو دیکھنا دونوں گناہ ہیں)۔ (بہشتی زیور)

ممنوعات شرعیہ

حرمت شراب. حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو الٹا جائے گا، جس طرح بھرے برتن کو الٹ دیا جاتا ہے، وہ شراب ہوگی یعنی اسلام میں سب سے پہلے اللہ از وجل کے جس حکم کی خلاف ورزی کی جائے گی، اور اس کے حکم کو الٹ دیا جائے گا وہ شراب کی ممانعت کا حکم ہوگا اور پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ ایسا کیونکر ہوگا؟ حالانکہ شراب کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام بیان ہو چکے ہیں اور سب پر ظاہر ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اسطرح ہوگا کہ شراب کا دوسرا نام رکھ لیں گے اور اس کو حلال قرار دیں گے (مشکوٰۃ)

☆ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر، اس کے پینے والے، اس کے نچوڑنے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اسکے پلانے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر اور اس شخص پر جس کیلئے اٹھا کر لے جائی جائے گی۔ (مشکوٰۃ)

☆ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو چیز زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑی مقدار میں استعمال کرنا بھی حرام ہے (ترمذی)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار شخصوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ ان کو جنت میں نہ بھیجے گا اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں سے کچھ حصہ ملے گا، (۱) شراب کا عادی (۲) سود خور (۳) یتیم کا مال کھانے والا اور (۴) ماں باپ کا نافرمان (حاکم)

شراب، سود اور عیاشی. حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

ارشادفرمایا اس امت کے بعض افراد رات دن شراب، لہو ولعب میں گذاریں گے تو ایک دن صبح کو یہ بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دیئے جائیں گے ان میں خسف بھی ہوگا (یعنی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے) ان پر آسمان سے پتھر بھی برسیں گے، لوگ کہیں گے آج کی رات فلاں محلہ دھنس گیا، ان پر قوم لوط کی طرح پتھر برسیں گے اور قوم عاد کی طرح آندھیوں سے تباہ کئے جائیں گے، اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ شراب پیئں گے اور سود دکھائیں گے ریشمی لباس استعمال کریں گے، گانے والیاں ان کے پاس جمع ہوں گی اور یہ لوگ قطع رحم کریں گے (مسند احمد)

تصاویر۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ کیلئے تشریف لے گئے تھے میں نے آپ ﷺ کے پیچھے ایک نقشین چادر لے کر دروازہ کے اوپر ڈال دی، جب آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے وہ چادر پڑی ہوئی دیکھی تو اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھر اور گارے کو لباس پہنایا کریں۔

(متفق علیہ)

☆ حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں ابن عباسؓ کے پاس تھا، ان سے تصویروں کے متعلق سوال کیا جا رہا تھا، ابن عباسؓ نے جواب دیا عرض کیا میں نے حضرت رسالت مآب ﷺ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا جو شخص دنیا میں تصویریں بنائے گا اسے قیامت کے دن ان میں روح ڈالنے کیلئے زور دیا جائے گا مگر وہ ان میں روح نہیں ڈال سکے گا (بخاری)

☆ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے سخت ترین عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جنہوں نے خدا کے نبی ﷺ سے قتال کیا ہو یا ان سے خدا کے نبی ﷺ نے قتال کیا ہو، یا وہ لڑکا جس نے اپنے والدین کو قتل کیا ہو اسی طرح مصور اور وہ عالم جن کے علم سے لوگوں نے نفع نہ حاصل کیا ہو، یعنی علماء جو اپنے علم سے لوگوں کو نفع نہ پہنچائیں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے (مشکوٰۃ)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیلؑ آئے تھے کہہ رہے تھے کہ رات حاضر ہوا تھا لیکن گھر کے دروازے پر کسی جاندار کا

Marfat.com

مجسمہ سا تھا گھر کے ایک طاق کے پردے پر تصویریں تھیں اور گھر میں کتا بھی تھا، آپ ﷺ مجسمہ کا سر کٹوا دیں، پردے کے تکیہ بنوا لیں (تا کہ تصویریں چھپ جائیں) اور کتے کو نکلوا دیں، جنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا (مشکوٰۃ)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے (بخاری)

☆ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان تین غرضوں کے علاوہ اگر کسی اور غرض سے کوئی کتا پالے تو اس کے ثواب میں ہر روز ایک قیراط گھٹتا رہے گا (یعنی صرف مندرجہ ذیل اغراض کیلئے کتا پالا جا سکتا ہے) (۱) کھیت کی حفاظت کیلئے اور (۲) مواشی کی حفاظت کیلئے (۳) شکار کیلئے (مشکوٰۃ)

راگ راگنی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب اور گانے بجانے کو حلال سمجھنے لگیں گے، مسند امام احمد میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ پاک نے مجھے رحمت العالمین بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے ساز اور باجوں کو مٹا دو (ترمذی)

☆ حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے ساز سنا، تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور فرمایا، میں حضور ﷺ کے ساتھ ایسے ہی ایک موقع پر تھا، حضور نے مزامیر کی آواز سنی اور آپ ﷺ نے بھی اپنی انگشت مبارک اپنے کانوں میں دے لی (مسند احمد)

☆ سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ بعضے لوگ شراب کا نام بدل کر اسکو پییں گے اور ان کے سروں پر معازف (باجہ ستار وغیرہ) اور گانے والیوں سے باجہ بجوایا اور گوایا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور انکو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

☆ جامع ترمذی میں ہے کہ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) اور مسخ (آدمی سے جانور بنا دینا) واقع ہوگا، جب علی الاعلان ہو جائیں گانے والیاں اور معازف (باجہ وستار) وغیرہ۔

Marfat.com

☆ مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک قوم اس امت سے آخر زمانہ میں بندر اور خنزیر بن جائے گی، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ لوگ کلمہ کے قائل نہ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہ ہوں گے، بلکہ صوم و صلوٰۃ و حج سب کچھ کرتے ہوں گے، کسی نے عرض کیا پھر اس سزا کی کیا وجہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے معازف (باجہ و ستار وغیرہ) اور گانے والیوں کا مشغلہ اختیار کیا ہوگا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ خدا لعنت کرے گانے والیوں پر اور اس پر جس کی خاطر گایا جائے۔

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

(۶) رسول کریم ﷺ کے حسن معاشرت کا بیان

درسگاہِ رشد و ہدایت

حضور نبی کریم ﷺ کی مجالس خیر و برکت۔ آپ ﷺ کی مجلس حلم و علم، حیا و صبر اور متانت و سکون کی مجلس ہوتی تھی اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا، اور کسی کی غلطیوں کی تشہیر نہ کی جاتی تھی، آپ ﷺ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ طور پر مائل ہوتے تھے، اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے (نشر الطیب)

☆ حضرت زید بن حارث ؓ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کا ہمسایہ تھا جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ مجھے بلا بھیجتے، میں حاضر ہو کر اس کو لکھ لیتا تھا، (حضور ﷺ ہم لوگوں کے ساتھ حد درجہ دلداری اور بے تکلفی فرماتے تھے) جس قسم کا ذکر تذکرہ ہم لوگ کرتے تھے حضور ﷺ بھی اسی قسم کا تذکرہ فرماتے یہ نہیں کہ بس آخرت ہی کا ذکر ہمارے ساتھ کرتے ہوں اور دنیا کی بات سننا بھی گوارا نہ کریں اور جس وقت ہم آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور اکرم ﷺ بھی آخرت کے تذکرے فرماتے، یعنی جب آخرت کا کوئی تذکرہ شروع ہو جاتا تو اسی کے حالات و تفصیلات حضور اکرم ﷺ بیان فرماتے اور جب کھانے پینے کا کچھ ذکر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ بھی ویسا ہی تذکرہ فرماتے، کھانے کے آداب و فوائد، لذیذ کھانوں کا ذکر، مضر کھانوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ یہ سب کچھ آپ ﷺ ہی کے حالات کا تذکرہ کر رہا ہوں (خصائل نبویؐ)

☆ آپ ﷺ مجلس میں اپنے اصحاب ؓ کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تو اپنے زانوئے مبارک کو ہم جلیسوں سے آگے نہیں بڑھنے دیتے کہ امتیاز پیدا نہ ہو جائے (زاد المعاد)،

Marfat.com

اگر کوئی شخص کھڑے کھڑے کسی بات کے متعلق سوال کرتا تو آپ ﷺ اس کو ناپسند فرماتے اور تعجب سے اس کی طرف دیکھتے، اگر کسی مسئلہ کے بیان میں حضور انور ﷺ مصروف ہوتے اور قبل اس کے کہ سلسلہ بیان ختم ہو، کوئی شخص دوسرا سوال پیش کر دیتا تو آپ ﷺ اپنے سلسلہ تقریر کو بدستور جاری رکھتے، معلوم ہوتا کہ گویا آپ ﷺ نے سنا ہی نہیں، جب گفتگو ختم کر لیتے تو سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور اس کا جواب دیتے۔

☆ صحابہ کرامؓ کے مجمع میں ہوتے تو درمیان میں تشریف رکھتے اور صحابہؓ حضور ﷺ کے اردگرد حلقے پر حلقہ لگائے بیٹھے ہوتے اور آپ ﷺ بوقت گفتگو کبھی اُدھر رخ کر کے مخاطب فرماتے اور کبھی اِدھر، گویا حلقہ میں سے ہر شخص بوقت گفتگو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ لیتا، آپ ﷺ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی آپ ﷺ کی نشست اسی ہیئت سے ہوا کرتی تھی اور یہ سادگی اور تواضع کی صورت ہے بعض اوقات آپ ﷺ چار زانو بھی بیٹھتے ہیں اور بعض اوقات بغل میں ہاتھ دے کر اکڑوں بھی بیٹھتے ہیں (نشر الطیب)

☆ حضور نبی کریم ﷺ کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی ایسی متعین نہ فرماتے کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھا دیں اور دوسروں کو بھی جگہ متعین کرنے سے منع فرماتے تھے اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسرے کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے تمام جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ اپنے خطاب وتوجہ سے دیتے، یعنی سب سے جدا جدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے یہاں تک کہ سرکار ﷺ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں، جو شخص کسی ضرورت کیلئے آپ ﷺ کو لے کر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ اُٹھ جائے آپ ﷺ اس کے ساتھ مقید رہتے۔

☆ جو شخص آپ ﷺ سے کچھ حاجت چاہتا تو بغیر اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اس کو واپس نہ کرتے، آپ ﷺ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام مسلمانوں کیلئے عام تھی، کیوں نہ ہوتی، کہ آپ ﷺ ان کے روحانی باپ تھے۔

Marfat.com

☆اور تمام لوگ آپ ﷺ کے نزدیک حق میں فی نفسہ مساوی تھے، البتہ تقویٰ کی وجہ سے متفاوت تھے، یعنی تقویٰ کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے، اور دیگر امور میں سب باہم مساوی تھے اور حق میں سے آپ ﷺ کے نزدیک برابر تھے۔

(روایت از حسن ابن علیؓ)

اہل مجلس کے ساتھ سلوک: رسول اللہ ﷺ ہمہ وقت کشادہ رو رہتے نرم اخلاق تھے، آسانی سے موافق ہو جاتے تھے، نہ سخت خو تھے نہ درشت گو تھے، نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے، جو بات (یعنی خواہش) کسی شخص کی آپ ﷺ کی طبیعت کے خلاف ہوتی تو اس سے تغافل فرما جاتے، (یعنی) اس پر گرفت نہ فرماتے اور (تصریحاً) اس سے باز پرس بھی نہ فرماتے بلکہ خاموش رہتے۔

☆آپ ﷺ نے تین چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رکھا تھا (۱) ریا سے (۲) کثرت کلام سے (۳) بے سود بات سے اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا۔(۱) کسی کی مذمت نہ فرماتے (۲) کسی کو عار نہ دلاتے (۳) اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے۔

☆آپ ﷺ وہی کلام فرماتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ ﷺ کلام فرماتے تھے آپ ﷺ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ ﷺ ساکت ہوتے تب وہ بولتے، آپ ﷺ کے سامنے کسی بات پر نزاع نہ کرتے، آپ ﷺ کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا)۔

☆اہل مجلس میں ہر شخص کی بات رغبت کے ساتھ سنے جانے میں ایسی ہوتی جیسے سب سے پہلے شخص کی بات تھی، یعنی کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی جس بات سے سب ہنستے آپ ﷺ بھی ہنستے جس سے سب تعجب کرتے آپ ﷺ بھی تعجب فرماتے، یعنی حد اباحت تک اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے، پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔

Marfat.com

☆ جب کوئی آپ ﷺ کی ثنا کرتا تو آپ ﷺ اس کو جائز نہ رکھتے، البتہ اگر کوئی احسان کے مکافات کے طور پر کرتا تو خیر بوجہ مشروع ہونے کے اس ثنا کو بشرط عدم تجاوز حد کے گوارا فرما لیتے اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اس وقت اس کو ختم کرا دینے سے یا اٹھ کر کھڑے ہو جانے سے منقطع فرما دیتے (نشر الطیب)

الطافِ کریمانہ۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی زبان مبارک کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے، لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی عزت کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے۔

☆ لوگوں کو نقصان دینے والی باتوں سے بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور ان کے شر سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے، مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ فرماتے تھے، اپنے ملنے والوں کے بارے میں استفسار فرماتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ ﷺ وہ پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین اور بری کی مذمت اور تحقیر فرماتے (نشر الطیب)

سلام میں سبقت۔ حضور اکرم ﷺ کی تواضع میں یہ بھی ہے کہ جو بھی آپ ﷺ کے پاس آتا آپ ﷺ سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے اور آنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے تھے، اس جگہ حضور انور ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرنے والوں کیلئے بشارت ہے کہ آپ ﷺ جب اپنی ظاہری حیات میں اس خوبی کے ساتھ متصف رہے تو اب بھی ہر زیارت کرنے والا آپ ﷺ کے سلام سے مشرف ہوتا ہوگا، چنانچہ بعض مقربین بارگاہ ایسے ہوئے جو طریق کرامت اپنے کانوں سے حضور ﷺ کا سلام سننے سے مشرف ہوئے ہیں، بلاشبہ حضور ﷺ امت کیلئے اس دنیوی حیات میں بھی رحمت ہیں اور بعد وفات بھی رحمت ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیراً کثیرا (مدارج النبوۃ)

انداز کلام۔ رسول اللہ ﷺ ہر وقت آخرت کے غم میں اور ہمیشہ امور آخرت کی سوچ میں رہتے، کسی وقت آپ ﷺ کو چین نہ ہوتا تھا اور بلاضرورت کلام نہ فرماتے آپ ﷺ کا سکوت طویل ہوتا تھا، کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے تھے، جس کے الفاظ مختصر ہوں مگر پر مغز ہوں،

Marfat.com

آپ ﷺ کا کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہوتا جو نہ زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔

☆ آپ ﷺ نرم مزاج تھے، مزاج میں سختی نہ تھی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے، نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے، مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اس لیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت ہے اور مدح زیادہ اس لئے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے)

☆ جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ ﷺ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا، جب تک اس حق کو غالب نہ کر لیتے اور اپنے نفس کیلئے غضب ناک نہ ہوتے تھے اور نہ اپنے نفس کیلئے انتقام لیتے اور گفتگو کے وقت جب آپ ﷺ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور آپ ﷺ جب بات کرتے تو اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل فرماتے یعنی اس پر مارتے اور جب آپ ﷺ کو غصہ آتا تو آپ ﷺ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نیچی نظر کر لیتے (یہ دونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپ ﷺ کا تبسم ہوتا اور اس میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے۔ (نشر الطیب)

☆ حضور ﷺ عرب کی سب زبانیں جانتے تھے، ام معبدؓ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ شیریں کلام اور واضح بیان تھے، نہ بہت کم گو تھے کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرما دیں اور نہ زیادہ گو تھے کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں، آپ ﷺ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیئے گئے ہوں (نشر الطیب)

☆ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی الفاظ کو شمار کرنا چاہے تو شمار کر سکتا تھا (نشر الطیب)

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگا تار جلدی جلدی نہ ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے مضمون سے ممتاز ہوتا تھا، پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔

Marfat.com

☆حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ بعض مرتبہ کلام کو حسب ضرورت تین تین بار دہراتے تاکہ آپ ﷺ کے الفاظ اچھی طرح سمجھ لیں (شمائل ترمذی)

☆جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا تو اس کو حضور پاک ﷺ کنایہ میں بیان فرماتے، بات کرتے وقت آپ ﷺ مسکراتے، اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے (نشر الطیب)

<u>وعظ فرمانے کا انداز</u>۔ آنحضرت ﷺ مسجد میں وعظ فرماتے تو عصا یا کمان پر ٹیک لگا کر قیام فرماتے اور اگر میدان جہاد میں نصیحت فرماتے تو کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے، وعظ و تلقین کے خصوصی اور مختصر جلسے تو تقریباً ہر نماز اور خاص طور سے نماز صبح کے بعد تو منعقد ہوا ہی کرتے تھے مگر افادۂ عام کی غرض سے ایک جلسہ عام کبھی کبھی طلب فرمایا کرتے تھے، دوران وعظ جس امر پر نہایت زور دینا ہوتا تو اس پر ان الفاظ سے قسم کھاتے (والذی نفسی بیدہ) اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔

<u>انداز سکوت</u>۔ آپ ﷺ کا سکوت چار امور پر مشتمل ہوتا تھا (۱) حلم (۲) بیدار مغزی (۳) انداز کی رعائت اور (۴) فکر، انداز کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرتے تھے اور ان کی غرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے۔

☆اور فکر باقی و فانی میں فرماتے تھے یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کی بقا کو سوچا کرتے اور حلم کو اپنے صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع فرما لیا تھا سو آپ ﷺ کو کوئی چیز اتنا غضب ناک نہ کرتی تھی کہ آپ ﷺ کو از جا رفتہ کردے اور بیدار مغزی آپ ﷺ کی چار چیزوں کی جامع ہوتی تھی۔

(۱) ایک نیک بات کا اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ ﷺ کی اقتدا کریں (۲) دوسرے بری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں (۳) تیسرے رائے کو ان امور میں صرف کرنا جو آپ ﷺ کی امت کیلئے مصلحت ہوں (۴) چوتھے امت کیلئے ان امور میں اہتمام کرنا جن میں ان کی دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی درستی ہو (نشر الطیب)

<u>انتظام امور</u>۔ آپ ﷺ کا ہر معمول اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا، اس میں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کر لیا، کبھی کسی طرح کر لیا)، لوگوں کی تعلیم میں مصلحت کو پیش

Marfat.com

نظر رکھتے اس میں غفلت نہ فرماتے، اس احتمال سے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعض تو خود دین سے غافل ہو جائیں گے یا بعض امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے اکتا جائیں گے، ہر حالت کا آپ ﷺ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا، حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور کبھی تجاوز کر کے ناحق کی طرف نہ جاتے، سب سے افضل آپ ﷺ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غم خواری اور اعانت بخوبی کرتا (نشر الطیب)

نظام الاوقات اندرون خانہ.

تقسیم اوقات. حضرت حسنؓ اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ:

آپ ﷺ کا اپنے گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام ومنام) کیلئے تشریف لے جانا ظاہر ہے اور آپ ﷺ اس بات کیلئے منجانب اللہ ماذون تھے، سو آپ ﷺ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے: (۱) ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے (۲) ایک حصہ اپنے گھر والوں کے معاشرتی حقوق ادا کرنے کیلئے (جس میں ان سے ہنسنا بولنا شامل تھا) (۳) اور ایک حصہ اپنے نفس کی راحت کیلئے۔

☆ پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرما دیتے (یعنی اس میں سے بھی بہت سا وقت امت کے کام میں صرف فرماتے اور اس حصہ وقت کو خاص احباب کے واسطہ سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے، یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہ آسکتے تھے مگر خاص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے اس طرح عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے نہ تو احکام دینیہ کا اور نہ متاع دینوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہنچاتے اور اس حصہ وقت میں آپ ﷺ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم وعمل) کو آپ ﷺ اس امر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت عطا فرماتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کی فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے، سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوتیں، کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں سو ان کی حاجت میں مشغول ہوتے اور ان کو ایسے مشغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو، وہ مشغل یہ کہ وہ لوگ آپ ﷺ سے

Marfat.com

پوچھتے اور آپ ﷺ ان کے مناسب حال امور کی ان کو اطلاع دیتے اور آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کر دیا کرے اور یہ بھی فرماتے کہ جو شخص اپنی حاجت مجھ تک کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بعد وغیرہ کے سبب نہ پہنچا سکے تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو، کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔

☆ حضور ﷺ کی خدمت میں ان ہی باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج و منافع کے سوا دوسری لایعنی یا فضول باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے)، لوگ آپ ﷺ کے پاس طالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ ﷺ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپ ﷺ کے پاس سے باہر نکلتے۔

اوقات خلوت۔ نبی کریم ﷺ اچانک گھر میں کبھی تشریف نہ لاتے کہ گھر والوں کو پریشان کر دیں بلکہ اس طرح تشریف لاتے کہ گھر والوں کو پہلے سے آپ ﷺ کی تشریف آوری کا علم ہوتا پھر آپ ﷺ سلام کرتے، جب آپ ﷺ اندر تشریف لاتے تو کچھ نہ کچھ دریافت فرمایا کرتے، بسا اوقات پوچھتے کہ کیا کچھ کھانے کو ہے؟ اور بسا اوقات خاموش رہتے یہاں تک کہ ماحضر پیش کر دیا جاتا، نیز منقول ہے کہ جب آپ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے جس کا ترجمہ یہ ہے: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے میری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور مجھے ٹھکانا بخشا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے کھلایا اور پلایا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھ پر احسان فرمایا (اے اللہ) میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے (عذاب) نار سے بچا لیجئے''۔

☆ نیز ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو یہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کیلئے باعث برکت ہوگا۔

(زاد المعاد)

(۲) حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں میں آ کر کیا کیا کرتے تھے، انہوں نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت

Marfat.com

یعنی گھریلو زندگی میں حصہ لیتے تھے، مخدوم اور ممتاز بن کر نہ رہتے تھے بلکہ گھر کا کام بھی کر لیتے تھے مثلاً بکری کا دودھ دوہ لینا، اپنی نعلین مبارک سی لینا (بکذا فی نشر الطیب)، اس میں دوسرے اعمال اور دیگر معمولات و مشاغل کی نفی نہیں ہے) (مسند احمد)، (۳) حضور ﷺ اپنے گھر والوں اور خادموں کے ساتھ بہت خوش اخلاقی کا سلوک فرماتے اور کبھی کسی سے سرزنش اور سختی سے پیش نہ آتے، حضور ﷺ گھر والوں کیلئے اس کا بڑا اہتمام فرماتے کہ کسی قسم کی ناگواری نہ ہو، (۴) جب حضور ﷺ ازواج مطہرات کے پاس ہوتے تو بہت نرمی اور خاطر داری کرتے اور بہت اچھی طرح ہنستے بولتے تھے (ابن عساکر)، (۵) آنحضرت ﷺ جب گھر میں تشریف رکھتے تو خانگی کاموں میں مصروف رہتے، خالی اور بے کار کبھی نہ بیٹھتے، معمولی معمولی کام خود انجام دے لیتے مثلاً گھر کی صفائی، مویشی کو چارہ دینا، اونٹ اور بکری کا انتظام فرمانا اور بکری کا دودھ بھی خود ہی نکال لیا کرتے، (۶) خادم کے ساتھ مل کر کام کر لیا کرتے، آٹا گندھوا لیتے، (۷) بازار سے خود سودا خریدنے جاتے اور کپڑے میں باندھ کر لے آتے، اپنا جوتا خود ہی سی لیتے، اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے وغیرہ وغیرہ (مدارج النبوۃ)

خواب اور بیداری میں معمولات۔

☆ آپ ﷺ ابتدائے شب میں سوتے اور نصف شب کی ابتدا میں بیدار ہو جاتے اٹھ کر مسواک فرماتے اور وضو کر کے جس قدر اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھی ہوتی نماز پڑھتے، گویا بدن کے جملہ اعضا اور تمام قویٰ کو نیند اور استراحت سے حصہ مل جاتا، آپ ﷺ ضرورت سے زیادہ نہیں سوتے تھے اور ضرورت سے زیادہ جاگتے بھی نہ تھے چنانچہ جب ضرورت لاحق ہوتی تو آپ ﷺ دائیں طرف اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آرام فرماتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی آنکھوں پر نیند غالب آجاتی، اس وقت آپ ﷺ شکم سیر نہ ہوتے، نہ آپ ﷺ سطح زمین پر لیٹ جاتے اور نہ زمین سے بچھونا اونچا ہوتا بلکہ آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا ہوتا، جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوتی، آپ ﷺ تکیہ پر ٹیک لگاتے اور کبھی رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ لیتے اور سب سے بہتر نیند دائیں جانب کی ہے۔

☆ حضور اکرم ﷺ کی نیند بقدر اعتدال تھی، قدر ضرورت سے زیادہ آپ ﷺ نہ سویا کرتے تھے اور نہ قدر ضرورت سے زیادہ اپنے آپ کو سونے سے باز رکھا کرتے تھے

Marfat.com

یعنی حضور اکرم ﷺ خواب بھی فرماتے اور قیام بھی فرماتے جیسا کہ نوافل وعبادات میں حضور ﷺ کی عادت کریمہ تھی، کبھی رات میں سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اس کے بعد پھر سو جاتے، اس طرح چند بار سوتے اور اٹھتے تھے اس صورت میں یہ بات درست ہے کہ جو نیند میں دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا اور جو بیدار دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا (مدارج النبوۃ)

بستر استراحت. حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے یہاں حضور ﷺ کا بستر کیا تھا، انہوں فرمایا کہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا، کہ آپ ﷺ کے گھر میں آپ ﷺ کا بستر کیسا تھا انہوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم حضور ﷺ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے تو ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا میں نے اسی طرح بچھا دیا، حضور ﷺ نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا رات کو اس کو چوہرا کر دیا تھا تا کہ زیادہ نرم ہو جائے، حضور ﷺ نے فرمایا اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو، اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد سے مانع ہوئی (شمائل ترمذی)

☆ اکثر حدیثوں میں وارد ہے کہ بستر کبھی ٹاٹ کا ہوتا تھا کبھی صرف بوریا ہوتا تھا، متعدد احادیث میں یہ مضمون ہے کہ صحابہ کرامؓ جب نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضور اقدس ﷺ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دنیوی راحت و آرام سے کیا کام، میری مثال تو اس راہ گیر کی سی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کیلئے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دیا ہو (خصائل نبویؐ)

☆ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت نے حضور ﷺ کا بستر دیکھا کہ عبا بچھا رکھا ہے انہوں نے ایک بستر جس میں اون بھری ہوئی تھی تیار کر کے حضور ﷺ کیلئے میرے پاس بھیج دیا جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو اس کو رکھا ہوا دیکھا تو دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری عورت نے حضور ﷺ کیلئے بنوا کر بھیجا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو واپس کر دو، مجھے وہ اچھا معلوم ہوتا تھا اس لیے دل نہ چاہتا تھا کہ واپس کروں مگر حضور ﷺ نے اصرار فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

اگر میں چاہوں حق تعالیٰ شانہ میرے لیے سونے اور چاندی کے پہاڑ چلتے ہوئے کر دیں اس ارشاد پر میں نے وہ بستر واپس کر دیا۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ ایک بوریئے پر آرام فرما رہے تھے جس کے نشانات حضور پاک ﷺ کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے، میں دیکھ کر رونے لگا، حضور پاک ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ قیصر وکسریٰ تو ریشم ومخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ ﷺ اس بوریئے پر، حضور ﷺ نے فرمایا رونے کی بات نہیں ہے ان کیلئے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہے (خصائل نبویؐ)

☆ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چھوٹے سے بوریئے پر نماز پڑھا کرتے تھے (ابن سعد)

انداز استراحت. حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دُعا فرماتے: (رب قنی عذابك یوم تبعث عبادك) ترجمہ: اے رب تو مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا، حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے: (اللھم باسمك اموت واحیا) ترجمہ: ''اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں'' (شمائل ترمذی)، اور جب جاگتے تو یہ دُعا پڑھتے: (الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا والیه النشور) ترجمہ: ''سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے'' (خصائل نبویؐ)

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہر رات میں جب بستر پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دُعا مانگنے کی طرح ملا کر اور سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر ان پر دم فرماتے پھر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہاتھ جاتا ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے، تین مرتبہ ایسا ہی کرتے تھے، سر سے ابتداء فرماتے اور پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ پھر بقیہ بدن پر۔

(شمائل ترمذی)

☆ نبی پاک ﷺ سے سونے کے وقت مختلف دُعائیں پڑھنا بھی ثابت ہے اور

Marfat.com

کلام اللہ کی مختلف سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہے، ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد بھی نقل ہے کہ جو شخص قرآن شریف کی کوئی سورۃ سوتے ہوئے پڑھے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ محافظ اس کیلئے مقرر ہو جاتا ہے جو جاگنے کے وقت تک اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے، مذکورہ بالا تین سورتوں کا پڑھنا خود حضور ﷺ سے ثابت ہے ان کے علاوہ مسبحات یعنی ان سورتوں کا پڑھنا جو سبح، یسبح، سبحان سے شروع ہوتی ہیں وارد ہے، نیز الم سجدہ اور تبارک الذی کا ہمیشہ پڑھنا وارد ہے، نیز آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کا پڑھنا بھی وارد ہے۔ (خصائل نبویؐ)

☆ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سوتے ہوئے ہمیشہ قل یاایھا الکفرون پڑھ کر سویا کرو، اس کے علاوہ بہت سی دُعائیں پڑھنا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہیں۔ (خصائل نبویؐ)

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے (الحمدلله الذی اطعمنا و سقانا و کفانا و اوانا فکم ممن لا کافی له ولا مــــووی) ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہماری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا بخشا، چنانچہ کتنے ہی ایسے شخص ہیں جن کا نہ کوئی کفالت کرنے والا ہے اور نہ کوئی (انہیں ٹھکانہ دینے والا ہے) (شمائل ترمذی)

<u>دیگر معمولات</u>۔ آنحضرت ﷺ کھجور کی چھال بھرے ہوئے چمڑے کے گدے پر، چٹائی پر، ٹاٹ پر، کبھی کبھی بان کی بنی ہوئی چارپائی پر یا چمڑے پر، زمین پر آرام فرمایا کرتے تھے، گھر میں کبھی آرام کیلئے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے (زادالمعاد)

☆ جس ٹاٹ پر حضور ﷺ آرام فرماتے، اس کو صرف دوتہہ کر کے بچھانے کا حکم دیتے، سوتے وقت آنحضرت ﷺ کے سانس کی آواز سنائی دیا کرتی تھی۔

☆ آپ ﷺ کبھی چت لیٹتے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر آرام فرماتے مگر اس طرح کہ ستر نہیں کھلتا، اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو ایسے لیٹنے سے حضور اقدس ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے۔

☆ عشاء سے پہلے آنحضرت ﷺ کبھی نہ سوتے، آپ ﷺ رات کو ایسے گھر میں

Marfat.com

آرام فرماتے کہ جس میں چراغ نہ جلایا گیا ہو (زادالمعاد)

☆ اگر حضور اقدس بحالت جنابت آرام فرمانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے ناپاک جگہ کو دھو لیتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے (زادالمعاد)

☆ آنحضرت ﷺ عام طور سے سونے سے پہلے وضو کر کے سونے کے عادی تھے۔

☆ اگر رات کے کسی حصہ میں آنکھ کھلتی تو قضائے حاجت کے بعد صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھو کر سوتے۔

☆ سونے سے پہلے دوسرے کپڑے کی تہبند باندھتے اور کرتا اتار کر ٹانگ دیتے اور پھر آرام فرمانے سے پہلے بستر کو کپڑے سے جھاڑ لیتے۔ (زادالمعاد)

☆ رات کو حضور ﷺ آرام فرماتے تو چارپائی کے نیچے ایک لکڑی کی حاجتی رکھی رہتی، رات کو جاگتے تو اس میں پیشاب کرتے۔

☆ آپ ﷺ کے سرہانے ایک سرمہ دانی رکھی رہتی، ہر رات سوتے وقت سرمہ لگاتے۔

☆ نبی ﷺ سیاہ رنگ کی سرمہ دانی رکھا کرتے تھے۔

☆ نبی ﷺ سرمہ لگاتے تو ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سلائی لگاتے اور کبھی ہر آنکھ میں دو دو مرتبہ اور آخری ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگا لیتے (ابن سعد)

☆ نبی کریم ﷺ سوتے وقت اپنے اہل بیتؓ سے کچھ ادھر ادھر کی باتیں کیا کرتے، کبھی گھر کے متعلق اور کبھی عام مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں (نشر الطیب)

نبی کریم ﷺ کا اثاثہ۔ آپ ﷺ کے پاس زرہ، کمانیں، تیر، نیزے، ڈھال بھی تھے، آپ ﷺ کے پاس تین جبے تھے جن کو جہاد کے موقع پر استعمال کرتے تھے، آپ ﷺ کے پاس ایک عصا تھا، اسے لے کر آپ ﷺ چلتے تھے اور اس کے سہارے سواری پر بیٹھتے تھے اور اسے اپنے اونٹ پر لٹکا دیا کرتے تھے، آپ ﷺ کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ بھی تھا جس میں کنڈے لگے ہوئے تھے اور ایک شیشہ کا پیالہ بھی تھا، ایک ایسا پیالہ بھی تھا جو آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے رات میں پیشاب کرنے کیلئے رکھا رہتا تھا، آپ ﷺ کے پاس ایک مشکیزہ تھا

Marfat.com

اور ایک پتھر کا برتن بھی تھا کہ جس سے آپ ﷺ وضو فرماتے تھے، نیز کپڑے دھونے کا برتن اور ایک ہاتھ دھونے کا بڑا برتن بھی تھا، تیل کی ایک شیشی تھی، ایک تھیلہ تھا جس میں آئینہ اور کنگھی رکھی رہتی تھی، آپ ﷺ کی کنگھی ساگون کی تھی اور ایک سرمہ دانی تھی کہ جب آپ ﷺ رات کو سوتے تو ہر آنکھ میں سرمہ اثمد کی تین سلائیں ڈالتے (اثمد سرمہ کی اعلیٰ قسم ہے اور آپ ﷺ نے اس کی بہت تعریف اور لگانے کی تاکید فرمائی ہے) آپ ﷺ کے پاس ایک آئینہ بھی تھا، نیز آپ ﷺ کے تھیلے میں دو قینچیاں اور مسواک رہتی تھی، اس کے علاوہ آپ ﷺ کے پاس ایک بہت بڑا پیالہ تھا جس کے چار کنڈے تھے اور چار آدمی اسے اٹھاتے تھے اور ایک مد تھا، آپ ﷺ کی چارپائی کے پائے ساگون کی لکڑی کے بنے ہوئے تھے، آپ ﷺ کے پاس ایک ڈنڈا بھی تھا، آپ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، یہ کل سامان رسالت مآب ﷺ کا تھا جو مختلف احادیث میں مروی ہے۔

(زادالمعاد)

ترکہ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے ترکہ میں نہ دینار تھے نہ درہم اور نہ بکری تھی، نہ اونٹ، اور عمر بن حارثؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ترکہ میں کچھ نہ چھوڑا سوائے ہتھیاروں اور ایک خچر اور تھوڑی سی زمین کے، وہ بھی صدقہ کر دی گئی تھی (کتاب الشفاء)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پرانے کجاوہ پر حج فرمایا اس پر جو موصوف کی چادر تھی وہ چار درہم سے زیادہ کی نہ تھی، اس حال میں آپ ﷺ نے یہ دُعا مانگی، "اے اللہ اس کو خالص حج بنا جس میں ریا اور نمود نہ ہو حالانکہ آپ ﷺ نے یہ حج اس وقت کیا تھا جب آپ ﷺ پر زمین کے خزانے کھول دیئے گئے تھے اور اس حج میں سو اونٹ ہدی (قربانی) کیلئے ساتھ لے گئے تھے (کتاب الشفاء)

ازدواجی معاملات و معمولات۔

ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک۔ حضور کریم ﷺ کی بیرونی زندگی اور خانگی کے عمل کو سرانجام دینے کیلئے اللہ جل شانہ نے خاص خاص وسائل اور اسباب مہیا فرما دیئے چنانچہ آپ ﷺ کے سامنے ایسی دو جماعتیں موجود تھیں جنہوں نے اس ضروری فرض کو ایسی

Marfat.com

خوش اسلوبی اور احتیاط کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچایا کہ ساری دنیا کے سامنے حضور کریم ﷺ کی تمام زندگی اور خلوت وجلوت کی ایک مکمل تصویر، رشد وہدایت کیلئے موجود ہے، پہلی جماعت صحابہ کرامؓ کی تھی اور دوسری جماعت امہات المومنینؓ کی تھی، جنہوں نے من وعن حضور ﷺ کے تمام حالات ومعمولات خلوت بلا تکلف امت کے سامنے پیش فرما دیئے ہیں تا کہ حضور پاک ﷺ کی زندگی مبارک کا یہ روشن شعبہ بھی شرافت انسانیت کے حصول کیلئے واضح ہو جائے۔

☆ آپ ﷺ ازواج مطہرات کے حقوق میں پوری مساوات وعدل ملحوظ رکھتے تھے کسی طرح کا فرق نہ کرتے تھے، رہی محبت تو حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ جس کا مجھے اختیار ہے اس کی تقسیم تو میں نے مساوی طور پر کر دی لیکن جو بات میرے بس میں نہیں ہے اس پر مجھے ملامت نہ کیجئے گا، اختیاری چیز سے مراد معاملات ومعاشرت اور غیر اختیاری بات سے مراد محبت ومیلان طبع، نبی پاک ﷺ نے طلاق بھی دی لیکن پھر رجوع فرمالیا، ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے ایلا بھی کیا تھا (ایلا کے معنی ہیں کچھ مدت تک علیحدگی بغیر طلاق کے)۔

☆ آپ ﷺ کے ازدواجی تعلقات حسن معاشرت اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھے، حضرت عائشہؓ کے زانو سے ٹیک بھی لگا لیتے، اسی حالت میں قرآن کی تلاوت بھی فرماتے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ ایام سے ہوتیں مگر آپ ﷺ ان کی طرف التفات فرماتے، ایسا بھی ہوتا کہ بحالت صوم تقبیل کرتے، یہ سب آپ ﷺ کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حسن اخلاق اور لطف وکرم کا نتیجہ تھا، جب آپ ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کے نام قرعہ نکل آتا وہی ساتھ جاتیں پھر کسی کیلئے کوئی عذر نہ رہ جاتا جمہور کا بھی یہی مسلک ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرتا ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ تم سب سے بہتر سلوک فرماتا ہوں، جب آپ ﷺ نماز عصر پڑھ لیتے تو تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں روزانہ تشریف لے جاتے، ان کے پاس بیٹھتے، ان کے حالات معلوم کرتے، جب رات

Marfat.com

ہوتی تو وہاں تشریف لے جاتے جہاں باری ہوتی شب وہیں بسر فرماتے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ باری کی اتنی پابندی فرماتے کہ کبھی ہم میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے اور ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا کہ سرکار ﷺ سب ازواج مطہرات کے یہاں روزانہ تشریف نہ لے گئے ہوں۔

☆ ایک بار حضرت صفیہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ اگر تم نبی کریم ﷺ کو مجھ سے راضی کر دو تو اپنی باری تم کو بخش دوں گی، انہوں نے کہا کہ اچھی بات ہے، چنانچہ حضرت صفیہؓ کی باری کے دن حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں، سرکار ﷺ نے فرمایا عائشہؓ تم کیسے آ گئیں؟ واپس جاؤ، یہ تو صفیہؓ کی باری ہے، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور سارا واقعہ عرض کر دیا، نبی کریم ﷺ حضرت صفیہؓ سے خوش ہو گئے۔

☆ نبی کریم ﷺ رات کے آخری اور پہلے ہر حصہ میں ازواج مطہرات کے پاس جایا کرتے تھے، آپ ﷺ کبھی غسل فرما کر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو جاتے، نبی کریم ﷺ انصار کی لڑکیوں کو حضرت عائشہؓ کے پاس کھیلنے کو بلایا کرتے تھے، اور جائز امور میں آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ ہو جاتے اور جب عائشہؓ پانی پیتیں تو آپ ﷺ ان کے ہاتھ سے پیالہ لے کر وہیں لب مبارک لگا لیتے جہاں سے انہوں نے پیا تھا، اور جب وہ ہڈی پر سے گوشت کھاتیں تو آپ ﷺ وہ ہڈی جس پر گوشت ہوتا لے کر وہاں منہ لگاتے جہاں سے حضرت عائشہؓ نے کھایا تھا۔

☆ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ مسابقت فرمائی اور ایک دوسرے کے ساتھ دوڑے، حضرت عائشہ دوڑ میں آگے نکل گئیں، پھر کچھ زمانہ کے بعد دوسری مرتبہ دوڑ ہوئی تو حضرت عائشہؓ سے حضور کریم ﷺ آگے نکل گئے، وجہ یہ تھی کہ پہلی مرتبہ حضرت عائشہؓ عام جسم کی تھیں دوسری مرتبہ کے وقت بھاری جسم کی ہو گئیں حضور ﷺ نے فرمایا پہلی مرتبہ مجھ سے تمہارے آگے نکل جانے کا آج تم سے میرے آگے نکل جانے کا بدلہ ہے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ بعض وقت ازواج مطہرات ادھر ادھر کے قصے یا گزرے ہوئے واقعات

Marfat.com

بیان کرتیں تو آپ ﷺ برابر سنتے اور خود بھی کبھی اپنے گزشتہ واقعات سناتے، سیدہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہم میں اس طرح ہنستے، بولتے بیٹھے رہتے تھے کہ معلوم ہی نہ ہوتا کہ کوئی اولوالعزم نبی ہیں، لیکن جب کوئی دینی بات ہوتی یا نماز کا وقت آجاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ وہ آدمی ہی نہیں ہیں۔

☆ کھانے پہننے میں ازواج مطہرات کو کوئی روک ٹوک نہیں تھی جو چاہتیں کھاتی اور جو چاہتیں پہنتیں، ہر چند عسرت کی وجہ سے اچھا کھانا میسر نہ آتا، اہل بیت ؓ کیلئے سونے چاندی کے زیور پسند فرماتے، اس زمانہ میں ہاتھی دانت کے زیور کا رواج تھا، آپ ﷺ اس قسم کے زیور پہننے کا حکم دیتے، بیویوں کا پاک صاف رہنا پسند فرماتے، بیویوں پر لعن طعن نہ کرتے نہ ان سے سخت اور درشت لہجہ میں گفتگو کرتے، اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو التفات میں کمی کر دیتے، حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور کریم ﷺ گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے (اسوۂ حسنہ)

بعض واقعات. بنی سواد کے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کی نسبت دریافت کیا، انہوں نے فرمایا کہ تم قرآن میں نہیں پڑھتے انك لعلى خلق عظيم (یعنی قرآن شاہد ہے کہ آپ ﷺ کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے تھے، آپ ﷺ کے اخلاق کا نقشہ یہی کافی ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس کے متعلق مجھ سے کچھ بیان کیجئے (یعنی کوئی خاص واقعہ جس سے اس آیت کی کچھ تفسیر بطور نمونے کے ہو جائے) حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا، میں نے ایک بار آپ ﷺ کیلئے کچھ کھانا تیار کیا اور کچھ کھانا آپ ﷺ کیلئے حضرت حفصہ ؓ نے تیار کیا میں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جا دیکھتی رہ اگر حضرت حفصہ کھانا لا دیں اور میرے کھانے سے پہلے دستر خوان پر رکھ دیں تو کھانا گرا دینا (چنانچہ) وہ کھانا لائیں اور لونڈی نے اسکو گرا دیا، رکابی بھی گر گئی اور ٹوٹ گئی اور جس میں کھانا گرا وہ دستر خوان چمڑے کا تھا اس لیے ضائع نہیں ہوا، رسول کریم ﷺ نے اس کھانے کو جمع فرمایا اور حضرت حفصہ ؓ سے فرمایا تم حضرت عائشہ ؓ سے بدلہ لو یعنی اپنے برتن کے بدلے برتن لو (مسند احمد)

(ف) بدلہ دلوانا حضرت حفصہ ؓ کی دلجوئی کیلئے تھا تا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ حضور کریم ﷺ نے

Marfat.com

بھی حضرت عائشہؓ کے فعل کو گوارا فرمالیا، ایسے معمولی خفیف معاملات میں ایسی دقیق رعایتیں کرنا یہ غایت درجہ کی شفقت وعلونظر تواضع کی دلیل ہے،

☆حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حریرہ لائی جو میں نے آپ ﷺ کیلئے تیار کیا تھا، میں نے حضرت سودہؓ سے جو وہاں موجود تھیں کہا کہ تم بھی کھاؤ انہوں نے کسی وجہ سے انکار کیا، میں نے کہا یا تو کھاؤ ورنہ تمہارا منہ اس حریرہ سے سان دوں گی انہوں نے پھر بھی انکار کیا میں نے حریرہ میں ہاتھ بھر کر ان کا منہ سان دیا، نبی کریم ﷺ یہ دیکھ کر ہنسے، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے مجھ کو (حضرت عائشہؓ) دبایا (تاکہ مدافعت نہ کرسکیں) حضرت سودہؓ سے فرمایا تم ان کا منہ سان دو، انہوں نے میرا منہ سان دیا آپ ﷺ پھر ہنسے۔

(ف) آپ ﷺ کا حسن سلوک اور ازواج میں آپس میں بے تکلفی اور محبت واضح ہے۔

☆حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شب ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ کو آپ ﷺ پر شک ہوا اس گمان سے کہ شاید کسی بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، حالانکہ یہ گمان نہ صحیح تھا نہ آپ ﷺ کے معمول ملتزم کے اعتبار سے صحیح ہوسکتا تھا، گو عدل بھی آپ ﷺ پر واجب نہ ہو اور عقلاً حضرت عائشہؓ بھی ایسا گمان نہیں کرسکتی تھیں مگر طبعاً معذور تھیں، اسی واسطے اس کو غیرت سے تعبیر کیا جو امر طبعی ہے، پھر آپ ﷺ تشریف لے آئے اور میں اضطراب میں جو کچھ کر رہی تھی، (مثلاً اضطرابی کی حرکات) اسکو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہؓ تم کو کیا ہوا؟ کیا تم کو رشک ہوا؟ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا وجہ کہ مجھ جیسا (محبّ) آپ جیسے (محبوب) پر رشک نہ کرے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا تجھ کو تیرے شیطان نے پکڑ لیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے ساتھ کوئی شیطان ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور (تمہاری کیا تخصیص ہے) ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے، میں نے کہا آپ ﷺ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن میرے رب جل جلالہ، نے اس کے مقابلہ میں میری اعانت فرمائی یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ (یعنی محفوظ) رہتا ہوں یا ایک روایت کے مطابق یہ فرمایا کہ وہ اسلام لے آیا۔

Marfat.com

☆حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت خدیجہؓ کا ذکر فرماتے تو ان کی تعریف فرماتے اور بہت زیادہ تعریف فرماتے تو مجھ کو ایک روز بہت رشک ہوا اور میں نے کہا کہ آپ ﷺ ایسی عورت کا کیا کثرت سے ذکر فرماتے ہیں جس کی باچھیں لال لال تھیں (یعنی دانت ٹوٹ جانے کی وجہ سے جلد سرخ نظر آنے لگتی ہے) اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ اس سے اچھی دے دی (یعنی میں) آپ ﷺ نے فرمایا اس سے اچھی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نہیں دی (یعنی تم ان سے اچھی نہیں ہو کیونکہ) وہ مجھ پر ایسے وقت میں ایمان لائیں جب اور لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور ایسے وقت میں میری تصدیق کی جب اور لوگوں نے میری تکذیب کی اور انہوں نے میری مالی مدد کی جبکہ اور لوگوں نے مجھ کو محروم رکھا (یعنی کسی نے مجھ سے ہمدردی نہیں کی کیونکہ دعوت نبوت کے بعد عام طور پر لوگوں کو بغض ہو گیا تھا) اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے اولاد بھی دی جبکہ دوسری بیویوں سے مجھ کو اولاد نہیں دی (مسند احمد)، اس واقعہ میں آپ ﷺ کا تعلق حضرت خدیجہؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے تعلق سے اقویٰ تھا، صرف ظاہر ہے حالانکہ جذبہ طبعیہ کے اسباب حضرت عائشہؓ میں زیادہ تھے۔

ایثار حقوق. حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ حضرت میمونہؓ کے گھر میں بیمار ہو گئے تو آپ ﷺ نے اپنی بیبیوں سے اسکی اجازت چاہی کہ میرے گھر میں آپ ﷺ کی تیمارداری کی جائے، ان سب نے اجازت دے دی، (ف) اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ حضور ﷺ بیبیوں کے پاس رہنے میں عدل فرماتے تھے، اگرچہ ایک قول میں آپ ﷺ پر عدل واجب نہ تھا، دوسرے یہ کہ اگر شوہر ایک کی باری میں دوسری کے گھر رہنا چاہے تو باری والی سے اجازت حاصل کرے، تیسرے یہ کہ بی بی کو بھی مناسب ہے کہ ایسے امور میں شوہر کی راحت کی رعایت کرے۔

رفیق اعلیٰ. حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور کریم ﷺ کی شدت مرض کی حالت میں عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیقؓ آئے تو ان کے پاس تازہ مسواک تھی، حضور ﷺ نے ان کی طرف دیکھا، میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ کو اس کی خواہش ہے، میں نے عبدالرحمٰنؓ سے لے کر اس کو چبایا اور اس کو صاف کر کے آپ ﷺ کو دے دیا، آپ ﷺ نے خوب اچھی طرح مسواک کی (جیسے کبھی مسواک کرنے کی عادت تھی) پھر اس کو میری طرف بڑھایا، مسواک

Marfat.com

آپ ﷺ کے ہاتھ سے گر گئی (اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے) پھر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور دُعا فرمائی "اے اللہ رفیق اعلیٰ سے ملا دے" اور اس کے بعد آپ ﷺ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ (مشکوۃ)

☆ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبل آپ ﷺ کی وفات کے اپنے سینہء کے سہارے سے بٹھا رکھا تھا، اسی حالت میں، میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا۔ "اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل فرما" یعنی ارواح طیبہ وملائکہ کی جماعت میں۔ (اسوۂ رسول اکرمؐ ۸۹)

کھانے پینے کا انداز.

عادات طیبہ. حضور اکرم ﷺ ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرماتے، آپ ﷺ فرماتے تھے، میں بندہ ہوں اور بندوں کی مانند بیٹھتا ہوں اور ایسے ہی کھاتا ہوں جیسے بندے کھاتے ہیں، (حضور ﷺ کی نشست اس قسم کی تھی کہ گویا گھٹنوں کے بل ابھی کھڑے ہو جائیں گے، یعنی اکڑوں بیٹھ کر)، ٹیک لگانے سے مراد جم کر بیٹھنا اور کھانے کے وقت چوکڑی مار کر سرین پر بیٹھنا، اس بیٹھنے کے مانند ہے جو کسی چیز کو اپنے نیچے رکھ کر ٹیک لگا کر بیٹھے (قاضی عیاض)

☆ صاحب مواہب کہتے ہیں، کھانے کیلئے اس طرح بیٹھنا مستحب ہے کہ دونوں رانوں کو کھڑا کرے اور دونوں قدموں کی پشت پر نشست کرے یا اس طرح کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے، ابن قیم نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ تواضع وادب کی خاطر بائیں قدم کے اندر کی جانب کو داہنے قدم کی پشت پر رکھتے تھے (مدارج النبوۃ)

☆ حضور اکرم ﷺ کی تواضع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کھانے میں کبھی عیب نہ بتاتے تھے اگر چاہا تو کھالیا ورنہ چھوڑ دیا اور یہ کبھی نہ فرمایا کہ یہ کھانا برا ہے ترش ہے، نمک زیادہ ہے یا کم ہے، شوربا گاڑھا ہے یا پتلا ہے (مدارج النبوۃ)

(ف) اس جگہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے میں عیب نکالنا غلطی اور خلاف اتباع سنت ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر طعام میں تذکرہ برائی بتائیں اور کہیں کہ برا پکا ہے اور مال ضائع کر دیا ہے تو یہ جائز ہے لیکن اس میں بھی پکانے والے کی دل شکنی ہے، اگر ایسا نہ کریں تو بہتر ہے۔ (مدارج النبوۃ)

Marfat.com

حضور پاک ﷺ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں حمد کرتے۔
الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه (زادالمعاد)

☆ آپ ﷺ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرتے، کھانا اگر برتن کی چوٹی تک ہوتا تو آپ ﷺ چوٹی سے کھانا شروع نہ فرماتے بلکہ اپنے سامنے نیچے کی جانب سے شروع کرتے اور فرماتے کہ کھانے میں برکت چوٹی ہی میں ہوتی ہے۔ (مشکوۃ) آپ ﷺ جب کسی کھانے میں ہاتھ ڈالتے تو انگلیوں کی جڑوں تک کھانے میں نہ بھرتے (نشر الطیب)

☆ حدیث: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی عادت شریف تین انگلیوں سے کھانا تناول فرمانے کی تھی اور ان کو چاٹ بھی لیا کرتے تھے (ترمذی) بعض روایات میں ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے اس کے بعد شہادت کی انگلی، اس کے بعد انگوٹھا (فضائل نبوی)

☆ اگر کوئی چیز پتلی ہوتی تو شاذونادر بیچ والی انگلی کو بھی استعمال فرماتے، کھانے یا پینے کی چیز میں حضور ﷺ پھونک نہیں مارتے اور اس کو برا جانتے (ابن سعد) آپ ﷺ کھانے کو کبھی نہیں سونگھتے اور اس کو برا جانتے (نشر الطیب)

☆ کھانا اگر ایک قسم کا آپ ﷺ کے سامنے ہوتا تو آپ ﷺ صرف اپنے ہی سامنے سے تناول فرماتے اور اگر مختلف قسم کا کھانا ہوتا چاہے برتن ایک ہی ہوتا تو بلا تامل دوسری جانب بھی ہاتھ بڑھاتے، جب کھانا پاس آتا تو فرماتے: "اللهم بارك لنا فى مارزقتنا وقنا عذاب النار بسم الله" ترجمہ: اے اللہ آپ نے ہمیں جو رزق عنایت فرمایا، اس میں ہمیں برکت عنایت فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، جب آنحضرت ﷺ کھانے میں سے اول لقمہ لیتے تو فرماتے "يا واسع المغفرة" ترجمہ: اے بہت بخشنے والے، جب آپ ﷺ کھانا تناول فرما چکتے فرماتے: "الحمد لله الذى اطعمنا و سقانا وجعلنا من المسلمين" ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا، جب دسترخان اٹھ جاتا تو آپ ﷺ فرماتے "الحمد لله حمداً كثيراً مباركاً فيه غير مكفي ولا مودع ولا مستغنى عنه ربنا" (بخاری)

Marfat.com

ترجمہ. سب تعریفیں اللہ کیلئے سزاوار ہیں جو بہت ہی عمدہ بڑی بابرکت انداز میں ہو، اے ہمارے رب ہم اس دسترخوان کو اٹھا رہے ہیں، ایسا نہیں کہ یہ کھانا ہمیشہ کیلئے کافی ہو گیا ہو اور نہ ہم اس کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ رہے ہیں اور نہ ہم آپکی اس نعمت سے کبھی مستغنی ہو سکتے ہیں، جب حضور اکرم ﷺ کہیں مدعو ہوتے تو داعی کے حق میں ان الفاظ سے ضرور دُعا فرماتے ''اللھم بارك لھم فی مارزقتھم و اغفر لھم وار حمھم '' ترجمہ: اے اللہ! ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما، جو کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور ہاتھوں پر جو تری ہوتی اسکو ہاتھوں، چہرے اور سر مبارک پر مل کر خشک کر لیتے، ایک روایت میں اعضائے وضو پر ہاتھ پونچھنا بھی آیا ہے (ابن ماجہ)

کھانے کیلئے وضو. حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ جب بیت الخلاء سے فراغت پر باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا اور وضو کا پانی لانے کیلئے عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے وضو کا اسی وقت حکم ہے جب نماز کا ارادہ کروں (شمائل ترمذی) حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد وضو (ہاتھ منہ دھونا) برکت کا سبب ہے۔

(شمائل ترمذی)

کھانے سے پہلے بسم اللہ. عمرو بن ابی سلمہؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا، قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرو (شمائل ترمذی)، بسم اللہ کہنا بالاتفاق سنت ہے اور داہنے ہاتھ سے کھانا جمہور کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے، حضور ﷺ کا حکم ہے کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور داہنے ہاتھ سے پیو اس لیے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے (خصائل نبویؐ)

☆ حضرت انسؓ نے حضور اقدس ﷺ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ بندہ کی اس بات پر بہت ہی رضامندی ظاہر فرماتے ہیں کہ جب ایک لقمہ کھانا کھالے یا ایک گھونٹ پانی پئے تو حق تعالیٰ شانہ کا اس پر شکر ادا کرے۔ ''اللھم لك الحمد ولك الشکر لا احصی ثناء علیك'' جو شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیتا تو آپ ﷺ

Marfat.com

اس کا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اور اس کو بسم اللہ پڑھنے کیلئے تاکید فرماتے (شمائل ترمذی)، علماء نے لکھا ہے کہ بسم اللہ کو آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے تاکہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آ جائے (خصائل نبوی) جس نعمت کے اول بسم اللہ اور آخر میں الحمد اللہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہ ہوگا۔

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں یا بعد میں یاد آنے پر اس طرح پڑھیں

بسم اللہ اولہ و آخرہ (شمائل ترمذی)

حضور اکرم ﷺ کا کھانا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کے اہل وعیال نے مسلسل دو دن کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا (شمائل ترمذی) یعنی کھجوروں سے اگر چہ اس کی نوبت آ گئی ہو لیکن روٹی سے کبھی یہ نوبت نہیں آئی کہ مسلسل دو دن ملی ہو، کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی تناول فرمائی ہے (خصائل نبوی)

☆ سہیل بن سعدؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضور ﷺ نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کے سامنے آخر عمر تک میدہ آیا بھی نہ ہوگا۔

(بخاری)

☆ میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا، نہ چھوٹی طشتریوں میں کھایا، نہ آپ ﷺ کیلئے کبھی چپاتی پکائی گئی، آپ ﷺ کھانا چمڑے کے دستر خوان پر تناول فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

مرغوبات۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے (شمائل ترمذی)، ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے سرکہ میں برکت کی دُعا فرمائی ہے، اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی سالن رہا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہے یعنی سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی (ابن ماجہ)

☆ ابو اسدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی اس لئے کہ یہ ایک بابرکت درخت کا تیل ہے (شمائل ترمذی) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیریں چیز کو اور شہد کو پسند فرماتے تھے (زاد المعاد)، حضور اکرم ﷺ کو بونگ کا گوشت پسند تھا،

Marfat.com

آپ ﷺ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا)، دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور ﷺ نے فرمائی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے (خصائل نبویؐ)۔

☆ ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو بھنا ہوا گوشت اور سالن میں کدو بہت مرغوب تھا (شمائل ترمذی)، آپ ﷺ نے مرغ، سرخاب، بکری، اونٹ اور گائے کا گوشت کھایا، آپ ﷺ ثرید کو (یعنی شوربے میں توڑی ہوئی روٹی کو) پسند فرماتے تھے، آپ ﷺ فلفل اور مصالحے بھی کھاتے تھے، آپ ﷺ نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ بھی) کھایا ہے۔

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا، آپ ﷺ ککڑی خرمہ کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ تربوز خرمہ کے ساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اس کی گرمی کا اس کی سردی سے تدارک ہو جاتا ہے اور پانی آپ ﷺ کو وہ پسند تھا جو شیریں اور سرد ہو، اور آپ ﷺ خرما تر کرکے اس کا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک پیالہ میں پیا کرتے تھے، یہ پیالہ لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس میں لوہے کے پتر لگے تھے (ابن سعد) آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے سکے۔

مہمان کا اکرام۔ حضور ﷺ اپنے مہمانوں سے کھانے کیلئے اصرار فرماتے اور بار بار کہتے، ایک بار ایک شخص کو دودھ پلانے کے بعد اس سے بار بار فرمایا اشرب، اور پیو اور پیو، یہاں تک کہ اس شخص نے قسم کھا کر عرض کیا، قسم ہے اس خدائے پاک کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب اور گنجائش نہیں ہے (مدارج النبوۃ)

☆ کسی مجمع میں کھانا تناول فرمانے کا اگر اتفاق ہوتا تو سب سے آخر میں آپ ﷺ ہی اٹھتے کیونکہ بعض آدمی دیر تک کھاتے رہنے کے عادی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ جب

Marfat.com

دوسروں کو کھانے سے اٹھتا دیکھتے ہیں تو شرم کی وجہ سے خود بھی اُٹھ جاتے ہیں، لہٰذا ایسے لوگوں کا لحاظ فرماتے ہوئے حضور اکرم ﷺ بھی بے تکلف تھوڑا تھوڑا کھاتے ہی رہتے (ابن ماجہ)

☆ اگر مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی ہم جلیس کو کوئی چیز کھانے یا پینے کی عنایت فرماتے تو داہنی طرف بیٹھنے والے کو اس کا زیادہ حقدار سمجھتے اور اس کو دیتے اور اگر بائیں جانب بیٹھنے والے کو عنایت فرمانا چاہتے تو داہنی طرف والے سے اجازت لے لیتے، یہ ترتیب اور عمل ہمیشہ ملحوظ رہتا گو بائیں طرف کا آدمی کتنی ہی بڑی شخصیت کا ہوتا (بخاری و مسلم)

☆ آنحضرت ﷺ جب کہیں مدعو ہوتے اور کوئی شخص بغیر بلائے ساتھ ہو جاتا تو آپ ﷺ اس کو ساتھ لے لیتے مگر داعی کے گھر پہنچنے پر داعی سے اس کیلئے اجازت طلب فرماتے اور اجازت حاصل کرنے پر ہمراہ رکھتے (مدارج النبوۃ)

کھانے کے متعلق بعض سنن طیبہ۔ حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ اس کو اس وقت تک ڈھانپ کے رکھتے جب تک اس کا جوش نہ ختم ہو جاتا اور فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے (مدارج النبوۃ)

☆ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا معمول صبح کے کھانے میں سے شام کیلئے بچا کر رکھنے کا نہ تھا، نہ شام کے کھانے میں سے صبح کیلئے بچانے کا تھا۔

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو جوتے اتار ڈالو، اس لیے کہ جوتوں کے اتار ڈالنے سے قدموں کو بہت آرام ملتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضور اکرم ﷺ کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے کیونکہ مضر ہضم ہے، جب تک کھانا ہضم کے قریب نہ ہو پانی نہ پینا چاہیے (مدارج النبوۃ)

☆ آپ ﷺ رات کا کھانا بھی تناول فرمایا کرتے تھے، اگرچہ کھجور کے چند دانے ہی کیوں نہ ہوں، اور فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کا کھانا چھوڑ دینا بڑھاپا لاتا ہے (جامع ترمذی)

☆ کھجور یا روٹی کا کوئی ٹکڑا کسی پاک جگہ پڑا ہوتا تو اس کو صاف کر کے کھا لیتے۔ (مسلم)

Marfat.com

☆ آپ ﷺ کھانا کھاتے ہی سو جانے کو منع فرماتے تھے یہ دل میں ثقالت پیدا کرتا ہے، دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کیلئے لیٹ جانا بھی مسنون ہے (زادالمعاد)

☆ جس قدر کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرنا یعنی جیسا بھی اور جتنا بھی مل جائے اس پر راضی رہنا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر کھانا چاہیے (مالک) اور یہ نیت رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اس کی عبادت پر قوت حاصل ہونے کیلئے کھاتا ہوں۔

(الترغیب والترہیب)

☆ حضور ﷺ تقلیل غذا کی رغبت دلایا کرتے اور فرماتے تھے کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کیلئے اور ایک تہائی پانی کیلئے اور ایک تہائی خود معدہ کیلئے چھوڑ دینا چاہیے۔

(زادالمعاد)

☆ پھلوں، ترکاریوں کا استعمال ان کے مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔

(زادالمعاد)

☆ کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کسی سے کھانا لینا ہو تو دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے (ابن ماجہ) چند آدمیوں کے ساتھ کھانا باعث برکت ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

☆ کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

☆ کھانے کے دوران جو چیز دستر خوان پر پیالہ سے گر جائے اسے اٹھا کر کھا لینا بھی ثواب ہے، بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس میں محتاجی، برص اور کوڑھ سے حفاظت ہے، اور جو کھاتا ہے اس کی اولاد حماقت سے محفوظ رہتی ہے اور انہیں عافیت دی جاتی ہے۔

(مدارج النبوۃ)

☆ حضرت عباسؓ سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو دستر خوان پر گری ہوئی چیز اٹھا کر کھاتا ہے اسکی اولاد حسین وجمیل پیدا ہوتی ہے، اور اس سے محتاجی دور کی جاتی ہے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے مگر جبکہ اس کو پکا لیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے۔ (مشکوٰۃ)

☆ کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا پہلے شروع کرانا

Marfat.com

چاہیے (مسلم) کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ نیچے گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالینا چاہیے، شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔ (ابن ماجہ، مسلم)

☆ کھانے کے درمیان کوئی شخص آجائے تو اس سے کھانے کیلئے پوچھ لینا چاہیے، دستر خوان پہلے اٹھالیا جائے اس کے بعد کھانے والے اٹھیں۔ (ابن ماجہ)

نئے پھل کا استعمال۔ جب آپ ﷺ کی خدمت میں موسم کا نیا پھل پیش ہوتا تو آپ ﷺ اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ الفاظ دُعا ارشاد فرماتے ''اللھم کما اریتنا اولہ ارنا اخرہ'' ترجمہ: اے اللہ جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھایا (اسی طرح) اس کا آخر بھی ہمیں دکھا، اور پھر آپ ﷺ کی خدمت میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا، اس کو عنایت فرماتے۔ (زاد المعاد)

مشروبات میں عادت طیبہ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طرح سے پینا زیادہ خوشگوار ہے اور خوب سیر کرنے والا ہے اور حصول شفا کیلئے اچھا ہے، دوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہے کہ جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو پیالے میں سانس نہ لے بلکہ پیالے سے منہ ہٹالے۔ (شمائل ترمذی)

☆ حضور ﷺ کو سرد اور شیریں پانی زیادہ محبوب تھا، کھانے کے بعد پانی پینا حضور ﷺ کی سنت نہیں ہے خصوصاً اگر پانی گرم ہو یا زیادہ سرد ہو کیونکہ یہ دونوں صورتیں بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں، آپ ﷺ ورزش کے بعد تکان ہونے پر اور کھانا یا پھل کھانے پر اور جماع یا غسل کے بعد پانی پینے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے (زاد المعاد)

☆ احادیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پانی چوس چوس کر پیو اور غٹ غٹ کر کے نہ پیو (مدارج النبوۃ)

☆ حضور ﷺ جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ عمر میں بڑے لوگوں سے دور شروع کیا جائے اور آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آرہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اس کو اسی جگہ سے شروع کراتے جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا، جب حضور ﷺ اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو

Marfat.com

آپ ﷺ خود سب سے آخر میں نوش فرماتے اور فرماتے ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔

(اسوۂ رسول اکرمؐ)

☆ حضور ﷺ کی عادت مبارک بیٹھ کر پانی پینے کی تھی اور صحیح روایات میں آپ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے کو منع فرمایا ہے، نیز ایک ہاتھ سے بھی پینے کو منع فرمایا ہے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی شخص کو حق تعالیٰ شانہ کوئی چیز کھلائیں تو یہ دُعا پڑھنی چاہئے ''اللھم بارك لنا فیه و اطعمنا خیر امنه'' ترجمہ: اے اللہ تو ہمیں اس میں برکت عنایت فرما اور اس سے بہتر نصیب فرما، اور جب دودھ عطا فرماویں تو یہ دُعا پڑھنا چاہیے ''اللھم بارك فیه و زدنا منه'' (شمائل ترمذی) ترجمہ: اے اللہ تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اس سے اچھی چیز نصیب فرما، حضور ﷺ بلاشبہ آب شیریں و سرد کو پسند فرماتے، آپ ﷺ کیلئے دور سے ایسا پانی لایا جاتا تھا۔

(خصائل نبویؐ)

☆ حضور ﷺ نے شہد میں پانی ملا کر نوش فرمایا ہے اور علی الصبح نوش فرماتے اور جب اس پر کچھ وقت گزر جاتا اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کی قسم کا موجود ہوتا تناول فرماتے۔

☆ حضور ﷺ دودھ کو پسند فرماتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے کام آئے بجز دودھ کے، کھانے کے بعد دُعا فرماتے ''اللھم زدنا خیر امنه'' ترجمہ: اے اللہ ہمیں (یہ) زیادہ (اور) اس سے بہتر عطا فرما (شمائل ترمذی)

☆ آپ ﷺ کبھی خالص دودھ نوش فرماتے اور کبھی سرد پانی ملا کر یعنی لسی۔

(مدارج النبوۃ)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں آب زم زم کا ڈول لایا تو حضور ﷺ نے اسے کھڑے ہو کر پیا (اس وقت اس جگہ بیٹھنے کا موقع نہ تھا) (شمائل ترمذی)، بعض کا قول ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا آب وضو اور آب زم زم کے ساتھ خاص ہے۔

Marfat.com

لباس و آرائش

لباس کا معمول مبارک۔ حضور اکرم ﷺ کی عادت کریمہ لباس شریف میں وسعت اور ترک تکلف تھی، مطلب یہ ہے کہ جو پاتے زیب تن فرماتے اور تعین کی تنگی اختیار نہ فرماتے اور کسی خاص قسم کی جستجو نہ فرماتے اور کسی حال میں عمدہ نفیس کی خواہش نہ فرماتے اور نہ ادنیٰ و حقیر کا خیال فرماتے جو کچھ میسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کر دے اسی پر اکتفا کرتے۔

☆ اکثر حالتوں میں آپ ﷺ کا لباس چادر اور ازار (یعنی تہبند) ہوتا، جو کچھ سخت اور موٹے کپڑے کا ہوتا اور کبھی پشمینہ بھی پہنا ہے، منقول ہے کہ آپ ﷺ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوتے تھے جسے آپ ﷺ اوڑھا کرتے تھے اور فرماتے میں بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں (شیخین نے روایت کیا ہے)

☆ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا پسند ہے۔

☆ حضور اکرم ﷺ میلے اور گندے کپڑوں کو مکروہ اور ناپسند جانتے تھے (مدارج النبوۃ)

☆ حضور اکرم ﷺ اپنی تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے اور عقب میں اونچا رکھتے (مدارج النبوۃ)

☆ جب حضور ﷺ تکبر و غرور کی مذمت فرماتے تو صحابہ عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: "ان اللہ جمیل یحب الجمال" ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، ایک اور حدیث شریف میں ہے: "ان اللہ لطیف یحب اللطافۃ" ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور لطافت کو پسند کرتا ہے، چنانچہ خود حضور ﷺ وفود کے آنے پر ان کیلئے تجمل فرماتے اور جمعہ و عیدین کیلئے بھی آرائش فرماتے اور مستقل جدا لباس محفوظ رکھتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ حضرت ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کا محبوب ترین لباس قمیض (کرتا)

Marfat.com

تھی، اگر چہ تہبند اور چادر شریف بھی بکثرت زیب تن فرماتے تھے لیکن قمیض کا پہننا زیادہ پسندیدہ تھا۔ (شمائل ترمذی)

☆ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا پیرہن مبارک سوتی اور تنگ دامن و آستین والا ہوتا تھا اور آپ ﷺ کی قمیض مبارک میں گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں اور قمیض مبارک میں سینہ کے مقام پر گریبان تھا اور یہی قمیض کی سنت ہے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے جسم پر کم قیمت کے کپڑے تھے تو فرمایا کہ تیرے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے، پھر فرمایا خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہیے، مطلب یہ ہے کہ تونگری کی حالت کے مناسب کپڑے پہنو اور خدا کی نعمت کا شکرادا کرو۔

☆ اور ایک الجھے ہوئے بالوں والے پریشان حال کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے سر کو تسکین دے (یعنی بالوں کو کنگھا کرے)

☆ اور ایسے شخص کو دیکھا جس پر میلے اور غلیظ کپڑے تھے فرمایا کہ یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑوں کو دھولے (یعنی صابن وغیرہ) (مدارج النبوۃ)

☆ حضور ﷺ سفید لباس پہننے کو پسند فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسین ترین لباس سفید کپڑوں کا ہے، چاہیے کہ تم میں سے زندہ لوگ بھی پہنیں اور اپنے مردوں کو بھی سفید کفن دیں۔ (مدارج النبوۃ)

☆ اور حضور ﷺ کالی کملی اوڑھا کرتے تھے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے بدن مبارک پر ایک سیاہ بالوں کی چادر تھی، جب حضور ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا، اور حضور ﷺ نے پشمینہ یعنی اونی کپڑے بھی پہنے ہیں اور حضور اکرم ﷺ اکثر چادر لپیٹا کرتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

☆ چونکہ حضور ﷺ تمام لوگوں میں اطیب و لطیف تھے اسلیئے اس کی علامت آپ ﷺ کے بدن مبارک میں ظاہر تھی کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر سے لگنے کی وجہ سے آپ ﷺ

Marfat.com

کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے اور نہ آپ ﷺ کے لباس مبارک میں جوں پڑتی تھی اور نہ کپڑوں پر اور نہ آپ ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی بیٹھتی تھی (مدارج النبوۃ)

☆ حضور ﷺ نے چمڑے کے موزے پہنے ہیں اور ان پر مسح فرمایا ہے (مدارج النبوۃ)

☆ لباس مبارک کے معاملہ میں سب سے بہترین طریقہ نبی کریم ﷺ کا وہ ہے جس کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے یا ترغیب دی یا خود اس پر مسلسل عمل فرمایا۔

☆ آپ ﷺ کا طریقہ (سنت) لباس یہ ہے کہ: کپاس کا بنا ہوا یا صوف کا یا کتان کا بنا ہوا کوئی سا بھی ہو اور جو بھی لباس میسر آئے پہن لیا جائے، آپ ﷺ نے یمنی چادریں جبہ، قبا، قمیض، تہبند، چادر (سادہ)، موزہ، جوتا ہر چیز استعمال فرمائی ہے۔

☆ آپ ﷺ نے دھاری دار سیاہ کپڑا (سیاہ دھاری دار) اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور سادہ کپڑا بھی پہنا ہے، سیاہ لباس اور سبز ریشم کی آستین والا لبادہ بھی پہنا ہے۔

(زادالمعاد)

☆ ایاس بن جعفر الحنفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک رومال تھا جب آپ ﷺ وضو کرتے تو اسی سے پونچھ لیتے۔ (ابن سعد)

قمیض مبارک۔ ملا علی قاریؒ نے دمیاطی سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا کرتا (قمیض) سوت کا بنا ہوا تھا جو زیادہ لمبا نہ تھا اور اس کی آستین بھی زیادہ لمبی نہ تھیں، بیجوریؒ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس صرف ایک ہی کرتا تھا، اور بعض اوقات کوئی کپڑا، کرتا، چادر، لنگی یا جوتا دو عدد نہ ہوتے تھے، مناوی نے حضرت عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا کرتا زیادہ لمبا نہ ہوتا تھا نہ اس کی آستین لمبی ہوتی تھی، دوسری حدیثوں میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا کرتا ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا، حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے کرتہ کی آستین پہونچے تک ہوتی تھی (شمائل ترمذی)، نبی کریم ﷺ قمیض (کرتے) کی آستین نہ بہت تنگ رکھتے اور نہ بہت کشادہ، بلکہ درمیانی ہوتی اور آستین ہاتھ کے گٹے تک رکھتے اور چوغہ وغیرہ نیچے تک مگر انگلیوں سے متجاوز نہ ہوتا تھا، آنحضرت ﷺ کے سفر کا کرتا (قمیض) وطن کے کرتے سے دامن اور آستین میں کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا۔ (زادالمعاد)

☆ آنحضرت ﷺ کی قمیض کا گریبان سینہ پر ہوتا تھا، کبھی آپ ﷺ اپنے کرتے کا

Marfat.com

گریبان کھول لیا کرتے اور سینہ اطہر صاف نظر آتا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔

(شمائل ترمذی)

☆ جب آپ ﷺ قمیض زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر بایاں ہاتھ بائیں آستین میں (زادالمعاد)

عمامہ۔ عمامہ کا باندھنا سنت مستحب ہے، نبی کریم ﷺ سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے (فتح الباری) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے کسی نے پوچھا کیا عمامہ باندھنا سنت ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں سنت ہے (عینی) مسلم شریف اور نسائی شریف میں ہے کہ عمرو بن حرثؓ کہتے ہیں کہ وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے جب نبی کریم ﷺ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے، سیاہ عمامہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا (خصائل نبویؐ) آپ ﷺ جب عمامہ باندھتے تھے تو (شملہ) دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ لیتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے (شمائل ترمذی) آپ ﷺ عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے، شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے، عمامہ تقریباً سات گز ہوتا تھا (خصائل نبویؐ) صافہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ٹوپی۔ آنحضرت ﷺ سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے، وطن میں آنحضرت ﷺ سفید کپڑے کی چپٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے، آپ ﷺ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے (السراج المنیر)

تہبند اور پاجامہ۔ آپ ﷺ نے ایک پاجامہ بھی خریدا ہے اور ظاہر ہے کہ پہننے ہی کیلئے خریدا ہوگا اور اصحاب کرامؓ آپ ﷺ کی اجازت سے پہنا بھی کرتے تھے۔

☆ حضرت عائشہؓ سے صحیح روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک پرانا کمبل اور موٹے سوت کی ایک چادر نکالی اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کپڑوں میں رحلت فرمائی۔ (زادالمعاد)

☆ حضور اقدس ﷺ کی عادت شریفہ لنگی باندھنے کی تھی پاجامہ پہننا مختلف فیہ ہے، بعض احادیث سے اس کا پہننا ثابت ہے اور اپنے اصحابؓ کو پہنے دیکھا ہے ایک

Marfat.com

حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ پاجامہ پہنتے ہیں؟ تو فرمایا کہ پہنتا ہوں، مجھے بدن کے ڈھانکنے کا حکم ہے، اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے۔

(خصائل نبویؐ)

☆ آپ ﷺ کی تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی تھی اور تین ہاتھ ایک بالشت چوڑی تھی (شمائل ترمذی) بعض احادیث میں ہے کہ چادر چار ہاتھ لمبی اور ڈھائی ہاتھ چوڑی اور تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ چوڑی، تہبند ہمیشہ نصف پنڈلی سے اونچی رکھتے، تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچے رہتا۔ (خصائل نبویؐ)

☆ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کی لنگی آدھی پنڈلی تک ہونا چاہئے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک بھی کچھ مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا، قیامت میں حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف نظر نہیں کریں گے (ابوداؤد، ابن ماجہ)

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھی کبھی آپ ﷺ چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کاندھے پر ڈال لیتے، حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے

☆ سفید لباس تو حضور ﷺ کو محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت پاک کو زیادہ پسند تھا (زادالمعاد) خالص و گہرا سرخ رنگ طبیعت پاک کو بہت زیادہ ناپسند تھا۔

☆ جو کپڑا پرانا ہو جاتا اسے خیرات کر دیتے، آپ ﷺ اکثر اوقات سوتی لباس زیب تن فرماتے، کبھی کبھی صوف اور کتان کا لباس بھی پہنا ہے، آپ ﷺ چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے تھے کہ بدن ظاہر نہ ہو، غالباً لیٹنے کی حالت میں یہ معمول تھا، ابورمثہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا ہے (شمائل ترمذی)

نعلین شریف۔ آنحضرت ﷺ چپل نمایا کھڑاؤں نما جوتا پہنا کرتے تھے آپ ﷺ نے سیاہ چرمی موزے بھی پہنے اور ان پر وضو میں مسح فرمایا ہے اور آپ ﷺ کے نعلین مبارک میں

Marfat.com

انگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے تھے (ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اس کے پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا۔

☆ آپ ﷺ کا نعلین پاک ایک بالشت دو انگل لمبا تھا اور سات انگل چوڑا تھا اور دونوں تسموں کے درمیان نیچے سے دو انگل کا فاصلہ تھا۔

☆ بالوں سے صاف کیے ہوئے چمڑے کے نعلین پہنتے تھے اور وضو کر کے ان میں پاؤں بھی رکھ لیتے تھے، روایت کیا اس کو حضرت ابن عمرؓ نے اور آپ ﷺ نعلین میں نماز بھی پڑھ لیتے تھے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور ایسی بناوٹ کے ہوتے تھے جن میں انگلیاں زمین سے لگ جاتی تھیں)، آپ ﷺ نے بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتا بھی پہنا ہے (مشکوۃ شریف)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص تم میں سے جوتا پہنے تو داہنی طرف سے ابتداء کرنا چاہیے اور جب نکالے تو بائیں پیر سے پہلے نکالے، دایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم ہونا چاہیے اور نکالنے میں موخر، جوتا کبھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر، آپ ﷺ اپنا جوتا اٹھاتے تو الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی سے اٹھاتے (شمائل ترمذی)

<u>خوشبو کا استعمال</u>۔ آپ ﷺ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے (نشر والطیب)

آنحضرت ﷺ آخر شب میں بھی خوشبو لگایا کرتے تھے، سونے سے بیدار ہوتے تو قضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضو کرتے اور پھر خوشبو لباس پر لگاتے، خدمت اقدس میں خوشبو اگر ہدیۃً پیش کی جاتی تو آپ ﷺ اس کو ضرور قبول فرماتے، خوشبو کی چیز واپس کرنے کو ناپسند فرماتے تھے، ریحان کی خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اس کے رد کرنے کو منع فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

☆ مہندی کے پھول کو حضور اقدس ﷺ بہت محبوب رکھتے تھے، آنحضرت ﷺ مشک اور عود کی خوشبو کو تمام خوشبوؤں سے زیادہ محبوب رکھتے (زاد المعاد)

☆ آپ ﷺ خوشبو سر مبارک پر بھی لگایا کرتے تھے، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ تین چیزیں نہ لوٹانا چاہئیں، تکیہ، تیل، خوشبو اور دودھ۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو پھیلتی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو جیسے گلاب اور کیوڑہ اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مغلوب ہو جیسے حنا، زعفران (شمائل ترمذی)

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس سکہ (وعطردان یا عطر کا مرکب) تھا اس میں خوشبو استعمال فرماتے تھے (شمائل ترمذی)

سرمہ لگانا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ ﷺ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے (ابن سعد)

☆ عمران بن ابی انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی داہنی آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ (ابن سعد)

☆ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اثمد استعمال کرنا چاہیے، کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے، بال اگاتا ہے اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے (شمائل ترمذی)

سر کے موئے مبارک۔ حضور ﷺ کے سر مبارک کے بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک اور دوسری روایت میں کانوں تک اور تیسری روایت میں کانوں کی لو تک تھی، ان کے علاوہ کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک کی روایتیں بھی ہیں (شمائل ترمذی)

☆ ان سب روایتوں میں باہمی مطابقت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ کبھی تیل لگاتے یا کنگھی فرماتے تو بال دراز ہو جاتے ورنہ اس کے برعکس رہتے یا پھر ترشوانے سے پہلے اور بعد میں ان میں اختصار و طول ہوتا رہتا تھا۔

☆ مواہب لدنیہ میں اس کے موافق مجمع البحار، میں یہ مذکور ہے کہ جب بالوں کے ترشوانے میں طویل وقفہ ہو جاتا تو بال لمبے ہو جاتے اور جب ترشواتے تو چھوٹے ہو جاتے تھے، اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بالوں کو ترشواتے تھے، منڈواتے نہ تھے لیکن حلق (منڈوانے) کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ حج و عمرہ کے دو موقعوں کے سوا بال نہیں منڈواتے تھے، واللہ اعلم، حضور اکرم ﷺ بالوں میں کثرت سے

Marfat.com

کنگھی کیا کرتے تھے، آپ ﷺ جس کسی کے پراگندہ اور بکھرے ہوئے بال دیکھتے تو کراہت سے فرماتے کہ تم میں سے کسی کو وہ نظر آیا ہے، (یہ اشارہ شیطان کی طرف ہے) اسی طرح آپ ﷺ بہت زیادہ بننے سنورنے اور لمبے بالوں سے بھی کراہت فرماتے، اعتدال اور میانہ روی آپ ﷺ کو بہت پسند تھی (مدارج النبوۃ)

جو شخص بال رکھے اس کو چاہیے کہ ان کو دھولیا کرے اور صاف رکھے۔

تیل اور کنگھا کا استعمال۔ آنحضرت ﷺ سوتے وقت مسواک کرتے، وضو کرتے اور سر کے بالوں اور داڑھی مبارک میں کنگھا کرتے۔

☆ آنحضرت ﷺ سفر میں ہوتے یا حضر میں ہمیشہ بوقت خواب آپ ﷺ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتیں، تیل کی شیشی، کنگھا، سرمہ دانی، قینچی، مسواک، آئینہ اور ایک لکڑی کی چھوٹی سی سیخ جو سر کے کھجانے میں کام آتی تھی (زاد المعاد) آپ ﷺ پہلے داڑھی مبارک اور سر مبارک میں تیل لگاتے اور پھر کنگھا کرتے۔

☆ ابن جریج سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھی دانت کا کنگھا تھا جس سے آپ ﷺ کنگھا کرتے تھے، خالد بن معدانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں کنگھا آئینہ تیل، مسواک اور سرمہ لے جاتے تھے، حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی پانی سے صاف کرتے تھے (ابن سعد)

☆ آپ ﷺ جب سر میں تیل لگانے کا قصد فرماتے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل رکھتے اور پہلے ابروؤں میں تیل لگاتے پھر آنکھوں پر پھر سر میں تیل لگاتے، اسی طرح جب داڑھی میں تیل لگاتے تو پہلے آنکھوں پر لگاتے پھر داڑھی میں لگاتے (زاد المعاد)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک میں اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے اور اپنے سر مبارک پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے تھے جو تیل کے کثرت استعمال سے ایسا ہوتا تھا جیسے تیل کا کپڑا ہو۔

(شمائل ترمذی)

☆ داڑھی مبارک میں تیل لگاتے تو داڑھی کے اس حصہ سے شروع فرماتے جو گردن سے ملا ہوا ہے، سر میں تیل لگاتے تو پہلے پیشانی کے رخ سے شروع

Marfat.com

فرماتے۔ (زادالمعاد)

اعتدال تزئین. حضور ﷺ شروع میں اپنے سر کے بالوں کو بے مانگ نکالے جمع کرلیا کرتے تھے پھر بعد میں آپ ﷺ مانگ نکالنے لگے تھے (شمائل ترمذی) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک روز ناغہ کر کے کنگھا کیا کرتے تھے (نشرالطیب) اور ایک اور روایت میں حضرت حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ گاہے گاہے کنگھی کرتے تھے۔

☆ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے بال نہ بالکل پیچیدہ اور نہ بالکل کھلے ہوئے تھے بلکہ کچھ گھنگھر یالا پن لیے ہوئے تھے جو کانوں کی لوتک پہنچتے تھے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنے وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں جوتہ پہننے میں داہنی طرف کو مقدم رکھتے تھے (شمائل ترمذی)

موئے بغل. بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے یعنی حضور اقدس ﷺ بغل کے بال اکھیڑ ڈالا کرتے تھے، واللہ اعلم (مدارج النبوۃ)

موئے زیر ناف. موئے زیر ناف صاف کرنے کے بارے میں بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ ان کو مونڈتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ نورہ استعمال فرماتے تھے، واللہ اعلم۔

زیرناف، بغل، ناک کے بال اتار لینا چاہئیں (بخاری ومسلم)

نوٹ: چالیس روز گزر جائیں اور صفائی نہ کرے تو گنہگار ہوتا ہے

ناخن کٹوانا. حضور اکرم ﷺ کا معمول بعض روایات کے مطابق جمعہ کے دن اور بعض روایت میں جمعرات کے دن ناخن ہائے مبارک ترشوانے کا تھا، ہاتھ کے ناخن کٹوانے میں آنحضرت ﷺ ترتیب ذیل ملحوظ فرماتے، سیدھا ہاتھ، شہادت کی انگلی، بیچ کی انگلی، اس کے برابر والی انگلی پھر چھنگلیا، الٹا ہاتھ چھنگلیا، اس کے برابر والی انگلی، بیچ کی انگلی، اس کے برابر والی انگلی، انگوٹھا، پھر سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا، پاؤں کے ناخن کاٹنے میں حضور ﷺ حسب ذیل ترتیب کو ملحوظ رکھتے، سیدھا پاؤں، چھنگلیا سے شروع کرتے اور بالترتیب انگوٹھے تک ختم کرے، الٹا پاؤں انگوٹھے سے شروع کرتے اور بالترتیب چھنگلیا تک ختم کرتے، آنحضرت ﷺ پندرھویں دن ناخن کاٹتے (شمائل ترمذی)

Marfat.com

☆عورتوں کو ناخنوں پر مہندی لگانا چاہیے (ابوداؤد)، آج کل نیل پالش کی وبا عام ہو رہی ہے اگر کسی نے لگائی ہو تو وضو و غسل کیلئے اس کو صاف کر لے ورنہ وضو و غسل نہ ہوگا (بہشتی گوہر)

داڑھی اور مونچھوں کے بالوں کے متعلق سنتیں۔ ایک مشت ہو جانے کے بعد داڑھی کے دائیں بائیں جانب سے بڑھے ہوئے بال لینا تاکہ خوبصورت ہو جائے، داڑھی کو ٹھوڑی کے نیچے ایک مٹھی سے ہرگز کم نہ ہونا چاہیے، داڑھی منڈوانا یا کٹوانا ناجائز ہے۔

(خصائل نبویؐ)

مونچھوں کو کتروانا اور کتروانے میں مبالغہ کرنا چاہیے (ترمذی)

☆حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ مونچھیں تراشتے تھے (زادلمعاد) متعدد احادیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی، مختلف الفاظ سے وارد ہوا ہے جس میں داڑھی کے بڑھانے کا حکم ہے اور مونچھوں کے کاٹنے میں مبالغہ کرنے کی تاکید ہے، اکثر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ مونچھوں کا کترنا سنت ہے لیکن کتروانے میں ایسا مبالغہ ہو کہ مونڈنے کے قریب ہو جائے۔ (خصائل نبویؐ)

☆داڑھی کے سفید بالوں کو مہندی سے خضاب کرنے کی اجازت ہے، البتہ سیاہ خضاب کی ممانعت ہے کہ مکروہ ہے۔ (خصائل نبویؐ)

☆صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں ترشواؤ۔ (زادالمعاد)

☆سردار انبیاء ﷺ کی ریش مبارک اتنی گھری اور گنجان تھی کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی (شمائل ترمذی)، مدارج النبوۃ میں مذکور ہے کہ کتاب ''الشفاء'' مصنفہ قاضی عیاض میں کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک کے بال اس کثرت سے تھے جس سے آپ ﷺ کا سینہ مبارک بھر گیا تھا، مذہب حنفی میں داڑھی کی حد ایک قبضہ (مٹھی) ہے یعنی اس سے کم نہ ہو۔

حد شرع میں رہ کر خط بنوانا، سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کر کے تیل ڈالنا چاہیے سر پر یا تو سارے سر کے بال رکھے یا بالکل منڈوادے، صرف ایک حصہ پر بال رکھنا

Marfat.com

حرام ہے، سر پرسنت کے مطابق پٹے رکھنا چاہیے (مشکوٰۃ شریف)
☆ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چالیس دن رات نہ گزرنے پائیں کہ تم مونچھیں کٹواؤ، ناخن کٹواؤ، روزانہ سر اور داڑھی میں کنگھا کرنے کی نسبت بہتر یہ ہے کہ ایک آدھ دن بیچ میں ناغہ کر لیا کرے (ابوداؤد)

معمولات سفر

☆ انحضرت ﷺ سفر کیلئے خود روانہ ہوتے یا کسی اور کو روانہ فرماتے تو جمعرات کے روز کو روانگی کیلئے مناسب خیال فرماتے، آپ ﷺ سفر میں سواری کو زیادہ تر تیز رفتاری سے چلانا پسند فرماتے اور جب دیکھتے کہ راستہ لمبا ہے تو رفتار اور تیز کر دیتے، سفر میں کہیں پڑاؤ کر کے روانہ ہوتے تو عادت طیبہ تھی کہ صبح کے وقت کوچ فرماتے، سفر میں کتنی ہی کم مدت کیلئے ٹھہراتے جب تک نماز دوگاہ ادا نہ فرماتے وہاں سے روانہ نہیں ہوتے، جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا اور خدمت اقدس میں حاضری دیتا تو اس سے معانقہ کرتے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے (زادالمعاد)
☆ سفر میں آپ ﷺ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ہوتے اور کوئی کام سب کو کرنا ہوتا (مثلاً کھانا وغیرہ پکانا) تو آپ ﷺ کام کاج میں ضرور حصہ لیتے، مثلاً ایک پڑاؤ پر سب اصحابؓ نے کھانا پکانے کا ارادہ کیا اور ہر ایک نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا تو حضور ﷺ نے لکڑیاں چن لانے کا کام اپنے ذمہ لیا، سفر سے واپسی پر آپ ﷺ سیدھے مکان کے اندر تشریف نہیں لے جاتے بلکہ پہلے مسجد میں جا کر نماز دوگانہ ادا فرماتے اور پھر گھر میں تشریف لے جاتے، سفر سے تشریف لاتے وقت شہر میں آ کر بچے راستے میں ملتے تو ان کو آپ ﷺ اپنی سواری پر بٹھا لیتے چھوٹے بچے کو اپنے آگے بٹھاتے اور بڑے کو پیچھے (زادالمعاد)
☆ آپ ﷺ جب سفر میں جاتے یا جہاد کیلئے تو اصحابؓ میں سے کسی ایک صحابیؓ کو اپنے ہمراہ سواری پر بٹھاتے (زادالمعاد) جب آنحضرت سفر کیلئے روانہ ہوتے اور سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، جب کسی بلندی پر سواری چڑھتی تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، جب کسی پستی میں سواری اترتی تو تین مرتبہ فرماتے سبحان اللہ، رکاب میں پاؤں رکھتے وقت فرماتے بسم اللہ، جب شہر یا گاؤں میں آپ ﷺ کا قیام کا ارادہ ہوتا اور

Marfat.com

آپ ﷺ اس کو دور سے دیکھ لیتے تو زبان مبارک پر یہ الفاظ ہوتے: ''اللھم بارك لنا فیھا''
جب آپ ﷺ سفر کرتے تو ابتدائی دن میں نکلتے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا فرماتے کہ آپ ﷺ کی امت کو سویرے سویرے سفر کو جانے میں برکت دے، اگر مسافر تین ہوتے تو ان کو حکم فرماتے کہ ایک کو امیر بنالیں (زاد المعاد)

سفر کے متعلق ہدایات. بہتر اور مسنون یہ ہے کہ سفر میں کم از کم دو آدمی جائیں تنہا آدمی سفر نہ کرے البتہ ضرورت اور مجبوری میں کوئی حرج نہیں (محدثین فقہاء کا بھی یہی ارشاد ہے)۔

☆ جمعرات کے دن سفر میں جانا مسنون ہے، شنبہ کے دن بھی مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو اپنے گھر لوٹ آئے، باہر سفر میں بلا ضرورت ٹھہرنا اچھا نہیں، دور دراز کے سفر سے بہت دنوں کے بعد لوٹے تو سنت یہ ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کرے اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو، البتہ اہل خانہ تمہارے آنے کے وقت سے پہلے سے باخبر ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اس وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں، ان مسنون طریقوں پر عمل کرنے سے دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہوگی، سفر سے لوٹ کر آنے والے کیلئے یہ مسنون ہے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے۔

(زاد المعاد. اسوۂ رسول اکرمؐ)

امور طبعی.

☆ سرورِ دو عالم ﷺ بہت بڑے سخی تھے، کسی سوال کرنے والے کو ''نہیں'' کبھی نہیں کہا ہوا تو فوراً دے دیا ورنہ نرمی سے سمجھا دیا کہ دوسرے وقت آنا تو لے جانا (ابن سعد)

☆ بات کے آپ ﷺ بہت سچے تھے، سب باتوں میں آسانی اور سہولت اختیار فرماتے اپنے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کا سب کا خیال رکھتے، ان کے حالات کو دریافت کرتے رہتے جب رات کے وقت باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اٹھتے اور آہستہ سے جوتا پہنتے اور آہستہ سے کواڑ کھولتے اور پھر آہستہ سے باہر چلے جاتے اسی طرح گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ سے آتے اور آہستہ سے سلام کرتے تا کہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند

Marfat.com

خراب نہ ہو جائے۔

☆ جب کوئی آپ ﷺ کے پاس آتا اور آپ ﷺ اس کو خوش وخرم دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تا کہ انسیت ہو جائے، جب آپ ﷺ کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپ ﷺ کو محبوب نہ ہوتا تو اس کا نام تبدیل کر دیتے تھے (ابن سعد)

☆ جب کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کے پاس مال زکوٰۃ اس غرض سے لاتا کہ مستحقین میں تقسیم فرما دیں تو آپ ﷺ اس لانے والے کو دُعا دیتے اے اللہ اس فلاں شخص پر رحم فرما (مسند احمد)

☆ حضور اکرم ﷺ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ داہنی یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور گھر والوں کو اطلاع کیلئے فرماتے ،السلام علیکم، رات کو کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو ایسی آواز سے سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سونے والا نہ جاگتا، چلتے تو نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے، مجمع کے ساتھ چلتے تو سب سے پیچھے ہوتے ، اور کوئی سامنے آتا تو سلام پہلے آپ ﷺ ہی فرماتے ، عاجزانہ صورت سے بیٹھتے ،غریبوں، مسکینوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے ،خاص مہمان کی مہمانی خود بہ نفس نفیس انجام فرماتے (زاد المعاد)

☆ آپ ﷺ اکثر اوقات خاموش رہتے ، بلا ضرورت کلام نہ فرماتے ، جب بولتے تو اتنا صاف کہ سننے والا خوب سمجھ لے، نہ اتنا لمبا کلام فرماتے کہ آدمی اکتا جائے نہ اتنا مختصر کہ بات ادھوری رہ جائے ، کسی بات میں کسی کام میں سختی نہ فرماتے ، نرمی کو پسند فرماتے اپنے پاس آنے والے کی بے قدری نہ فرماتے ، نہ کسی کی بات کاٹتے ، اگر خلاف شرع ہوتی تو اس کو روک دیتے تھے یا وہاں سے خود اٹھ کر چلے جاتے ، اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی بڑی قدر فرماتے ، کسی چیز کے ٹوٹ جانے بگڑ جانے پر مثلاً کوئی چیز کسی نے توڑ دی یا کام بگاڑ دیا، تو آپ ﷺ کو غصہ نہ آتا تھا، البتہ اگر کوئی بات دین کے خلاف ہوتی تو آپ ﷺ کو سخت غصہ آتا تھا (نشر الطیب)

☆ کبھی آپ ﷺ نے ذاتی معاملہ میں غصہ نہیں کیا اور نہ اپنے نفس کا کسی سے بدلہ لیا کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرے کو اس طرف سے پھیر لیتے تھے لیکن زبان سے

Marfat.com

سخت سست نہیں کہتے، جب خوش ہوتے تو نیچی نگاہ کر لیتے، نہایت ہی شرمیلے تھے، حضور ﷺ کنواری لڑکی سے جو اپنے پردے میں ہو شرم وحیا میں کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے، شدت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نظر جما کر نہ دیکھتے، کبھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے (ابن سعد)

☆ کسی شخص کو اتفاقاً آپ ﷺ کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو آپ ﷺ اس کو بدلہ لینے کا حق دیتے اور کبھی اس کے عوض میں اس کو کوئی چیز مرحمت فرماتے (زادالمعاد)

☆ اگر کوئی غریب آتا یا کوئی باندی یا بڑھیا آپ ﷺ سے بات کرنا چاہتی تو سڑک کے ایک کنارے پر سننے کیلئے کھڑے ہو جاتے یا بیٹھ جاتے، بیمار ہوتا تو اس کی بیمار پرسی فرماتے کسی کا جنازہ ہوتا تو اس میں شریک ہو جاتے (ابن سعد)

☆ آپ ﷺ کے مزاج میں اس قدر تواضع تھی کہ اپنی امت کو اس کی تاکید فرمائی ہے کہ مجھ کو میرے درجہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ (زادالمعاد)

☆ جب صحابہ کرامؓ ملتے تو آپ ﷺ ان سے مصافحہ کرتے اور دُعا فرماتے تھے (نسائی)

جب کسی کا نام معلوم نہ ہوتا اور اس کو بلانا ہوتا تو یا عبداللہ (اے اللہ کے بندے) کہہ کر بلاتے۔

جب آپ ﷺ چلتے تو دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے (ابن سعد)

☆ حضور اکرم ﷺ سب کی دلجوئی فرماتے، ایسا برتاؤ نہ فرماتے جس سے کوئی گھبرا جائے، ظالموں اور شریروں سے خوش اسلوبی کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگر سب کے ساتھ خندہ پیشانی خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے، ہر کام کو انتظام کے ساتھ کیا کرتے، بیٹھتے اٹھتے خدا تعالیٰ کی یاد کرتے، کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جہاں بھی کنارے پر جگہ ملتی بیٹھ جاتے، اگر بات کرنے والے کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منہ کر کے بات کرتے (نشر الطیب)

☆ آپ ﷺ تین دن سے قبل قرآن شریف ختم نہ فرماتے تھے، آنحضرت ﷺ جائز کام سے منع نہیں فرماتے تھے، اگر کوئی آپ ﷺ سے سوال کرتا اور اس کے سوال کو پورا

Marfat.com

کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں کہہ دیتے ورنہ خاموش ہو جاتے (ابن سعد)

☆ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کوئی شخص اپنے خلق میں آنحضرت ﷺ جیسا نہ تھا خواہ کوئی صحابیؓ بلاتا یا گھر کا کوئی شخص، نبی کریم ﷺ اس کے جواب میں لبیک (حاضر ہوں) ہی فرمایا کرتے، عبادت نافلہ چھپ کر ادا فرماتے تا کہ امت پر اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔ (زادالمعاد)

☆ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ پاک کے ساتھ میں نے معاہدہ کیا ہے کہ جس شخص کو میں دشنام دوں یا لعنت کروں، وہ دشنام اس شخص کے حق میں گناہوں کا کفارہ، رحمت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنا دی جائے، نیک کام کو شروع فرماتے تو پھر اس کو ہمیشہ کیا کرتے، جب آپ ﷺ کو کھڑے ہوئے غصہ آتا تو بیٹھ جاتے اور بیٹھے بیٹھے غصہ آتا تو لیٹ جاتے تھے (تا کہ غصہ فرو ہو جائے)، (زادالمعاد)

☆ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سیدھا ہاتھ وضو اور کھانے پینے کیلئے استعمال فرماتے تھے اور بایاں ہاتھ استنجا اور اس جیسے کاموں کیلئے استعمال فرماتے تھے۔ (زادالمعاد)

☆ آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب آپ ﷺ کے صحابہؓ میں سے کوئی آپ ﷺ سے ملتا اور وہ ٹھہر جاتا تو اس کے ساتھ آپ ﷺ بھی ٹھہر جاتے اور جب تک خود نہ جاتا آپ ﷺ ٹھہرے ہی رہتے، اور جب کوئی آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتا تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ دے دیتے اور جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑتا آپ ﷺ ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے۔ (ابن سعد)

☆ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کسی سے اپنا چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود نہ پھیرتا اور کوئی چپکے سے بات کہنا چاہتا تو آپ ﷺ کان اس کی طرف کر دیتے تھے اور جب تک وہ فارغ نہ ہو جاتا آپ ﷺ کان نہیں ہٹاتے تھے (ابن سعد)

☆ حضور ﷺ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے (زادالمعاد)

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول پاک ﷺ کے سامنے جو کوئی شخص یکبارگی آجاتا وہ مرعوب ہو جاتا اور وہ شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ ﷺ سے محبت

Marfat.com

کرتا تھا، میں نے آپ ﷺ جیسا صاحب جمالؑ وصاحب کمالؑ نہ آپ ﷺ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو دیکھا، خوشی کے وقت آنحضرت ﷺ نظر نیچی فرما لیتے۔

☆ جب آپ ﷺ کو کسی کے متعلق بری بات معلوم ہوتی تو یوں نہیں فرماتے کہ فلاں شخص کو کیا ہوا، ایسا ایسا کرتا ہے، بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔ (شمائل نبویؐ)

☆ زبان مبارک سے وہی بات فرماتے جس میں ثواب ملے، کوئی پردیسی آتا تو اس کی خبر گیری فرماتے، ہر شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے جس سے ہر شخص کو یہی محسوس ہوتا کہ حضور ﷺ کو میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے، اگر کوئی شخص بات کرنے بیٹھ جاتا تو جب تک وہ نہ اٹھتا آپ ﷺ نہ اٹھتے تھے (نشر الطیب)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فکر مند ہوتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرماتے سبحان الله العظیم اور جب زیادہ گریہ زاری اور دُعا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے یاحیی یا قیوم (ترمذی)، ایک روایت میں ہے کہ غم کے وقت اکثر آپ ﷺ ریش مبارک پر ہاتھ لے جایا کرتے کبھی انگلیوں سے اس میں خلال فرماتے، اور فرماتے: حسبی الله و نعم الوکیل (میرے لئے اللہ رب العزت کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے (زاد المعاد)

معمولات شب و روز۔

بعد فجر۔ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر تسبیحات ذکر کے بعد مسجد ہی میں جائے نماز پر آلتی پالتی مار کر چار زانو بیٹھ جاتے اور صحابہ کرامؓ پروانہ وار پاس آ کر بیٹھ جاتے یعنی دربار نبوت تھا یہاں حلقہ توجہ تھا۔ یہی درسگاہ ہوتی تھی، یہی محفل احباب بنتی تھی۔ یہیں آپ ﷺ نزول شدہ وحی سے صحابہ کرامؓ کو مطلع فرماتے تھے۔ یہیں آپ ﷺ فیوض باطنی اور برکات روحانی کی بارش ان پر فرماتے۔ یہیں آپ ﷺ دین کے مسائل، معاشرت کے طریقے، معاملات کے ضابطے، اخلاق کی باریکیاں ان کو تعلیم فرماتے۔ اکثر حضور ﷺ صحابہ سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے۔ آپ ﷺ سنتے اور اس کی تعبیر فرماتے کبھی آپ ﷺ ہی فرماتے کہ آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے پھر خود ہی

Marfat.com

اس کی تعبیر بیان فرما دیتے پھر بعد میں آپ ﷺ نے یہ معمول ترک فرما دیا تھا۔ کبھی صحابہ کرام اثنائے گفتگو میں ادب کے ساتھ جاہلیت کے قصے بیان کرتے، قصیدے اور اشعار سناتے یا مزاح کی باتیں کرتے، آپ ﷺ سنتے رہتے کبھی ان پر مسکرا بھی دیتے اس کے بعد آپ ﷺ اشراق کے نوافل پڑھتے اکثر اسی وقت مال غنیمت یا لوگوں کے وظیفے تقسیم فرماتے۔ جب آفتاب نکل کر دن خوب چڑھ جاتا تو آپ ﷺ صلوٰۃ الضحیٰ (چاشت) کی نفلیں کبھی چار، کبھی آٹھ رکعت پڑھ کر مجلس برخاست فرماتے اور جن بی بی کی باری اس دن ہوتی ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ وہاں گھر کے دھندوں میں لگے رہتے۔ اکثر گھر کے مختلف کام خود ہی انجام دیتے۔ دن میں صرف ایک بار کھانا تناول فرماتے، دوپہر میں آرام فرماتے۔

بعد ظہر۔ نماز ظہر باجماعت پڑھ کر مدینہ کے بازاروں میں گشت لگاتے، دکانداروں کا معائنہ واحتساب فرماتے، ان کا مال ملاحظہ فرماتے، ان کے مال کی اچھائی برائی جانچتے۔ ان کے ناپ تول کی نگرانی فرماتے کہ کہیں کم تو نہیں تولتے۔ بستی اور بازار میں کوئی حاجتمند ہوتا تو اس کی حاجت پوری فرماتے۔

بعد عصر۔ نماز عصر باجماعت پڑھ کر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے۔ حال پوچھتے اور ذرا ذرا دیر ہر ایک کے یہاں ٹھہرتے اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے کہ ہر ایک کے یہاں مقررہ وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ وقت کے بہت قدر شناس اور پابند ہیں۔

بعد مغرب۔ نماز مغرب باجماعت پڑھ کر اور نوافل اوابین سے فارغ ہو کر جن بی بی کی باری ہوتی آپ ﷺ شب گزارنے کیلئے وہیں ٹھہر جاتے۔ اکثر تمام ازواج مطہرات اسی گھر میں آ کر جمع ہو جاتیں۔ مدینہ کی عورتیں بھی اکثر جمع ہوتیں اس لیے کہ آپ ﷺ اس وقت عورتوں کو دینی مسائل کی تعلیم فرماتے گویا یہ مدرسہ شبینہ اور مدرسہ نسواں قائم ہوتا جس میں انتہائی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین، حسن معاشرت، حسن اخلاق کی باتیں اس معلم عالم ﷺ سے سیکھتیں اللہ کے رسول عورتوں کو (جن کی گود بچوں کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے) علم دین سے محروم اور تہذیب اسلامی سے نا آشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ یہیں عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں آپ ﷺ ان کو حل فرماتے۔ اگر کوئی بیعت ہونا چاہتی تو یہیں آپ ﷺ ان کو بیعت فرماتے، ان امور پر کہ "اللہ کا شریک نہ بنائیں گی۔ چوری نہ کریں گی

Marfat.com

۔ بدکاری نہ کریں گی۔ اپنے بچوں کو قتل نہ کریں گی اور کسی کو بہتان نہ لگائیں گی اور نیک کاموں میں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی خلاف ورزی نہ کریں گی''۔ آپ ﷺ ان کو بیعت فرماتے اور ان کیلئے استغفار فرماتے ۔ یہ مدرسۃ نماز عشاء تک قائم رہتا پھر آپ ﷺ نماز عشاء کو مسجد جاتے، عورتیں اپنے اپنے گھر واپس ہو جاتیں۔

بعد عشاء. نماز با جماعت پڑھ کر آپ ﷺ اس شب کی قیام گاہ پر جا کر سو رہتے۔ عشاء کے بعد بات چیت کرنا آپ ﷺ پسند نہ فرماتے۔ آپ ﷺ ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے اکثر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے ۔ چہرہ انور قبلہ کی طرف کر کے مسواک اپنے سرہانے ضرور رکھ لیتے۔ سوتے وقت سورہ جمعہ، سورہ تغابن، سورہ صف کی تلاوت فرماتے۔ پھر جب بیدار ہوتے مسواک سے دانت مانجھتے، وضو کرتے، پھر تہجد کی نفلیں پڑھتے۔ کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دُعا مانگتے۔ پھر آرام فرماتے۔ جب فجر کی اذان ہوتی تو اٹھتے۔ حجرہ شریف ہی میں دو رکعت سنت پڑھ کر وہیں داہنی کروٹ ذرا لیٹ رہتے پھر مسجد میں تشریف لاتے اور با جماعت نماز فجر ادا فرماتے۔ یہ تھے آپ ﷺ کے معمولات روزانہ۔ (اول تو پانچوں نمازیں خود ہی قدرتی طور پر وقت کی پابندی سکھاتی ہیں، تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت آکر مسلمان کو متنبہ کرتا ہے، کہ اتنا وقت گزر گیا، اتنا باقی ہے جو کچھ کام کرنا ہو کر لو، اس پابندی وقت کے علاوہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت یہ تھی کہ اپنے ہر کام کیلئے وقت مقرر فرما لیتے اور اس کو پوری پابندی سے نباہتے، اسی وجہ سے آپ ﷺ بہت کام کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی وقت کی کمی اور تنگی کی شکایت نہیں کی)

دن کی سنتیں۔

صبح سویرے اٹھتے ہی ان سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں۔

ا۔ نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملیں تا کہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔

۲۔ جاگنے کے بعد جب آنکھ کھلے تو تین بار الحمد للہ کہیں اور تین بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں۔

Marfat.com

۳۔ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور پڑھنا سنت ہے۔

(تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے)

۴۔ جب بھی سو کر اُٹھیں تو مسواک کرنا چاہیے۔

۵۔ استنجے وغیرہ کیلئے پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈبوئیں بلکہ پہلے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھولیں۔ تب پانی کے اند ہاتھ ڈالیں۔

۶۔ اس کے بعد پھر رفع حاجت اور استنجے کیلئے جائیں۔ اس کے بعد اگر غسل کی حاجت ہو تو غسل کریں ورنہ وضو یا بصورت بیماری تیمّم کر کے مسجد میں اول وقت جا کر نماز با جماعت ادا کریں۔

گھر سے باہر جانے کی دُعا۔ (۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے تو کہے: بسم اللّٰہِ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ (ترجمہ: میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہو۔ اللہ ہی پر میرا بھروسہ ہے کسی خیر کے حاصل کرنے یا کسی شر سے بچنے میں کامیابی اللہ ہی کے حکم سے ہو سکتی ہے) تو عالم غیب میں اس آدمی سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں) اللہ کے بندے تیرا یہ عرض کرنا تیرے لیے کافی ہے۔ تجھے پوری رہنمائی مل گئی اور تیری حفاظت کا فیصلہ ہو گیا اور شیطان مایوس و نامراد ہو کر اس سے دور ہو جاتا ہے۔

(۲) جب سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نماز فجر کیلئے نکلے تو اثناء راہ میں یہ دُعا پڑھے:

اللھم اجعل فی قلبی نورًا ....اللھم اعطنی نورًا

اشراق کی نماز۔ اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ اس میں اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ اس مسجد میں جس جگہ فرض پڑھے ہیں وہیں بیٹھے رہیں۔ اوسط درجہ یہ ہے کہ اس مسجد میں کسی جگہ بھی بیٹھ جائیں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر چلے جائیں لیکن ذکر الٰہی برابر زبان سے ادا کرتے رہیں جب آفتاب نکلنے کے بعد اس میں چمک آجائے تقریباً آفتاب نکلنے کے پندرہ منٹ کے بعد دو رکعت نفل پڑھیں تو پورے ایک حج اور پورے عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور اس کے سب گناہ صغیرہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کو نماز اشراق کہتے ہیں۔ نماز اشراق سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ذریعہ

Marfat.com

معاش میں مشغول ہو جائیں۔ کسب حلال وطیب حاصل کریں۔ اس کے علاوہ دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی اور تمام امور زندگی میں اتباع سنت کا اہتمام رکھیں۔

چاشت کی نماز۔ جب آفتاب کافی اونچا ہو جائے اور اس میں روشنی تیز ہو جائے تو نماز چاشت ادا کریں۔ چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت اس نماز کی رکعتوں کی تعداد ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ چاشت کی صرف چار رکعت پڑھنے سے بدن میں جو تین سو ساٹھ جوڑ ہیں ان سب کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور تمام صغیرہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔

قیلولہ۔ اگر فرصت میسر ہو تو اتباع سنت کی نیت سے دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر لیٹ جائیں اس کو قیلولہ کہتے ہیں۔ اس مسنون عمل کیلئے سونا ضروری نہیں صرف لیٹ جانا ہی کافی ہے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ سلف صحابہؓ پہلے جمعہ ادا کرتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے۔ حضرت خوات بن جبیرؓ کہتے ہیں کہ دن نکلتے وقت سونا بے عقلی اور دوپہر کو سونا عبادت اور دن چھپتے وقت سونا حماقت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رات کے علاوہ اگر کسی وقت نیند کا غلبہ ہو تو دوپہر کا قیلولہ تو ٹھیک ہے مگر صبح وشام سونا، حماقت، بے عقلی اور نادانی کی دلیل ہے۔

☆ ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر اپنی مصروفیات زندگی میں مشغول ہو جائیں اور عصر کی نماز کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ قرآن شریف میں اس کا خصوصی حکم آیا ہے۔ عصر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنا سنت ہے اور اس کی بڑی فضیلت وارد ہے فجر کی نماز کی طرح عصر کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھے اور ذکر الٰہی کرتا رہے پھر دعا مانگے۔

رات کی سنتیں۔

نماز اوابین۔ مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ان نمازوں کا ثواب بارہ سال کے نفلوں کے برابر ملتا ہے۔

نماز عشاء۔ پھر وقت پر عشاء کی نماز باجماعت ادا کریں۔ عشاء کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت ہیں۔ عشاء کے فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔ عشاء کی ان دو سنتوں کے بعد بجائے دو رکعت نفل پڑھنے کے چار رکعت نفل پڑھے تو شب قدر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اور جس کی تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلتی ہو تو یہ چار رکعت بعد عشاء تہجد کی نیت سے پڑھ لیا

Marfat.com

کرے، تو یہ تہجد میں شمار ہو جاتی ہیں۔ اگر پچھلی رات کو آنکھ کھل جائے تو اس وقت تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ ورنہ یہ چار رکعت ہی کافی ہو جائیں گی۔ وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں۔ ف: بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ یعنی وتر سے پہلے چار رکعت اور وتروں کے بعد دو رکعت نفل میں تہجد کی نیت کر لیا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ تہجد کی فضیلت وثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

نماز تہجد۔ حدیث شریف میں آیا ہے فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز آخر شب تہجد کی نماز ہے۔ تہجد کا افضل وقت رات کا آخری حصہ ہے، کم از کم دو رکعت زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے۔ تہجد کی نماز پڑھنے کی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کی نماز کے بعد ہی چند رکعتیں پڑھ لیں۔ فرض نماز کے علاوہ باقی نمازوں کو اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے، لہٰذا تہجد کی نماز گھر ہی میں پڑھنی افضل ہے۔

گھر میں آمد و رفت کی دعائیں اور سنتیں۔ جو کوئی شخص اپنے گھر میں آئے تو گھر والوں کو سلام کرے۔ بیہقی میں ایک روایت ہے کہ جب تم گھر میں آؤ اور جاؤ تو سلام کہہ کے جاؤ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام کرے۔ السلام علینا و علیٰ عباداللہ الصالحین اور فرشتوں کی نیت کرے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر اللہ کرتا رہے اور دعائے ماثورہ پڑھے گھر میں داخل ہوتے وقت جو بھی موجود ہو خواہ بیوی ہی ہو اس کو سلام کرنا مسنون ہے۔ جب گھر والوں میں سے کسی کے بے پردہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اطلاع دے کر اندر داخل ہو۔ گھر والوں کو کنڈی سے یا پیروں کی آہٹ سے یا کھنکھارنے سے خبردار کر دینا چاہیے۔ ف: بعض اوقات والدہ، بیٹی، بہن بھی ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ اچانک پہنچ جانے سے ان کو حیا و شرم آتی ہے اس لیے کھنکھار کر گھر میں جائے۔

☆ عشاء کی نماز پڑھنے سے قبل نہ سوئیں ایسا نہ ہو کہ عشاء کی نماز فوت ہو جائے۔ عشاء کی نماز کے بعد (بلا ضرورت) دنیوی باتیں کرنا منع ہے (مکروہ تنزیہی ہے) البتہ بیوی بچوں سے نصیحت کی کہانیاں یا دلچسپی کی باتیں کرنا مسنون ہے۔ اندھیری رات ہو اور روشنی کا انتظام نہ ہو تب بھی مسجد میں جا کر نماز عشاء با جماعت ادا کرنا موجب بشارت و ثواب عظیم ہے۔

Marfat.com

☆ ہر فرض نماز کو جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا سنت ہے۔ جو شخص چالیس رات عشاء کی نماز جماعت سے تکبیر اولیٰ سے ادا کرے تو اس کیلئے دوزخ سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

رات کی حفاظت۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات گئے قصہ کہانیوں کی محفل میں نہ جایا کرو۔ کیونکہ تم میں سے کسی کو بھی خبر نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کس کس کو کہاں کہاں پھیلایا ہے۔ اس لیے دروازے بند کر لیا کرو۔ مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو۔ برتنوں کو اوندھا کر دیا کرو اور چراغ گل کر دیا کرو۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ جب تم رات کو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو (یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو) کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کریں اور راستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے بہت کم نکلا کرو۔ اس لیے کہ رات کو خدا اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے۔

☆ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شام کا وقت ہو تو اپنے چھوٹے بچوں کو (گلی کوچوں میں پھرنے سے) روکو کیونکہ شیاطین کا لشکر شام کے وقت (ہر چہار طرف) پھیل جاتا ہے۔ ہاں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو۔ (بسم اللہ یا اور کوئی دعا) کیونکہ شیطان اس دروازے کو کھولنے کی قدرت نہیں رکھتا جو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ بند کیا گیا ہو اور اپنے مشکوں کے دہانے جن میں پانی ہو ان کو باندھ دیا کرو اور باندھتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور ڈھانکتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو۔ اگرچہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دیا کرو۔ یعنی برتن پورا نہ ڈھک سکو تو دفع کرہت اور رفع مضرت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑائی میں کوئی لکڑی وغیرہ ہی رکھ دیا کرو اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی اپنے بستر

Marfat.com

پر لیٹنے کا رادہ کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی لنگی کے اندرونی پلو کھول کر اس سے بستر جھاڑ لے، معلوم نہیں کیا چیز اس کے بستر پر پڑی ہو پھر دائیں کروٹ لیٹے۔

رات کی دُعائیں

☆ وہ دُعائیں جو رات میں پڑھی جاتی ہیں۔

ا۔ سورہ بقرہ کی دو آخری آیتیں پڑھے۔

۲۔ قل ہواللہ احد پڑھے۔

۳۔ قرآن مجید کی دس آیتیں پڑھے یا قرآن مجید کی دس آیتیں پڑھے۔

۴۔ سورہ یٰسین پڑھے۔

☆ رات میں بستر پر جانے کے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد اللہ ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھیں اور ایک بار کلمہ شریف پڑھ کر سو جائیں۔ تہجد کیلئے مصلیٰ سرہانے رکھ کر سونا سنت ہے۔ رات میں سونے سے قبل سورہ واقعہ کا ورد کر لینے سے فاقہ کی نوبت نہیں آتی۔

☆ حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ سونے سے پہلے مسبحات پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مسبحات میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

مسبحات میں یہ چھ سورتیں ہیں۔

ا۔	سورہ حدید	۴۔	سورہ جمعہ
۲۔	سورہ حشر	۵۔	سورہ تغابن
۳۔	سورہ صف	۶۔	سورۃ الاعلیٰ

☆ تہجد کی نماز کیلئے اٹھنے کی نیت کر کے سونا سنت ہے۔ وضو کا پانی اور مسواک پہلے تیار کر کے سونا سنت ہے جس وقت رات کو آنکھ کھل جائے صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے تہجد کی نماز پڑھنا سنت ہے۔ سوتے وقت تین بار استغفار پڑھیں (استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ) یہ حضور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے طہارت کے ساتھ سوئیں اور پہلے سے وضو ہے تو کافی ہے ورنہ وضو کر لیں۔ وضو نہ کریں تو سونے کی نیت سے تیمم ہی کر لیں۔

Marfat.com

☆ جب کوئی اپنے خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کو بیان کرے۔ اور دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرے اور جب خواب میں ناپسندیدہ بات دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دے اور ہر بار اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ پھر وہ خواب ہرگز اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ اور جس کروٹ پر ہے اس کو بدل دے یا اٹھ کر نماز پڑھے۔ ☆ سونے سے قبل دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر ان پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورہ اخلاص پڑھیں پھر پوری بسم اللہ پڑھ کر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں اور دونوں ہاتھوں پر پھونک کر سر سے پیر تک جہاں تک ہاتھ پہنچے پھیر لیں۔ پہلے سامنے کے حصے پر پیروں تک اس کے بعد کمر کی طرف ہاتھ پھیریں۔ اسی طرح تین بار کریں۔ حضور ﷺ کا یہ معمول تھا۔

متفرق سنتیں

حالتِ مرض میں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خود بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے اور خود اپنا دست مبارک اپنے جسم پر پھیرتے پھر جب آپکو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپؐ نے وفات پائی تو میں وہی معوذات پڑھ کر آپؐ پر دم کرتی اور آپؐ کا دست مبارک آپکے جسم پر پھیرتی۔

☆ جو شخص حالت مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھے اگر وہ مرا تو شہید کے برابر ثواب ملیگا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخشے جاویں گے (لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین)

حالت موت میں۔ جب کسی کی موت کا اثر ظاہر ہو یعنی اس کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں دب جائیں تو چاہیے کہ اس کو داہنی طرف قبلہ رخ لٹائیں اور مستحب یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ کوئی نیک آدمی اس کے پاس کلمہ شہادت بلند آواز سے پڑھے اور مرنے والے کو اس کے پڑھنے کا اصرار نہ کریں اس لیے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا ہے اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے اور اس کے بعد وہ کوئی بات کرے تو پھر ایک بار اسی طرح تلقین کریں اور مستحب ہے کہ اس کے پاس سورۃ یٰسین

Marfat.com

پڑھیں اور نیک اور متقی لوگ اس کے پاس موجود رہیں۔
تعزیت کیلئے. جس گھر میں فوتگی ہو اس کے ہاں تین دن میں کسی ایک دن ایک بار تعزیت کیلئے جانا مستحب ہے متعلقین کو صبر و تسلی کی تلقین کرنا سنت ہے اسطرح کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اس پر اپنی رحمت فرمائے اور پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے، آمین ! ہمسایہ اور قرابتداروں کو میت کے گھر والوں کے لئے ایک دو وقت کا کھانا پہنچانا بھی سنت ہے۔
ایصال ثواب کیلئے. سلف صالحین کے موافق ایصالِ ثواب کریں وہ اس طرح کہ کسی قسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ ہو اپنی ہمت کے مطابق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بذات خود قرآن شریف پڑھ کر اس کو ثواب پہنچادیں دفن سے قبل قبرستان میں فضول باتوں اور خرافات میں وقت گزارنے کی بجائے کلمہ پڑھیں اور ثواب بخشتے رہیں کسی کی موت کے بعد رحمت و مغفرت کی دعا کرنا، نماز جنازہ ادا کرنا اعمال مسنونہ ہیں ان کے ساتھ دوسرا طریقہ نفع رسانی کا یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے یا کوئی عمل خیر کر کے ان کو ہدیہ کیا جائے اسی کو ایصال ثواب کا درجہ دیا جاتا ہے ایک حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت ہوا کہ خود حضرت سعدؓ موجود نہ تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تھے جب واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میری عدم موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ ان کیلئے فائدہ مند ہوگا اور اس کا ثواب میری والدہ کو پہنچے گا حضورؐ نے فرمایا ہاں پہنچے گا انہوں نے عرض کیا میں آپکو گواہ بناتا ہوں اپنا باغ (مخراف) میں نے اپنی مرحومہ والدہ کیلئے صدقہ کر دیا۔
قبروں کی زیارت کرنا. یعنی ان کو جا کر دیکھنا (برائے عبرت و تذکرہ موت) مردوں کیلئے مستحب ہے بہتر ہے کہ ہر ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور زیادہ بہتر ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو بزرگوں کی قبر کی زیارت کیلئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے کبھی کبھی شب برآت کو بھی قبرستان جانا ثابت ہے قبرستان میں جا کر السلام وعلیکم یا اہل القبور کہیں پھر جو

Marfat.com

کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب پہنچادیں مثلاً سورہ فاتحہ، آیت الکرسی، سورہ یٰسین، سورہ تبارک الذی، سورہ تکاثر اور قل ھواللہ گیارہ بار یا سات بار یا جس قدر آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ کر کہے یا اللہ اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچادے۔ حضور ﷺ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ مرنے والوں کی قبروں کی زیارت اسلئے فرماتے کہ آپؐ دعائے ترحم واستغفار فرمائیں ایسی زیارت مسنون ومستحب ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر پیدا ہوتی ہے۔

تتمہ۔ متذکرہ بالا عبادات وطاعات کے علاوہ ایک مسلمان کی زندگی صبح سے رات تک دینی ودینوی تمام معاملات میں نہایت سیدھی سادھی اور پاک وصاف ہونا چاہیے مثلاً اپنے اہل وعیال اور دیگر متعلقین کے حقوق کی ادائیگی میں، اپنے ذریعہء معاش کے معاملات میں، غمی وخوشی کی تقریبات میں، دوست احباب کے تعلقات میں، اپنے ذاتی حالات میں، رہنے سہنے، نشست وبرخاست، کھانے پینے، لباس وپوشاک، وضع قطع، اوصاف واخلاق میں نہایت پاکیزگی اور شرافت نفس کے ساتھ ہونا چاہیے۔ حالانکہ معاشرہ اور ماحول کے غلبہ سے ان باتوں کا حاصل ہونا اوران پر کاربند ہونا بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اپنے آقائے نامدار اور محسن انسانیت ﷺ کی طاہر ومطہر زندگی کا مطالعہ کیا جائے اور ان کی تقلید اوران کی تعلیمات کی پیروی کی جائے تو پھر ہر بات نہایت آسان معلوم ہوتی ہے اور اسی اتباع سنت مقدسہ کا دوسرا نام حیات طیبہ ہے قابل توجہ اہم بات یہ ہے کہ متذکرہ بالا عبادات وطاعات کیلئے صبح سے رات تک اپنے تمام طاعات ومعاملات ومعاشرت واخلاق میں خاص طور پر اتباع سنت نبی کریم ﷺ کا خیال واہتمام رکھیں (ص ۳۵۴ اُسوہ رسول اکرم ﷺ)

☆☆☆

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں نذرانہ سلام

- سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی - سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی -
- سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے - سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے -
- سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں - سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں -
- سلام اس پر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی - سلام اس پر ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی -
- سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں - سلام اس پر ہوا مجروح جو بازار طائف میں -
- سلام اس پر وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے - سلام اس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے -
- سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا - سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا -
- سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا - سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا -
- سلام اس پر جو امت کے لئے راتوں کو روتا تھا - سلام اس پر جو فرش خاک پر جاڑے میں سوتا تھا -
- سلام اس پر کہ جس کی سادگی درس بصیرت ہے - سلام اس پر کہ جس کی ذات فخر آدمیت ہے -
- سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی - سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی -
- سلام اس پر کہ تھا الفقر فخری جس کا سرمایا - سلام اس پر کہ جس کے جسم اطہر کا نہ تھا سایا -
- سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں - سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا کہ "میرے ہیں" -
- سلام اس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی - سلام اس پر جس کی سنگپاروں نے گواہی دی -
- سلام اس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا - سلام اس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا -
- سلام اس پر فضا جس نے زمانہ کی بدل ڈالی - سلام اس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی -
- سلام اس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو - سلام اس پر کہ ساکن کردیا، طوفاں کی موجوں کو -
- سلام اس پر کہ جس نے کافروں کے زور کو توڑا - سلام اس پر کہ جس نے پنجہ بیداد کو موڑا -
- سلام اس پر سر شہنشاہی جس نے جھکایا تھا - سلام اس پر کہ جس نے کفر کو نیچا دکھایا تھا -
- سلام اس پر جس نے زندگی کا راز سمجھایا - سلام اس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا -
- سلام اس پر بھلا سکتے نہیں جس کا کبھی احسان - سلام اس پر مسلمانوں کو دی تلوار اور قرآن -
- سلام اس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی - الٹ دیتے ہیں تخت قیصریت، اوج دارائی -
- سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں - بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں -
- سلام اس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا - مسلماں کا یہی ایماں، یہی مقصد یہی شیوا -
- سلام اس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے - سنا سکتے ہیں اب بھی خالد وحیدر کے افسانے -

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

(۷) اخلاقیات کا بیان

اخلاق حمیدہ۔

حسن اخلاق۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت والے دن اعمال نامے گنے نہیں تولے جائیں گے اور مومن کے ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی۔

(ص۔ ۴۹۲ منتخب احادیث)

☆ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمان وہی ہے جس کا خلق کامل ہو اور مومنین میں افضل وہی ہے جس کا خلق سب سے بہتر ہو پس ایسی اصل کا نام مومن ہے اور اسی کی تکمیل کیلئے رسول پاک ﷺ تشریف لائے تھے۔ (تبلیغ دین ۱۰۷)

☆ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ اختیار کر لیتا ہے جو رات بھر نفل نماز پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں (ابوداؤد)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم سب مین مجھ کو زیادہ محبوب اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں مجھ کو زیادہ برا لگنے والا اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیاہ دور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق بُرے ہوں (بہشتی زیور)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہوں (ابوداؤد)

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرتے تھے "اے میرے اللہ تو نے اپنے کرم سے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کر دے" (معارف الحدیث)

☆ رویت ہے کہ بعض صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! انسان کو جو کچھ بھی عطا

Marfat.com

ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھے اخلاق۔ (معارف الحدیث)

☆ حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری وصیت مجھے کی تھی جبکہ میں نے اپنا پاؤں اپنی سواری کی رکاب میں رکھ لیا تھا، وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا، لوگوں کیلئے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ، یعنی بندگان خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ (معارف الحدیث)

نیک کام کا اجراء۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ نکالتا ہے اس کو اس کا ثواب اور اس کے بعد جو اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کا ثواب بھی کم نہیں کیا جاتا اور جو شخص اسلام میں کسی برے طریقہ کی بنیاد ڈالتا ہے اس کی گردن پر اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہوتا ہے جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے اور عمل کرنے والوں کے ذمہ جو گناہ ہیں ان میں بھی کچھ کمی نہیں آتی۔

(ابن ماجہ)

احسان۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا جو بندہ بے شوہر والی اور بے سہارا کسی عورت اور کسی مسکین اور حاجتمند آدمی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتا ہو وہ اجر و ثواب میں اس مجاہد بندہ کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں دوڑ دھوپ کرتا ہو، راوی کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس شب بیدار کی طرح ہے جو رات بھر نماز پڑھتا ہو اور تھکتا نہ ہو اور اس دائمی روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی بغیر روزے کے رہتا ہی نہ ہو (صحیح بخاری)

صدق اور انصاف۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت اسی وقت تک سر سبز رہے گی جب تک کہ یہ تین خصلتیں اس میں باقی رہیں گی ایک تو یہ کہ جب وہ بات کریں تو سچ بولیں، دوسری یہ کہ جب وہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کریں تو انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں، تیسرے یہ کہ جب ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو وہ کمزوروں پر رحم کریں (تبلیغ دین۔ ۳۳۳)

جنت کی ذمہ داری۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اگر تم چھ باتوں کا ذمہ کرلو تو میں تمہارے لیے جنت کا ذمہ لیتا ہوں، ایک تو یہ کہ جب تم بولو تو سچ بولو، دوسرے یہ کہ

Marfat.com

جب تم وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو تیسرے یہ کہ جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت نہ کرو، چوتھے یہ کہ تم اپنی نظریں نیچی رکھا کرو، پانچویں یہ کہ ظلم کرنے سے اپنا ہاتھ روکے رکھو، چھٹی یہ کہ اپنے جذبات نفس کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دو (مسند احمد)

☆ایک دفعہ حضور ﷺ نے جنت کا ذکر فرمایا اور اس کی خوبی اور وسعت بیان کی، ایک صحابی جو مجلس میں حاضر تھے بیتابانہ بولے کہ یارسول اللہ ﷺ یہ جنت کس کو ملے گی؟ فرمایا ''جس نے خوش کلامی کی، بھوکوں کو کھانا کھلایا، اکثر روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھی جب دنیا سوتی ہو (ترمذی)

شرم و حیاء. حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، ہر دین کا ایک اخلاق ممتاز ہوتا ہے، ہمارے دین کا ممتاز اخلاق شرم کرنا ہے (معارف الحدیث)

☆حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ کسی کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیاء چھین لیتا ہے، جب اس میں شرم نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر و مبغوض بن جاتا ہے، جب اس کی حالت اس نوبت کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے، جب اس میں امانتداری نہیں رہتی تو وہ خیانت در خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے، اسکے بعد اس سے صفت رحم اٹھالی جاتی ہے پھر تو وہ پھٹکارا مارا مارا پھرنے لگتا ہے جب تم اس کو اس طرح مارا مارا پھرتا دیکھو تو وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ اب اس سے رشتہ اسلام ہی چھین لیا جاتا ہے (ابن ماجہ)

☆حضرت عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ایسی حیاء کرو جیسی اس سے حیاء کرنی چاہیے، مخاطبین نے عرض کیا! الحمد اللہ ہم اللہ سے حیاء کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہیں (یعنی حیاء کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ تم سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار و خیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو یعنی بُرے خیالات سے دماغ کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہوتی ہے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے گا، وہ دنیا کی آرائش و عشرت سے دست بردار ہو جائے گا اور اس چند روزہ زندگی کے عیش کے مقابلہ میں

Marfat.com

آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لیے پسند اور اختیار کرے گا، پس جس نے یہ کیا، سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کا حق اس نے ادا کیا (معارف الحدیث)

تواضع و عاجزی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع یعنی عاجزی اختیار کرو کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے، (مشکوٰۃ) حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دن برسر منبر ارشاد فرمایا کہ لوگو! عاجزی اور خاکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے، جس نے اللہ کیلئے (یعنی اللہ کا حکم سمجھ کر اور اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے) خاکساری کا رویہ اختیار کیا اور بندگان خدا کے مقابلے میں اپنے آپ کو اونچا کرنے کی بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوگا لیکن عام بندگان خدا کی نگاہوں میں اونچا ہوگا، اور جو کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرادے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل وحقیر ہو جائے گا، اگرچہ وہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوگا، لیکن دوسرے کی نظروں میں وہ کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا، (اسوۂ رسول اکرمؐ۔ ۳۳۶)

صبر۔ صبر کے حقیقی معنی خواہشاتِ نفس کے مقابلہ میں خدا کے حکم پر مستقل اور ثابت قدم رہنے کے ہیں حق تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لیے اتنی صفات جمع فرمائی ہیں جو دوسرے کے لیے جمع نہیں فرمائیں، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ صبر کیا کرو، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے صبر کرنے والوں پر ان کے پروردگار کی رحمتیں ہیں اور مہربانی اور وہی راہ یاب ہیں صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے شمار دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ، کلام مجید میں کچھ اوپر ستر جگہ صبر کا ذکر آیا ہے رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ صبر نصف ایمان ہے اور جنت کے خزانوں کا ایک خزانہ ہے جس شخص کو یہ خصلت مرحمت ہوئی وہ بڑا اسعادت نصیب ہے شب بیدار اور صائم الدہر سے اس کا درجہ افضل ہے۔ (تبلیغ دین۔ ۲۰۱)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے، لوگوں نے عرض کیا ضرور بتلایئے یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا وضو کا کامل کرنا، ناگواری کی

Marfat.com

حالت میں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا) اور نماز کے بعد، دوسری نماز کا انتظار کرنا، ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔ (مسلم و ترمذی)

☆ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی بندہ کا بچہ مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لے لی وہ کہتے ہیں ہاں، پھر فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں آپ کی حمد وثناء کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کیلئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (حیاۃ المسلمین)

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنیوالی، اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی...... (حیوۃ المسلمین)

☆ کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق، خواہ طبیعت کے مخالف، اول حالت پر شکر کا حکم ہے، دوسری حالت میں صبر کا حکم ہے تو صبر و شکر ہر وقت کرنے کے کام ہوئے، مسلمانو! اس کو نہ بھولنا، پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں ہو گے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا خدا اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔ (اسوۂ رسول اکرمؐ۔ ۳۲۷)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ و شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ وہ اس کو بخش دیں۔ (معارف الحدیث)

شکر: حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اگر تم لوگ شکر کرو گے تو ہم تم کو زیادہ دیں گے" رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ کھانے والا شکر گزار بندہ روزہ دار صابر کے برابر ہے" تم نے سنا ہوگا کہ رسول ﷺ کے پائے مبارک عبادت کرتے کرتے ورم کر آتے تھے اور آپ تہجد میں گریہ و

Marfat.com

بکاء بہت فرماتے، ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو گئے ہیں پس آپ ﷺ اس قدر گریہ و بکاء کیوں فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اے عائشہؓ کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (تبلیغ دین۔۲۰۸)

☆ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نعمت کے اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمدللہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہیں ہوگا۔ (ابن حبان)

☆ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال و دولت اور جسمانی بناوٹ یعنی شکل و صورت میں اس سے بڑھا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے دل میں حرص و طمع اور شکایت پیدا ہو تو اس کو چاہیے کہ کسی ایسے بندے کو دیکھے جو ان چیزوں میں اس سے بھی کمتر ہے، تا کہ بجائے حرص و طمع کے اور شکایت کے صبر و شکر پیدا ہو۔ (معارف الحدیث)

کفایت شعاری۔ حضرت انسؓ و ابوامامہؓ و ابن عباسؓ و علیؓ سے (مجموعاً و مرفوعاً) روایت ہے کہ میانہ روی کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑاوے، بلکہ سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر، ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں پر مال صرف کرے تو اس طرح خرچ کرنا) بھی آدھی کمائی ہے، جو شخص خرچ کرنے میں اس طرح بیچ کی چال چلے وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا۔

(اسوۂ رسولؐ۔۳۴۰)

معافی چاہنا اور معاف کرنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے ذمہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق ہو (مثلاً غیبت کی ہو یا مال تلف کیا ہو) پس اس کو چاہیے کہ آج (دنیا میں) ان حق تلفیوں کو اس سے معاف کرائے قبل اس کے کہ قیامت میں اس کے پاس نہ دینار ہوگا نہ درہم، اگر اس کے پاس نیک عمل ہوگا تو بقدر اس ظلم کے اس کا نیک عمل اس سے لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے مظلوم بھائی کی برائیاں لے کر اس کے اوپر لادی جائیں گی (مشکوٰۃ)

☆ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا

Marfat.com

وہ لوگ کہاں ہیں جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے، وہ اپنے پروردگار کے حضور میں آئیں اور اپنا انعام لے جائیں کیونکہ ہر مسلمان جس کی یہ عادت تھی بہشت میں داخل ہونے کا حقدار ہے۔ (اسوۂ رسولؐ۔ ۳۴۰)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے اس نے پھر وہی عرض کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر روز ستر دفعہ (جامع ترمذی)

دنیا اور آخرت کے بہترین اخلاق۔ قران پاک کی آیت (الاعراف۔ ع ۲۴) جس کا مفہوم ہے کہ (معافی کو اختیار کرو، نیکی کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو) جب نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل امینؑ سے اسکی تفسیر معلوم کی تو انہوں نے عرض کیا جاننے والے یعنی اللہ شانہ سے دریافت کر کے عرض کرونگا وہ واپس تشریف لے گئے اور پھر آ کر عرض کی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو آپ پر ظلم کرے اس کو معاف کریں، اور جو آپکو اپنی عطاء سے محروم رکھے اس کو عطاء کریں اور جو آپؐ سے تعلقات توڑے اس سے تعلقات جوڑیں، اس کے بعد حضورؐ نے لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ میں تم کو دنیا اور آخرت کے بہترین اخلاق نہ بتلاؤں صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں حضورؐ نے فرمایا "(۱) جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو (۲) جو تمہیں اپنی عطاء سے محروم رکھے اس کو عطاء کرو (۳) جو تم سے قطع تعلقی کرے اس سے صلہ رحمی کرو" (ص ۲۸۴ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ اس حدیث میں پہلی بات یہ ہے کہ "جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو" اس بارے قریش مکہ حضورؐ اور آپکے ساتھیوں پر تیرہ سال تک بے شمار ظلم کرتے رہے حتیٰ کہ ہجرت کی رات آپؐ کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنالیا تھا مگر جب مکہ فتح ہوا اور نبی ﷺ اس پر قادر تھے کہ جو چاہتے ان سے بدلہ لیتے مگر آپؐ نے بدلہ لینے کی بجائے ان سے فرمایا کہ میں آج تم سے وہی سلوک کرونگا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے آپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا آج تم پر کوئی سرزش نہیں جاؤ تم آزاد ہو اور کعبہ کی چابی بھی ان ہی حقداروں کو دے دی جن کے پاس پہلے تھی،

Marfat.com

☆ دوسری بات یہ کہ "جو تمہاری عطاء بند کرے تم اس کو عطاء کرو" غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر حضرت عائشہؓ کے خلاف عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے جب ان پر الزام لگایا تو ان الزام لگانے والوں میں ایک صحابی حضرت مسطح بھی تھے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رشتہ دار تھے اور ان کے کنبہ کی کفالت بھی حضرت ابوبکرؓ کرتے تھے پھر حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھا کر اس کی کفالت بند کر دی اس پر سورہ نور کی آیت ۲۲ اتری جس کا مفہوم ہے کہ "جو لوگ تم میں سے دین کے اعتبار سے بندگی والے اور دنیا کے اعتبار سے وسعت والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے" اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جتنا پہلے حضرت مسطح کی کفالت پر خرچ کرتے تھے اسکو معاف کر کے اس کا دوچند کر دیا،

☆ تیسری بات یہ کہ "جو تم سے قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کرو" حضرت عبداللہؓ بن اوفی فرماتے کہ ہم ایک مرتبہ حضورؐ کی خدمت میں چاروں طرف بیٹھے تھے حضورؐ نے فرمایا کہ مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنیوالا ہو تو وہ اٹھ جائے ہمارے پاس نہ بیٹھے سارے مجمع میں سے صرف ایک شخص اٹھا جو دور بیٹھا ہوا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر بیٹھ گیا حضورؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ میرے کہنے پر مجمع سے صرف تم اٹھے تھے اور پھر آ کر بیٹھ گئے یہ کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضورؐ کا ارشاد سن کر میں اپنی خالہ کے پاس گیا تھا اس نے مجھ سے قطع تعلق کر رکھا تھا میرے جانے پر اس نے کہا کہ تو خلاف عادت کیسے آ گیا میں نے آپ کا ارشاد مبارک سنایا اس نے میرے لیے دعائے مغفرت کی میں نے اس کیلئے دعائے مغفرت کی اور آپس میں صلح کر کے واپس آ گیا حضورؐ نے فرمایا بہت اچھا کیا بیٹھ جاؤ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنیوالا ہو۔ (ص ۲۵۴ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد ایک مجمع میں موجود تھے فرمانے لگے میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ اگر اس مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ چلا جائے ہم لوگ اللہ تعالیٰ سے ایک دعا کرنا چاہتے ہیں اور آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کیلئے بند ہو جاتے ہیں یعنی اس کی دعا آسمان کے اوپر نہیں جاتی اس سے

Marfat.com

پہلے ہی دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور جب اس کے ساتھ ہماری دعا ہوگی تو وہ دروازہ بند ہو جانے کی وجہ سے رہ جائیگی۔ (ص ۲۸۵ فضائل صدقات حصہ اول)۔

کفار سے ہمدردی۔ ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی شخص کو نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ کافر اور مومن میں کوئی تفریق ہے سب کا حکم برابر ہے اول والدین کے ساتھ احسان کریں چاہے والدین مسلمان ہوں یا کافر ہوں دوم عہد کو پورا کریں چاہے مسلمان سے عہد کیا ہو یا کافر سے کیا ہو سوم امانت کو واپس کریں چاہے مسلمان کی امانت ہو یا کافر کی ہو۔ (ص ۲۶۷ فضائل صدقات حصہ دوم)

☆ پہلی بات یعنی والدین کے ساتھ احسان کرنے کے بارے میں حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں حضورؐ کا قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا اس وقت میری کافر والدہ مکہ سے مدینہ منورہ آئیں میں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میری والدہ میری اعانت کی طالب بن کر آئی ہیں ان کی اعانت کر دوں حضورؐ نے فرمایا ہاں، انکی اعانت کرو حضرت اسماءؓ کی یہ والدہ جن کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ ہے چونکہ مسلمان نہ ہوئی تھیں اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو طلاق دے دی تھی بعض روایات میں ہے کہ کچھ گھی پنیر وغیرہ ہدیہ کے طور پر لے کر اپنی بیٹی حضرت اسماءؓ کے پاس آئیں انہوں نے ان کو اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیا اور اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہؓ کے پاس مسئلہ دریافت کرنے کیلئے آدمی بھیجا کہ حضور سے دریافت کر کے اطلاع دیں حضورؐ نے اجازت فرما دی (ص ۲۷۰ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ دوسری چیز یعنی ایفائے عہد واجب اور عہد شکنی حرام ہے جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی حذیفہؓ بن یمان اور ابو حسیلؓ دو صحابہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم مکہ سے آرہے تھے راستہ میں کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا کہ ہم لڑائی میں آپکا ساتھ نہ دیں گے لیکن مجبوری کا عہد تھا ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے حضورؐ نے فرمایا ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ ہم مسلمان ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے (ص ۱۵۰ اسوۂ رسول اکرم)

☆ تیسری چیز یعنی امانت کا واپس کرنا بھی واجب ہے نبی اکرم ﷺ ہجرت کی

Marfat.com

رات کفار کی تمام امانتیں حضرت علیؓ کو یہ کہہ کر دے آئے تھے کہ صبح کو سب کی امانتیں واپس کر دینا حالانکہ کفار مکہ تو اپنی امانتیں بھول کر اس رات حضور اکرم ﷺ کو ہلاک کرنا چاہتے تھے پھر بھی حضورؐ ان کی امانتیں از خود واپس کرنے کا حکم دے کر آئے تھے۔

نیکیوں کی حفاظت۔ نبی ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ تین گناہ ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ نیکی کوئی فائدہ نہیں دیتی ایک شرک، دوسرا والدین کی حق تلفی، تیسرا میدان قتال فی سبیل اللہ سے فرار۔

☆اس حدیث میں ایک گناہ تو اللہ تعالیٰ واحدہ لاشریک کی ذات کے ساتھ شرک کرنے کا ہے جس کے بارے میں سورہ النساء کی ایک آیت میں فرمایا گیا ہے کہ "اللہ شانہ شرک کو تو معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے "حضورؐ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ اللہ کے ہاں قیامت کے دن تین کچہریاں ہیں ایک کچہری میں تو معافی کا ذکر ہی نہیں یہ شرک اور توحید کی کچہری ہے حق تعالیٰ شانہ شرک کو تو معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے۔

☆اس حدیث میں دوسرا گناہ والدین کی حق تلفی کا ذکر ہوا ہے جس کے بارے میں قیامت والے دن دوسری کچہری میں اللہ تعالیٰ بغیر محاسبہ نہیں چھوڑیگا یہاں تک اس کا بدلہ نہ لے لے اور یہ لوگوں کے ایک دوسرے پر ظلم اور حق تلفی کی ہے (لہٰذا دوسری کچہری میں والدین کی حق تلفی کا بھی محاسبہ ہوگا) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے والدین حیات ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو اس کیلئے جنت کے دو دروازے نہ کھل جاتے ہوں اور اگر ان کو ناراض کر دے تو اللہ جل شانہ اس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک ان کو راضی نہ کر لے کسی نے عرض کیا کہ اگر وہ ظلم کرتے ہوں ابن عباس نے فرمایا ہاں !اگرچہ وہ ظلم ہی کرتے ہوں (ص ۵۸۱ فضائل صدقات حصہ اول)۔ تیسری کچہری اللہ کے اپنے حقوق کی ہے جس کو چاہے معاف کر دے جس کو چاہے سزا دے۔ (ص ۵۹۰ فضائل صدقات حصہ دوم)

☆ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ آپنی مجلس میں لوگوں سے پوچھا جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے لوگوں نے عرض کیا ہم

Marfat.com

میں سے مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس مال متاع کچھ نہ ہو حضورؐ نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکواۃ ادا کر کے حاضر ہوا ہو مگر اس حال میں آیا ہو کہ کسی کو اس نے گالی دی تھی اور کسی پر بہتان لگایا تھا اور کسی کا مال مار کھایا تھا اور کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو مار اپیٹا تھا پھر ان سب مظلوموں کو اس کی نیکیاں لے لے کر بانٹ دی جائیں گی اور جب نیکیوں میں سے کچھ نہ بچا جس سے ان کا بدلہ چکایا جاسکے تو ان میں سے ہر ایک کے کچھ کچھ گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے اور وہ شخص دوزخ میں پھینک دیا جائیگا

(منتخب احادیث)

☆اس حدیث میں تیسرا گناہ میدان قتال سے فرار کا ہے کہ آدمی کفر و اسلام کی جنگ میں پیٹھ پھیر کر بھاگے، اس گناہ کو اتنا بڑا گناہ قرار دینے کی وجہ صرف یہی نہیں ہے کہ یہ ایک بزدلانہ فعل ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص کا بھگوڑا پن ایک پوری فوج کو بدحواس کر کے بھگا دیتا ہے اور پھر جب ایک دفعہ کسی فوج میں بھگدڑ مچ جائے تو کہا نہیں جاسکتا کہ تباہی کس حد پر جا کر ٹھہرے گی اس طرح کی بھگدڑ صرف فوج ہی کیلئے تباہ کن نہیں ہے بلکہ اس ملک کیلئے بھی تباہ کن ہے جس کی فوج ایسی شکست کھائے۔

(تفسیر آیت ۱۶ سورہ الانفال)

اخلاق محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم

نفس کی حفاظت۔ نبی ﷺ نے تین باتوں سے آپنے نفس کو محفوظ رکھا (۱) ریاء سے، (۲) کسی چیز کی کثرت سے (۳) لایعنی بات سے۔ (اسوہ رسول اکرمؐ ۲۷)

☆اول بات یہ کہ حضور ﷺ ریاء سے اپنی حفاظت فرماتے تھے ہر عمل اللہ کی رضا کیلئے ایسے اخلاص سے کرتے تھے کہ ساری ساری رات آپنے رب کے سامنے کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آجاتا تھا حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضورؐ کی کوئی عجیب بات سنائیں انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضورؐ کی کونسی بات عجیب نہ تھی ایک رات میرے پاس میرے لحاف میں لیٹ گئے تھوڑی دیر میں فرمایا کہ چھوڑ تا کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں یہ فرما کر کھڑے ہو گئے وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی اور رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ سینہ مبارک تک آنسو بہہ کر آنے لگے اس کے بعد رکوع کیا اس میں بھی روتے

Marfat.com

رہے پھر سجدے سے اٹھے اور روتے رہے غرض صبح تک یہی کفیت رہی حتیٰ کہ حضرت بلالؓ صبح کی نماز کیلئے بلانے کیلئے آگئے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ اس قدر کیوں روئے اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادیے ہیں حضورؐ نے فرمایا تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (ص ۱۶۲ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ دوم یہ کہ حضور ﷺ ہر چیز کی کثرت سے بھی یعنی کثرت طعام، کثرت کلام اور کثرت مال و دولت وغیرہ سے آپنے کو محفوظ رکھتے تھے حضورؐ پر کئی کئی روز فاقہ سے گزر جاتے غزوہ خندق کے موقع پر جب لوگوں نے ایک ایک پتھر پیٹ پر بندھا ہوا دکھایا تو آپؐ نے دو پتھر بندھے ہوئے دکھائے جب کبھی کوئی مال آجاتا تو جب تک سارا تقسیم نہ کر لیتے گھر تشریف نہیں لے جاتے تھے

☆ سوم یہ کہ حضور ﷺ ''لایعنی بات سے بھی اپنے کو محفوظ رکھتے تھے'' یعنی آپؐ ضرورت کی بات کرتے ورنہ خاموش رہتے کیونکہ کلمہ خیر کے علاوہ خاموش رہنا 60 سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے خوشی میں بھی آپؐ کبھی کھل کر نہ ہنستے تھے بلکہ صرف مسکراتے تھے (ص ۴۷ اور ۱۴۰ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

<u>لوگوں کی حفاظت</u>۔ حضورؐ نے تین باتوں سے لوگوں کو محفوظ رکھا (۱) کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے (۲) کسی کو عار نہیں دلاتے تھے (۳) کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے تھے آپ وہی بات نوک زبان پر لاتے تھے جس میں ثواب کی امید ہوتی۔ (اسوہ رسول اکرم۔ ۴۷)

☆ پہلی چیز یہ ہے کہ ''حضور ﷺ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے'' اس کی مثال یہ ہے کہ مکہ پر حملہ کرنے کے لئے حضورؐ نے اخفاء کا حکم دے رکھا تھا تا کہ قریش مکہ کو اس کا پہلے سے علم نہ ہو جائے مگر ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو مطلع کرنے کیلئے ایک عورت کے ہاتھ رقعہ بھیج دیا رسول اللہ ﷺ کو جب وحی کے ذریعہ حاطب کی اس حرکت کا علم ہوا تو آپؐ نے حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ وغیرہ کو پیچھے بھیج کر وہ رقعہ واپس منگوالیا حاطب کو بلا کر پوچھا کہ حاطب یہ کیا ہے حاطب نے عرض کیا کہ میرے بال بچے مکہ میں ہیں اور چونکہ وہاں میرا کوئی رشتہ دار نہ ہے اسلئے میں نے چاہا کہ قریش کو خبر دے کر ان پر احسان کردوں تاکہ وہ میرے بیوی بچوں کی حفاظت کریں اس پر حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے

Marfat.com

اجازت مانگی تا کہ اس کی گردن اڑا دے مگر رسول اللہ ﷺ نے حاطب کا عذر قبول کرتے ہوئے اس کی اتنی بڑی خطاء کی مذمت تک نہ کی اور فرمایا کہ حاطب جنگ بدر میں شامل ہو چکا ہے اسلئے ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے آئندہ گناہ بھی معاف کر دیے ہوں۔

(ص ۴۵۳ حیاۃ صحابہ جلد دوم)

☆ دوسری چیز یہ ہے کہ "نبی اکرم ﷺ کسی کو عار نہیں دلاتے تھے" یعنی کسی کو کسی غلطی پر شرمندہ نہیں کرتے تھے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ مسجد نبوی میں صحابہ میں بیٹھے تھے ایک آدمی آیا اس نے مسجد میں پاخانہ کرنا شروع کر دیا صحابہ اس کو پکڑنے کیلئے اٹھے تو آپ نے روک دیا کہ اب اس کو فارغ ہونے دو وہ شخص جب فارغ ہو گیا تو آپؐ نے اس کو اپنے پاس بلا کر سمجھایا کہ یہ مسجد ہے یہ پاک جگہ عبادت کیلئے ہے لہٰذا آپؐ نے اس شخص کو کوئی عار نہ دلائی اور نہ شرمندہ کیا وہ شخص آپکی خوش اخلاقی سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اپنے قبیلے والوں سے جب آپؐ کے حسن سلوک کے بارے میں بتایا تو وہ سب لوگ مسلمان ہو گئے

☆ تیسری چیز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ "کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے تھے" آپؐ وہی بات زبان پر لاتے تھے جس میں ثواب کی امید ہوتی تھی" اس کی مثال یہ ہے کہ لبید بن اعصم نے آپؐ پر جادو کیا حضورؐ کو اس کا علم بھی ہو گیا مگر آپؐ نے اس واقع کا چرچا بھی گوارا نہ کیا اور نہ اس کی کوئی عیب جوئی کی (ص ۲۸۹ فضائل صدقات حصہ اول)۔ عیب جوئی ایسی برائی ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے ایک موقع پر ام المومنین حضرت صفیہؓ کے بارے ہاتھ کے اشارہ سے کہا کہ وہ جو ٹھگنی سی ہے (یعنی پست قد ہے) حضورؐ نے فرمایا عائشہؓ! تم نے غیبت کی ہے (ص ۹۱ تبلیغ دین)

<u>ایفائے عہد</u>۔ صلح حدیبیہ کی شرائط میں ایک یہ شرط بھی تھی کہ کافروں میں سے جو شخص اسلام لائے اور ہجرت کر کے مدینہ آئے تو مسلمان اس کو مکہ واپس کر دیں اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص مرتد ہو کر مکہ واپس چلا آئے تو وہ واپس نہ کیا جائیگا یہ صلح نامہ ابھی پورا لکھا بھی نہیں گیا تھا کہ حضرت ابو جندلؓ ایک صحابی تھے جو اسلام لانے کیوجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کر رہے تھے زنجیروں میں بندھے ہوئے اسی حالت میں گرتے پڑتے

Marfat.com

مسلمانوں کے لشکر میں اس امید پر حدیبیہ پہنچے کہ ان لوگوں کی حمایت پا کر اس مصیبت سے چھٹکارا پاؤنگا مگر ان کے والد سہیل نے جو اس صلحنامہ میں کفار کی طرف سے وکیل تھا صاحبزادے کے طمانچے مارے اور واپس لے جانے پر اصرار کیا حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی صلحنامہ مرتب نہیں ہوا اسلئے ابھی پابندی کس بات کی مگر انہوں نے اصرار فرمایا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی مجھے مانگا ہی دے دو مگر وہ لوگ ضد پر تھے نہ مانے ابو جندل نے مسلمانوں کو پکار کر بھی کہا کہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور کتنی مصیبتیں اٹھا چکا ہوں اب واپس کیا جارہا ہوں مگر حضور ﷺ نے واپس کر دیا، تسلی دی اور صبر کرنے کا حکم دیا۔

☆ ایک دوسرے مسلمان ابو بصیر بھی صلحنامہ کے بعد مدینہ پہنچے کفار نے انہیں واپس بلانے کیلئے دو آدمی بھیجے حضورؐ نے حسب شرائط صلحنامہ واپس فرمادیا ابو بصیر نے عرض بھی کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں آپؐ مجھے واپس کفار کے پنجہ میں بھیج رہے ہیں حضورؐ نے ان سے صبر کرنے کو کہا اور ارشاد فرمایا انشاء اللہ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے کوئی راستہ نکالے گا یہ صحابی بھی ان دونوں کافروں کے ساتھ واپس ہو گئے۔

(ص ۱۴۴ حکایات صحابہ)

قیدیوں سے حسن سلوک۔ نبی اکرم ﷺ جنگی قیدیوں کے ساتھ بھی بڑا احسن سلوک اور فیاضانہ برتاؤ کرتے تھے جنگ بدر کے قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ نے مختلف صحابہ کے گھروں میں بانٹ دیا اور ہدایت فرمائی کہ ان قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ان میں سے ایک قیدی ابو عزیز کا بیان ہے کہ مجھے جن انصاریوں کے گھر میں رکھا گیا تھا وہ صبح و شام مجھ کو روٹی کھلاتے تھے اور خود صرف کھجوریں کھا کر گزارا کرتے تھے۔

☆ ایک اور قیدی سہیل بن عمرو کے متعلق حضورؐ سے کہا گیا یہ بڑا آتش بیان مقرر ہے آپؐ کے خلاف تقریریں کرتا رہا ہے آپؐ اس کے دانت تڑوا دیجئے حضورؐ نے جواب دیا اگر میں اس کے دانت تڑواؤں تو اللہ میرے دانت توڑ دیگا اگرچہ میں نبی ہوں۔

☆ غزوہ بنی المصطلق کے بعد جب اس قبیلے کے قیدی لائے گئے تو ان میں قبیلہ کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ بھی تھیں جو کسی اور صحابی کے حصہ میں آئیں تو حضورؐ نے اسکو معاوضہ دے کر خود نکاح کر لیا اس پر تمام مسلمانوں نے اس قبیلہ سے متعلقہ اپنے اپنے حصہ

Marfat.com

کے قیدیوں کو رہا کر دیا کہ اب یہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار ہو چکے ہیں اس طرح ۱۰۰ خاندانوں کے آدمی رہا ہو گئے فتح مکہ کے موقع پر چودہ آدمیوں کے سوا تمام اہل مکہ کو بطور احسان معاف کر دیا اور جنہیں مستثنیٰ کیا گیا تھا ان میں سے بھی تین چار کے سوا باقی جو مسلمان ہو گئے تھے انکو معاف کر دیا گیا۔

☆ جنگ حنین کے بعد جب قبیلہ ہوازن کا وفد اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے آیا تو سارے قیدی تقسیم کیے جا چکے تھے حضورؐ نے سب مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا یہ لوگ تائب ہو کر آئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دیے جائیں تم میں جو بخوشی اپنے حصہ میں آئے قیدی کو بلا معاوضہ چھوڑنا چاہے وہ اس طرح چھوڑ دے او رجو معاوضہ لینا چاہے اس کو ہم بیت المال سے معاوضہ دے دیں گے چنانچہ چھ ہزار قیدی رہا کر دیے گئے اور جن لوگوں نے معاوضہ لینا چاہا انکو حکومت کی طرف سے معاوضہ دے دیا گیا۔ (تفسیر آیت نمبر ۴ سورہ محمدؐ)

<u>ایثار و ہمدردی</u>. رسول اقدس ﷺ لوگوں کی حاجات کیلئے کسی بڑے سے بڑے دشمن کے پاس جانے سے احتراز نہیں کرتے تھے ایک مرتبہ قبیلہ آراش کا ایک شخص کچھ اونٹ لے کر مکہ آیا ابوجہل نے اس کے اونٹ خرید لیے اور جب اس نے قیمت طلب کی تو ٹال مٹول کرنے لگا آراشی نے تنگ آ کر ایک دن حرم کعبہ میں قریش کے سرداروں کے مجمع عام میں فریاد شروع کر دی دوسری طرف حرم کے ایک گوشے میں نبی ﷺ تشریف فرما تھے سرداران قریش نے اس شخص سے کہا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے انہوں نے حضورؐ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ شخص جو کونے میں بیٹھا ہے ان سے جا کر کہو وہ شخص نبی ﷺ کے پاس آ کر شکایت کرنے لگا ادھر قریش کے سرداروں نے آپس میں کہا کہ آج لطف آئیگا انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے ایک آدمی لگا دیا کہ جو کچھ کرے اس کی خبر لا کر دے حضورؐ خود اس آدمی کے ساتھ چل کر ابوجہل کے پاس گئے اور کہا کہ اس شخص کے اونٹوں کی قیمت دے دو اس نے کوئی چوں چراں نہیں کی اندر گیا اور اس کے اونٹوں کی قیمت لا کر دے دی قریش کا مخبر یہ حال دیکھ کر حرم کی طرف پلٹا اور کہنے لگا کہ واللہ آج عجیب معاملہ دیکھا ہے جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ابوجہل تو محمد ﷺ کو دیکھتے ہی اس کا رنگ فق ہو گیا جیسے اس کے جسم میں جان نہیں

Marfat.com

ہے قریش نے جب ابوجہل سے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو اس نے بتایا محمد ﷺ نے جب اونٹوں کی قیمت کا مطالبہ کیا تو مجھے اونٹ کی خوفناک قسم کی گردن نظر آئی جیسے میں انکار کردونگا تو وہ مجھے نگل جائیگی یہ تھا حضورؐ کی شخصیت اور کردار کا اثر جن کو وہ لوگ جادوگر قرار دیتے تھے اور ناواقف لوگوں کو یہ کہہ کر ڈراتے تھے کہ اس شخص کے پاس نہ جانا ورنہ جادو کردیگا۔ (تفسیر آیت ۲ سورہ الانبیاء)۔

☆اسی طرح کا ایک اور عجیب واقعہ ہے کہ ابوجہل ایک یتیم کا وصی تھا وہ بچہ ایک دن اس حالت میں اس کے پاس آیا کہ اس کے بدن پر کپڑے نہ تھے اور اس نے التجا کی کہ اس کے باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اسے کچھ دے دیں مگر اس ظالم نے اس کی طرف توجہ تک نہ کی اور وہ کھڑے کھڑے مایوس ہو کر واپس چلا گیا قریش کے سرداروں نے ازراہِ شرارت اس سے کہا کہ محمد ﷺ کے پاس جا کر شکایت کر وہ ابوجہل سے سفارش کر کے تجھے تیرا مال دلوا دیں گے بچہ بے چارہ ناواقف تھا کہ ابوجہل کا حضورؐ سے کیا تعلق ہے اور یہ بدبخت اسے کس غرض کیلئے مشورہ دے رہے ہیں وہ سیدھا حضورؐ کے پاس پہنچا اپنا حال سنایا آپؐ اسی وقت اسے ساتھ لے کر اپنے بدترین دشمن ابوجہل کے پاس تشریف لے گئے آپؐ نے اس سے فرمایا کہ اس بچے کا حق اسے دیدو تو وہ فوراً مان گیا اور اس کا مال لا کر اسے دے دیا قریش اس تاک میں تھے کہ دیکھیں ان دونوں کے درمیان کیا معاملہ ہوتا ہے وہ کسی حریدار جھڑپ کی امید کر رہے تھے مگر جب انہوں نے یہ معاملہ دیکھا تو حیران ہو کر ابوجہل کے پاس آئے اور اسے طعنہ دیا کہ تم بھی اپنا دین چھوڑ گئے اس نے کہا خدا کی قسم میں نے اپنا دین نہیں چھوڑا مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ محمد ﷺ کے دائیں بائیں ایک ایک حربہ ہے جو میرے اندر گھس جائے گا اگر میں نے ذرا بھی ان کی مرضی کے خلاف حرکت کی، اس واقعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے حضورؐ کس بلند اخلاق کے مالک تھے اور آپؐ کے اس اخلاق کا اپنے بدترین دشمنوں پر کیا رعب تھا (تفسیر آیت ۲ سورہ ماعون) اس بارے میں حضورؐ کا ارشاد بھی ہے کہ جو شخص کسی کی ایک ضرورت پوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی تہتر حاجتیں پوری کرتا ہے جسمیں ایک دنیا کیلئے کافی ہو جائیگی باقی بہتر جنت میں درجات بلند کرنے کا ذریعہ بنیں گی۔

تحمل و درگزر: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی خادم کو نہیں مارا کبھی

Marfat.com

کسی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کبھی آپؐ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا اپنی ذات کی خاطر کبھی کسی تکلیف کا انتقام نہیں لیا حضورؐ کا یہ طریقہ تھا کہ دو کاموں میں سے جب ایک کام کا آپ کو انتخاب کرنا ہوتا تو آپ آسان تر کام کو پسند فرماتے تھے الا یہ کہ وہ گناہ نہ ہو اور اگر کوئی کام گناہ ہوتا تو حضورؐ سب سے زیادہ اس سے دور رہتے تھے۔

☆حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے آپؐ نے کبھی میری کسی بات پر اف تک نہیں کی۔ کبھی میرے کسی کام پر یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہ کیا (تفسیر القلم ۲۰)۔

☆ایک موقع پر ایک بدو آیا اور حضورؐ کی چادر پکڑ کر اتنی زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا اور یہ کہا کہ میرے اونٹوں پر غلہ لدوا دو تم اپنے مال میں سے یا اپنے باپ کے مال میں سے نہیں دیتے ہو گویا بیت المال کا مال ہم ہی لوگوں کا ہے تمہارا نہیں ہے حضورؐ نے کہا کہ جب تک تو اس چادر کھینچے کا بدلہ نہیں دیگا میں غلہ نہیں دوں گا اس نے کہا خدا کی قسم میں بدلہ نہیں دونگا حضورؐ نے تبسم فرمایا اور اس کے اونٹوں پر غلہ لدوا دیا۔

(ص ۱۲۲ اسوۂ رسول اکرم)

محسن پر احسان۔ رسول اکرم ﷺ کبھی کسی کا احسان فراموش نہیں کرتے تھے طائف کے سفر سے واپسی پر حضرت زیدؓ بن حارثہ نے حضورؐ سے عرض کیا آپ مکہ میں کیسے داخل ہو سکیں گے جبکہ قریش مکہ نے تو آپکو وہاں سے نکال دیا ہے لہٰذا آپ مکہ کے قریب جا کر کوہ حرا کے دامن میں ٹھہر گئے اور اخنس بن شریق کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ کو پناہ میں لے لے مگر اس نے معذرت کر لی پھر سہیل بن عمرو کے پاس بھی پیغام بھیجا اس نے بھی آپکو پناہ میں لینے سے معذرت کر لی اس کے بعد حضورؐ نے مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا کہ مکہ میں داخل ہونے کیلئے مجھے پناہ میں لیا جائے مطعم نے کہا ہاں اور ہتھیار پہن کر اپنے بیٹوں اور قوم کے لوگوں کو کہا کہ تم لوگ ہتھیار پہن کر خانہ کعبہ کے گوشوں میں جمع ہو جاؤ کیونکہ میں نے محمد ﷺ کو پناہ دے دی ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ مکہ میں تشریف لے آئیں حضورؐ مکہ تشریف لا کر مسجد حرام میں داخل ہو گئے تو مطعم نے اپنی سواری

Marfat.com

پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ میں نے محمد ﷺ کو پناہ دے دی ہے اب انہیں کوئی نہ چھیڑے رسول اللہ ﷺ سیدھے حجر اسود کے پاس گئے بوسہ لیا پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے گھر کو پلٹ گئے اس دوران مطعم اور ان کے لڑکوں نے ہتھیار بند ہو کر آپ ﷺ کے اردگرد حلقہ باندھے رکھا کہ حضورؐ اپنے مکان کے اندر تشریف لے گئے ابوجہل نے مطعم سے پوچھا کہ تم نے پناہ دی ہے یا پیروکار یعنی مسلمان بن گئے ہو مطعم نے بتایا کہ پناہ دی ہے اس پر ابوجہل نے کہا جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی رسول اللہ ﷺ نے مطعم کے اس حسن سلوک کو کبھی فراموش نہیں کیا چنانچہ بدر میں جب کفار کی ایک بڑی تعداد گرفتار ہوگئی تو بعض قیدیوں کی رہائی کیلئے حضرت جبیر بن مطعم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر مطعم زندہ ہوتا اور مجھ سے ان بدبودار لوگوں کے بارے میں بات کرتا تو میں اس کی خاطر ان سب کو رہا کر دیتا۔ (ص ۱۸۶ الرحیق المختوم)

☆ غزوہ خندق کے موقع پر غداری کی پاداش میں اور ان کے مقرر کردہ حکم کے فیصلہ پر بنوقریظہ کے چھ سو سے زائد قیدی قتل کر دیے گئے مگر ان میں سے عمرو بن سعد کو اسلئے چھوڑا کہ جب بنوقریظہ حضورؐ کے ساتھ غزوہ خندق کے موقع پر بدعہدی کر رہے تھے اس وقت بھی یہ شخص اپنے قبیلہ کو غداری سے منع کر رہا تھا۔

☆ جنگ بدر کے روز حضور ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ابوالبختری بن ہشام کسی کی زد میں آجائے تو وہ اسے قتل نہ کرے ابوالبختری کو قتل سے اس لیے منع کیا گیا تھا کہ مکہ میں یہ شخص سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی ایذا رسانی سے ہاتھ روکے ہوئے تھا آپ ﷺ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاتا تھا اور نہ اس کی طرف سے کوئی ناگوار بات سننے میں آئی تھی اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے شعب ابی طالب میں قید کے دوران بنی ہاشم اور بنی مطلب کے بائیکاٹ کا صحیفہ چاک کیا تھا (ص ۳۰۲ الرحیق المختوم)۔

خدمت نبویؐ۔ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک سفر میں چند صحابہؓ نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کا کام آپس میں تقسیم فرمالیا ایک نے اپنے ذمہ ذبح کرنا لیا، دوسرے نے کھال نکالنا، کسی نے پکانا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ پکانے کیلئے لکڑی اکٹھا کرنا میرے ذمہ ہے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ یہ کام ہم خود کرلیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کر لو گے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں مجمع میں ممتاز رہوں اور اللہ تعالیٰ بھی اس کو ناپسند فرماتے ہیں (خصائل نبوی)

☆ ایک مرتبہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے کچھ ایلچی آئے، حضور اکرم ﷺ ان کی خاطر مدارت کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے تو صحابہ نے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ان کی خدمت کی سعادت ہمیں عنایت فرمائیے، فرمایا انہوں نے ہمارے صحابہؓ کی بڑی خدمت و تکریم کی ہے میں پسند کرتا ہوں کہ ان کا بدلہ ادا کر دوں (اسوۂ رسول اکرم)

زبان کی حفاظت

زبان کی اہمیت۔ زبان کی حفاظت اور اس کا قطع کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ یوں تو اعضاء کے تمام کاموں کا اثر قلب پر پڑتا ہے مگر زبان چونکہ قلب کی سفیر ہے اور جو نقش قلب میں کھنچتا اور جس چیز کا تصور دل میں آتا ہے اس کا اظہار زبان ہی کیا کرتی ہے اس لئے اس کی تاثیر قلب پر زیادہ نمایاں ہوتی ہے زبان کی اہمیت کا اظہار قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات سے ہے

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا "اور آپ میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو (اس میں کسی کی دل آزاری نہ ہوتی ہو) کیونکہ شیطان دل آزار بات کی وجہ سے آپس میں لڑا دیتا ہے واقعی شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے" (بنی اسرائیل۔۵۳)

☆ ایک اور آیت کا مفہوم ہے کہ "ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے اذیت ہو" (یعنی سوالی کو شرمندہ کرنا یا احسان جتانا یا اس سے کوئی بے گار لینا وغیرہ) (آیت ۲۶۳ سورہ بقرہ)۔ یعنی معمولی چیز کے دینے پر احسان جتا جتا کر کسی کی دل آزاری کرنا اور اس کی عزت نفس کو خاک میں ملا دینا ہے اللہ تعالیٰ چونکہ خود بردبار ہے اسلئے اسے پسند بھی وہی لوگ ہیں جو فراخ حوصلہ اور بردبار رہوں۔

☆ ایک آیت میں "اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی ایک صفت یہ ارشاد فرمائی کہ وہ لوگ بے کار و لایعنی باتوں سے اعراض کرتے ہیں" (مومنون۔۳)

☆ ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی ایک صفت یہ بیان فرمائی

Marfat.com

ہے کہ "وہ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر اتفاقاً بیہودہ مجلسوں کے پاس سے گزریں تو سنجیدگی اور شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں" (فرقان ۷۲)

☆سورہ قصص کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اور جب کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں" (قصص ۵۵) منافقوں نے حضرت عائشہؓ پر ایک مرتبہ تہمت لگائی، بعض بھولے بھالے مسلمان بھی سنی سنائی اس بات کا تذکرہ کرنے لگے اس پر سورہ نور کی آیات ۱۵ تا ۱۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "تم اس وقت عذاب کے مستحق ہو جاتے جب کہ تم اپنی زبانوں سے اس خبر کو ایک دوسرے سے نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی باتیں کہہ رہے تھے جن کی حقیقت کا تم کو بالکل علم نہ تھا اور تم اسکو معمولی بات سمجھ رہے تھے (کہ اس میں کوئی گناہ نہیں ہے) حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی سخت بات تھی اور جب تم نے اس بہتان کو سنا تھا تو اس بہتان کو سنتے ہی یوں کیوں نہ کہا کہ ہمیں تو ایسی بات کا زبان سے نکالنا بھی مناسب نہیں اللہ کی پناہ! یہ تو بڑا بہتان ہے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتے ہیں کہ اگر تم ایمان والے ہو تو آئندہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا (کہ بغیر تحقیق کے غلط خبریں اڑاتے پھرو)" (ص ۸۳ منتخب احادیث)۔

☆اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مسلمانو! اگر کوئی شریر تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے (جس میں کسی کی شکایت ہو) اس خبر کی خوب چھان بین کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس کی بات پر اعتماد کر کے کسی قوم کو نادانی سے کوئی نقصان پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔ (الحجرات ۴)

☆اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے انسان جو بھی کوئی لفظ زبان سے نکالتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ انتظار میں تیار بیٹھا ہے جو اسے فوراً لکھ لیتا ہے (ق ۱۸ منتخب احادیث ۸۳)

☆امام غزالی فرماتے ہیں کہ زبان کے متعلق گناہوں سے بچنے کیلئے اس آیت پر عمل کرنا کافی ہے جس کا مفہوم ہے کہ "فضول اور بے فائدہ کلام نہ کرو صرف ضروری بات کے اظہار پر اکتفا کرو اس میں نجات ہے" (ص ۸۶ تبلیغ دین)

☆زبان کی اہمیت اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ایمان کی ستتر (۷۷) شاخیں ہیں جن میں سے اہم ترین سات شعبوں کا تعلق جو

Marfat.com

انسان کو جنت میں لے جانے والے ہیں' زبان سے ہے وہ یہ ہیں (۱) کلمہ طیبہ کا پڑھنا (۲) قرآن پاک کی تلاوت کرنا (۳) علم دین سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا (۴) دعا کرنا (۵) اللہ کا ذکر کرنا جس میں استغفار بھی داخل ہے (٦) لغو باتوں سے بچنا (۷) امر بلمعروف ونہی عن المنکر کرنا یعنی لوگوں کو نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا جو یہ اعمال کرتا ہوا دنیا سے رخصت ہوگا اس کی زندگی کامیاب ہوگی اور آخرت میں بھی جنت کے انعامات پانے والوں میں شامل ہوگا علماء نے لکھا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ ایمان کے ان شعبوں میں غور وفکر کرے اور جو اوصاف اس میں ان میں سے پائے جاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اسی کی توفیق سے ہر بھلائی حاصل ہوسکتی ہے اور جن اوصاف میں کمی ہو، ان کے حاصل کرنے کی سعی کرے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے حصوں کی توفیق مانگتا رہے (فضائل ذکر ۱۳۰)

☆علماء اکرام فرماتے ہیں کہ چار لاکھ احادیث کا خلاصہ ان چار باتوں میں آ گیا ہے (۱) اعمال کی بنیاد نیت پر ہے (۲) دوسروں کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو (۳) مشکوک مال سے پرہیز (۴) زبان کی حفاظت (لایعنی باتوں اور فضول گوئی سے پرہیز) لہٰذا جو ان چار باتوں پر عمل کرلے گا وہ ایسا ہے جیسے اس نے چار لاکھ احادیث پر عمل کرلیا۔

زبان کے فضائل ورذائل. رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص مجھے دونوں جبڑے اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والے اعضاء کی ذمہ داری دے دے کہ وہ زبان اور شرمگاہ کو غلط استعمال نہ کریگا تو میں اس کیلئے جنت کی ذمہ داری دیتا ہوں (ص ۱۳۳ فضائل صدقات حصہ اول)۔

☆ابوجہل کے بھائی حضرت حارث بن ہشام جب فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیں جسے میں مضبوطی سے پکڑے رہوں حضورؐ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو قابو میں رکھو۔ (ص ۸۵ ۷ منتخب احادیث)۔

☆ایک مرتبہ حضورؐ نے صحابہ اکرامؓ سے پوچھا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے سب خاموش رہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ پسندیدہ عمل زبان کی حفاظت ہے کہ بندہ جب تک زبان کی حفاظت نہ کرے ایمان کی حقیقت کو

Marfat.com

نہیں پہنچ سکتا۔(منتخب احادیث)۔

☆حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کی نیک بختی اور بدبختی اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان میں ہے یعنی زبان کا صحیح استعمال نیک بختی ہے اور غلط استعمال بدبختی ہے فرمایا جو چپ رہا وہ نجات پا گیا کیونکہ انسان کی اکثر غلطیاں اس کی زبان سے ہوتی ہیں اور دوزخ میں گرانے والی ان کی زبان ہی کی بری باتیں ہونگی (ص ۷۹۰ منتخب احادیث)۔

☆حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ آدمی صرف لوگوں کو ہنسانے کیلئے کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا لیکن اس کیوجہ سے جہنم میں زمین وآسمان کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ گہرائی میں پہنچ جاتا ہے حضورؐ کا ارشاد ہے اس شخص کیلئے بربادی ہے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولے اسکے لیے تباہی ہے (ص ۸۳ فضائل صدقات حصہ اول)۔

☆رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو درجہ خاموشی کیوجہ سے انسانوں کو ملتا ہے وہ ساٹھ سال کی نفل عبادت سے بہتر ہے (ص ۱۱۳۴ سوہ رسول اکرمؐ) کلمہ خیر کہے یا چپ رہے حضرت ام حبیبہؓ نے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آدمی کا ہر کلام اس پر وبال ہے کوئی نفع دینے والی چیز نہیں ہے بجز اس کے کہ بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے یا اللہ کا ذکر کرے۔

(ص ۱۳۲ فضائل صدقات حصہ اول)

☆حضورؐ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا اچھے اخلاق اور زیادہ خاموش رہنے کی عادت بنالو ان دوعملوں جیسا کوئی اچھا عمل نہیں ہے انسان کی اکثر غلطیاں زبان سے ہوتی ہیں اور جب تک زبان کی حفاظت نہ کرے آدمی ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اللہ کے نزدیک سب سے اچھا عمل زبان کی حفاظت ہے۔ (ص ۷۹۲ منتخب احادیث)

☆امام غزالی فرماتے ہیں کہ زبان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اس کا جثہ چھوٹا ہے لیکن اس کی اطاعت اور گناہ بہت بڑے ہیں حتیٰ کہ کفر واسلام جو گناہ اور طاعت میں دو آخری کناروں پر ہیں اسی سے ظاہر ہوتے ہیں اس کے بعد اس کی بہت آفتیں شمار کی ہیں بیکار گفتگو، بے ہودہ باتیں، جنگ وجدل، منہ پھیلا کر باتیں کرنا، فحش بات کرنا، گالی دینا، لعنت کرنا، کسی کے ساتھ تمسخر کرنا، کسی کا راز ظاہر کرنا، جھوٹا وعدہ کرنا،

Marfat.com

جھوٹ بولنا، جھوٹی قسم کھانا، غیبت کرنا، چغل خوری کرنا، دورنگی باتیں کرنا، بے محل کسی کی تعریف کرنا، بے محل سوال کرنا وغیرہ وغیرہ اتنی کثیر آفتیں اس چھوٹی سی چیز کے ساتھ وابستہ ہیں کہ ان کا مسئلہ نہایت خطرناک ہے اسی وجہ سے حضورؐ نے چپ رہنے کی ترغیب فرمائی ہے حضورؐ کا ارشاد ہے جو شخص چپ رہا وہ نجات پا گیا۔ (ص ۱۳۲ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ حضرت معاذؓ نے حضورؐ سے عرض کیا ایسا عمل بتا دیجئے جو جنت میں داخل کردے اور جہنم سے دور رکھے حضورؐ نے سارے اعمال نماز، زکواۃ، روزہ، حج، صدقہ اور جہاد وغیرہ کا ذکر کر کے فرمایا ان سب اعمال کی جڑ بتاؤں جس پر ساری بنیاد ہے تو پھر حضورؐ نے زبان کو پکڑ کر کہا کہ اس کو قابو میں رکھو حضرت معاذؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم اس پر پکڑے جائیں گے جو کچھ بات چیت زبان سے کر لیتے ہیں حضورؐ نے فرمایا تجھ کو تیری ماں روئے اے معاذ! کیا آدمیوں کو ناک کے بل اوندھے منہ جہنم میں زبان کے علاوہ کوئی اور چیز بھی ڈالتی ہے (ص ۸۳ فضائل صدقات حصہ اول)۔

☆ حضرت سفیان ثقفیؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ آپ کو اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر کس چیز کا ہے حضورؐ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا اس کا (ص ۸۴ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کسی غزوہ میں ایک جوان شہید ہوا لڑائی سے فراغت کے بعد شہیدوں کی نعشوں میں اس کی نعش بھی ملی اور دیکھا کہ اس کے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا تھوڑی دیر بعد اس کی ماں آگئی اور فاقہ کی حالت میں اللہ کے نام پر جان دینے والے شہید بیٹے کے پاس بیٹھ کر اس کے منہ سے مٹی پونچھی اور کہا کہ بیٹا تجھ کو جنت مبارک ہو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا خبر ہے ممکن ہے کہ بے فائدہ کلام کرنے کا عادی ہو اس سے معلوم ہوا کہ فضول گوئی کی عادت جنت سے روکنے والی چیز ہے (ص ۸۶ تبلیغ دین)۔

☆ حضرت لقمانؑ کو ان چار باتوں کی وجہ سے حکمت ملی (۱) اللہ کا ڈر (۲) امانت میں خیانت سے پرہیز (۳) بات میں سچائی (۴) لغو باتوں سے پرہیز۔

(ص ۱۳۴ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ حضرت امام ابوحنیفہ نے پانچ لاکھ احادیث میں سے پانچ احادیث منتخب کیں جن میں ایک یہ ہے کہ کامل مومن وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

Marfat.com

☆لایعنی اور لغو گفتگو کے بارے حدیث میں آیا ہے کہ زبان ہی کے کرتوت اکثر لوگوں کو اوندھے منہ جہنم میں دھکیلیں گے لہذا اس کی حفاظت بہت ضروری ہے مسلمان کو چاہیے کہ اگر زبان ہلائے تو نیک بات اور کلمہ خیر بولے ورنہ چپ رہے کیونکہ جب زبان زیادہ چلنے لگتی ہے تو لغو گوئی بڑھ جاتی ہے پھر نہ جانے کیا کچھ بکتا ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے منہ میں پتھر رکھ لیا کرتے تھے تا کہ نفس متنبہ رہے اور زبان ضرورت سے زیادہ کلام نہ کرے۔ (ص۸۵ تبلیغ دین)

☆حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام اعضاء سے زیادہ زبان کو سخت عذاب ہوگا زبان کہے گی اے رب تو نے جسم کے کسی عضو کو اتنا عذاب نہیں کیا جتنا مجھے کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ سے ایسی بات نکلتی تھی جو مشرق و مغرب تک پہنچ جاتی تھی مجھے اپنی عزت کی قسم تجھے تمام اعضاء سے زیادہ عذاب کرونگا۔

(ص۱۳۴۹ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆زبان ہی کے وبال کیوجہ سے حضورؐ نے صحابہ کے مجمع کو مسجد نبوی میں ہنستے ہوئے دیکھ کر سخت تنبیہ فرمائی، ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نماز کے لئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو لہذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں، تنہائی کا گھر ہوں، مٹی کا گھر ہوں، کیڑوں کا گھر ہوں، جب کوئی مومن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا مبارک ہے، بہت اچھا کیا تو آ گیا، جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تو ان سب میں مجھے زیادہ پسند تھا آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا اس کے بعد وہ قبر جہاں تک مردے کی نظر پہنچ سکے وہاں تک وسیع ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ اس میں جنت کا کھل جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں اس کو آتی رہتی ہیں اور جب کوئی بدکردار قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے بُرا کیا جو تو آیا، زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے ان سب میں تجھ ہی سے مجھے زیادہ نفرت تھی، آج تو میرے حوالہ ہوا ہے تو میرے برتاؤ کو بھی دیکھ لے گا

Marfat.com

اس کے بعد وہ اس طرح سے اس کو دباتی ہے کہ پسلیاں آپس میں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اور ستر اژدھے اس پر ایسے مسلط ہو جاتے ہیں کہ اگر ایک بھی زمین پر پھونکار مارے تو اس کے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے، وہ اس کو قیامت تک ڈستے رہتے ہیں اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبر یا جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے، (اللہ کا خوف بڑی ضروری اور اہم چیز ہے یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ اکثر کسی گہری سوچ میں رہتے تھے اور موت کا یاد کرنا اس کے لئے مفید ہے اسی لئے حضور ﷺ نے یہ نسخہ ارشاد فرمایا کبھی کبھی موت کو یاد کرتے رہنا بہت ہی ضروری اور مفید ہے)۔ (فضائل اعمال۔۴۰)

☆ زبان انسانی بدن کا بڑا اہم ترین عضو ہے جس سے نکاح کا ایک بول بولنے سے وہ عورت جو ایک لمحہ پہلے غیر محرم ہوتی ہے اور اس کو دیکھنا تک حرام ہے وہ ایسی محرم و حلال ہو جاتی ہے کہ پھر زندگی بھر جلوت وخلوت کا ساتھی بن جاتی ہے پھر اسی زبان سے طلاق کا ایک بول بولنے سے وہی عورت ایسی غیر محرم بن جاتی ہے کہ اس کو دیکھنا تک حرام ہے اسی زبان ہی کیوجہ سے آدمی جنت بھی بنا سکتا ہے اور جہنم بھی یعنی سو سالہ کافر جب زبان سے کلمہ کا اقرار کرتا ہے تو جنت اس پر واجب ہو جاتی ہے پھر جب اسی زبان سے کفر کا کوئی کلمہ بولتا ہے یا مرتد ہو جاتا ہے تو جہنم واجب ہو جاتی ہے زبان ہی کیوجہ سے بعض اوقات آدمی تخت پر پہنچ جاتا ہے پھر اسی کیوجہ سے بعض اوقات موت کے تختہ پر پہنچ جاتا ہے جیسا کہ پاکستان کے ایک بیرسٹر نے جنرل اسمبلی میں چار بول ایسے بولے کہ عوام میں ہردلعزیز ہو کر صدر اور وزیراعظم کے عہدے پر پہنچ گیا پھر ایک ہی بول بولنے سے تخت سے تختہ پر پہنچ گیا۔

حسن سلوک ذریعہ ہدایت ہے۔

☆ سر تھامس آرنلڈ جو علامہ اقبال کے استاد بھی ہیں اپنی کتاب میں صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ ”دعوت اسلام ایک ہمہ گیر دعوت ہے جو وعظ و تبلیغ اور حسن خلق سے عام ہوئی اور داعی اسلام کیلئے افضل ترین نمونہ حضورؐ کی ذات گرامی اور صحابہ اکرامؓ کے اخلاق حسنہ ہیں“ جس کے چند ایک واقعات بطور نمونہ درجہ ذیل ہیں:۔

(۱) زمانہ جہالت سے خانہ کعبہ کی کنجی عثمان بن طلحہ کے پاس چلی آ رہی تھی نبوت

Marfat.com

سے پہلے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے عثمان سے کعبہ کی کنجی مانگی کہ میں خانہ کعبہ کے اندر جانا چاہتا ہوں اس نے کنجی دینے سے انکار کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان آج تو کنجی دینے سے انکار کر رہا ہے ایک دن آئیگا یہ کنجی میرے اختیار میں آجائیگی میں جس کو چاہوں گا یہ کنجی دونگا فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں بیٹھ گئے حضرت علیؓ نے جن کے ہاتھ میں خانہ کعبہ کی کنجی تھی حاضر خدمت ہو کر عرض کیا حضور ﷺ ہمارے لیے حجاج کو پانی پلانے کے ساتھ خانہ کعبہ کی کلید برداری کا اعزاز بھی جمع فرما دیجیے حضور ﷺ نے فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہیں انہیں بلایا گیا نبی ﷺ نے فرمایا عثمان! یہ لو اپنی کنجی، آج کا دن نیکی اور وفاداری کا دن ہے حضور ﷺ نے کنجی دیتے ہوئے فرمایا کہ قیامت تک یہ تیرے خاندان میں رہے گی اللہ نے تمہیں اپنے گھر کا امین بنایا ہے تم لوگوں سے اسے وہی چھینے گا جو ظالم ہوگا پھر عثمان سے کہا کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ ایک مرتبہ نبوت سے پہلے میں نے تم سے چابی مانگی تھی اور تو نے دینے سے انکار کر دیا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بالکل یاد ہے آپ مجھے کلمہ پڑھائیے اور وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا (ص ۵۵۱ الرحیق المختوم)

(۲) نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے فوراً بعد بڑے انہماک سے طواف مکہ میں مصروف تھے، کہ دشمن خدا ''فضالہ'' ارادہ قتل سے خنجر چھپائے ہوئے آہستہ آہستہ قریب آرہا تھا نبی ﷺ جان گئے لیکن معاف فرمایا، اس معافی کا اثر یہ ہوا کہ ''فضالہ'' مسلمان ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

(۳) عمیر بن وہب، صفوان بن امیہ کی ترغیب پر نبی کریم ﷺ کے ارادہ قتل سے مدینہ پہنچے، عمر فاروقؓ تاڑ گئے، پکڑ کر نبی ﷺ کے حضور پیش فرمایا نبی ﷺ نے فرمایا، ہاں عمیر کیسے آنا ہوا؟ کہا بیٹا آپ کے ہاں قید ہے اس کی ملاقات کرنے آیا ہوں، فرمایا تلوار کیوں حمائل کر رکھی ہے؟ کہا تلوار اگر کچھ کر سکتی تو بدر میں کر لیتی، فرمایا مکہ سے باہر صفوان کے ساتھ جو مشورہ کیا، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ سنتے ہی عمیر کا رنگ فق ہوا، نبی کریم ﷺ نے عمیر کے کان میں سرگوشی کے انداز میں فرمایا، عمیر گھبراؤ نہیں، یہ راز، راز ہی رہے گا، میں کسی کو نہیں بتاؤں گا، تم جتنے دن مدینہ میں رہنا چاہو، رہو اور جب چاہو مکہ چلے جاؤ، اخلاق کا یہ وار اثر کیے بغیر نہ رہ سکا اور عمیر کے دل کی دنیا بدل گئی اور مسلمان ہو گیا۔

Marfat.com

(۴) حضرت علیؓ اپنے زمانہ خلافت میں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھتے ہیں قدرت کے باوجود اسے بزور چھیننے کی کوشش نہیں کرتے، بلکہ انصاف اور حصول حق کیلئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں، قاضی شریح گواہ طلب کرتا ہے امیر المومنین اپنے بیٹے حسنؓ کو بطور گواہ پیش فرماتے ہیں لیکن قاضی صاحب گواہی اسلئے قبول نہیں کرتے کہ گواہ اپنا برخوردار ہے، امیر المومنین اپنے غلام قنبر کو بطور گواہ پیش فرماتے ہیں، لیکن قاضی صاحب یہ گواہی بھی اسلئے رد کرتے ہیں کہ غلام کی نسبت مدعی سے ہے لہٰذا صحیح شواہد کی عدم پیشگی پر قاضی صاحب مقدمہ خارج کردیتے ہیں اور امیر المومنین عدالت کے سامنے سر تسلیم خم فرماتے ہیں، یہودی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور عدالت ہی میں قبول اسلام کا اعلان کرتا ہے۔

(۵) حضرت علیؓ نے حاتم طائی کے قبیلہ طئے کا علاقہ جب فتح کیا تو قیدیوں میں حاتم طائی کی صاحبزادی بھی قید ہوکر آئیں البتہ اس کا بھائی عدی بن حاتم طائی بھاگ کر شام چلا گیا حاتم طائی کی صاحبزادی نے حضور ﷺ سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اپنے سردار کی بیٹی ہوں یہاں جو آسکتا تھا (یعنی عدی بن حاتم) وہ تو لاپتہ ہے والد فوت ہو چکے ہیں میں بڑھیا ہوں کسی خدمت کے قابل نہ ہوں آپ ﷺ مجھ پر احسان کرکے آزاد کردیں اللہ آپ پر احسان کریگا حضور ﷺ نے احسان فرماتے ہوئے اسے آزاد کردیا اور سواری بھی مہیا کردی حاتم کی صاحبزادی لوٹ کر اپنے بھائی عدیؓ کے پاس ملک شام گئیں انہیں رسول اللہ ﷺ کے حسن سلوک کے بارے میں بتلایا کہ آپ ﷺ نے ایسا کارنامہ انجام دیا ہے کہ تمہارے باپ بھی ویسا نہیں کرسکتے تھے ان کے پاس رغبت کے ساتھ جاؤ چنانچہ عدیؓ نے کسی امان یا تحریر کے بغیر آپکی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ (ص ۱۵۷، الرحیق المختوم)۔

(۶) یمامہ کے سردار ثمامہ بن اثال جب گرفتار ہوکر آئے تو جب تک وہ قید میں رہے نبیؐ کے حکم سے عمدہ کھانا اور دودھ ان کیلئے مہیا کیا جاتا رہا حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے اس نے کہا اگر آپ مجھے قتل کرینگے تو ایسے شخص کو قتل کرینگے جس کا خون کچھ قیمت رکھتا ہے اگر مجھ پر احسان کریں گے تو ایسے شخص پر کرینگے جو احسان ماننے والا

Marfat.com

ہے اور اگر آپ مال لینا چاہتے ہیں تو مانگیے آپ کو دیا جائیگا تین دن تک حضور ﷺ اس سے یہی بات پوچھتے رہے اور وہ یہی جواب دیتا رہا آخر آپؐ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو، رہائی پاتے ہی وہ قریب کے نخلستان میں گئے نہا دھو کر واپس آئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے پھر وہ عمرہ کیلئے مکہ گئے وہاں قریش کے لوگوں کو نوٹس دے دیا کہ آج کے بعد کوئی غلہ تمہیں یمامہ سے نہ پہنچے گا جب تک محمد ﷺ اجازت نہ دیں چنانچہ مکہ والوں کو حضور ﷺ سے التجاء کرنی پڑی کہ یمامہ سے ہمارے لیے غلہ کی رسد بند نہ کروائیں۔

(۷) ایک صحابی زیدؓ بن صعنہ جو پہلے یہود کا بڑا عالم تھا ایک مرتبہ کہنے لگے کہ میں نے حضور ﷺ میں نبوت کی تمام علامتیں دیکھ لیں سوائے دو علامتوں کے ایک یہ کہ آپؐ کا حلم آپ کے غصہ پر غالب ہوگا دوسرا یہ ہے کہ آپ کے ساتھ جتنا کوئی جہالت کا برتاؤ کریگا آپکا تحمل یعنی برداشت اتنا زیادہ ہوگا ان دونوں علامتوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا ایک دن ایک بدو شخص آیا اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میری تمام قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے کہا کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو بھرپور رزق ملے گا اب قحط پڑ گیا ہے مجھے ڈر ہے کہ وہ اسلام سے کہیں نکل نہ جائیں اگر ہو سکے تو انکی کچھ اعانت فرمائیں حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کی طرف دیکھا انہوں کہا کہ کچھ موجود تو نہیں ہے یہ صحابی جو اس وقت یہودی تھا پاس کھڑا سن رہا تھا اس نے کہا میں فلاں باغ کی کھجوروں کے بدلے پیشگی قیمت دے سکتا ہوں آپ نے کہا باغ کا تعین نہ کرو تو معاملہ کر سکتا ہوں میں نے اس کو قبول کر لیا اور کھجوروں کی قیمت کے بدلے 80 مثقال سونا دے دیا آپ نے وہ سونا آدمی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ انصاف کی رعایت رکھنا زید کہتے ہیں جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں کچھ دو تین دن باقی تھے حضورؐ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے میں نے کرتا اور چادر کے پلو کو پکڑ کر نہایت ترش روئی سے کہا اے محمدؐ میرا قرضہ ادا کیوں نہیں کرتے حضرت عمرؓ نے مجھے گھورا کہ کیا بک رہا ہے خدا کی قسم اگر مجھے حضورؐ کا ڈر نہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا لیکن حضورؐ نے تبسم فرما کر عمرؓ کو کہا کہ جاؤ اس کا حق ادا کر دو اور جو تم نے اسے ڈانٹا ہے اس کے بدلے اس کو دو من کھجوریں زیادہ دے دینا حضرت عمرؓ نے میرے حق سے مجھے دو من کھجوریں زیادہ دے دیں میں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ تو نے مجھے پہچانا نہیں

Marfat.com

میں زید بن صعنہ ہوں انہوں نے پوچھا یہود کا بڑا عالمؒ میں نے کہا ہاں حضرت عمرؓ نے کہا اتنا بڑا عالم ہو کر تو نے حضورؐ کے ساتھ یہ کیا سلوک کیا میں نے کہا علامات نبوت میں دو علامتوں کا امتحان لینا چاہتا تھا جو پورا ہو گیا اب تم کو آپنے اسلام کا گواہ بناتا ہوں میرا یہ آدھا مال امت محمدیہ پر صدقہ ہے اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں آ کر اسلام لایا اور تبوک کی لڑائی میں شہید ہو گے۔ (ص ۱۵۵ اسوہ رسول اکرمؐ)

(۸) انگریز دور حکومت میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ایک پلاٹ کا تنازعہ اٹھا انگریز مجسٹریٹ کو تشویش لاحق ہوئی کہ کہیں یہ ملک گیر ہنگاموں کی شکل اختیار نہ کر جائے اس لیے مجسٹریٹ صاحب نے اپیل کی کہ کوئی ایسی غیر متنازعہ شخصیت مل سکے گی جس پر فریقین کا اعتماد ہو، سامعین نے کہا کہ ہاں مولانا محمد الٰہی بخش صاحب ہیں، چنانچہ مولانا صاحب کو بلانے کا پیغام بھیجا گیا، لیکن مولانا صاحب نے جواباً عرض کیا کہ میں نے آج تک کسی انگریز کا چہرہ نہیں دیکھا اس لیے مجھے حاضر ہونے سے معذور سمجھیں، مجسٹریٹ چونکہ صاحب غرض تھا اسلئے کہلا بھیجا کہ بے شک میرا چہرہ نہ دیکھیں، لیکن آئیں ضرور، کیونکہ آپ ہی کے ایک بول سے ایک بہت بڑے تنازعہ کا تصفیہ ممکن ہے مولانا صاحب نے قبول فرمایا، عدالت جا کر مجسٹریٹ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوئے اور اسکے استفسار پر فرمایا کہ ''پلاٹ ہندوؤں کا ہے، مسلمانوں کا دعویٰ باطل ہے'' یہ کہہ کر عدالت سے نکل گئے، عدالت میں موجود مسلمان تو چیں بہ جبیں ہوئے، اور اپنے طور پر برا بھلا کہتے ہوئے منتشر ہوئے، لیکن ہندوؤں کے تقریباً تیس خاندان بھی عدالت میں حاضر تھے وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور سب کے سب مسلمان ہوئے، مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اس واقعہ کے فائدہ پر یہ دل چسپ تبصرہ بھی نقل کیا ہے کہ اس مقدمے میں مسلمان اگرچہ ہار گئے، لیکن اسلام جیت گیا، یہ ٹھیک ہے کہ اس فیصلے کی رُو سے مسلمان وہ جگہ حاصل نہ کر سکے لیکن نہ معلوم کتنے دلوں میں اسلام کے لیے جگہ حاصل کر لی، جس کی قدر قطعہ زمین سے کسی بھی لحاظ سے کم نہیں ہے، اگر اس واقعہ میں محض مسلمانوں کی جیت ہوتی تو اس معاملے کا تاریخ میں ہمیں کوئی تذکرہ ہی نہ ملتا کیونکہ اس نوعیت کے تنازعات میں ایک فریق کی جیت اور دوسرے کی ہار تو معمول کا واقعہ ہوتا ہے، مسلمانوں کی بجائے اسلام ہی کی

Marfat.com

جیت نے اس واقعہ کو زندہ و جاوید بنا دیا (ص ۰ ۷ دعوت الی اللہ کا طریق کار)۔

(۹) ایک ضعیف عورت مکہ سے باہر جانے کیلئے سامان کی گٹھڑی باندھے بیٹھی تھی نبی ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو پوچھا کیا بات ہے بی بی کہاں جانا ہے اس نے کہا مکہ میں ایک جادوگر پیدا ہو گیا ہے وہ لوگوں کو آپنے آباؤ اجداد کے دین سے ہٹا کر نئے دین پر لگا دیتا ہے اس کے خوف سے مکہ چھوڑ رہی ہوں آپ ﷺ نے گٹھڑی اٹھالی اور جہاں اسے جانا تھا وہاں چھوڑ آئے واپسی پر اس عورت نے دعائیں دیتے ہوئے وصیت کی کہ بیٹا اس جادوگر سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا حضور ﷺ نے فرمایا اماں جان جس جادوگر کی آپ بات کر رہی ہیں وہ میں ہی ہوں وہ آپکے اس حسن سلوک کو دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گئی ایک عورت جو آپ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی اور آپکے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی بیمار ہو گئی تو حضورؐ اس کی عیادت کیلئے اس کے گھر تشریف لے گئے وہ آپکے حسن سلوک کو دیکھ کر مسلمان ہو گئی۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی کوئی ترغیب نہیں دی بلکہ ان کو اپنے حسن سلوک سے متاثر کیا جس کیوجہ سے وہ از خود مسلمان ہو گئیں۔

ذمیوں (غیر مسلم رعایا) سے حسن سلوک.

☆ ذمی مملکت اسلامیہ کے وہ باشندے تھے جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا کسی حکومت کے عدل و انصاف کے جانچنے کا سب سے بڑا معیار یہ ہے کہ غیر قوموں کے ساتھ اس کا طرز عمل کیسا ہے، اور ان کو اس حکومت میں کیا حقوق حاصل ہیں اسلام سے پہلے ایران اور روم کی حکومتوں کے ماتحت غیر قوموں کی حالت غلاموں سے بھی بدتر تھی، اسلام کے دور اقتدار میں غیر مسلم رعایا کو فیاضانہ اور مساویانہ حقوق و مراعات اور مذہبی آزادی حاصل تھی حضرت عمرؓ کو ذمیوں (غیر مسلموں) کی فلاح و بہبود کا اس قدر خیال تھا کہ آخری وصیت میں بھی اپنے جانشینوں کو ان کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت فرمائی آپؓ کے اسی عدل و انصاف اور رواداری کے اصولوں پر مبنی حسن سلوک کا نتیجہ تھا کہ ذمی آپؓ کے عہد میں جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے، تبدیلی مذہب میں کوئی جبر نہ تھا، ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اپنے ایک عیسائی غلام کو اسلام کی تلقین کی لیکن اس نے اسلام قبول کرنے سے صاف

Marfat.com

انکار کر دیا آپؓ نے فرمایا ''لا اکراہ فی الدین'' یعنی دین کی تبدیلی میں کوئی جبر نہیں، بعد میں اسے آزاد کر دیا۔ (تاریخ اسلام)

☆ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ذمیوں کو عدل وانصاف کے معاملے میں مسلمانوں کی طرح مساوی حقوق حاصل تھے اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کر دیتا تو حضرت عمرؓ اس سے قصاص لیتے تھے ایک مرتبہ قبیلہ بکر بن وائل کے شخص نے حیرہ کے ایک عیسائی کو قتل کر دیا تو آپؓ نے قاتل کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا انہوں نے اسے قتل کر دیا، ذمیوں کی املاک کو اگر کوئی نقصان پہنچتا تو ان کو یہ حق حاصل تھا کہ نقصان کا معاوضہ طلب کریں ایک مرتبہ فوج نے شام کے ایک ذمی کی زراعت پامال کر دی شکایت ملنے پر حضرت عمرؓ نے اس ذمی کو بیت المال سے دس ہزار معاوضہ دلایا ذمیوں میں جو غریب اور حاجت مند ہوتے تھے، ان کو بھی حکومت مسلمانوں کی طرح مدد دیتی تھی، ایک دفعہ جابیہ کے مقام پر حضرت عمرؓ کچھ کوڑھی عیسائیوں کے پاس سے گزرے آپؓ نے ہدایت فرمائی کہ ان کی بیت المال سے مدد کی جائے الغرض حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ذمیوں کو مذہبی اور معاشرتی امور میں پوری آزادی حاصل تھی علاوہ ازیں مفتوحہ علاقوں میں ذمی کاشتکاروں کو ان کی زمینیں تمام حقوق کے ساتھ بحال کر دی گئیں، حتیٰ کہ مسلمانوں کیلئے ان زمینوں کو خریدنا بھی ممنوع قرار دیا گیا مزید برآں غریب اور بوڑھے ذمیوں کو نہ صرف جزیہ معاف کر دیا جاتا بلکہ بیت المال سے ان کے وظائف مقرر کر دیے جاتے سرکاری ملازمتوں کے دروازے ان پر کھلے تھے غرضیکہ دور فاروقیؓ میں ملکی، مذہبی اور معاشرتی حقوق کے لحاظ سے ذمیوں اور مسلمانوں میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ (تاریخ اسلام)

☆ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ۱۴ ہجری میں حمص کو فتح کرنے کے بعد مسلمان جب شام کے بیشتر حصے پر قابض ہو گئے تو ہرقل شاہ روم نے پوری قوت سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا اس کے لئے اس نے اردگرد کے علاقوں سے تقریباً دس لاکھ فوج اکٹھی کر لی مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو جب رومیوں کی عسکری تیاریوں اور ان کے جوش وخروش کا علم ہوا تو سرداران فوج کے مشورہ سے یہ قرار پایا کہ تمام اسلامی افواج شام کے شہروں کو خالی کر کے عرب کی سرحد کی طرف یرموک نامی ندی

Marfat.com

کے قریب اردن کے ایک میدان میں اکٹھی کرلی جائیں اور جن شہروں سے ان کی حفاظت کی خاطر جذیہ لیا گیا ہے ان کو واپس کر دیا جائے کیونکہ اب مسلمان ان کی حفاظت سے قاصر ہیں اور جذیہ کے حقدار نہیں رہے مفتوحہ علاقوں کے عیسائیوں پر مسلمانوں کے جذیہ واپس کرنے کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ روتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا تم کو واپس لائے تمہاری عادلانہ حکومت ہمیں رومیوں کی ظالمانہ حکومت سے عزیز تر ہے یہودیوں نے کہا کہ جب تک ہم میں سکت ہے اور ہم زندہ ہیں قیصر کا عامل حمص (شام) میں نہیں رہ سکتا یعنی رومی حکومت کی عیسائی و یہودی رعایا مسلمانوں کے عادلانہ رویہ اور حسن سلوک سے اس قدر متاثر تھے کہ وہ دوبارہ اپنے شہروں پر مسلمانوں کا غلبہ چاہتے تھے۔ (تاریخ اسلام)

☆ محمد بن قاسم نے ۹۴ ہجری میں جب سندھ اور ملتان تک کا علاقہ فتح کیا تو سندھ کے لوگ ہندو راجہ داہر کے ظلم سے بڑے تنگ آئے ہوئے تھے محمد بن قاسم بڑا نیک اور صالح نوجوان تھا اہل سندھ ان کے حسن سلوک سے خصوصی اور مسلمانوں کے اخلاق سے عمومی طور پر بہت متاثر ہوئے اور دھڑا دھڑ مسلمان ہونا شروع ہو گئے لیکن خلیفہ ولید بن عبدالملک کی وفات کے بعد سلیمان بن عبدالملک جب خلیفہ بنا تو اس نے ایک سازش کے تحت محمد بن قاسم کو معزول کر کے واپس عرق بلا لیا اہل سندھ پر محمد بن قاسم کے حسن سلوک اور خوبیوں کا اتنا اثر تھا کہ وہ ان کی واپسی پر زار و قطار رونے لگے اہل جے پور کی ہندو رعایا نے تو انہیں دیوتا سمجھتے ہوئے ان کا بت بنا لیا اور پوجنا شروع کر دیا۔ (ص ۵۷۷ تاریخ اسلام)

یہ تھے مسلمانوں کے اخلاق و حسن سلوک جس کو دیکھ کر کافر اقوام اسلام کے گرویدہ ہو جاتے تھے آج مسلمانوں کے معاملات، معاشرت اور اخلاقیات اتنے بگڑ چکے ہیں کہ غیر مسلم اقوام کا اسلام قبول کرنے میں خود مسلمان ہی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے مسلم امہ پوری دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہی ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

(۸) اخلاقِ رذیلہ سے پرہیز کا بیان

☆ قرآن پاک کی سورۃ الحجرات کی آیت ۱۲ کا مفہوم ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، تجسس نہ کرو، اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔ اس آیت شریفہ میں تین رذیل خصلتوں یعنی بدگمانی، تجسس اور غیبت پر متنبہ کیا گیا ہے جن کے بارے میں ذیل میں مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

بدگمانی۔ بدگمانی درحقیقت گناہ ہے کہ آدمی کسی شخص سے بلا سبب بدگمانی کرے یا دوسروں کے متعلق رائے قائم کرنے میں ہمیشہ بدگمانی ہی سے ابتداء کیا کرے، یا ایسے لوگوں کے معاملہ میں بدظنی سے کام لے جن کا حال یہ بتا رہا ہو کہ وہ نیک اور شریف ہیں، اسی طرح یہ بات بھی گناہ ہے کہ ایک شخص کے کسی قول یا فعل میں برائی اور بھلائی کا یکساں احتمال ہو اور ہم محض سوءِ ظن سے کام لے کر اس کو بُرائی ہی پر محمول کریں، مثلاً کوئی بھلا آدمی کسی محفل سے اٹھتے ہوئے اپنے جوتے کے بجائے کسی اور کا جوتا اٹھا لے اور ہم یہ رائے قائم کرلیں کہ ضرور اس نے جوتا چرانے ہی کی نیت سے یہ حرکت کی ہے، حالانکہ یہ فعل بھولے سے بھی ہوسکتا ہے اور اچھے احتمال کو چھوڑ کر بُرے احتمال کو اختیار کرنے کی کوئی وجہ بدگمانی کے سوا نہیں ہے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے آپ کو بدگمانیوں سے بچاؤ اس لیے کہ بدگمانی کے ساتھ جو بات کی جائے وہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوگی۔ اور دوسرے کے معاملات میں معلومات حاصل کرتے مت پھرو اور نہ ٹوہ میں لگو اور نہ آپس میں تجسس کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگو اور اللہ کے بندے بنو۔ آپس میں بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو۔

Marfat.com

☆حضرت ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس بات کا حکم اور ہدایت کی گئی ہے کہ ہم اپنے خادموں سے اپنے مال و متاع کو مقفل رکھیں اور ان کو اگر استعمال کیلئے کچھ دیا جائے تو ناپ کر یا گن کر دیں۔ (اس خیال سے) کہ کہیں ان کی عادت نہ بگڑ جائے یا ہم میں سے کسی کو کوئی بدگمانی نہ ہو۔

گمان کی جائز صورتیں۔ گمان کی جائز قسمیں تین ہیں ایک قسم کا گمان وہ ہے جو اخلاق کی نگاہ میں نہایت پسندیدہ اور دین کی نظر میں مطلوب اور محمود ہے، مثلاً اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان سے نیک گمان اور ان لوگوں کے ساتھ حسن ظن جن سے آدمی کا میل جول ہو اور جن کے متعلق بدگمانی کرنے کی کوئی معقول وجہ نہ ہو، دوسری قسم کا گمان وہ ہے جس سے کام لینے کے سوا عملی زندگی میں کوئی چارہ نہیں ہے مثلاً عدالت میں اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا کہ جو شہادتیں حاکم عدالت کے سامنے پیش ہوں ان کو جانچ کر وہ غالب گمان کی بنا پر فیصلہ کرے، کیونکہ معاملہ کی حقیقت کا براہِ راست علم اس کو نہیں ہو سکتا، اور شہادتوں کی بنیاد پر جو رائے قائم ہوتی ہے وہ زیادہ تر یقین پر نہیں بلکہ ظنِ غالب پر مبنی ہوتی ہے اسی طرح بکثرت معاملات میں، جہاں کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا ضروری ہوتا ہے اور حقیقت کا علم حاصل ہونا ممکن نہیں ہوتا، انسان کے لیے گمان کی بنیاد پر ایک رائے قائم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں، گمان کی ایک تیسری قسم وہ ہے جو اگر چہ ہے تو بدگمانی، مگر جائز نوعیت کی ہے اور اس کا شمار گناہ میں نہیں ہوتا، مثلاً کسی شخص یا گروہ کی سیرت و کردار میں یا اس کے معاملات اور طور طریقوں میں ایسی واضح علامات پائی جاتی ہوں جن کی بنا پر وہ حسن ظن کا مستحق نہ ہو اور اس سے بدگمانی کرنے کے لیے معقول وجوہ موجود ہوں، ایسی حالت میں شریعت کا مطالبہ یہ ہرگز نہیں ہے کہ آدمی سادہ لوحی برت کر ضرور اس سے حسن ظن ہی رکھے لیکن اس جائز بدگمانی کی آخری حد یہ ہے کہ اس کے امکانی شر سے بچنے کے لیے بس احتیاط سے کام لینے پر اکتفا کیا جائے اس سے آگے بڑھ کر محض گمان کی بنا پر اس کے خلاف کوئی کارروائی کر بیٹھنا درست نہیں ہے (تفہیم الحجرات۔ ۱۲)

تجسس اس آیت شریفہ میں تجسس سے مراد ہے یعنی لوگوں کے راز نہ ٹٹولو، ایک دوسرے کے عیب نہ تلاش کرو، دوسروں کے حالات اور معاملات کی ٹوہ نہ لگاتے پھرو، یہ حرکت خواہ

Marfat.com

بدگمانی کی بنا پر کی جائے یا بدنیتی سے کسی کو نقصان پہنچانے کی خاطر کی جائے، یا محض اپنا استعجاب دور کرنے کیلئے کی جائے، ہر حال میں شرعاً ممنوع ہے ایک مومن کا یہ کام نہیں ہے کہ دوسروں کے جن حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے ان کی کھوج کرید کرے اور پردے کے پیچھے جھانک کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ کس میں کیا عیب ہے اور کس کی کون سی کمزوریاں چھپی ہوئی ہیں،

☆ لوگوں کے نجی خطوط پڑھنا، دو آدمیوں کی باتیں کان لگا کر سننا، ہمسایوں کے گھر میں جھانکنا، اور مختلف طریقوں سے دوسروں کی خانگی زندگی یا ان کے ذاتی معاملات کی ٹٹول کرنا ایک بڑی بداخلاقی ہے جس سے طرح طرح کے فساد رونما ہوتے ہیں اسی لیے نبی ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے خطبہ میں تجسس کرنے والوں کے متعلق فرمایا" اے لوگو جو زبان سے ایمان لے آئے مگر ابھی تمہارے دلوں میں ایمان نہیں اُترا ہے۔ مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کی کھوج نہ لگایا کرو، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا اللہ اس کے عیوب کے درپے ہو جائے گا اور اللہ جس کے درپے ہو جائے اسے اس کے گھر میں رُسوا کر کے چھوڑتا ہے

☆ حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ" تم اگر لوگوں کے مخفی حالات معلوم کرنے کے درپے ہوگے تو ان کو بگاڑ دو گے یا کم ازکم بگاڑ کے قریب پہنچا دو گے" ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ" جب کسی شخص کے متعلق تمہیں کوئی برا گمان ہو جائے تو اس کی تحقیق نہ کرو" اور ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا" جس نے کسی کا کوئی مخفی عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑی ہوئی بچی کو موت سے بچا لیا"

☆ تجسس کی ممانعت کا یہ حکم صرف افراد ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ اسلامی حکومت کے لیے بھی ہے، شیریعت نے نہی عن المنکر کا جو فریضہ حکومت کے سپرد کیا ہے اس کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ وہ جاسوسی کا ایک نظام قائم کر کے لوگوں کی چھپی ہوئی برائیاں ڈھونڈ کر نکالے اور ان پر سزا دے، بلکہ اسے صرف ان برائیوں کے خلاف طاقت استعمال کرنی چاہیئے جو ظاہر ہو جائیں، رہیں مخفی خرابیاں تو ان کی اصلاح کا راستہ جاسوسی نہیں ہے بلکہ تعلیم، وعظ

Marfat.com

وتلقین، عوام کی اجتماعی تربیت، اور ایک پاکیزہ معاشرتی ماحول پیدا کرنے کی کوشش ہے، اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کا یہ واقعہ بہت سبق آموز ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت آپ نے ایک شخص کی آواز سنی جو اپنے گھر میں گا رہا تھا، آپ کو شک گزرا اور دیوار پر چڑھ گئے، دیکھا کہ وہاں شراب بھی موجود ہے اور ایک عورت بھی، آپؓ نے پکار کر کہا ''اے دشمن خدا، کیا تو نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تو اللہ کی نافرمانی کرے گا اور اللہ تیرا پردہ فاش نہ کرے گا؟'' اس نے جواب دیا ''امیر المومنین جلدی نہ کیجئے، اگر میں نے ایک گناہ کیا ہے تو آپؓ نے تین گناہ کیے ہیں اللہ نے تجسّس سے منع کیا تھا اور آپؓ نے تجسّس کیا، اللہ نے حکم دیا تھا کہ گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ اور آپؓ دیوار چڑھ کر آئے، اللہ نے حکم دیا تھا کہ اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اجازت لیے بغیر نہ جاؤ اور آپؓ میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں تشریف لے آئے'' یہ جواب سن کر حضرت عمرؓ اپنی غلطی مان گئے اور اس کے خلاف انہوں نے کوئی کاروائی نہ کی، البتہ اس سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ بھلائی کی راہ اختیار کرے گا (تفسیر الحجرات. ۱۲)

غیبت. ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا غیبت کیا ہے آپؐ نے فرمایا ''یہ کہ تو کسی شخص کا ذکر اس طرح کرے کہ وہ سنے تو اس کو ناگوار ہو'' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر چہ میری بات حق ہو آپؐ نے جواب دیا اگر چہ تیری بات باطل ہو تو یہی چیز پھر بہتان ہے۔ اس سے طرح طرح کے مفاسد دینوی اور اخروی پیدا ہوتے ہیں آجکل اس میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ غیبت زنا سے زیادہ سخت اور سنگین ہے بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے زیادہ سنگین کیوں ہے حضورؐ نے فرمایا کہ آدمی اگر بد بختی سے زنا کر لیتا ہے تو صرف توبہ کرنے سے اس کی مغفرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوسکتی ہے مگر غیبت کرنے والے کو جب تک وہ شخص خود معاف نہ کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے اسکی معافی اور بخشش اللہ کی طرف سے نہیں ہو گی (ص ۴۴۴ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ حضرت ابو امامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ ایک بندے کو قیامت کے دن نامہ

Marfat.com

اعمال دیا جائے گا تو وہ اس میں ایسی بھی نیکیاں دیکھے گا جو اس نے نہیں کی ہوں گی یہ پوچھے گا یا اللہ! یہ نیکیاں کہاں سے آ گئیں؟ ارشاد ہو گا یہ نیکیاں ان غیبتوں کی وجہ سے ہیں جو لوگ تیری پیٹھ پیچھے کیا کرتے تھے اور تجھے پتہ بھی نہ تھا

☆ حضرت حسن بصری کو کسی نے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے آپ نے کھجوروں کا ایک طبق اس کے ہاں بھیجا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی نیکیوں کا ہدیہ مجھے دیا ہے میرے جی میں آیا کہ آپکو اس کا کچھ بدل پیش کر دوں مجھے افسوس ہے کامل معاوضہ دینے کی مجھے قدرت نہیں ہے (ص ۱۸۷ تنبیہ الغافلین)۔

غیبت سے بچنے کی تدابیر۔ غیبت سے بچنے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ نہ کسی کا تذکرہ کرے اور نہ سنے اور سنائے اچھا یا برا اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے ذکر کرے تو اپنا ہی کرے، اپنا دھندہ کیا کم ہے جو اوروں کے ذکر کرنے کی فرصت اس کو ملتی ہے مولانا طارق جمیل صاحب فرماتے ہیں کہ شیطان کو ہم سے بڑے بڑے گناہ یعنی قتل، ڈاکہ، چوری اور زنا وغیرہ کروانے کیلئے محنت کی کیا ضرورت ہے غیبت ہم سے ہر وقت کرواتا ہے اور درجہ کے لحاظ سے غیبت ان سے بڑا گناہ ہے اور مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف ہے (ص ۳۴۵ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے یعنی غیبت کرنا متوفی مسلمان بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے حضرت عائشہؓ نے ایک موقع پر ام المومنین حضرت صفیہؓ کا ٹھگنا ہونا ہاتھ کے اشارے سے ظاہر کیا اور یوں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ عورت جو اتنی سی ہے اس پر آپؐ نے فرمایا عائشہؓ! تم نے غیبت کی ہے ایک روایت میں ہے کہ تم نے اتنا کڑوا لفظ منہ سے نکالا ہے اگر اس کو سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو کڑوا کر دے

☆ نفس کو غیبت سے روکنے کی تدبیر یہ ہے کہ غیبت کی سزا اور نقصان میں غور کرو، حدیث میں آیا ہے کہ آگ جو گھاس میں اثر کرتی ہے غیبت اس سے جلد اور زیادہ اثر مسلمانوں کی نیکیوں میں کرتی ہے یعنی غیبت کرنے سے نیک اعمال جل جاتے ہیں جب کوئی نیکوکار شخص جس نے دنیا میں مشقتیں اٹھا اٹھا کر نیکیاں جمع کی تھیں، جب قیامت کے

Marfat.com

دن نامہ اعمال کو راد یکھے گا اور اس کو معلوم ہوگا کہ غیبت کیوجہ سے اس کی نیکیاں اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھ دی گئی ہیں جس کی وہ غیبت کیا کرتا تھا تو کس قدر افسوس کریگا......(ص۹۰ تبلیغ دین)۔

☆ ابوداؤد کی روایت ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی کو جب زنا کے جرم میں رجم کی سزا دے دی گئی تو نبی ﷺ نے راہ چلتے ایک آدمی کو اپنے دوسرے ساتھی سے یہ کہتے سن لیا کہ "اس شخص کو دیکھو کہ اللہ نے اس کا پردہ ڈھانک دیا تھا مگر اس کے نفس نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک کہ یہ کتے کی موت نہ مار دیا گیا" کچھ دور آگے جا کر ایک گدھے کی لاش سڑتی ہوئی نظر آئی حضورؐ رک گئے اور ان دونوں اصحاب کو بلا کر فرمایا اتریے اور اس گدھے کی لاش تناول فرمایئے ان دونوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اسے کون کھائے گا فرمایا" ابھی ابھی آپ لوگ اپنے بھائی کی عزت پر جو حرف زنی کر رہے تھے وہ اس گدھے کی لاش کھانے سے بہت زیادہ بری تھی"

غیبت کی جائز صورتیں۔ ایک مرتبہ ایک بدو آ کر حضور ﷺ کے پیچھے نماز میں شامل ہوا اور نماز ختم ہوتے ہی یہ کہتے ہوئے چل دیا کہ "خدایا مجھ پر رحم اور محمد ﷺ پر اور ہم دونوں کے سوا کسی کو اس رحمت میں شریک نہ کر، حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تم لوگ کیا کہتے ہو یہ شخص زیادہ نادان ہے یا اس کا اونٹ، تم نے سنا نہیں کہ یہ کیا کہہ رہا تھا یہ بات حضور ﷺ کو اس کی پیٹھ پیچھے کہنی پڑی کیونکہ وہ سلام پھیرتے ہی جا چکا تھا اس نے چونکہ حضور ﷺ کی موجودگی میں ایک بہت غلط بات کہہ دی تھی اور آپکا اس پر خاموش رہ جانا کسی شخص کو غلط فہمی میں ڈال سکتا تھا کہ ایسی بات کہنا کسی درجہ میں جائز ہو سکتا ہے اس لیے ضروری تھا کہ آپ ﷺ اس کی تردید فرمائیں۔

☆ ایک خاتون فاطمہؓ بنت قیس کو دو صاحبوں نے نکاح کا پیغام بھیجا ایک حضرت معاویہؓ دوسرے حضرت ابوالجہمؓ حضور ﷺ سے اس نے مشورہ طلب کیا آپ ﷺ نے فرمایا معاویہؓ مفلس ہیں اور ابوالجہمؓ بیویوں کو بہت مارتے پیٹتے ہیں یہاں ایک خاتون کیلئے مستقبل کی زندگی کا مسئلہ درپیش تھا اور حضور ﷺ سے اس نے مشورہ طلب کیا تھا اس حالت میں آپ نے ضروری سمجھا کہ دونوں صاحبوں کی جو کمزوریاں آپ ﷺ کے علم میں ہیں وہ انہیں

Marfat.com

بتا دیں۔

☆ ایک روز حضور ﷺ حضرت عائشہؓ کے ہاں تشریف فرما تھے ایک شخص نے آ کر ملاقات کی اجازت طلب کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اپنے قبیلے کا بہت برا آدمی ہے پھر آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور اس کے ساتھ بڑی نرمی سے بات کی گھر میں واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے تو اس سے بڑی اچھی طرح گفتگو فرمائی حالانکہ باہر جاتے ہوئے آپ ﷺ نے اسکے متعلق وہ کچھ فرمایا تھا، جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا ''خدا کے نزدیک قیامت کے روز بدترین مقام اس شخص کا ہوگا جس کی بدزبانی سے ڈر کر لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں'' لہٰذا حضور ﷺ نے اس شخص کے متعلق بری رائے رکھنے کے باوجود اس کیساتھ اچھی طرح بات چیت اسلیئے کی کہ آپ ﷺ کا اخلاق اسی کا تقاضا کرتا تھا لیکن آپ ﷺ کو یہ اندیشہ ہوا کہ آپ ﷺ کے گھر والے اس سے مہربانی برتتے دیکھ کر کہیں اسے آپکا دوست نہ سمجھ لیں اور بعد میں کسی وقت وہ اس کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اس لیے آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو خبردار کر دیا کہ وہ اپنے قبیلہ کا بہت برا آدمی ہے۔

☆ ایک موقع پر حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی ہندؓ بنت عتبہ نے آ کر حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہیں مجھے اور میرے بچوں کو اتنا نہیں دیتے جو ضروریات کیلیئے کافی ہو، بیوی کی طرف سے شوہر کی غیر موجودگی میں شکایت اگرچہ غیبت تھی مگر حضورؐ نے اس کو جائز رکھا کیونکہ مظلوم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ ظلم کی شکایت کسی ایسے شخص کے پاس لے جائے جو اس کو رفع کرا سکتا ہو

☆ لہٰذا سنت رسول اللہ ﷺ کی ان نظیروں کی بنا پر علماء نے غیبت کی حسب ذیل صورتیں جائز قرار دی ہیں

(۱) ظالم کے خلاف مظلوم کی شکایت ہر اس شخص کے سامنے جس سے وہ یہ توقع رکھتا ہو کہ وہ ظلم کو دفع کرنے کیلیئے کچھ کر سکتا ہے

(۲) اصلاح کی نیت سے کسی شخص یا گروہ کی برائیوں کا ذکر ایسے لوگوں کے سامنے جن سے یہ امید ہو کہ وہ ان برائیوں کو دور کرنے کیلیئے کچھ کر سکیں گے

Marfat.com

(۳) فتویٰ لینے کی غرض سے کسی مفتی کے سامنے صورت واقعہ بیان کرنا جس میں کسی شخص کے کسی غلط فعل کا ذکر آ جائے

(۴) لوگوں کو کسی شخص یا اشخاص کے شر سے خبردار کرنا تا کہ وہ اس کے نقصان سے بچ سکیں مثلاً راویوں، گواہوں اور مصنفین کی کمزوریاں بیان کرنا بالاتفاق جائز ہی نہیں واجب ہے کیونکہ اس کے بغیر شریعت کو غلط روایتوں کی اشاعت سے عدالتوں کو بے انصافی سے، اور عوام یا طالبان علم کو گمراہیوں سے بچانا ممکن نہیں ہے، یا مثلاً کوئی شخص کسی سے شادی بیاہ کا رشتہ کرنا چاہتا ہو، یا کسی کے پڑوس میں مکان لینا چاہتا ہو، یا کسی سے شرکت کاروبار کا معاملہ کرنا چاہتا ہو، یا کسی کو اپنی امانت سونپنا چاہتا ہو اور آپ سے مشورہ لے تو آپ کیلئے واجب ہے کہ اس کا عیب وصواب اسے بتا دیں تا کہ ناواقفیت میں وہ دھوکا نہ کھائے

(۵) ایسے لوگوں کے خلاف علی الاعلان آواز بلند کرنا اور ان کی برائیوں پر تنقید کرنا جو فسق وفجور پھیلا رہے ہوں، یا بدعات اور گمراہیوں کی اشاعت کر رہے ہوں، یا خلق خدا کو بے دینی اور ظلم وجور کے فتنوں میں مبتلا کر رہے ہوں

(۶) جو لوگ کسی برے لقب سے اس قدر مشہور ہو چکے ہوں کہ وہ اس لقب کے سوا کسی اور لقب سے پہچانے نہ جا سکتے ہوں ان کیلئے وہ لقب استعمال کرنا بغرض تعریف نہ کہ بغرض تنقیص.

غیبت کی وعید اور تلافی. ان مستثنیٰ صورتوں کے ماسوا پیٹھ پیچھے کسی کی بدگوئی کرنا مطلقاً حرام ہے یہ بدگوئی اگر سچی ہو تو غیبت ہے جھوٹی ہو تو بہتان ہے اور دو آدمیوں کو لڑانے کیلئے ہو تو چغلی ہے شریعت ان تینوں چیزوں کو حرام کرتی ہے اسلامی معاشرے میں ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ اگر اس کے سامنے کسی شخص پر جھوٹی تہمت لگائی جا رہی ہو تو وہ اس کو خاموشی سے نہ سنے بلکہ اس کی تردید کرے اور اگر کسی جائز شرعی ضرورت کے بغیر کسی کی واقعی برائیاں بیان کی جا رہی ہوں تو اس فعل کے مرتکبین کو خدا سے ڈرائے اور اس گناہ سے باز رہنے کی تلقین کرے۔

☆ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں اس کی تذلیل کی جا رہی ہو اور اس کی عزت پر حملہ کیا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس

Marfat.com

کی حمایت ایسے مواقع پر نہیں کرتا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہاں ہو اور اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی حمایت ایسے موقع پر کرتا ہے جہاں اس کی عزت پر حملہ کیا جا رہا ہو اور اس کی تذلیل وتوہین کی جا رہی ہو تو اللہ عزوجل اس کی مدد بھی ایسے مواقع پر کرتا ہے جہاں وہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی مدد کرے"۔

☆ رہا غیبت کرنے والا تو جس وقت بھی اسے احساس ہو جائے کہ وہ اس گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے یا کر چکا ہے اس کا پہلا فرض یہ ہے کہ اللہ سے توبہ کرے اور اس حرام فعل سے رک جائے اس کے بعد دوسرا فرض اس پر یہ عائد ہوتا ہے کہ حتیٰ الامکان اس کی تلافی کرے اگر اس نے کسی مرے ہوئے آدمی کی غیبت کی ہو تو اس کے حق میں کثرت سے دعائے مغفرت کرے اگر کسی زندہ آدمی کی غیبت کی ہو اور وہ خلاف واقعہ بھی ہو تو ان لوگوں کے سامنے اس کی تردید کرے جن کے سامنے وہ پہلے یہ بہتان تراشی کر چکا ہے اور اگر سچی غیبت کی ہو تو آئندہ پھر کبھی اس کی برائی نہ کرے اور اس شخص سے معافی مانگے جس کی اس نے برائی کی تھی علماء کا ایک گروہ کہتا ہے کہ معافی صرف اس صورت میں مانگنی چاہیے جبکہ اس شخص کو اس کا علم ہو چکا ہو ورنہ صرف توبہ پر اکتفا کرنا چاہیے کیونکہ اگر وہ شخص بے خبر ہو اور غیبت کرنے والا معافی مانگنے کی خاطر اسے جا کر یہ بتائے کہ میں نے تیری غیبت کی تھی تو یہ چیز اس کیلئے اذیت کی موجب ہوگی

☆ اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس فعل کے انتہائی گھناؤنا ہونے کا تصور دلایا ہے مردار کا گوشت کھانا بجائے خود نفرت کے قابل ہے کجا کہ وہ گوشت بھی کسی جانور کا نہیں بلکہ انسان کا ہو اور انسان بھی کوئی اور نہیں خود اپنا بھائی ہو پھر اس تشبیہ کو سوالیہ انداز میں پیش کر کے اور زیادہ موثر بنا دیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے ضمیر سے پوچھ کر خود فیصلہ کرے کہ آیا وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کیلئے تیار ہے اگر نہیں ہے اور اس کی فطرت اس چیز سے گھن کھاتی ہے تو آخر وہ کیسے یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے ایک مومن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ کرے جہاں وہ اپنی مدافعت نہیں کر سکتا اور جہاں اس کو یہ خبر تک نہیں ہے کہ اس کی بے عزتی کی جا رہی ہے

☆ اس ارشاد سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ غیبت کے حرام ہونے کی بنیادی وجہ

Marfat.com

اس شخص کی دل آزاری نہیں ہے جس کی غیبت کی گئی ہو بلکہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کرنا بجائے خود حرام ہے قطع نظر اس سے کہ اس کو اس کا علم ہو یا نہ ہو اور اس کو اس فعل سے اذیت پہنچے یا نہ پہنچے، ظاہر ہے کہ مرے ہوئے آدمی کا گوشت کھانا اس لیے حرام نہیں ہے کہ مردے کو اس سے تکلیف ہوتی ہے بلکہ یہ فعل بجائے خود ایک گھناؤنا فعل ہے اسی طرح جس شخص کی غیبت کی گئی ہو اس کو بھی اگر کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع نہ پہنچے تو وہ عمر بھر اس بات سے بے خبر رہے گا کہ کہاں کس شخص نے کب اس کی عزت پر کن لوگوں کے سامنے حملہ کیا تھا اور اس کیوجہ سے کس کس کی نظر میں وہ ذلیل ہو کر رہ گیا اس بے خبری کیوجہ سے اسے اس غیبت کی سرے سے کوئی اذیت نہ پہنچے گی مگر اس کی عزت پر بحر حال اس سے حرف آیگا اس لیے یہ فعل اپنی نوعیت میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے مختلف نہیں ہے۔

(تفسیر الحجرات۔۱۲)

ظلم: ظلم دراصل حق تلفی کو کہتے ہیں ظالم وہ ہے جو کسی کا حق تلف کرے، جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے، وہ درحقیقت تین بڑے بنیادی حقوق تلف کرتا ہے، اول خدا کا حق، کیونکہ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی فرماں برداری کی جائے، دوم ان تمام چیزوں کے حقوق جن کو اس نے اس نافرمانی کے ارتکاب میں استعمال کیا اس کے اعضائے جسمانی، اس کے قوائے نفس، اس کے ہم معاشرت انسان، وہ فرشتے جو اس کے ارادے کی تکمیل کا انتظام کرتے ہیں، اور وہ اشیاء جو اس کام میں استعمال ہوتی ہیں، ان سب کا اس پر یہ حق تھا کہ وہ صرف ان کے مالک ہی کی مرضی کے مطابق ان پر اپنے اختیارات استعمال کرے، مگر جب اس کی مرضی کے خلاف اس نے ان پر اختیارات استعمال کیے، تو درحقیقت ان پر ظلم کیا، سوم خود اپنا حق، کیونکہ اس پر اس کی ذات کا یہ حق ہے کہ وہ اسے تباہی سے بچائے، مگر نافرمانی کر کے جب وہ اپنے آپ کو اللہ کی سزا کا مستحق بناتا ہے، تو دراصل اپنی ذات پر ظلم کرتا ہے، انہی وجود سے قرآن میں جگہ جگہ گناہ کے لیے ظلم اور گناہ گار کے لیے ظالم کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے (تفسیر البقرہ۔۳۵)

☆ظلم خواہ مالی ہو یا جانی ہو یا زبانی ہو مثلاً کسی کا حق مار لیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی اس کیلئے سخت وعیدیں ہیں حضرت ابو ہریرہؓ سے

Marfat.com

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مظلوم کی بددعا جو ظالم کے حق میں ہو بادلوں سے اوپر اٹھالی جاتی ہے آسمانوں کے دروازے اس دعا کیلئے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تیری امداد ضرور کرونگا اگرچہ کچھ تاخیر ہو۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جو لوگ امراء کی حاشیہ نشینی کرتے ہیں اور ظالموں کی اعانت کرتے ہیں انکا انجام سخت خراب ہوگا نہ تو مسلمانوں میں انکا شمار ہوگا نہ وہ میرے حوض کوثر پر آئیں گے خواہ وہ کتنا ہی اسلام کا دعویٰ کریں (ص ۱۳۴۸ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ حضرت ابن عباسؓ رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی کہ میں جلد یا بدیر ظالم سے بدلہ لونگا اور اس سے بھی بدلہ لونگا جو باوجود قدرت کے مظلوم کی امداد نہیں کرتا (ص ۱۳۴۸ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ قیامت کے روز ظالم کی اتنی نیکیاں مظلوم لوٹ لے جائیگا جو اس کے ظلم کا بدلہ ہوسکیں یا مظلوم کے اتنے گناہ ظالم پر ڈال دیے جائیں گے جو اس کے حق کے برابر وزن رکھتے ہوں اسلئے کہ قیامت کے دن آدمی کے پاس کوئی مال وزر تو ہوگا نہیں کہ وہ مظلوم کا حق ادا کرنے کیلئے کوئی ہرجانہ یا تاوان دے سکے وہاں بس آدمی کے اعمال ہی زرمبادلہ ہونگے لہٰذا جس شخص نے دنیا میں کسی پر ظلم کیا ہو وہ مظلوم کا حق اسی طرح ادا کرسکے گا کہ اپنے پلے میں سے جو کچھ بھی نیکیاں رکھتا ہو ان میں سے اس کا تاوان ادا کرے یا مظلوم کے گناہوں میں سے کچھ اپنے اوپر لے کر اس کا جرمانہ بھگتے۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے ذمہ اپنے کسی بھائی پر کسی ظلم کا بار ہو اسے چاہیے یہیں اس سے سبکدوش ہولے کیونکہ آخرت میں دینار اور درہم تو ہونگے نہیں وہاں اس کی نیکیوں میں کچھ لے کر مظلوم کو دلوائی جائیں گی یا اگر اس کے پاس نیکیاں کافی نہ ہوں تو مظلوم کے کچھ گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے اسی طرح مسند احمد میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی جنتی جنت میں اور کوئی دوزخی دوزخ میں اس وقت تک نہ جاسکے گا جب تک اس ظلم کا بدلہ نہ چکا دیا جائے جو اس نے کسی پر کیا ہو حتیٰ کہ ایک تھپڑ کا بدلہ بھی دینا ہوگا ہم نے عرض کیا یہ بدلہ کیسے دیا جائیگا جبکہ قیامت میں ہم ننگے بدن ہونگے فرمایا اپنے اعمال کی نیکیوں اور بدیوں

Marfat.com

سے بدلہ چکانا ہوگا (تفسیر آیت ۹ سورہ تغابن)

☆ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام کی مجلس میں پوچھا جانتے ہو میری امت کا مفلس کون ہے صحابہ کرام ؓ نے کہا کہ جس کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، صحابہ نے فرمایا کہ جس کے پاس پہننے کو کپڑا نہ ہو، آپ ؐ نے فرمایا نہیں میری امت کا مفلس وہ ہے جو پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر جائیگا مگر لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ ہونگے یعنی کسی کا حق مارا ہوگا کسی کو گالی دی ہوگی کسی کی غیبت کی ہوگی اور کسی پر ناجائز تہمت لگائی ہوگی اور کسی کی ایذا رسانی کی ہوگی تو وہ سب لوگ آپنے حقوق کا مطالبہ کریں گے تو اس کی نیکیاں حقوق لینے والوں کو دی جائیں گی حتیٰ کہ اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی مگر حق لینے والے ابھی باقی ہونگے پھر ان کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے حتیٰ کہ پہاڑوں برابر نیکیاں لے کر جانے والا پہاڑوں برابر گناہ لے کر دوزخ میں ڈال دیا جائیگا (ص ۱۲۴۸ اسوہ رسول اکرم)۔

تکبر. یعنی اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھنا اور اوروں کو حقیر سمجھنا، ظلم وغیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی کئی خرابیاں اس سے پید ہوتی ہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تکبر کرنے والے کا بہت برا ٹھکانا ہے کبریائی خاص میری چادر ہے پس جو شخص بھی اس میں شریک ہونا چاہے گا میں اس کو ہلاک کردونگا (ص ۳۵ جزاء الاعمال)۔ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کے قلب میں رائی کے دانہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائیگا جو لوگ باجود صاحب عزت ومال ہونے کے تواضع کرتے ہیں اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ لوگوں سے ملتے ہیں ان کو مبارک ہو کہ ان کے بڑے درجے ہیں ان کی دنیا میں بھی عزت بڑھتی ہے اور آخرت میں بھی (ص ۱۲۸ تبلیغ دین)۔

☆ حدیث قدسی کا مفہوم ہے اللہ فرماتا ہے ”تکبر میری چادر اور عظمت میرا کپڑا ہے پس جس نے ان دونوں میں سے کسی میں میرے ساتھ جھگڑا کیا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کرونگا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں“ کیونکہ کبریائی خاصہ خداوندی ہے اس کو اختیار کرنے میں خدا کا مقابلہ ہے اس کا تعلق شرک اور کفر سے ہے جس کو شیطان نے اختیار کیا اور مردود ہوا سب سے پہلا تکبر کرنے والا ابلیس جو سات لاکھ برس تک تقدس وتسبیح کا

Marfat.com

سرمایہ اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا اور ملائکہ کا استاد تھا اس نے ایک ہی دفعہ انا کا لفظ نکالا تھا پھر دیکھ لو جو اس کا حشر ہوا حدیث پاک میں ہے کہ آدمی جنت کے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس کے درمیان صرف ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے آخر میں ایسا عمل کرتا ہے کہ دوزخ میں ڈال دیا جاتا ہے یہ اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کے اعمال میں اخلاص نہیں ہوتا (ص ۲۷ ام الامراض)۔

تکبر کے اسباب۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ عموماً چار باتیں یعنی علم، تقویٰ، حسب ونسب اور مال و جمال، تکبر کا سبب ہوتی ہیں اول علم کہ علماء تکبر سے بہت کم خالی ہوتے ہیں کیونکہ علم کے برابر کسی چیز کی فضیلت نہیں ہے لہٰذا اس کو حاصل کر کے دو خیال پیدا ہو جاتے ہیں پہلا یہ کہ ہمارے برابر اللہ کے یہاں دوسروں کا رتبہ نہیں ہے دوسرا یہ کہ لوگوں پر ہماری تنظیم واجب اور ضروری ہے پس اگر لوگ تواضع کے ساتھ پیش نہ آویں تو ان کو تعجب ہوا کرتا ہے یاد رکھو کہ جس علم سے تکبر پیدا ہو وہ علم جہل سے بھی بدتر ہے کیونکہ حقیقی علم انسان کو جتنا بھی زیادہ حاصل ہوگا اسی قدر اس کا خوف بڑھے گا

☆حق تعالیٰ نے تو اپنے پیغمبر ﷺ کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اپنے متبع مسلمانوں کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کی زبان پر ہی رہے گا نہ حلق سے نیچے اترے گا اور نہ قلب تک اس کا اثر پہنچے گا لوگوں سے کہیں گے کہ ہم قاری ہیں ہم عالم ہیں ہمارے برابر دوسرا نہیں سن لو یہ لوگ دوزخ کا ایندھن ہونگے سلف صالحین کے حالات دیکھو ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ نماز میں امام بنے اور سلام پھیر کر کہنے لگے کہ صاحبو اپنے لیے کوئی دوسرا امام تلاش کر لو یا علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیا کرو میں امامت کے لائق نہیں ہوں کیونکہ اس وقت میرے نفس میں یہ خطرہ آیا کہ چونکہ میرے برابر ساری جماعت میں کوئی شخص نہ تھا لہٰذا مجھ کو امام تجویز کیا گیا یاد رکھو کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو یہ ضروری نہیں ہے کہ اسکا خاتمہ بخیر ہی ہو جائے اور کیسا ہی جاہل کیوں نہ ہو یہ یقین نہیں ہے کہ اس کا انجام بخیر نہ ہو اور بری حالت میں مرے جب عالم ہو کر اتنا سمجھتے ہو تو پھر تکبر کس بنا پر کرتے ہو کیا علم پر عمل کرنا تم پر فرض نہیں ہے؟

☆ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن عالم لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا

Marfat.com

جائے گا اس کی آنتیں اس کے اردگرد اس طرح گھومتی ہوں گی جس طرح چکی کے گرد گدھا گھومتا ہے یا کولہو کا بیل چکر لگاتا ہے لوگ تعجب کے ساتھ پوچھیں گے کہ آپ یہاں کیسے آئے وہ کہے گا کہ میں اپنے علم پر عمل نہ کرتا تھا دوسروں کو نصیحت کیا کرتا تھا مگر اپنی خبر نہ لیتا تھا دیکھو حق تعالیٰ نے بلعم باعور کو جو بنی اسرائیل کا بڑا زبردست عالم تھا اس کتے کی مثل فرمایا ہے جو زبان باہر نکال دے اور علماء یہود کو گدھا فرمایا ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں اور یہ اسی لیے کہ وہ شہوات نفسانی میں گرفتار تھے تکبر کرتے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے دوسرے کو نصیحت کرتے تھے اور خود غافل تھے۔

☆ دوسرا تکبر کا سبب تقویٰ اور زہد ہے چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ عابد بھی اکثر تکبر کرنے لگتا ہے سو حق تعالیٰ تو قلوب دیکھتا ہے صورت نہیں، بنی اسرائیل میں ایک فاسق شخص ایک عابد کے پاس اسلیئے بیٹھ گیا کہ حق تعالیٰ اس کی برکت سے مجھ پر رحم فرمائے گا عابد اپنے دل میں کہنے لگا مجھے اس سے کیا نسبت کہاں یہ اور کہاں میں اس کے بعد اس کو کہا کہ جاؤ دور ہو جاؤ اسی وقت، اس زمانہ کے پیغمبر پر وحی ہوئی کہ دونوں سے کہیے کہ از سر نو اعمال کریں کہ پہلا کیا کرایا بھلا تھا یا برا تھا دونوں کا ختم کر دیا گیا کہ فاسق کے گناہ معاف ہو گئے اور عابد کی نیکیاں مٹ گئیں اور آئندہ جیسے کریں گے ویسے بھریں گے اسی طرح ایک گستاخ شخص ایک عابد کی گردن پر سجدہ کی حالت میں آ سوار ہوا عابد نے غصہ ہو کر کہا واللہ دفع ہو واللہ تیری کبھی مغفرت نہیں کرے گا اسی وقت الہام ہوا کہ اے متکبر تیری مغفرت کبھی نہ ہو گی کیا میری مغفرت تیرے ہاتھ میں ہے کہ قسم کھا کر پختگی کے ساتھ ہمارے ایک بندہ کو اس سے ناامید بناتا ہے۔

☆ تیسرا سبب نسب پر تکبر ہے کہ اپنے آپ کو شریف اور عالی خاندان سمجھ کر تکبر کرتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے نسب میں غور کرو کہ وہ کیا چیز ہے ظاہر ہے کہ ہر شخص کا نسب اس کے باپ کا ناپاک نطفہ اور ذلیل مٹی ہی تو ہے کہ ہر شخص اسی سے پیدا ہوا ہے پس دوسروں کے خصائل اور غیروں یعنی باپ دادا کی خوبیاں پر ناز کرنا کیسی غلطی کی بات ہے اگر آباؤ اجداد کو بولنا نصیب ہو تو یقیناً وہ بھی کہیں کہ صاحبزادہ دوسروں کے محاسن پر فخر کرنے والا تو کون ہے، تو تو ان کے پیشاب کا کیڑا ہے جنھوں نے قابل فخر کام کیے تھے پس

Marfat.com

پیشاب کے کیڑے اور ناپاک نطفہ کو تو اپنی اصلیت دیکھنی چاہیے نہ کہ آباؤ اجداد کے قابل تعریف اور بہادرانہ کام کہ میرے باپ ایسے بہادر تھے اور دادا ایسے سخی تھے پھر اگر دنیا داروں کے نسب پر تکبر اور فخر کیا جائے تب تو حماقت کا کچھ ٹھکانہ ہی نہیں، کیا خبر ہے کہ وہ نسب کہاں گئے ممکن ہے کہ جہنم کا کوئلہ بن گئے ہوں اور آرزو کرتے ہوں کہ کاش کتے اور سور پیدا ہوتے تاکہ اس مصیبت سے نجات ملتی پس ان کی حالت تو ایسی اندیشہ ناک اور ان کے صاحبزادے دنیا میں ان کی اولاد ہونے پر ناز کریں اور اگر دینداروں کے نسب پر فخر و ناز ہو کہ ہم ایسے شیخ اور ولی کی اولاد میں ہیں تو اس تکبر میں دوسری حماقت ہے کیونکہ ان کو جو کچھ عزت اور شرف حاصل ہوا تھا وہ ان کی دینداری اور تواضع کی بدولت ہوا تھا سو جب وہ اپنی دینداری پر خود ہی متکبر نہ تھے تو ان کی اولاد کس عزت و شرافت پر تکبر کرتی ہے اور دیندار آباؤ اجداد کی تو یہ حالت تھی کہ وہ بعض وقت انجام و خاتمے کے خوف سے لرز اٹھتے اور تمنائیں کیا کرتے تھے کہ کاش گھاس ہوتے کہ کوئی جانور چر لیتا کاش پرند ہوتے کہ کوئی شکاری جانور یا انسان کھا لیتا بھلا جن کو علم و عمل دونوں حاصل تھے وہ تو تکبر سے کوسوں بھاگتے تھے اور تم باوجود دونوں صفتوں سے بے بہرہ ہو محض ان کی اولاد ہو کر نسب پر فخر کرتے اور متکبر بنے جاتے ہو۔

☆ چوتھا سبب مال اور جمال ہے کہ آدمی اپنے مال یا حسن پر فخر کرتا ہے سو ان چیزوں پر بھی تکبر کرنا حماقت ہے بھلا مال جیسی ناپائیدار چیز کہ ڈاکہ پڑ جائے یا جل جائے تو سب جاتا رہے اسی طرح جمال جیسی عارضی چیز کہ مہینے بھر بخار آئے تو سارا حسن و جمال خاک میں مل جائے اور چیچک نکل آئے تو صورت کا روپ بدل جائے فخر کے قابل کس طرح ہو سکتے ہیں حسین صورت اگر اندرونی نجاستوں میں غور کرے تو اپنے ظاہری جمال پر کبھی فخر نہ کرے یاد رکھو کہ جس حسن و جمال کو بناوٹ اور آرائش کی حاجت ہے وہ ہرگز فخر کے قابل نہیں ہے اگر ہر ہفتہ غسل نہ کیا جائے تو دیکھ لو بدن کے رنگ و بو کا کیا حال ہوتا ہے خون، تھوک، پیشاب و پاخانہ جیسی نجاستوں سے سارا بدن بھرا ہوا ہے پھر بھلا نجاست کے ڈھیر اور غلاظت کے کوڑے کو کیا زیبا ہے کہ اپنے آپ کو صاحب جمال سمجھے اور اس پر نازاں اور متکبر ہو (ص ۱۳۰ تبلیغ دین)۔

Marfat.com

تکبر سے حفاظت۔ تکبر کے علاج کیلئے انسان کو اپنے آغاز سے انجام تک کی حقیقت سمجھنے کیلئے روزانہ تھوڑے سے وقت کیلئے سب سے یکسو اور تنہا ہو کر اپنی پیدائش، موجودہ حالت اور انجام تینوں کے بارے میں غور وفکر کرے کہ میری اصل کیا ہے (۱) ناپاک قطرہ سے ابتداء ہوئی اور بنیاد پڑی (۲) ماں کے پیٹ میں ناپاک خون سے پرورش پائی (۳) پیدا ہونے کے بعد ناک کان آنکھ اور منہ میں پیپ (ریشہ) جیسی گندگی بھری ہوتی ہے پیٹ میں کافی مقدار میں بدبودار نجاست بھری ہوتی ہے ذرا بھی ہوا نکلتی ہے تو اتنی بدبودار ہوتی ہے کہ پاس بیٹھنے والوں کو بھی نفرت ہوتی ہے اور خود بھی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے پردہ پوشی فرما رکھی ہے نہ نجاست ظاہر ہوتی ہے نہ ہر وقت بدبو ظاہر ہوتی ہے (۴) پیٹ بھرنے کے بعد اس کے نکالنے کی ضرورت پیش آتی ہے جس کیلئے تنہائی یا لوگوں سے دور جنگل میں جانا پڑتا ہے اگر یہ آسانی سے خارج ہو جائے تو بہتر ورنہ رک جائے اور بند پڑ جائے تو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے (۵) مرنے کے بعد ظاہری جسم بھی سڑ جاتا ہے یہ بھی اللہ کی ستاری ہے کہ جلدی نہا کر خوشبو لگا کر مٹی میں چھپا دینے کا حکم ہے ورنہ اگر یہ جسم دو یا تین دن پڑا رہے تو اس کی بدبو سے پورا محلّہ پریشان ہو جائے اور گھر چھوڑ کر باہر بھاگ جائیں پھر قبر میں جو حالت پیش آتی ہے کہ پیٹ پھٹ کر نجاست باہر نکل آتی ہے آنکھیں بھی نکل کر باہر آجاتی ہیں سارے جسم میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور مٹی ہو کر رہ جاتا ہے۔

☆ الغرض زندہ انسان بھی ایسی چار غلاظتوں کا مجموعہ رہتا ہے جو کپڑے پر لگ جائیں تو کپڑا بھی ناپاک ہو جاتا ہے یعنی خون، پاخانہ، پیشاب اور پیپ (ریشہ) وغیرہ پس انسان کی ابتدا گندے قطرے سے ہے پیدائش کے بعد زندہ انسان چار گندگیوں کا مجموعہ ہے اور انتہا بدبو اور کیڑوں کا پڑنا ہے جس کی وجہ سے انسان سخت قابل نفرت ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اپنے گھر والے اور عزیز و اقارب بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

☆ آدمی جب تک محنت اور کمائی کے قابل ہوتا ہے سب رشتہ دار اس سے محبت کرتے ہیں جیسے ہی بیمار ہو کر وہ محتاج و معذور ہو جاتا ہے تو سب رشتہ دار اس سے تنگ اور بے زار ہو جاتے ہیں اور اسی انتظار میں رہتے ہیں کہ کب یہ ہماری جان چھوڑے اور ہم اس

Marfat.com

کی جائیداراور مال ودولت کا بٹوارہ کرکے وارث بنیں لہٰذا سب رشتوں کا تعلق انسان کے مال وزر سے ہے جیسے ہی وہ کمانے کے قابل نہیں رہتا تو رشتوں کا تعلق بھی برائے نام رہ جاتا ہے یہ تو انسان کی اپنی حقیقت ہے اس پر دوسروں سے زیادتی اور ظلم کرتا ہے غیبت اور حسد کرتا ہے تکبر اور عجب کرتا ہے لہٰذا تو بہت ہی بے وقوف ہے یہ کبھی کبھی تھوڑی دیر کیلئے مراقبہ کرکے سوچ لینا چاہیے کم ازکم بیت الخلا میں ہی اپنی حقیقت کو سوچ لیا کرے وہاں تو کوئی اور کام نہیں ہوتا اور ساری چیز اور حقیقت سامنے ہوتی ہے اس سے تکبر اور عجب کا علاج ہوگا جو تمام برائیوں کی ماں ہے لہٰذا بے وقوف انسان وہ ہے جو ظلم وستم اور رشوت وزیادتی سے مال اکٹھا کرکے دوسروں کی یعنی اولاد ورشتہ داروں کی زندگی بنانے کیلئے اپنی آخرت خراب کرلیتا ہے (ام الامراض)۔

تکبر کا عبرتناک واقعہ۔ شیخ ابوعبداللہ مشہور شیخ المشائخ اندلس کے اکابر اولیاء اللہ میں تھے ہزاروں خانقاہیں ان کے دم سے آباد، ہزاروں مدارس ان کے فیوض سے جاری، ہزاروں شاگرد، ہزاروں مریدین، آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک بتائی جاتی ہے ایک دفعہ بارادہ سفر تشریف لے گئے ہزاروں مشائخ وعلماء ہمرکاب تھے جن میں حضرت جنید بغدادی، حضرت شبلی بھی ہیں، حضرت شبلی کا بیان ہے کہ ہمارا قافلہ نہایت ہی خیرات و برکات کیساتھ چل رہا تھا کہ عیسائیوں کی ایک بستی پر گزر ہوا نماز کا وقت تنگ ہو رہا تھا بستی میں پانی نہ ملا بستی سے باہر ایک کنوئیں پر چند لڑکیاں پانی بھر رہی تھیں حضرت شیخ کی نگاہ ایک لڑکی پر پڑی حضرت کی نگاہ اس پر پڑتے ہی تغیر ہونے لگا حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ شیخ اس سے گفتگو کے بعد سر جھکا کر بیٹھ گئے تین دن کامل گزر گئے کہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ کسی سے بات کرتے ہیں حضرت شبلی کہتے ہیں کہ سب خدام پریشان حال تھے تیسرے دن میں نے جرات کرکے عرض کیا یا شیخ! آپ کے ہزاروں مریدین آپ کی اس حالت سے پریشان ہیں شیخ نے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر کہا میرے عزیزو! میں اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں، پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے اس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آچکی ہے کہ تمام اعضاء جوارح پر اسی کا تسلط ہے اب کسی طرح ممکن نہیں کہ اس سرزمین کو میں چھوڑ دوں حضرت شبلی نے فرمایا کہ "اے میرے سردار! آپ اہل عراق کے پیر ومرشد

Marfat.com

علم وفضل زہد وعبادت میں شہرۂ آفاق ہیں، آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز ہوچکی ہے، خدارا ہمیں اور ان سب کو رسوانہ کیجئے" شیخ نے فرمایا میرے عزیز میرا تمہارا نصیب، تقدیر خداوندی ہوچکی ہے، مجھ سے ولایت کا لباس سلب کرلیا گیا ہے اور ہدایت کی علامات اٹھالی گئیں یہ کہہ کر رونا شروع کیا اور کہا اے میری قوم! قضاوقدر نافذ ہوچکی ہے اب کام میرے بس کا نہیں

☆ حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعہ پر سخت تعجب ہوا اور حسرت سے رونا شروع کیا شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے یہاں تک کہ زمین آنسوؤں سے اُمنڈ آنے والے سیلاب سے تر ہوگئی اس کے بعد ہم مجبور ہوکر اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے جب ہم نے واپس آکر یہ واقعات سنائے تو شیخ کے مریدین میں کہرام مچ گیا، چند آدمی تو اسی وقت غم وحسرت میں عالم آخرت کو سدھار گئے اور باقی لوگ گڑگڑا کر خدائے بے نیاز کی بارگاہ میں دعائیں کرنے لگے کہ اے مقلب القلوب شیخ کو ہدایت کر اور پھر اپنے مرتبہ پر لوٹا دے اس کے بعد تمام خانقاہیں بند ہوگئیں اور ہم ایک سال تک اسی حسرت و افسوس میں شیخ کے فراق میں لوٹتے رہے۔

☆ ایک سال کے بعد جب مریدوں نے ارادہ کیا کہ چل کر شیخ کی خبر لیں کہ کس حال میں ہیں تو ہماری ایک جماعت نے سفر کیا اس گاؤں میں پہنچ کر لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا تو گاؤں والوں نے بتایا کہ وہ جنگل میں سور چرا رہا ہے ہم نے کہا خدا کی پناہ یہ کیا ہوا؟ گاؤں والوں نے بتایا کہ اس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی اس کے باپ نے اس شرط پر منظور کرلیا اور وہ جنگل میں سور چرانے کی خدمت پر ماموررہے ہم یہ سن کر ششدررہ گئے اور غم سے کلیجے پھٹنے لگے آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کا طوفان امنڈنے لگا بمشکل دل تھام کر جنگل میں پہنچے جس میں وہ سور چرا رہے تھے دیکھا تو شیخ کے سر پر نصاریٰ کی ٹوپی اور کمر میں زنار بندھا ہوا ہے اور اس عصا پر ٹیک لگائے ہوئے خنزیروں کے سامنے کھڑے ہیں جس سے وعظ اور خطبہ کے وقت سہارا لیا کرتے تھے جس نے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا شیخ نے ہمیں اپنی طرف آتا دیکھ کر سر جھکا لیا ہم نے قریب پہنچ کر اسلام علیکم کہا شیخ نے کسی قدر دبی آواز سے وعلیکم السلام کہا

Marfat.com

حضرت شبلی نے عرض کیا کہ اے شیخ اس علم وفضل اور حدیث وتفسیر کے ہوتے ہوئے آج تمہارا کیا حال ہے؟ شیخ نے فرمایا میرے بھائیو! میں اپنے اختیار میں نہیں میرے مولیٰ نے مجھے جیسا چاہا ویسا کر دیا اور اس قدر مقرب بنانے کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازہ سے دور پھینک دیا تو پھر اس کی قضاء کو کون ٹالنے والا ہے اے عزیزو! خدائے بے نیاز کے قہر وغضب سے ڈرو اپنے علم وفضل پر مغرور نہ ہو، اس کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا اے میرے مولیٰ! میرا گمان تو تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تو مجھ کو ذلیل وخوار کر کے اپنے دروازہ سے نکال دے گا یہ کہہ کر خدا تعالیٰ سے استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا اور فرمایا اے شبلی! اپنے غیر کو دیکھ کر عبرت حاصل کر، حضرت شبلی نے روتے ہوئے عرض کیا اے ہمارے پرودگار ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استغاثہ کرتے ہیں اور ہر کام میں ہم کو تیرا ہی بھروسہ ہے ہم سے یہ مصیبت دور کر دے کہ تیرے سوا کوئی دفعہ کرنے والا نہیں، خنزیر انکا رونا اور ان کی دردناک آواز سنتے ہی ان کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے رونا اور چلانا شروع کر دیا ادھر شیخ بھی زار وقطار رو رہے تھے۔

☆ حضرت شبلی نے عرض کیا کہ شیخ آپ حافظ قرآن تھے اور قرآن کو ساتوں قراء توں سے پڑھا کرتے تھے اب کوئی اس کی آیت یاد ہے؟ شیخ نے کہا اے عزیز! مجھے قرآن میں دو آیات کے سوا کچھ یاد نہیں رہا ایک تو یہ جس کا مفہوم ہے کہ ”جس کو اللہ ذلیل کرتا ہے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے“ اور دوسری یہ ہے جس کا مفہوم ہے کہ ”جس نے ایمان کے بدلہ میں کفر اختیار کیا تحقیق وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہو گیا“۔ حضرت شبلی نے عرض کیا اے شیخ آپ کو تیس ہزار حدیثیں معہ اسناد کے زبانی یاد تھیں اب ان میں سے بھی کوئی یاد ہے؟ شیخ نے کہا! صرف ایک حدیث یاد ہے جس کا مفہوم ہے کہ ”جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کر ڈالو“۔

☆ حضرت شبلی فرماتے ہیں ہم نے یہ حال دیکھ کر شیخ کو وہیں چھوڑ کر بغداد کا قصد کیا ابھی تین منزل طے کرنے پائے تھے کہ تیسرے روز اچانک شیخ کو اپنے آگے دیکھا کہ ایک نہر سے غسل کر کے نکل رہے ہیں اور باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھتے جاتے ہیں اس وقت ہماری مسرت کا اندازہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کو اس سے پہلے ہماری مصیبت کا اندازہ ہو بعد

Marfat.com

میں شیخ سے ہم نے پوچھا کہ کیا آپ کے اس ابتلاء کا کوئی سبب تھا؟ شیخ نے فرمایا "ہاں جب ہم گاؤں میں اترے اور بت خانوں اور گرجا گھروں پر ہمارا گزر ہوا آتش پرستوں اور صلیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں تکبر اور بڑائی پیدا ہوئی کہ ہم مومن موحد ہیں اور یہ کمبخت کیسے جاہل واحمق ہیں کہ بے حس و بے شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں مجھے اسی وقت ایک غیبی آواز سنائی دی کہ یہ ایمان وتوحید کچھ تمہارا ذاتی کمال نہیں یہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے کیا تم اپنے ایمان کو اپنے اختیار میں سمجھتے ہو؟ اور اگر تم چاہو ہم تمہیں ابھی بتلا دیں اور مجھے اسی وقت یہ احساس ہوا کہ گویا ایک پرندہ میرے قلب سے نکل کر اڑ گیا جو درحقیقت ایمان تھا چنانچہ یہ تکبر ایسی بری بلا ہے کہ شیخ المشائخ تک کو بھی کہاں سے کہاں پہنچا دیا، اللہ تعالیٰ ہی محض اپنے فضل وکرم سے اس مصیبت عظمیٰ سے بچائے آمین (ص۱۲۴ ام الامراض)۔

غصہ۔ کبھی یاد نہیں ہے کہ لوگ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں کیونکہ حالت غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے پس جو کام غصہ کے دوران ہوگا عقل کے خلاف ہوگا یعنی جو بات نہ کہنی تھی وہ منہ سے نکل جاتی ہے اور جو کام نہ کرنا تھا وہ ہاتھ یا زبان سے ہو گیا غصہ اترنے کے بعد جس کا کوئی تدارک نہیں ہوسکتا کبھی کبھی انسان عمر بھر کیلئے صدمہ میں گرفتار ہو جاتا ہے مثلاً بعض اوقات نہ چاہتے ہوئے بھی غصہ میں آکر طلاق دے دینا اور زندگی بھر کیلئے رفیقہ حیات سے جدائی کے صدمہ سے دوچار ہو جاتا ہے غصہ آگ کا شعلہ ہے اس کا زور توڑنا ضروری ہے غصہ کے جوش کے وقت ضبط سے کام لے کر اس کو پی جاؤ (ص۳۵ جزاء الاعمال) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے پچھاڑنے سے آدمی پہلوان نہیں ہوتا بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو پچھاڑے (ص۱۰۰ تبلیغ دین)۔ جیسا کہ بہادر شاہ ظفر نے کہا ہے۔

– ظفر آدمی نہ اسے جانیے گا چاہے کتنا ہی ہو صاحب فہم وذکاء :
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہے جسے طیش میں خوف خدا نہ رہے

غصہ پی جانے کے فضائل۔ غصہ کے بارے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو لازم ہے کہ وہ خاموش ہو جائے وہ آدمی طاقتور نہیں ہے جو

Marfat.com

لوگوں کو دبا تا ہے بلکہ وہ آدمی طاقتور ہے جو غصہ کو پی جائے اور آپنے نفس کو دبا سکتا ہو رضائے الٰہی کیلئے غصہ کے گھونٹ پی جانے سے بہتر کوئی گھونٹ نہیں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب غصہ آئے تو وضو کر لینا چاہیے۔

☆ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص غصہ کو پی جائے حالانکہ وہ غصہ کے تقاضا کو پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو پھر بھی جس پر غصہ ہو، اسے کوئی سزا نہ دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق میں سے اس کو بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ حوران جنت میں سے جس حور کو چاہے اپنے لیے پسند کر لے (ص ۱۴۴۳ اسوہ رسول اکرم)۔

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک دفعہ ایک مدہوش آدمی کو دیکھا اور ارادہ کیا کہ پکڑ کر نشہ پینے کی سزا دیں اس شخص نے آپ کو گالی دے دی آپ نے چھوڑ دیا عرض کیا گیا امیر المومنین کیا وجہ ہے کہ اس نے گالی دی اور آپ نے چھوڑ دیا فرمایا اس کی گالی پر مجھے غصہ آ گیا تھا اب اگر میں اسے سزا دونگا تو میرے ذاتی غصہ کا دخل بھی اس میں شامل ہو گیا اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کسی مسلمان کو اپنے ذاتی غصہ کیوجہ سے سزا دوں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ایک شخص نے برا بھلا کہا حضور ﷺ تشریف فرما تھے چپ رہے حضرت ابو بکرؓ بھی چپ رہے جب وہ آدمی خاموش نہ ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے جواب دینا شروع کر دیا اور نبی کریم ﷺ اٹھ کر چل دیئے حضرت ابو بکرؓ نے پیچھے سے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس شخص نے مجھے برا بھلا کہا اور آپؐ خاموشی سے بیٹھے رہے جب میں نے کچھ کہنا شروع کیا تو آپؐ اٹھ کر چل دیئے حضورؐ نے ارشاد فرمایا تو چپ تھا تو فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا تھا اور جب تو نے بولنا شروع کیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آبیٹھا اور مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ میں کسی مجلس میں شیطان کا ہم نشین بنوں (ص ۲۲۴ تنبیہ الغافلین)۔

☆ حضرت علیؓ نے عمر نامی ایک شخص کو جہاد میں پچھاڑا، اس کے سینے پر بیٹھے اور اسے مارنے کی فکر میں تھے کہ اس نے حضرت علیؓ کے منہ پر تھوکا، حضرت علیؓ اس کے سینے سے اٹھ کھڑے ہوئے، مد مقابل کو حیرانی ہوئی کہ قابو کیئے ہوئے دشمن کو یوں آسانی سے چھوڑ دینا سمجھ میں نہیں آتا، فرمایا پہلے اللہ کیلئے مارنا چاہتا تھا لیکن تھوکنے کے بعد میرا ذاتی

Marfat.com

غصہ بھی شامل ہوا اسلئے وہ پہلے والا اخلاص باقی نہ رہا (ص ۲۲ دعوت الی اللہ کا طریق کار)۔

☆ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کو اپنے بی بی بچوں یا ایسے لوگوں پر غصہ آئے جن پر اپنا غصہ جاری کر سکتا ہو اور سزا دے سکتا ہو اور وہ اس کو ضبط کر جائے اور تحمل سے کام لے تو حق تعالیٰ اس کا قلب امن اور ایمان سے لبریز فرما دیگا۔ (ص ۱۰۲ تبلیغ دین)۔

☆ حضرت علی بن حسین کی باندی انکو وضو کرا رہی تھی کہ لوٹا ہاتھ سے گر گیا جس سے انکا منہ زخمی ہو گیا انہوں نے تیز نگاہوں سے باندی کو دیکھا پھر اپنا غصہ پی کر باندی سے فرمایا کہ اللہ تجھے معاف کرے اور اسکو آزاد کر دیا ایک مرتبہ ایک مہمان کیلئے ان کا غلام گرم گرم گوشت کا بھرا ہوا پیالہ لا رہا تھا وہ ان کے چھوٹے بچے کے سر پر گر گیا اور وہ مر گیا آپ نے غلام سے فرمایا تو آزاد ہے اور خود بچے کی تجہیز و تکفین میں لگ گئے

☆ امام شافعی کا ارشاد ہے کہ جس کو غصہ کی بات پر غصہ نہ آئے وہ گدھا ہے اور جو راضی کرنے پر راضی نہ ہو وہ شیطان ہے (ص ۲۹ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ حضرت لقمان علیہ السلام سے منقول ہے کہ اے بیٹے تین شخص تین موقعوں پر پرکھے جاتے ہیں حکیم و بردبار آدمی غصہ کے وقت، بہادر آدمی لڑائی کے وقت، اور بھائی احتیاج کے وقت، کہتے کہ ایک تابعی کی ایک آدمی نے اس کے سامنے تعریف کی یہ کہنے لگے اللہ کے بندے تو نے میری تعریف کس وجہ سے کی ہے کیا تو نے مجھے غصہ کی حالت میں بردبار پایا ہے کہنے لگا نہیں، کیا تو نے کسی سفر میں میرا تجربہ کیا ہے اور مجھے اچھے اخلاق والا دیکھا ہے وہ بولا نہیں، کہنے لگے تو کیا پھر کوئی امانت رکھ کر میرا تجربہ کیا ہے اور مجھے امین پایا ہے وہ بولا نہیں، فرمانے لگے پھر تو بہت افسوس کی بات ہے کسی شخص کو دوسرے کی تعریف اس وقت تک زیبا نہیں دیتی جب تک ان باتوں میں پرکھ نہ لے۔ (ص ۲۴۳ تنبیہ الغافلین)

غصہ کا علاج۔ غصہ کا علاج دو قسم کا ہے ایک علمی علاج، اور دوسرا عملی علاج ہے، غصہ کا علمی علاج یہ ہے کہ غصہ جس بات پر آتا ہے وہ بات امر الٰہی سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ خدا کے حکم کے بغیر پتا اور ذرہ نہیں ہل سکتا پھر تم کون ہوتے ہو کہ امر الٰہی والی بات پر غصہ کرو اور اس کو ناگوار سمجھو۔ ☆ عملی علاج یہ ہے کہ جب غصہ آئے تو آعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

Marfat.com

پڑھو کیونکہ غصہ شیطانی اثر ہے اور شیطان کے شر سے جب پناہ مانگی جائے تو اثر زائل ہو جاتا ہے نیز اپنی حالت بدل دو اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ اگر اس سے بھی غصہ ٹھنڈا نہ ہو تو وضو کر لو (ص۱۰۲ تبلیغ دین)

غیر محرم مرد وعورت سے اختلاط۔ غیر محرم عورت یا مرد سے اختلاط یا کسی قسم کا تعلق رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کیلئے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کیلئے اس کے خوش کرنے کیلئے وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا درحقیقت اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطہ تحریر سے خارج ہیں زنا جیسے گناہ اور بعد ازاں اس کیوجہ سے دشمنیاں اور قتل و غارت اور دیگر فسادات کی بنیاد یہی چیز ہے (ص۳۵ جزاء الاعمال)۔

☆ حضرت اُم سلمیٰؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں حضرت میمونہؓ بھی آپؐ کے پاس تھیں اچانک نابینا صحابی ام مکتومؓ آ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا پردہ کر لو ام سلمیٰؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہے وہ ہمیں دیکھ نہیں سکتے حضورؐ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔

مشتبہ یا حرام رزق۔ مشتبہ یا حرام مال کھانے سے تمام ظلمات اور کدورت نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں کیونکہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضاء میں پھیلتی ہے پس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام اعضاء میں پیدا ہوگا اور ویسے ہی افعال ان سے سرزد ہونگے (ص۳۵ جزاء الاعمال)

☆ جہاں کہیں عبادت کا حکم ہوا ہے اس کے ساتھ رزق حلال کھانے کا بھی حکم ہوا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پاک چیز کھایا کرو اور نیک کام کرو لہٰذا رزق حلال کمانا عین عبادت ہے عیال دار آدمی کو محنت مزدوری کرنا اور حلال معاش سے بال بچوں اور متعلقین کا پیٹ بھرنا عبادت بدنی سے افضل ہے۔ (ص۸۷ تبلیغ دین)

☆ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ "ایمان لانے اور نماز پڑھنے کی فرضیت کے بعد رزق حلال کی تلاش فرض ہے" حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ "اگر تم نمازیں پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزے رکھتے رکھتے تانت کی طرح دبلے بھی ہو جاؤ تو بغیر تقویٰ اختیار کیے اور مال حرام سے بچے، کچھ بھی قبول نہ ہوگا" رزق حرام کھا کر

Marfat.com

عبادت کرنا ایسا بیکار ہے جیسا گوبر پر مکان تعمیر کرنا (ص ۱۷۱ تبلیغ دین)۔

☆ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ حلال وحرام جب مل جاتے ہیں تو حرام ہمیشہ غالب رہتا ہے چاہے کم ہی کیوں نہ ہو جیسے ایک بالٹی دودھ میں چند قطرے پیشاب کے پڑ جانے سے سارا دودھ خراب ہو جاتا ہے اسی طرح سو روپے میں سے ڈھائی روپے زکواۃ دینے کے بعد ساڑھے ستانوے روپے طیب مال ہوتا ہے ورنہ سارے کے سارے سو روپے ناجائز و مشکوک مال ہوگا۔

☆ حضرت ذوالنون مصری ایک مرتبہ جیل خانہ میں قید تھے کسی نیک عورت نے ان کو بھوکا پا کر اپنی حلال معاش میں سے کچھ کھانا پکایا اور درو غہ جیل کے ہاتھ ان تک پہنچایا مگر شیخ نے قبول نہ کیا اور یہ کہہ کر اس کو واپس کر دیا کہ کھانا اگرچہ حلال ہے لیکن طباق نجس ہے طباق سے مراد جیل کے دروغہ کا ہاتھ ہے کہ وہ ظالم ہے اور ظالم کا ہاتھ لگنے کیوجہ سے کھانا اس قابل نہ رہا کہ میں اس کو کھالوں (ص ۱۷۱ تبلیغ دین)۔

☆ حضرت بشیر حافی ان نہروں کا پانی بھی نہ پیتے تھے جن کو ظالم بادشاہوں نے کھدوایا تھا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نے بکری کا گوشت کھانا اسلیئے ترک کر دیا تھا کہ کوفہ میں کسی شخص کی بکری گم ہوگئی تھی اور معلوم نہیں تھا کہ گوشت اس بکری کا ہے یا کسی اور بکری کا ہے۔

☆ حضرت عمر فاروقؓ اس حد تک مشکوک مال سے پرہیز اور تقویٰ کا اہتمام کرتے تھے کہ ایک مرتبہ شاہ روم کا قاصد ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عمرؓ کی بیوی حضرت عاتکہؓ نے ایک درہم کا عطر خرید کر شاہ روم کی بیوی کیلیئے بطور ہدیہ قاصد کے ہاتھ بھجوادیا جواب میں شاہ روم کی بیوی نے کئی شیشیاں موتیوں کی بھر کر حضرت عمرؓ کی بیوی کیلیئے ہدیہ بھجوایا وہ ان موتیوں کو نکال کر دیکھ رہی تھیں کہ حضرت عمرؓ گھر تشریف لائے انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے ان کی بیوی نے عرض کیا کہ میں نے ایک درہم کا عطر شاہ روم کی بیوی کو ہدیہ بھیجا تھا اس نے جواب میں مجھے یہ سارے موتی ہدیہ بھجوائے ہیں حضرت عمرؓ نے وہ سارے موتی لے کر بازار میں بیچ دیئے ایک درہم اپنی بیوی کو دے دیا اور باقی ساری رقم بیت المال میں جمع کروادی حضرت عاتکہؓ نے عرض کیا کہ یہ تو شاہ روم کی بیوی نے میرے

Marfat.com

ہدیہ کے جواب میں مجھے ہدیہ بھیجے تھے آپ یہ بیت المال میں کیوں جمع کروا رہے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں خلیفۃ المسلمین نہ ہوتا اور تو میری بیوی نہ ہوتی تو کیا تجھے ذاتی حیثیت میں یہ ہدیہ بھیجا جاتا؟ لہٰذا اس ہدیہ پر پوری قوم کا حق ہے اسلئے بیت المال میں جمع کروادیا ہے (بیان مولانا احسان الحق رائے ونڈ)۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک گھوڑا خرید کر سرکاری چراگاہ میں چھوڑ دیا جب وہ خوب موٹا ہو گیا تو ایک روز حضرت عمرؓ نے گھوڑے کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کس کا ہے ان کو بتایا گیا کہ یہ آپکے بیٹے حضرت عبداللہؓ کا ہے انہوں نے اسے خرید کر سرکاری چراگاہ میں چھوڑ دیا تھا تاکہ خوب موٹا ہو جائے تو پھر بیچ دونگا حضرت عمرؓ نے گھوڑا کو بازار میں بیچ کر جتنی قیمت کا حضرت عبداللہؓ نے خریدا تھا وہ ان کو واپس کر دی اور باقی رقم بیت المال میں جمع کروادی۔

☆ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک مرتبہ بحرین سے مشک آیا ارشاد فرمایا کہ کوئی اس کو تول کر مسلمانوں میں تقسیم کر دے آپکی اہلیہ حضرت عاتکہؓ نے کہا کہ میں تول دیتی ہوں آپ نے سن کر سکوت فرمایا تھوڑی دیر میں پھر یہی ارشاد فرمایا کہ کوئی اس کو تول دیتا تاکہ میں تقسیم کر دیتا آپکی اہلیہ نے پھر یہی عرض کیا آپ نے پھر سکوت فرمایا تیسری دفعہ ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو اس کو اپنے ہاتھ سے ترازو میں رکھے اور پھر ان ہاتھوں کو اپنے بدن پر پھیرے اور اتنی مقدار کی زیادتی مجھ کو حاصل ہو یہ کمال احتیاط تھی ورنہ جو بھی تولے گا اس کے ہاتھ کو تو لگے گا مگر پھر بھی حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی کیلئے گوارا نہ کیا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں مشک تولا جا رہا تھا تو انہوں نے اپنی ناک بند فرمالی اور ارشاد فرمایا کہ مشک کا نفع تو خوشبو ہی سونگھنا ہے (ص ۶۱ حکایات صحابہ)۔

☆ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ صدقہ کا دودھ نوش فرمایا کہ اس کا مزہ کچھ عجیب سا معلوم ہوا جن صاحب نے پلایا تھا ان سے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کیسا ہے اور کہاں سے آیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ فلاں جنگل میں صدقہ کے اونٹ چر رہے تھے میں گیا تو ان لوگوں نے دودھ نکالا جس میں سے مجھے بھی دیا حضرت عمرؓ نے منہ میں ہاتھ ڈالا اور سارے کا سارا قے کر دیا ان حضرات کو اس کا ہمیشہ فکر رہتا تھا کہ مشتبہ مال بھی بدن کا جزو نہ

Marfat.com

بن جائے (ص ۵۸ حکایات صحابہ)۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ بیت المال میں سے کچھ لوں مگر عمرؓ نے نہ مانا کہ دقت ہوگی اور تمہاری تجارت کی مشغولی سے مسلمانوں کا حرج ہوگا اس مجبوری سے مجھے لینا پڑا اس لیے اب میرا فلاں باغ اس کے عوض میں دے دیا جائے جب حضرت ابوبکرؓ کا وصال ہوگیا تو حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس آدمی بھیجا اور والد کی وصیت کے موافق وہ باغ دے دیا حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے باپ پر رحم فرمائے انہوں نے یہ چاہا کہ کسی کو لب کشائی کا موقع ہی نہ دیں

☆ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ خود پاک ہیں اور پاک مال ہی قبول کرتے ہیں چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے "اے رسولو! پاک چیزوں کو کھاؤ اور نیک عمل کرو میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں" دوسری جگہ ارشاد ہے "ہمارے دیے ہوئے پاک رزق میں سے کھاؤ" اس کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بکھرے ہوئے بالوں والا اور غبار آلود کپڑوں والا دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے اے اللہ! اے اللہ! لیکن کھانا بھی اس کا حرام ہے اور پینا بھی حرام ہے لباس بھی حرام ہے ہمیشہ حرام کھایا تو اس کی دعا کہاں قبول ہوسکتی ہے ایک حدیث میں ہے جو آدمی دس درہم کا کپڑا خریدے اور ان میں ایک درم ناجائز آمدنی کا ہو تو جب تک وہ کپڑا جسم پر رہیگا اس کی نماز قبول نہ ہوگی لوگوں کو ہمیشہ یہ سوچ رہتا ہے کہ مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں لیکن حالات کا اندازہ اس حدیث سے کیا جاسکتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول ہوں ان کو بہت ضروری ہے کہ حرام مال سے پرہیز کریں اور ایسا کون ہے جو یہ چاہتا ہے کہ میری دعا قبول نہ ہو (ص ۶۰ حکایات صحابہ)۔

☆ کچھ لوگ حیلہ بازی سے زکوٰۃ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں مثلاً یہ حیلہ کہ سال ختم ہونے سے پہلے اپنا تمام مال اپنی بیوی کے نام اور بیوی کا تمام مال اپنے نام منتقل کرلیا کہ چونکہ مملوکہ مال پورا سال اپنی ملک میں نہیں رہا اسلئے زکواۃ واجب نہیں ہوئی اس قسم کا حیلہ کبھی مت اختیار کرنا تم کو چونکہ اپنا معاملہ اپنے پروردگار سے رکھنا ہے اور وہ دلوں

Marfat.com

کے حالات سے خوب واقف ہے اسلئے یہ مکروفریب آخرت میں کام نہ آئیگا (ص ۴۹ تبلیغ دین)۔

مشتبہ رزق کی جائز صورتیں۔ جب حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے بین بین کی چیزیں مشتبہ کہلاتی ہیں لہٰذا جو مال شرعاً حلال ہے اور اس کے حرام اور نجس ہونے کا کوئی ظاہری سبب تم کو معلوم نہیں ہے اس کو حلال سمجھ کر استعمال کرنا جائز ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مشرک آدمی کے مشکیزہ سے اور حضرت عمرؓ نے عیسائی عورت کے گھڑے سے وضو کیا اور اگر پیاس ہوتی تو پی بھی لیتے اس سے معلوم ہوا کہ خواہ مخواہ وہم کرنا کہ خدا جانے یہ چیز پاک ہے یا ناپاک ہے جائز نہیں ہے امام غزالی فرماتے ہیں اگر کسی کے پاس غالب حصہ حلال آمدنی کا ہے اور کم حصہ حرام آمدنی کا تو اس کا کھانا بھی حلال ہے البتہ اگر نہ کھاؤ تو تقویٰ ہے (ص ۴۷ تبلیغ دین)۔

☆ سورہ البقرہ کی آیت ۱۷۳ میں حرام چیز استعمال کرنے کی اجازت تین شرطوں کیساتھ دی گئی ہے ایک یہ کہ واقعی مجبوری کی حالت ہو مثلاً بھوک یا پیاس سے جان پر بن گئی ہو یا بیماری کیوجہ سے جان کا خطرہ ہو دوسرے یہ کہ خدا کے قانوں کو توڑنے کی خواہش دل میں موجود نہ ہو تیسرے یہ کہ ضرورت کی حد سے تجاوز نہ کیا جائے مثلاً حرام چیز کے چند لقمے تا چند قطرے یا چند گھونٹ اگر جان بچا سکتے ہوں تو اس سے زیادہ اس چیز کا استعمال نہ ہونے پائے۔

☆ رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ کرام سفر میں بازار سے تمام ضروریات کی چیزیں خریدتے اور کھاتے تھے حالانکہ یہ بھی جانتے تھے کہ سود اور لوٹ مار اور مال غنیمت میں خیانت کیے ہوئے مال بھی بازاروں ہی میں فروخت ہوتے تھے مگر ان توہمات کی طرف کبھی توجہ نہ فرمائی لہٰذا ہم بھی بازار کی چیزیں حرام نہ سمجھیں البتہ ناجائز اور حرام طریقہ سے حاصل کی ہوئی چیزیں کسی بازار میں بکثرت فروخت ہونے لگیں تو اس وقت تحقیق حال کے بغیر خریدنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے (ص ۵۰ تبلیغ دین)

☆ حضرت شیخ ابن المبارک کے کارندہ متعینہ بصرہ نے بذریعہ خط کے ان سے دریافت کیا تھا کہ جو شخص ظالم بادشاہ سے دادورسد رکھتا ہو اس سے لین دین کا معاملہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو شیخ نے لکھا کہ اگر اس شخص کا اس کے علاوہ اور بھی کوئی ذریعہ کسب ہو تو

Marfat.com

اس سے معاملہ کرنا جائز ہے ورنہ ناجائز ہے غرض دنیا میں چھ قسم کے آدمی ہیں اور ہر ایک کے ساتھ معاملہ کا جدا حکم ہے جن کو ہم نمبروار بیان کرتے ہیں،

پہلی قسم وہ آدمی جن کی صورت کسب اور دینداری اور بددینی کا حال کچھ بھی معلوم نہیں ہے ایسے لوگوں کا دیا ہوا مال حلال ہے اور اس سے پرہیز کرنا ضروری نہیں البتہ احتیاط کے خیال سے نہ کھایا جائے تو تقویٰ میں داخل ہے۔

دوسری قسم وہ صلحا جن کی دینداری کھلی ہوئی اور کمائی کا مشروع طریقہ ظاہر ہے ان کے مال میں شبہ کرنا وسوسہ شیطانی ہے بلکہ اگر ان کو اس کے پرہیز کرنے سے رنج ہو تو ایسا تقویٰ بھی حرام اور معصیت ہے۔

تیسری قسم وہ لوگ جن کا سارا مال یا نصف سے زیادہ مال ظلماً یا سُود یا شراب کی بیع وشراء سے حاصل ہوا ہے ان کا دیا ہوا مال یقیناً حرام ہے اور اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

چوتھی قسم وہ لوگ جن کا نصف سے کم مال حرام کے ذریعہ سے کمایا ہوا ہے اور تمہیں معلوم بھی ہے کہ زیادہ مقدار کسب حلال کی ہے مثلاً دو ذریعہ تو حلال کے ہیں ایک یہ کہ وہ کوئی مشروع تجارت کرتا ہے اور دوسرا یہ کہ ترکہ میں کچھ جائیداد پائے ہوئے ہے جس کی آمدنی اس کو ملتی ہے اور ایک ذریعہ حرام ہے مثلاً ظالم بادشاہ کا نوکر ہے اور تنخواہ لیتا ہے مگر اس ایک ذریعہ کی نسبت ان دو ذریعوں کی آمدنی زیادہ ہے تو چونکہ اس کے پاس زیادہ مال حلال ہے اس لیے کثرت کا اعتبار کیا جائے گا اور اس کے دیے ہوئے مال کو حلال ہی سمجھا جائے گا البتہ اس سے پرہیز کرنا تقویٰ میں شمار ہوگا۔

پانچویں قسم وہ لوگ ہیں جن کے کسب کا ذریعہ اگرچہ معلوم نہیں ہے مگر ظلم وتعدی کی علامتیں ان پر نمایا ہیں مثلاً جابر حکام کی سی شکل ولباس اور وضع اختیار کیے ہوئے ہیں تو چونکہ یہ ظاہری حالت یوں بتا رہی ہے کہ ان کا مال بھی ظلماً ہی حاصل ہوا ہوگا لہٰذا اس سے احتیاط کرنی چاہیے اور اس کو تفتیش کیے بغیر حلال نہ سمجھو۔

چھٹی قسم وہ لوگ ہیں جن پر علامت ظلم تو کوئی نمودار نہیں ہے البتہ فسق وفجور کے آثار نمایاں ہیں مثلاً ڈاڑھی منڈی ہوئی ہے یا مونچھیں بڑھی ہوئی ہیں یا فحش بک رہا ہے اور گالیاں دے رہا ہے یا اجنبی عورت کی طرف دیکھ رہا ہے یا اس سے باتیں کر رہا ہے تو اگرچہ

Marfat.com

یہ فعل سب حرام ہیں مگر مال کے حاصل کرنے میں چونکہ ان کو کچھ دخل نہیں لہٰذا مال کو حرام نہیں سمجھا جائے گا پس اگر تم کو معلوم ہو کہ یہ مال اس نے ترکہ پدری میں پایا ہے یا کسی حلال ذریعہ سے کمایا ہے تو اس کو حلال سمجھو، دیکھو رسول اللہ ﷺ نے مشرک کے پانی کو نجس نہیں سمجھا پس جب مجوسیت اور نصرانیت کے سبب پانی مشتبہ یا ناپاک نہیں ہوا تو مسلمان کا مال محض اس کے فسق و فجور کی وجہ سے کیسے ناپاک ہوسکتا ہے البتہ اگر اس کے مال کا حلال ذریعہ کسب بھی تم کو معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں اس مال کے استعمال میں تامل اور احتیاط کرنے کی ضرورت ہے (ص ۴۷ تبلیغ دین)۔

☆ اپنے دل سے بھی فتویٰ لے لو اور جس مال سے دل کھٹکے اس کا ہرگز استعمال نہ کرو لیکن یہ ضرور دیکھ لو کہ دل کے تقویٰ پر عمل کرنے سے اس شخص کو رنج تو نہ ہوگا پس اگر رنج کا اندیشہ ہو تو ایسا تقویٰ کرنا بھی جائز نہیں ہے مثلاً کسی نامعلوم الحال مسلمان نے کوئی چیز ہدیہ تمہیں دی یا تمہاری دعوت کی اور تم نے تقویٰ کی بنیاد پر اس کے مال کی تفتیش شروع کردی اور اس کو خبر ہوگئی تو اس کو ضرور رنج ہوگا تو مسلمانوں کو رنج پہنچانے کے علاوہ اور مسلمانوں کے ساتھ بدگمانی رکھنے اور بعض دفعہ غیبت اور تہمت میں مبتلا ہونے کا بھی اندیشہ ہے اور یہ سب حرام ہیں اور تقویٰ کا چھوڑنا حرام نہیں پس ایسے موقع پر اس مسلمان کا دل خوش کرنا واجب ہے لہٰذا ایسی حالت میں تقویٰ جو ایک مسلمان کو رنج پہنچانے کا سبب ہو اختیار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی باندی حضرت بریرہؓ کا وہ کھانا جو کسی مسلمان نے ان کو صدقہ دیا تھا بے تامل کھالیا اور صدقہ دینے والے کے مال اور حال کا تجسس نہ فرمایا (ص ۵۰ تبلیغ دین)۔

جھوٹ ۔ جھوٹ کے بارے میں نبی ﷺ کو بری عادتوں میں جھوٹ بہت ناگوار ہوتا تھا حضورؐ نے صحابہ اکرامؓ سے تین دفع ارشاد فرمایا کہ میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور معاملات میں جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا۔ (اسوہ رسول اکرمؐ ۳۴۵)

☆ حضرت صفوانؓ بن سلیم فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مؤمن بزدل بھی ہوسکتا ہے فرمایا ہاں ہوسکتا ہے، پھر عرض کیا گیا مومن بخیل بھی ہوسکتا

Marfat.com

ہے فرمایا ہاں ہوسکتا ہے، پھر عرض کیا گیا کہ مومن جھوٹا بھی ہوسکتا ہے ارشاد فرمایا نہیں، مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا حضرت لقمانؑ سے پوچھا گیا کہ آپ اس مقام تک کیسے پہنچے فرمایا صدقِ کلام، امانت کی ادائیگی اور لایعنی وفضول گوئی سے پرہیز کرنے کی وجہ سے۔

(ص ۷۷ اتنبیہ الغافلین)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کیوجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

(ص ۳۴۵ ۱ اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ آدمی جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ اس کا عادی ہو جاتا ہے اور خدا کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جھوٹ بولنا مسلمان کی شان نہیں اور ایمان اور جھوت ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔

(ص ۷۸ تبلیغ دین)۔

☆ جھوٹ بولنا منافقت کی قسم ہے کیوں کہ نفاق کی دو قسمیں ہیں (۱) اعتقادی نفاق (۲) عملی نفاق، اعتقادی نفاق یہ ہے کہ لوگ اپنے کو مسلمان ظاہر کریں اور دل میں کفر چھپایا ہوا ہو جیسے منافقین مدینہ عبداللہ بن ابی اور اس کا ٹولہ، عملی نفاق کی تین قسمیں ہیں (۱) جھوٹ بولنا (۲) وعدہ خلافی کرنا (۳) امانت میں خیانت کرنا اور اس کا وقت پر پورا ادا نہ کرنا۔

(اسوۂ رسول اکرمؐ. ۳۴۸)

☆ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ چار صفتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ چاروں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے کوئی ایک صفت ان میں سے پائی جائے تو اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے یہ کہ جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب بولے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو اس کی خلاف ورزی کر جائے اور جب لڑے تو اخلاق و دیانت کی حدیں توڑ ڈالے۔

(اسوۂ رسول اکرمؐ. ۳۴۸)

☆ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولنا مسلمانوں کی شان نہیں اور ایمان اور جھوٹ ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے (یاد رکھو کہ جھوٹ بولنے سے قلب میں کجی آجاتی

Marfat.com

ہے اور خواب بھی سچے نظر نہیں آتے، مذاق میں بھی دوسروں کے ہنسانے کو جھوٹ نہ بولو اور ہمیشہ جھوٹے خیالات اور خطرات سے قلب کو بچائے رکھو) (ص ۸۷ تبلیغ دین)۔

☆ روپیہ کمانے یا عزت وجاہ حاصل کرنے کی غرض سے جھوٹ بولنا ہرگز حلال نہیں ہے کیونکہ اگر مال وجاہ نہ بڑھے تو کوئی نقصان نہیں ہوتا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ سچ سے نفع نہیں ہوتا اور نفع کا حاصل نہ ہونا نقصان نہیں کہلاتا ہے اس باریکی کو لوگ نہیں سمجھتے اور اکثر اس غرض کیلئے جھوٹ بولا کرتے ہیں حالانکہ یہ حرام قطعی ہے اور درحقیقت ان کے دین کی تباہی کا یہی سامان ہے کیونکہ ضرورت اور بے ضرورت میں تمیز نہیں کرتے افسوس کی بات ہے کہ جاہلوں نے خیالی اور فرضی ضرورتوں کو بھی ضرورت سمجھ لیا ہے حالانکہ شرعی اور واقعی ضرورت یعنی جب تک حالت اضطرار اور کسی بڑے نقصان کا غالب گمان نہ ہو اس وقت تک مردار کا کھانا حلال نہیں ہے ایسے ہی جھوٹ بولنا جو شرعاً حرام ہے وہ بھی جائز نہیں ہے (ص ۸۹ تبلیغ دین)۔

جھوٹ کی جائز صورتیں. مصلحت کے تحت جھوٹ بولنے کا جواز ہے البتہ ضرورت کے وقت جھوٹ بولنا بھی جائز ہے بشرطیکہ سچ بولنے سے کسی ایسے گناہ یا نقصان کا اندیشہ ہو جو جھوٹ کے گناہ ونقصان سے زیادہ ہے اس کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں

(i) مثلاً دو مسلمانوں میں صلح کرا دینے یا جہاد میں دشمن کو دھوکہ دینے یا بی بی کو رضا مند اور خوش کرنے کیلئے جھوٹ بول دینے کی حدیث میں اجازت آئی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں میں عداوت اور رنج رہنے سے جو برا نتیجہ پیدا ہوگا وہ جھوٹ کے نقصان سے بڑھا ہوا ہے

(ii) اس طرح جنگ کے راز کا پوشیدہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ اگر دشمن کو اطلاع ہوئی اس کو حملے کا موقع ملے گا اور ہزاروں پاک جانیں تلف ہو جائیں گی اس لیے اصل بات کا ظاہر نہ کرنا اور جھوٹی بات بنا دینا افضل ہوا

(iii) اسطرح خاوند کے بعض اسرار بی بی سے مخفی رہنے کے قابل ہیں پس اگر راست گوئی کے سبب کوئی خیال اس پر ظاہر ہو گیا اور میاں بی بی میں نااتفاقی ہوگئی جو برا اثر پیدا ہوگا اس میں جھوٹ بولنے کی بنسبت زیادہ گناہ ہے پس ایسی صورت میں جھوٹ بولنے

Marfat.com

کی اجازت ایسی ہے جیسے کوئی شخص دو بلاؤں میں مبتلا ہو جائے تو آسان اور ہلکی مصیبت کو ترجیح دے کر اختیار کر لیتا ہے اس کی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کسی شخص کے بھوکا مر جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے مردار بھی حلال ہے

(iv) اسی طرح اپنا یا اپنے مسلمان بھائی کا مال ظالم کے ہاتھ سے بچانے کو یا کسی خفیہ رکھی ہوئی امانت کو محفوظ رکھنے کیلئے دوسروں کے سامنے انکار کر دینا اور جھوٹ بول دینا جائز ہے اور

(v) اپنی معصیت کا انکار کر دینا بھی اسی وجہ سے جائز ہے کہ فسق و فجور کا اعلان حرام ہے یا اپنی بیوی سے یہ کہہ دینا کہ میری دوسری بی بی تمہاری سوکن مجھے تم سے زیادہ پیاری نہیں ہے یہ سب باتیں اسی بناء پر جائز ہیں کہ اس جھوٹ سے ایک ضرر دفع کیا گیا ہے (ص ۸۸ تبلیغ دین)۔

(vi) مزاح و خوش طبعی میں بھی سچ نہ بولنے کا جواز ہے ایک بڑھیا عورت سے رسول اللہ ﷺ نے مزاح کے طور پر یوں فرما دیا تھا کہ بڑھیا جنت میں کبھی نہ جائے گی یہ سن کر بڑھیا رونے لگی کیونکہ جو مطلب ظاہری لفظوں سے سمجھ میں آتا تھا وہ یہی تھا کہ کوئی بڑھیا بھی جنتی نہیں ہے حالانکہ مراد یہ تھی کہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہ جائے گی بلکہ جو بڑھیا بھی جنت میں جائے گی وہ جوان بن کر جائے گی یا مثلاً

(vii) ایک شخص نے رسول مقبول ﷺ سے سواری کیلئے اونٹ مانگا تو آپؐ نے فرمایا کہ اچھا ٹھہرو ہم تمہیں اونٹ کا بچہ دیں گے یہ سن کر سائل نے عرض کیا کہ بچہ لے کر کیا کروں گا اس وقت آپؐ نے تعریض کا مطلب سمجھا دیا کہ میاں بڑا اونٹ بھی تو آخر کسی اونٹ سے ہی پیدا ہوا ہے جس اونٹ سے پیدا ہوا اس کا تو بچہ ہی ہے مثلاً

(viii) ایک شخص سے حضورؐ نے فرمایا کہ تمہاری آنکھ میں سفیدی ہے مگر چونکہ بظاہر یہ مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ پتلی میں عیب اور سفیدی کا مرض ہوتا ہے اسلئے سننے والے کو فکر لاحق ہو کر اچھا خاصا مزاح ہو گیا اس قسم کی تعریضیں بی بی بچوں سے خوش طبعی کے طور پر جائز ہیں

(ix) اسی طرح اگر کوئی شخص کھانا کھانے کی صلاح کرے اور تمہیں باوجود بھوک

Marfat.com

ہونے کے کھانا منظور نہ ہو تو یہ ہرگز نہ کہو کہ مجھے بھوک نہیں ہے کیونکہ جھوٹ ہوگا بلکہ معذرت کر کے یوں کہہ دو کہ میں اس وقت نہ کھاؤں گا آپ نوش فرمائیے وغیرہ۔

(ص ۸۹ تبلیغ دین)

☆ ایک قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سورہ انبیاء میں آیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کی غیر موجودگی میں جبکہ وہ سب میلہ میں گئے ہوئے تھے ان کے بت خانہ میں جا کر سارے بتوں کو کلہاڑے سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا صرف ایک بڑے بت کو چھوڑ دیا اور کلہاڑا اسکے کندھے پر رکھ دیا شاید کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں مشرکین نے آ کر بتوں کا یہ حال دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب کچھ ان کے اس سردار نے کیا ہے ان ہی سے پوچھ لو اس پر وہ بولے کہ تو جانتا ہے کہ یہ بولتے نہیں ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا پھر کیا اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پوج رہے ہو جو نہ تمہیں نفع پہنچانے پر قادر ہیں اور نہ نقصان، حضرت ابراہیم علیہ السلام ان ہی کی زبانی بتوں کی بے بسی اگلوا کر حق کی دعوت کا موقع چاہتے تھے اور فرمایا کہ افسوس تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر پوجا کر رہے ہو کیا تم کچھ بھی عقل نہیں رکھتے یہ قصہ ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت شکنی کے اس فعل کو بڑے بت کی طرف جو منسوب کیا تھا اس سے ان کا مقصد جھوٹ بولنا نہ تھا بلکہ وہ اپنے مخالفین پر حجت قائم کرنا چاہتے تھے یہ بات انہوں نے اسلئے کہی تھی کہ وہ لوگ جواب میں خود اس کا اقرار کریں کہ ان کے یہ معبود بالکل بے بس ہیں اور ان سے کسی فعل کی توقع تک نہیں کی جا سکتی ایسے موقع پر ایک شخص استدلال کی خاطر جو خلاف واقعہ بات کہتا ہے اس کو جھوٹ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ نہ وہ جھوٹ کی نیت سے ایسی بات کہتا ہے اور نہ اس کے مخاطب ہی اسے جھوٹ سمجھتے ہیں کہنے والا اسے حجت قائم کرنے کیلئے کہتا ہے اور سننے والا بھی اسے اسی معنی میں لیتا ہے لہٰذا دین کی خاطر مصلحتاً خلاف واقعہ بات کہنا بھی جائز ہے (سورہ انبیاء ۵۸ تا ۶۷)۔

☆ اسی طرح ایک قصہ حضرت سراقہ بن مالکؓ کا ہے ہجرت کے سفر کے دوران اس نے حضور ﷺ کو راستہ میں پا لیا تھا تین بار حملہ کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار اس کا گھوڑا

Marfat.com

پستلا رہا اور زمین میں دھنستا رہا پھر اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ کا معاملہ غالب آکر رہیگا اس کے بعد سراقہؓ نے قریب آکر نبی کریم ﷺ کو امان کے ساتھ پکارا تو حضور اقدس ﷺ ٹھہر گئے اور اسے امان دے دی سراقہؓ نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپکی قوم نے آپؐ کے بدلے دیت (۱۰۰ اونٹ) کا انعام مقرر کر رکھا ہے جس کیوجہ سے لوگ آپ ﷺ کی تلاش میں سرگرداں ہیں سراقہؓ نے توشہ اور ساز و سامان کی بھی پیش کش کی مگر نبی کریم ﷺ نے اس کا کوئی سامان نہ لیا صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق رازداری برتنا سراقہؓ واپس ہوا تو دیکھا کہ لوگ آنحضرت ﷺ کی تلاش میں سرگرداں پیچھے سے آرہے ہیں سراقہؓ راستہ میں ملنے والے سب لوگوں کو یہ کہہ کر واپس کرتے رہے کہ ادھر سے میں ہو کر آرہا ہوں تمہارا مقصودؐ ادھر نہیں ہے یہاں چونکہ رسول اکرم ﷺ کی جان کی حفاظت کا مسئلہ تھا اس لئے سراقہؓ کا مصلحتاً خلاف واقعہ بات کرنا جائز صورتوں میں سے تھا (الرحیق المختوم ۔۲۳۶)

حسد۔ حسد کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو اللہ نے جو نعمت یا فضیلت یا خوبی عطاء کی ہو اس پر کوئی دوسرا شخص جلے اور یہ چاہے کہ وہ اس سے سلب ہو کر حاسد کو مل جائے یا کم از کم یہ کہ اس سے ضرور چھن جائے البتہ حسد کی تعریف میں یہ بات نہیں آتی کہ کوئی شخص یہ چاہے کہ جو فضل دوسرے کو ملا ہے وہ مجھے بھی مل جائے سورہ الفلق میں حاسد کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ اس حالت میں مانگی گئی ہے جب کہ وہ حسد کرے، یعنی اپنے دل کی آگ بجھانے کیلئے قول یا عمل سے کوئی اقدام کرے کیونکہ جب تک وہ کوئی اقدام نہیں کرتا اس وقت تک اس کا جلنا بجائے خود چاہے برا سہی، مگر محسود کے لئے ایسا شر نہیں بنتا کہ اس سے پناہ مانگی جائے، حسد کرنا حرام ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے پر میری نعمت دیکھ کر حسد کرنے والا پھر گویا میری اس تقسیم سے ناراض ہے جو میں نے اپنے بندوں میں فرمائی ہے۔

حاسد کے شر سے حفاظت کی تدابیر۔ پھر جب ایسا شر کسی حاسد سے ظاہر ہو تو اس سے بچنے کیلئے اولین تدبیر یہ ہے کہ اللہ کی پناہ مانگی جائے اس کیساتھ حاسد کے شر سے امان پانے کیلئے چند چیزیں اور بھی مدگار ہوتی ہیں ایک یہ کہ انسان اللہ پر بھروسہ کرے اور یقین کہ جب تک اللہ نہ چاہے کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

Marfat.com

☆ دوسرے یہ کہ حاسد کی باتوں پر صبر کرے بے صبر ہو کر ایسی باتیں یا کاروائیاں نہ کرنے لگے جن سے وہ خود بھی اخلاقی طور پر حاسد ہی کی سطح پر آجائے۔

☆ تیسرے یہ کہ حاسد خواہ خدا سے بے خوف اور خلق سے بے شرم ہو کر کیسی ہی بیہودہ حرکتیں کرتا رہے محسود بہر حال تقویٰ پر قائم رہے۔

☆ چوتھے یہ کہ اپنے دل کو اس کی فکر سے بالکل فارغ کر لے اور اس کو اس طرح نظر انداز کر دے کہ گویا وہ ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اس کی فکر میں پڑنا حاسد سے مغلوب ہونے کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

☆ پانچویں یہ کہ حاسد کے ساتھ بدی سے پیش آنا تو درکنار، جب کبھی ایسا موقع آئے کہ محسود اس کیساتھ بھلائی اور احسان کا برتاؤ کر سکتا ہو تو ضرور ایسا ہی کرے قطع نظر اس سے کہ حاسد کے دل کی جلن محسود کے اس نیک رویہ سے مٹتی ہے یا نہیں۔

☆ چھٹی یہ کہ محسود توحید کے عقیدے کو ٹھیک ٹھیک سمجھ کر اس پر ثابت قدم رہے کیونکہ جس دل میں توحید بسی ہوئی ہو اس میں خدا کے خوف کیساتھ کسی اور کا خوف جگہ ہی نہیں پا سکتا۔ (تفسیر سورۃ الفلق)

<u>حسد کی وعیدیں</u>۔ فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ حسد سے بچو کیونکہ حسد ہی وہ پہلا گناہ ہے جو آسمان میں اللہ تعالیٰ کی معصیت کا باعث بنا اور یہی وہ پہلا گناہ ہے جو زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا سبب بنا آسمان میں اللہ تعالیٰ کی معصیت سے مراد شیطان کا وہ قصہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ تو نے مجھے آگ اور اسے مٹی سے بنایا ہے یعنی حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا جس کیوجہ سے یہ مردود ہوا اور زمین میں نافرمانی سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا قصہ ہے کہ جس نے اپنے بھائی ہابیل کو حسد کیوجہ سے قتل کر دیا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔

(ص ۲۰۲ تنبیہ الغافلین)

☆ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کینہ اور کھوٹ کو دل سے نکالنا میری سنت ہے لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے دل کو حسد اور کینے سے پاک وصاف کرے کیونکہ یہ بہترین اعمال میں سے ہے۔

Marfat.com

☆ حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کینہ اور حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتے ہیں جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ (تنبیہ الغافلین. ۲۰۰)

حسد کی جائز صورتیں. (۱). اللہ کیلئے ایسے شخص پر حسد جائز ہے جو اللہ کی دی ہوئی نعمت کو ظلم یا معصیت میں خرچ کر رہا ہوں مثلاً مالدار شراب خوری اور زنا کاری میں اڑا رہا ہو لہٰذا ایسے شخص سے مال چھن جانے کی آرزو گناہ نہیں ہے (ص ۱۰۲ تبلیغ دین) (۲). حضرت سالم آپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسد کرنا صرف دو شخصوں پر جائز ہے ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی دولت عطاء فرمائی ہے اور وہ شب و روز اس کی تلاوت کرتا ہے دوسرا وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطاء فرمایا ہے اور وہ رات دن اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے (۳) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو حسد کرے تو ظاہر مت کر یعنی دل میں حسد ہو تو زبان یا عمل سے اس کا اظہار مت کر کیونکہ صرف دل میں خیال پر مواخذہ نہیں ہے (ص ۲۰۳ تنبیہ الغافلین)

بغض و کینہ. بغض و کینہ کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہفتہ میں دو دن دوشنبہ اور پنج شنبہ کو لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو ہر بندہ مومن کی معافی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے سوائے ان دو آدمیوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہیں ان کی معافی نہیں ہوتی جب تک کہ اس کینہ سے باز نہ آ جائیں اور دلوں کو صاف نہ کر لیں،

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو (ص ۱۴۷ اسوہ رسول اکرمؐ)۔

☆ مسلمانوں کو جس رشتے نے ایک دوسرے کے ساتھ جوڑا ہے وہ دراصل ایمان کا رشتہ ہے اگر کسی شخص کے دل میں ایمان کی اہمیت دوسری تمام چیزوں سے بڑھ کر ہو تو لامحالہ وہ ان سب لوگوں کا خیر خواہ ہوگا جو ایمان کے رشتہ سے اس کے بھائی ہیں ان کیلئے بدخواہی اور بغض اور نفرت اس کے دل میں اسی وقت جگہ پا سکتی ہے جبکہ ایمان کی قدر اس کی نگاہ میں گھٹ جائے اور کسی دوسری چیز کو وہ اس سے زیادہ اہمیت دینے لگے لہٰذا یہ

Marfat.com

عین ایمان کا تقاضا ہے کہ ایک مومن کا دل کسی دوسرے مومن کے خلاف نفرت و بغض سے خالی ہو اس معاملہ میں بہترین سبق ایک حدیث سے ملتا ہے جس میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ تین دن مسلسل یہ ہوتا رہا کہ رسول اللہ ﷺ آپنی مجلس میں یہ فرماتے کہ اب تمہارے سامنے ایک ایسا شخص آنے والا ہے جو اہل جنت میں سے ہے اور ہر بار وہ آنے والا شخص انصار میں سے ایک صاحب ہی ہوتے یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کو جستجو پیدا ہوئی کہ آخر یہ کیا عمل ایسا کرتے ہیں جس کی بنا پر حضور ﷺ نے انکے بارے میں بار بار بشارت سنائی ہے چنانچہ وہ ایک بہانہ کر کے تین روز مسلسل ان کے ہاں جا کر رات گزارتے رہے تا کہ ان کی عبادت کا حال دیکھیں مگر ان کی شب گزاری میں کوئی غیر معمولی چیز انکو نظر نہ آئی آخر کار انہوں نے خود ان سے پوچھ لیا کہ بھائی آپ کیا عمل ایسا کرتے ہیں جس کی بنا پر ہم نے حضور ﷺ سے آپ کے بارے میں یہ عظیم بشارت سنی ہے انہوں نے کہا کہ میری عبادت کا حال تو آپ دیکھ ہی چکے ہیں البتہ ایک بات ہے جو شاید اس کی وجہ بنی ہو اور وہ یہ ہے کہ ''میں آپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف بغض نہیں رکھتا اور نہ کسی ایسی بھلائی پر جو اللہ نے اسے عطا کی ہو اس سے حسد کرتا ہوں (تفسیر سورۃ الحشر۔ ۱۰)

زنا: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا، اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا ہاتھ وغیرہ پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ (شہوت سے) وہ خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے۔ (ص ۳۴۳ اُسوہ رسول اکرمؐ)

چغل خوری۔ عبدالرحمٰنؓ بن غنم اور اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اس کے طالب اور ساعی رہتے ہیں کہ اللہ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ سے ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔ (ص ۳۴۵، اسوہ رسول اکرمؐ)

بخل۔ بخل بھی ایک بڑا مہلک مرض ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی دی ہوئی

Marfat.com

نعمت میں بخل کرتے ہیں وہ اس کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے لیے نہایت برا ہے کیونکہ جس میں بخل کریں گے اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالا جائے گا اور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو بچاؤ بخل سے کہ اس نے پہلی امتوں کو ہلاک کر دیا ہے پس مسلمان کو شایان شان نہیں کہ بخل کرے اور جہنم میں جائے اور چونکہ بخل درحقیقت مال کی محبت ہے اور قلب کو دنیا کی طرف متوجہ کر دیتی ہے جس سے اللہ کی محبت کا علاقہ ضعیف و کمزور ہو جاتا ہے اور بخیل مرتے وقت حسرت بھری نظروں سے اپنا جمع کیا ہوا محبوب مال دیکھتا اور جبراً قہراً آخرت کا سفر کرتا ہے اس لیے اس کو خالق جل جلالہ کی ملاقات محبوب نہیں ہوتی اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مرتے وقت اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند نہ کرے وہ جہنمی ہے (تبلیغ دین۔۱۰۷)

☆ حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں نہ جاسکے گا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حرص، بخل اور ایمان کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے (یعنی بخل و کنجوسی اور ایمان کا کوئی جوڑ نہیں ہے) (تبلیغ دین۔۳۳۹)

☆ زندگی میں جو مال آدمی کماتا ہے وہ سارا اپنے لیے نہیں کماتا مال کے اندر تین حصہ دار ہوتے ہیں ایک تقدیر جو مال لے جانے میں کسی چیز کا انتظار نہیں کرتی اچھا یا برا ہر قسم کا لے جاتی ہے مثلاً چوری ڈاکہ اور مختلف حوادث کے ذریعے ضائع کر دیتی ہے، دوسرا وارث جو اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ تو مرے اور تیرا سارا مال لے لیں تیسرا حصہ دار تو خود ہے لہٰذا تو سب سے زیادہ عاجز نہ بن اس مال کو اللہ کے راستہ میں خرچ کر دے تاکہ وہ تیرے لیے جمع رہے اور آخرت کا ذخیرہ بنا رہے ایسا نہ ہو کہ مقدر غالب آجائے اور وہ مال تجھ سے ضائع ہو جائے یا تو مر جائے اور وہ مال دوسروں کے پاس چلا جائے کہ بعد میں کوئی کسی کو نہیں پوچھتا حتیٰ کہ مرنے والوں کے ذمہ اگر قرض ہو تو وہ بھی ادا نہیں کرتے ہیں آل اولاد، بیوی، بچے سب تھوڑے دن رو کر چپ ہو جاتے ہیں ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ مرنے والے کیلئے بھی کچھ صدقہ خیرات کر دیں۔

Marfat.com

☆ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال حالانکہ اس کا مال وہ ہے جو کھالیا اور ختم کر دیا اور جو پہن لیا اور پرانا کر دیا یا اللہ کے راستہ میں خرچ کر کے آخرت کے خزانہ میں جمع کر دیا جو چھوڑ دیا وہ وارث کا مال ہے (ص ۸۱ فضائل اعمال)۔

بخل کا علاج۔ بخل کا علاج علمی بھی ہے اور عملی بھی ہے علمی علاج تو یہ ہے کہ بخل کے نقصانات معلوم کرو کہ آخرت کی تباہی اور دنیا کی بدنامی دونوں اس سے پیدا ہوتی ہیں خوب سمجھ لو کہ مال بخیل کے ساتھ جانے والا نہیں ہے صرف قبر کے گڑھے تک کا دھندا ہے پس دنیا میں انسان کو جو مال دیا گیا ہے تو صرف اس غرض سے دیا گیا ہے کہ وہ اسکو اپنی ضرورتوں میں خرچ کیا کرے سو اگر تم جانور بن کر اس کو اپنی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے میں خرچ کرو گے تو بڑی ضروری نعمت یعنی آخرت کی لذتوں سے محروم ہو گے اور اگر دنیا میں اولاد کے لیے چھوڑ مرو گے تو گویا اولاد کو تو آرام دے جاؤ گے مگر خود خالی ہاتھ چلے جاؤ گے اب تم ہی بتاؤ کہ اس سے زیادہ حماقت کیا ہو سکتی ہے، ذرا غور کرو کہ اگر تمھارے پسماندہ بچے صالح اور نیکوکار اٹھیں گے تو خدا ان کی ضرورتوں کا کفیل نہ ہوگا؟ پھر تمھارے جمع کرنے سے کیا نفع اور اگر خدانخواستہ وہ بدکار ہوئے تو ظاہر ہے کہ یہ تمھارا جمع کیا ہوا مال حق تعالیٰ کی معصیت میں خرچ ہوگا اور اس کا تم پر وبال پڑے گا کہ معصیت کے سبب تم قرار پاؤ گے جوں جوں دوسرے لوگ تمھارے مال سے مزے اڑائیں گے ووں ووں تم پر عذاب بڑھے گا، اس قسم کی باتیں سوچنے اور بخل کے نتائج پر غور کرنے سے امید ہے کہ انشاء اللہ بخل سے نجات مل جائے گی۔ (تبلیغ دین۔ ۱۱۴)

☆ بخل کا عملی علاج یہ ہے کہ نفس پر جبر کرو اور خرچ کرنے کی بہ تکلف عادت ڈالو ضرورتوں کے وقت خرچ کرنے کی خوبی کا تصور باندھ کر اتنا زور ڈالو کہ خرچ کرنے کی رغبت ہونے لگے اور پھر بتدریج برے خیالات اور مذموم اخلاق کو دور کرتے رہو یہاں تک کہ بخل کی جڑ کٹ جائے اور اب مال کا خرچ کرنا خالصاً اللہ کی رضا کے لئے بن جائے۔

(تبلیغ دین۔ ۱۱۴)

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ کی بیوی عبدالملک بن مروان بادشاہ کی بیٹی تھی جس کا نام فاطمہ بنت عبدالملک تھا یہ تین طرف سے شہزادی تھیں باپ بھی خلیفہ، چار بھائی

Marfat.com

بھی خلیفہ، اور خاوند بھی خلیفۃ المسلمین تھے باپ نے بہت سارے زیورات اور جواہرات دیے تھے اور ایک ایسا ہیرہ دیا تھا جس کی نظیر نہیں تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بیوی سے فرمایا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو یا تو وہ زیور سارا مجھے دے دو تا کہ میں اس کو بیت المال میں جمع کروا دوں یا مجھ سے علیحدگی اختیار کر لے مجھے یہ چیز نا گوار ہے کہ میں اور یہ مال ایک گھر میں رہیں بیوی نے کہا یہ مال کیا چیز ہے میں اس سے کئی چند زیادہ پر بھی آپکو نہیں چھوڑ سکتی یہ کہہ کر سب مال خاوند کو دے دیا اور انہوں نے بیت المال میں جمع کروا دیا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب عبدالملک کا بیٹا یزید بادشاہ بنا تو اس نے بہن سے کہا کہ اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تم کو واپس کر دیا جائے اس نے کہا کہ جب میں انکی زندگی میں اس سے خوش نہ رہی تو ان کے مرنے کے بعد ان سے کیسے خوش رہ سکتی ہوں مرض الموت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں سے پوچھا کہ میری اس بیماری کے بارے میں کیا خیال کیا جاتا ہے کسی نے عرض کیا کہ لوگ جادو سمجھ رہے ہیں آپ نے فرمایا نہیں پھر ایک غلام کو بلایا اس سے پوچھا کہ تمہیں زہر دینے پر کس چیز نے اکسایا اس نے کہا سو دینار دیے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا آپ نے فرمایا وہ دینار لے آؤ وہ لایا تو اس کو بیت المال میں جمع کروا دیا اور غلام سے کہا تو کسی ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے انتقال کے وقت مسیلمہ بن عبدالملک جو آپکی بیوی کے بھائی تھے آپکے پاس تھے اس نے عرض کیا کہ آپ نے اولاد کے ساتھ ایسا کیا جیسا کسی نے نہ کیا ہو آپ نے ان کیلئے کوئی درہم اور جائداد نہیں چھوڑی ہے آپکے تیرہ بیٹے تھے جن کیلئے آپ نے کوئی روپیہ پیسہ نہیں چھوڑا تھا آپ نے فرمایا ذرا مجھے بٹھا دو بیٹھ کر فرمایا کہ میں نے ان کا کوئی حق نہیں دبایا اور جو دوسروں کا حق تھا وہ ان کو دیا نہیں پس اگر وہ صالح ہیں تو اللہ تعالیٰ خود انکا کفیل ہے کیونکہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ "وہی متولی ہے صلحاء کا" اور اگر وہ گنہگار ہیں تو ان کی مجھے بھی کچھ پرواہ نہیں ہے یہ تھا یقین، ایمان و اعمال میں کامیابی کا، مال و ملک کے بغیر اور مال و ملک میں ناکامی کا ایمان و اعمال کے بغیر، آپکے اس ایمان و یقین پر اللہ تعالیٰ نے اولاد میں ایسی برکت ڈالی کہ آپکے تیرہ بیٹوں میں سے ایک تو آپکی زندگی میں فوت ہو گیا باقی بارہ بیٹوں میں سے ۹ بیٹے آئندہ حکومت میں تقویٰ کی بنیاد پر گورنر بنے باقی ۳

Marfat.com

بیٹوں نے کاروبار شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسا نوازا کہ ایک مرتبہ جنگ کیلئے حکومت کو چندہ کی ضرورت پڑی تو انہوں نے پانچ پانچ سو گھوڑے بمعہ جنگی ساز وسامان کے دیے۔

(ص ۲۷ فضائل نماز و تاریخ اسلام)

بد نگاہی۔ حضرت بریدہؓ کہتے ہیں حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علیؓ کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو۔ دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو، پہلی نگاہ تو تمہاری ہے، مگر دوسری نگاہ تمہاری نظر نہیں، بلکہ شیطان کی ہے۔ (ص ۳۴۹، اسوہ رسول اکرمؐ)

☆ حضرت ابوموسیٰ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو آنکھ کسی اجنبی مرد یا عورت کو (شہوت سے) دیکھتی ہے وہ زانیہ ہے اور عورت خوشبو مل کر جب کسی مجلس میں گزرتی ہے تو وہ بھی ایسی ویسی (زانیہ) ہے (ص ۳۰۹ تبلیغ دین)۔

☆ حضورؐ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے جیسا شرمگاہ زنا کرتی ہے اور اگر آدمی آنکھ بند کر کے اس پر بھی قدرت پالے تب بھی جس کو دیکھا جاچکا ہے اس کا خیال تو دل میں آتا ہی رہے گا اور شہوت کے خیالات حق تعالیٰ سے مناجات کی لذت کو کھو دیتے ہیں اور بسا اوقات یہ فاسد خیالات نماز میں بھی آجاتے ہیں۔

(ص ۵۶۶ فضائل صدقات حصہ اول)

☆ مولانا عبدالرحمان اشرفی نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی زندگی میں کچھ مواقع ایسے آتے ہیں جو اسکے پچھلے سارے گناہوں کے معاف ہونے کا سبب بن جاتے ہیں ان میں ایک موقع یہ ہے کہ جب آدمی جارہا ہوتا ہے راستہ میں کوئی غیر محرم عورت نظر آجاتی ہے پہلی نظر تو سہواً اس پر پڑ جاتی ہے دوسری نظر اگر اللہ کی رضا کیلئے پڑنے سے بچالیتا ہے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

(بیان مولانا عبدالرحمان اشرفی)

منافقت۔ قرآن پاک میں سورہ الصف کی آیت ۳-۲ کا مفہوم ہے کہ "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں" اس بارے میں نبی ﷺ نے تشریح فرمائی ہے کہ کسی شخص میں اس صفت کا پایا جانا ان علامات میں سے ہے جو ظاہر کرتی ہیں کہ وہ مومن

Marfat.com

نہیں بلکہ منافق ہے۔"

☆ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کہ چار عادتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں جمع ہو جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو، تو اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور وہ اسی حال میں رہے گا جب تک کہ اس عادت کو نہ چھوڑ دے، وہ چار عادتیں یہ ہیں کہ جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، اور جب کسی سے جھگڑا اور اختلاف ہو تو بدزبانی کرے۔" (بخاری و مسلم)

☆ منافق تو کافر سے بھی بدتر ہے منافق کا تو جنازہ بھی جائز نہیں اور نہ اس کا کوئی صدقہ قابل قبول ہوتا ہے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ (آیت۔ ۸۰) میں فرمایا ہے کہ "اے نبی ﷺ! تم خواہ ایسے لوگوں کیلئے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو، اگر ستر مرتبہ بھی انہیں معاف کر دینے کی درخواست کرو گے تو اللہ انہیں ہرگز معاف نہ کریگا اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو راہ نجات نہیں دکھاتا"

☆ دوسری جگہ سورۃ توبہ (آیت۔ ۸۴) میں فرمایا ہے کہ "اور آئندہ ان میں سے کوئی مر جائے اس کی نماز جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے ہیں اس حال میں کہ وہ فاسق تھے اس آیت کے پس منظر میں واقعہ یوں ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مر گیا اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی جو مخلص مسلمانوں میں تھے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کفن میں لگانے کیلئے آپکا کرتہ مانگا آپ ﷺ نے کمال فراغ دلی کے ساتھ عطاء کر دیا پھر انہوں نے درخواست کی کہ آپ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھائیں حضور ﷺ اس کیلئے بھی تیار ہو گئے حضرت عمرؓ نے باصرار عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اس شخص پر نماز جنازہ پڑھیں گے جو یہ اور یہ کر چکا ہو مگر نبی ﷺ ان کی سب باتیں سن کر مسکراتے رہے اور اپنی اس رحمت کی بنا پر جو دوست

Marfat.com

اور دشمن سب کیلئے عام تھی آپ نے اس بدترین دشمن کے حق میں بھی دعائے مغفرت کرنے میں تامل نہ کیا آخر جب آپ نماز جنازہ پڑھا چکے تو مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی اور براہ راست حکم خداوندی سے منافقین کا جنازہ پڑھانے سے آپ کو روک دیا گیا کیونکہ اب یہ مستقل پالیسی مقرر کی جاچکی تھی کہ مسلمانوں کی جماعت میں منافقین کو کسی طرح پنپنے نہ دیا جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے منافقین کی ہمت افزائی ہو (تفسیر سورۃ توبہ)

نفاق سے حفاظت کی تدبیر۔ نفاق سے محفوظ رہنے کیلئے سب سے زیادہ موثر تدبیر دو عقیدے انسان کے ذہن نشین ہو جانے چاہیے ایک یہ کہ معاملہ اس خدا کے ساتھ ہے جو دلوں کے بھید تک جانتا ہے اور ایسا راز دان ہے کہ کوئی اپنے دل میں جو نیتیں، جو خواہشیں، جو اغراض و مقاصد اور جو خیالات چھپا کر رکھتا ہے وہ بھی اس پر عیاں ہیں دوسرے یہ کہ جانا بحر حال خدا کے سامنے ہے اس سے بچ کر کہیں بھاگ نہیں سکتے یہ دو عقیدے جتنے زیادہ پختہ ہونگے اتنا ہی انسان نفاق سے دور رہے گا اس لیے منافقت کے خلاف وعظ و نصیحت کے سلسلہ میں قرآن ان دو عقیدوں کا ذکر بار بار کرتا ہے۔

خود بینی۔ خود بینی کے بارے میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ خود بینی ایسی بری بلا ہے کہ اس سے ستر برس کے بہترین اعمال برباد ہو جاتے ہیں (ص ۳۴۱ تبلیغ دین)۔

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)

(۹) توبہ کا بیان

☆حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''مسلمانو! تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو بے شک وہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے'' اور جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''جس نے گناہ کے بعد توبہ کرلی وہ گویا بے گناہ ہوگیا'' (تبلیغ دین۔۱۷۱) توبہ کے بارے میں حکم ہے کہ یہ فوراً واجب ہے گناہ میں پڑ جانا بذات خود کوئی مشکل امر نہیں ہے بلکہ یہ تو انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ہر انسان خطا کار ہے اور سب سے اچھے خطا کار وہ لوگ ہیں جو غلطی کے بعد فوراً توبہ کرنے والے ہیں نیز ارشاد ہے اگر تم گناہ نہیں کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر دیگا اور تمہاری جگہ ایسے لوگ لے آئیگا جو گناہ کرینگے اور اللہ سے استغفار کرینگے اور اللہ ان کی مغفرت فرمائیگا لیکن غلطی یہ ہے کہ گناہ پر مصر رہے اور توبہ میں تاخیر سے کام لے۔ توبہ کرنے والا اگر اپنی توبہ میں سچا ہے تو اس کا اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیگا خواہ گناہوں کی زیادتی آسمان کی بلندی تک پہنچ جائے۔

نمازِ توبہ۔ اگر کوئی بات خلاف شرع ہو جائے تو فوراً دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑا کر اس سے توبہ کرے اور اپنے کیے پر پچھتاوے اور اللہ تعالیٰ سے معاف کروائے اور آئندہ کیلئے پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی کسی گناہ کا اعادہ نہ کرونگا اس سے وہ گناہ بفضل خدا معاف ہو جاتا ہے (ص۔۹۶ بہشتی زیور)

اللہ کی کرم نوازیاں۔ قرآن پاک میں سورۃ ہود کی آیت ۔۹۰ کا مفہوم ہے کہ ''اپنے رب سے معافی مانگو اور اس کی طرف پلٹ آؤ بے شک رب رحیم ہے اور اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے'' اس بارے مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سنگ دل اور بے رحم نہیں ہے اس کو اپنی مخلوق سے کوئی دشمنی نہیں ہے کہ خواہ مخواہ سزا دینے کو ہی اس کا جی چاہے اور اپنے بندوں کو مار مار کر ہی وہ خوش ہو تم لوگ اپنی سرکشیوں میں جب حد سے گزر جاتے ہو اور کسی

Marfat.com

طرح فساد پھیلانے سے باز ہی نہیں آتے تب وہ بادل نخواستہ تمہیں سزا دیتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات پر اتنے رحیم کریم ہیں کہ تم کتنے ہی قصور کر چکے ہو جب بھی اپنے اعمال پر نادم ہو کر اس کی طرف پلٹو گے اس کے دامن رحمت کو اپنے لیے وسیع پاؤ گے کیونکہ اپنی پیدا کی ہوئی مخلوقات سے وہ بے پایاں محبت رکھتا ہے اس صفت کو نبی ﷺ نے دو نہایت لطیف مثالوں سے واضح کیا ہے ایک مثال تو آپ نے یہ دی ہے کہ اگر تم میں سے کسی شخص کا اونٹ ایک بے آب وگیاہ صحرا میں کھویا گیا ہو اور اس کے کھانے پینے کا سامان بھی اسی پر ہو اور وہ شخص اس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مایوس ہو چکا ہو یہاں تک کہ زندگی سے بے آس ہو کر ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا ہو اور عین اسی حالت میں وہ یکایک دیکھے کہ اس کا اونٹ بمعہ ساز وسامان کھڑا ہے تو اس وقت جیسی خوشی اس کو ہوگی اس سے بہت زیادہ خوشی اللہ کو اپنے بھٹکے ہوئے بندے کے پلٹ آنے سے ہوتی ہے۔

☆ دوسری مثال اس سے بھی زیادہ مؤثر ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ قیدی گرفتار ہو کر آئے ان میں ایک عورت بھی تھی جس کا شیر خوار بچہ چھوٹ گیا تھا وہ ممتا کی ماری ایسی بے چین تھی جس بچے کو پالیتی اس کو چھاتی سے چمٹا کر دودھ پلانا شروع کر دیتی نبی کریم ﷺ نے اس کا حال دیکھ کر ہم سے پوچھا کہ کیا تم یہ توقع کر سکتے ہو کہ یہ ماں اپنے بچے کو خود اپنے ہاتھ سے آگ میں پھینک دیگی ہم نے کہا ہرگز نہیں، خود پھینکنا تو درکنار وہ آپ آگ میں گرتا ہو تو اپنی حد تک اس کو بچانے کیلئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گی فرمایا اللہ کا رحم اپنے بندوں پر اس سے بہت زیادہ ہے جو یہ عورت اپنے بچے کیلئے رکھتی ہے اور ویسے بھی غور کرنے سے یہ آیت بخوبی سمجھ میں آتی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے بچوں کی پرورش کیلئے ماں باپ کے دل میں محبت پیدا کی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر خدا اس محبت کو پیدا نہ کرتا تو ماں اور باپ سے بڑھ کر بچوں کا کوئی دشمن نہ ہوتا کیونکہ سب سے بڑھ کر وہ انہی کیلئے تکلیف دہ ہوتے ہیں اب ہر شخص خود سمجھ سکتا ہے کہ جو خدا محبت مادری اور شفقت پدری کا خالق ہے خود اس کے اندر اپنی مخلوق کیلئے کیسی کچھ محبت ہوگی (تفسیر سورہ ہود ۹۰)۔

☆ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو بھی بندہ کسی وقت دن میں یا رات میں لا الہ الا اللہ کہتا

Marfat.com

ہے تو اعمال نامہ میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور انکی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(ص ۹۱ فضائل ذکر)

☆ حدیث میں ایک قصہ آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے ایک عابد تھا دوسرا گنہگار تھا وہ عابد اس گنہگار کو ہمیشہ ٹوکا کرتا تھا وہ گنہگار کہہ دیتا کہ مجھے میرے خدا پر چھوڑ دے ایک دن اس عابد نے غصہ سے کہہ دیا کہ خدا کی قسم تیری مغفرت کبھی نہیں ہوگی مرنے کے بعد حق تعالیٰ نے دونوں کو عالم ارواح میں جمع کیا اور گنہگار کو اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار تھا معاف فرما دیا اور عابد کو قسم کی پاداش میں عذاب کا حکم فرما دیا کیونکہ حق تعالیٰ کا اپنا ارشاد ہے وہ کفر وشرک کی مغفرت نہیں فرمائیگا اس کے علاوہ ہر گناہ جس کیلئے چاہے گا معاف کردیگا (ص ۹۷ فضائل ذکر)۔

☆ بھلائی کی جزا اور برائی کی سزا دینے میں اللہ تعالیٰ کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ سزا اس قصور پر دیتا ہے جو باغیانہ جسارت کیساتھ کیا جائے جس کے پیچھے شرمساری کی بجائے مزید ارتکاب جرم کی خواہش موجود ہو اور اپنی رحمت سے معافی اس قصور پر دیتا ہے جس کے بعد بندہ اپنے کیے پر شرمندہ اور آئندہ کیلئے اپنی اصلاح پر آمادہ ہو بڑے سے بڑے مجرم اور کٹر سے کٹر کافر کیلئے بھی خدا کے ہاں مایوسی اور ناامیدی کا کوئی موقع نہیں بشرطیکہ وہ اپنی غلطی کا معترف، اپنی نافرمانی پر نادم اور بغاوت کی روش چھوڑ کر اطاعت کی کوشش اختیار کرنے کیلئے تیار ہو (تفسیر سورہ البقرۃ ۳۷)۔

☆ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن میری امت میں سے ایک شخص کو منتخب فرما کر تمام دنیا کے سامنے بلائیں گے اور اس کے سامنے ننانوے دفتر اعمال کے کھولیں گے ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ جہاں تک نگاہ جاسکے وہاں تک پھیلا ہوا ہوگا اس کے بعد اس سے سوال کیا جائیگا کہ ان اعمالناموں میں سے تو کس چیز کا انکار کرتا ہے کیا میرے ان فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر متعین تھے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے کہ کوئی گناہ بغیر کیے ہوئے لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ لکھ لیا ہو وہ عرض کریگا نہیں نہ انکار کی گنجائش ہے نہ فرشتوں نے ظلم کیا ہے پھر ارشاد ہوگا کہ تیرے پاس ان بداعمالیوں کا کوئی عذر ہے وہ عرض کریگا کوئی عذر بھی نہیں ارشاد ہوگا تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں

Marfat.com

پھر ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جائیگا جس میں کلمہ شہادت لکھا ہوگا ارشاد ہوگا جا اس کو تلوا لے وہ عرض کریگا اتنے دفتروں کے مقابلہ میں یہ کلمہ والا پرزہ کیا کام دیگا ارشاد ہوگا آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا پھر ان سب دفتروں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائیگا اور دوسری جانب وہ پرزہ ہوگا تو دفتروں والا پلڑا اڑنے لگے گا اس پرزہ کے مقابلہ میں۔ پس بات یہ ہے کہ اللہ کے نام سے کوئی چیز وزنی نہیں ہے (ص ۴۸۰ فضائل ذکر)۔

☆ حضرت عبداللہ بن یزید حضورؐ کے ارشاد کا مفہوم نقل کرتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک ظالم آدمی نے ۹۹ آدمی قتل کیے پھر ایک عالم (پادری) کے پاس گیا پوچھا کیا میری بخشش ہوسکتی ہے اس نے کہا نہیں، ظالم نے اس کو بھی قتل کر کے ۱۰۰ قتل پورے کردیے پھر ایک دوسرے راہب کے پاس گیا اور کہنے لگا میں نے ۱۰۰ قتل کیے ہیں کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے اس نے کہا کہ ہاں تیری توبہ ہوسکتی ہے اللہ بڑا رحیم ہے جاؤ بصریٰ کی بستی میں نیک لوگ رہتے ہیں ان کے پاس چلے جاؤ اور توبہ کرلو وہ وہاں جارہا تھا کہ راستہ میں مرگیا جنت اور جہنم والے دونوں فرشتے لینے کیلئے آگئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاصلہ ناپ لو جس طرف کا فاصلہ کم ہو وہ فرشتہ لے جائے فاصلہ ناپا تو جس طرف توبہ کیلئے جارہا تھا اللہ نے اس کو سکیڑ کر فاصلہ کم کردیا اور جنت والے فرشتے اسکو لے گئے (ص ۹۵ تنبیہ الغافلین)۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جب وہ گناہ صادر ہوگیا جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیجے گئے تو ہر وقت روتے اور دعا و استغفار کرتے رہتے تھے ایک دفعہ آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ محمد ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں وحی نازل ہوئی کہ محمد ﷺ کون ہیں عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد ﷺ سے کوئی اونچی ہستی نہیں ہے جس کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ ہوتے لہٰذا حضورؐ کے صدقے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا اور توبہ قبول ہوئی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے کہ تمام دنیا کے آدمیوں کا رونا

Marfat.com

اگر جمع کیا جائے تو ان کے برابر نہیں ہو سکتا چالیس برس تک سر اوپر نہیں اٹھایا حضرت بریدہؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کا تمام دنیا کے رونے سے مقابلہ کیا جائے تو انکا رونا بڑھ جائیگا ایک حدیث میں ہے کہ اگر ان کے آنسوؤں کو انکی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جائے تو ان کے آنسو بڑھ جائینگے (ص ۱۱۴ فضائل ذکر)

☆توبہ کے اصل معنی رجوع کرنے اور پلٹنے کے ہیں، بندہ کی طرف سے توبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ سرکشی سے باز آ گیا، طریق بندگی کی طرف پلٹ آیا، اور خدا کی طرف سے توبہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے شرمسار غلام کی طرف رحمت کے ساتھ متوجہ ہو گیا، پھر سے نظر عنایت اس کی طرف مائل ہو گئی، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو جب اپنے قصور کا احساس ہوا اور انہوں نے نافرمانی سے پھر فرماں برداری کی طرف رجوع کرنا چاہا، اور ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اپنے رب سے اپنی خطا معاف کرائیں تو انہیں وہ الفاظ نہ ملتے تھے جن کے ساتھ وہ خطاء بخشی کے لیے دعا کر سکتے، اللہ نے ان کے حال پر رحم فرما کر وہ الفاظ بتا دیے جن سے انہوں نے دعائے مغفرت فرمائی قرآن اس نظریے کی تردید کرتا ہے کہ گناہ کے نتائج لازمی ہیں اور وہ بہر حال انسان کو بھگتنے ہی ہوں گے یہ انسان کے اپنے خود ساختہ گمراہ کن نظریات میں سے ایک بڑا گمراہ کن نظریہ ہے، کیونکہ جو شخص ایک مرتبہ گناہ گارانہ زندگی میں مبتلا ہو گیا، اس کو یہ نظریہ ہمیشہ کے لیے مایوس کر دیتا ہے اور اگر اپنی غلطی پر متنبہ ہونے کے بعد وہ سابق کی تلافی اور آئندہ کیلئے اصلاح کرنا چاہے، تو یہ اس سے کہتا ہے کہ تیرے بچنے کی اب کوئی امید نہیں، جو کچھ تو کر چکا ہے اس کے نتائج بہر حال تیری جان کے لاگو ہی رہیں گے، قرآن اس کے برعکس یہ بتاتا ہے کہ بھلائی کی جزا اور برائی کی سزا دینا بالکل اللہ کے اختیار میں ہے، تمہیں جس بھلائی پر انعام ملتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا طبعی نتیجہ نہیں ہے، بلکہ اللہ کا فضل ہے، چاہے عنایت فرمائے، چاہے نہ فرمائے اسی طرح جس برائی پر تمہیں سزا ملتی ہے، وہ بھی برائی کا طبعی نتیجہ نہیں ہے کہ لازماً مترتب ہو کر ہی رہے، بلکہ اللہ پورا اختیار رکھتا ہے کہ چاہے معاف کر دے اور چاہے سزا دیدے، البتہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت اس کی حکمت کے ساتھ ہم رشتہ ہے، وہ چونکہ حکیم ہے اس لئے اپنے اختیارات کو اندھا دھند استعمال نہیں کرتا، جب کسی بھلائی پر انعام دیتا ہے تو یہ دیکھ کر ایسا

Marfat.com

کرتا ہے کہ بندے نے سچی نیت کے ساتھ اس کی رضا کے لیے بھلائی کی تھی، اور جس بھلائی کو رد کر دیتا ہے اسے اس بنا پر رد کرتا ہے کہ اس کی ظاہری شکل بھلے کام کی سی تھی، مگر اندر اپنے رب کی رضا جوئی کا خالص جذبہ نہ تھا، اسی طرح وہ سزا اس قصور پر دیتا ہے جو باغیانہ جسارت کے ساتھ کیا جائے اور جس کے پیچھے شرمساری کے بجائے مزید ارتکابِ جرم کی خواہش موجود ہو اور اپنی رحمت سے معافی اس قصور پر دیتا ہے، جس کے بعد بندہ اپنے کیے پر شرمندہ اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح پر آمادہ ہو، بڑے سے بڑے مجرم، پکے کافر کے لئے بھی خدا کے ہاں مایوسی و ناامیدی کا کوئی موقع نہیں بشرطیکہ وہ اپنی غلطی کا معترف، اپنی نافرمانی پر نادم، اور بغاوت کی روش چھوڑ کر اطاعت کی روش اختیار کرنے کے لیے تیار ہو (تفسیر البقرۃ۔۳۷)

نافرمانوں کی توبہ. اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے نافرمانوں کی ہدایت کیلئے اسباب پیدا کر دیتا ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا واقع ہے کہ ایک دفعہ نوعمری میں جب سفر پر جانے لگے تو والدہ نے زادِ سفر کے طور پر کچھ نقدی دی اور بہت ساری دوسری نصیحتوں کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا راستہ میں ڈاکوؤں نے ان کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے انہوں نے سچ سچ بتا دیا کہ ہاں میرے پاس کچھ نقدی ہے جو مجھے میری ماں نے زادِ راہ کے طور پر دی تھی ڈاکو ان کی بات پر بڑے حیران ہوئے کہ انہوں نے بجائے کوئی چیز چھپانے کے سچ سچ بتا دیا ڈاکوؤں نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ نے سچ کیسے بتایا کہ تیرے پاس نقدی ہے جبکہ ہم تو آپ کو لوٹنے والے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میری ماں نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا ڈاکو اس نوعمر بچے کی اس بات سے اتنا متاثر ہوئے کہ یہ بچہ اپنی ماں کی نصیحت پر اتنا عمل کر رہا ہے اور ہم اپنے پروردگار کی نافرنیوں میں دن رات لگے ہوئے ہیں اس پر ڈاکوؤں نے آئندہ کیلئے اللہ کی نافرمانیوں سے توبہ کر لی یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے سچ بولنے والا عمل ڈاکوؤں کی ہدایت کا ذریعہ بن گیا۔

☆ ایک مرتبہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی کا قافلہ سفر میں جا رہا تھا ان کے پاس ایک تھیلے میں مٹی کے ڈھیلے تھے جو انہوں نے طہارت کیلئے اپنے ساتھ رکھے ہوئے تھے راستے

Marfat.com

میں ڈاکوؤں نے آلیا اور تلاشی شروع کردی تلاشی کے دوران جب انہوں نے ان مٹی کے ڈھیلوں کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ مٹی کے ڈھیلے کیوں اٹھائے پھر رہے ہو ان کو بتایا گیا کہ ہم نے طہارت کیلئے ساتھ رکھے ہوئے ہیں ڈاکو ان کی اس بات سے بڑے متاثر ہوئے کہ یہ لوگ اپنے رب اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں طہارت کیلئے مٹی کے ڈھیلے تک ساتھ اٹھائے پھر رہے ہیں اس پر ان ڈاکوؤں نے توبہ کرکے نافرمانی کا راستہ چھوڑ کر اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرلیا۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ ایک دفعہ ایک قصہ حاجی عبدالواہاب مدظلہ نے سنایا تھا کہ کرکٹر عبدالقادر کے گھر ڈاکو آ گئے گھر والوں کو ایک طرف بند کرکے لوٹنا شروع کیا لوٹنے کے بعد جب وہ واپس جانے لگے تو عبدالقادر کی بچی نے باپ سے پوچھا کہ ابو رات کو آپ نے آیت الکرسی نہیں پڑھی تھی ابو نے بتایا کہ پڑھی تھی اس بچی کی آواز سن کر ڈاکو واپس لوٹ آئے اس بچی کی اس بات کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ لوٹا ہوا مال بھی واپس دے دیا اور اپنے پاس سے بچی کو ایک سو روپے انعام بھی دیا کہ اس معصوم بچی کا آیت الکرسی پڑھنے پر کتنا یقین ہے کہ اس کے پڑھنے سے آدمی ہر بلا و مصیبت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

☆ کرد قبیلہ کا ایک شخص مشہور ڈاکو تھا وہ اپنا قصہ خود بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈاکہ کیلئے جا رہا تھا راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تھے وہاں ہم نے دیکھا کہ کھجور کے تین درخت تھے دو پر خوب پھل آ رہا تھا اور ایک خشک ہے اور ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھلدار درختوں سے کھجور لے کر اس خشک درخت پر جاتی ہے ہمیں یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا میں نے اس درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ وہاں ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے اور یہ چڑیا تر و تازہ کھجور لا کر اس کے منہ میں ڈال دیتی ہے مجھے یہ دیکھ کر اس قدر عبرت ہوئی کہ میں رونے لگا کہ مولا یہ سانپ جس کو مارنے کا حکم ہے یہ اندھا ہو گیا تو تو نے اس کی روزی پہنچانے کیلئے چڑیا کو مقرر کر دیا اور میں تیری توحید کا اقرار کرنے والا لوگوں کو لوٹنے پر لگا ہوا ہوں میں نے اسی وقت تلوار توڑ دی پھر میں نے یہ سارا ماجرا ساتھیوں کو سنایا ان سب نے بھی توبہ کرکے تلواریں توڑ ڈالیں اور لوٹ کا سب مال چھوڑ کر ہم سب مکہ کیلئے روانہ ہو گئے راستہ میں ایک گاؤں میں ایک اندھی بڑھیا ملی اس نے پوچھا

Marfat.com

تم میں سے فلاں نام کا کوئی کردی ہے میں نے کہا میں ہوں اس نے کچھ کپڑے مجھے دیے جو اس کے لڑکے کے تھے جو تین دن پہلے فوت ہو گیا تھا بڑھیا نے بتایا کہ میں تین دن سے حضورؐ کو خواب میں دیکھ رہی ہوں انہوں نے فرمایا کہ وہ کپڑے فلاں کرُدی کو دے دو میں نے وہ کپڑے لیے اور ہم سب نے ان کو پہنا اس قصہ میں دو چیزیں قابل عبرت ہیں ایک اندھے سانپ کیلئے روزی کا بندوبست دوسرا حضورؐ کی طرف سے کپڑوں کا عطیہ یعنی اللہ تعالیٰ جس کسی کی مدد کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے غیب سے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔

(ص ۴۲۶ فضائل صدقات حصہ دوم)

☆ ایک مرتبہ ایک شرابی نے چار درہم دے کر اپنے غلام کو بازار سے کچھ لانے کیلئے بھیجا تاکہ شراب سے پہلے کچھ کھا پی لیا جاوے راستہ میں حضرت منصور ابن عمار بصری کی مجلس سے گزر ہوا وہ کسی فقیر کیلئے کچھ مانگ رہے تھے کہ جو شخص چار درہم دے میں اس کیلئے چار دعائیں کرونگا غلام نے وہ چار درہم حضرت منصورؒ کو دے دیے اور یہ چار دعائیں اس سے کروائیں (۱) آقا سے آزادی مل جائے (۲) درہم کا بدلہ مل جائے (۳) آقا کو توبہ کی توفیق مل جائے (۴) حق تعالیٰ میری اور میرے سردار اور تمہاری اور اس مجمع کی جو یہاں حاضر ہے مغفرت فرمادے منصور نے چاروں دعائیں کر دیں اس کے بعد غلام نے خالی ہاتھ واپس آکر سارا ماجرہ آقا کو بتایا آقا نے پوچھا کہ کون کون سی دعائیں کروائیں غلام نے بتلایا کہ پہلی دعا یہ کروائی کہ مجھے غلامی سے آزادی مل جائے سردار نے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کر دیا دوسری دعا یہ کروائی کہ مجھے ان درہموں کا بدلہ مل جائے سردار نے کہا میری طرف سے تمہیں چار ہزار درہم نذر ہیں تیسری دعا یہ کروائی کہ آقا کو توبہ کی توفیق مل جائے آقا نے کہا کہ میں نے آج سے توبہ کر لی چوتھی دعا یہ کروائی کہ اللہ تعالیٰ میری، آپ کی، ان بزرگوں اور اس مجمع کی مغفرت فرمادے سردار نے کہا یہ میرے بس میں نہیں ہے رات کو خواب میں سردار نے دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ جب تو نے وہ تینوں کام کر دیے جو تیرے بس میں ہیں تو کیا میں وہ کام نہ کرونگا جو میرے اختیار میں ہے میں نے تیری اور اس غلام کی اور منصور کی اور اس مجمع کی مغفرت کر دی۔ (ص ۴۲۸ فضائل صدقات)۔

☆ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن کوفہ کی ایک جانب سے

Marfat.com

گزرے فساق کا مجمع لگا ہوا تھا شراب کا دور چل رہا تھا اور زاذان نامی گویا سارنگی بجا رہا تھا اور گا رہا تھا اس کی آواز بہت سریلی تھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آواز سن کر فرمایا کس قدر حسین ہے یہ آواز، اے کاش! کہ یہ تلاوت قرآن کیلئے ہوتی گویے کے دل میں ایک ہیبت سی پیدا ہوئی اٹھ کھڑا ہوا سارنگی زمین پر مار کر توڑ ڈالی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پیچھے بھاگا پاس پہنچ کر رومال اپنے گلے میں ڈالا اور سامنے جا کر رونا شروع کر دیا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے گلے لگالیا اور خود بھی رونے لگے پھر فرمایا میں اس شخص سے کیسے محبت نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں۔ زاذان نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ ہی رہنے لگا حتیٰ کہ قرآن سیکھا اور علوم قرآن اور دیگر علوم سے حصہ وافر حاصل کیا اور علوم کا امام بنا (ص ۱۳۵ تنبیہ الغافلین)

حضرت وحشیؓ کی توبہ. حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشیؓ نے مکہ سے حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں خط لکھا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں مگر میرے لئے قرآن پاک کی آیت (الفرقان:۶۸) رکاوٹ ہے جس کا مفہوم ہے کہ "اور جو لوگ اللہ کیساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر اس کو جس کا قتل کرنا درست ہے اور وہ زنا بھی نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو اس کو سزا سے سابقہ پڑے گا" اور میں نے یہ تینوں کام کئے ہیں تو کیا میرے لیے بھی توبہ ہے؟ اس پر یہ آیت (الفرقان:۷۰) نازل ہوئی جس کا مفہوم ہے "مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا فرمائے گا" حضور ﷺ نے یہ آیت وحشیؓ کو لکھ بھیجی انہوں نے پھر لکھا کہ آیت میں عمل صالح کی شرط ہے اور کیا معلوم میں عمل کر سکوں یا نہیں؟ اس پر یہ آیت (النساء:۱۱۶) نازل ہوئی جس کا مفہوم ہے "بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کو چاہیں بخش دیں گے، حضور ﷺ نے یہ آیت لکھ بھیجی تو انہوں نے پھر یہ لکھا کہ اس آیت میں بھی شرط ہے نا معلوم میری مغفرت بھی چاہیں گے یا نہیں؟ اس پر یہ آیت (الزمر:۵۳) نازل ہوئی جس کا مفہوم ہے "کہہ اے میرے بندہ جنہوں نے زیادتی کی اوپر جانوں اپنی کے، مت ناامید

Marfat.com

ہو اللہ کی رحمت سے، اللہ بخشتا ہے گناہ سارے، وہی ہے بخشنے والا مہربان'' حضور ﷺ نے یہ آیت بھی لکھ بھیجی اس میں کوئی شرط نہ تھی چنانچہ حضرت وحشیؓ مدینہ طیبہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ (ص ۱۱۳ تنبیہ الغافلین)

توبہ کی شرائط. حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ بدو کو توبہ و استغفار کے الفاظ جلدی جلدی زبان سے ادا کرتے سنا تو کہا کہ یہ توبتہ الکاذبین ہے اس نے پوچھا پھر صحیح توبہ کیا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا اس کی چھ شرائط ہیں (۱) جو کچھ ہو چکا اس پر نادم ہو (۲) جن فرائض سے غفلت ہو چکی ان کو ادا کرے (۳) آئندہ کیلئے عزم کرلے کہ سابقہ گناہوں کا اعادہ نہ کرونگا (۴) جس کا حق مارا اسکو واپس کرے (۵) جس کو تکلیف پہنچائی ہو اس سے معافی مانگے (۶) اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت میں گھلا دے جس طرح اب تک تو نے اس کو معاصی کا خوگر بنائے رکھا اب اس کو اطاعت کی تلخی کا مزہ چکھا۔

☆ توبہ کے سلسلہ میں چند امور اور بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے اول یہ کہ توبہ دراصل کسی معصیت پر اس لیے نادم ہونا ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی ہے ورنہ کسی گناہ سے اس لیے پرہیز کا عہد کرنا کہ وہ مثلاً صحت کیلئے نقصان دہ ہے یا کسی بدنامی یا کسی مالی نقصان کا باعث ہے توبہ کی تعریف میں نہیں آتا۔

(۲) دوسرے یہ کہ جس وقت آدمی کو احساس ہو جائے کہ اس سے اللہ کی نافرمانی ہوئی ہے اسی وقت اسے توبہ کرنی چاہیے اور جس شکل میں بھی ممکن ہو بلا تاخیر اس کی تلافی کر دینی چاہیے اس کو ٹالنا مناسب نہیں ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ توبہ کر کے بار بار اس کو توڑے چلے جانا اور توبہ کو کھیل بنا لینے اور اسی گناہ کا بار بار اعادہ کرنا جس سے توبہ کر رکھی ہے تو توبہ کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے کیونکہ توبہ کی اصل روح گناہ پر شرمساری ہے اور بار بار کی توبہ شکنی اس بات کی علامت ہے کہ اس کے پیچھے کوئی شرمساری موجود نہیں ہے

(۴) چوتھے جو شخص سچے دل سے یہ عزم کر چکا ہو کہ پھر اس گناہ کا اعادہ نہ کریگا اس سے اگر بشری کمزوری کی بنا پر اسی گناہ کا اعادہ ہو جائے تو پچھلا گناہ تازہ نہ ہوگا اسے بعد والے گناہ پر توبہ کرنی چاہیے کہ آئندہ وہ توبہ شکنی کا مرتکب نہ ہوگا

Marfat.com

(۵) پانچویں ہر مرتبہ جب معصیت یاد آئے توبہ کی تجدید کرنا لازمی نہیں ہے لیکن اگر اس کا نفس سابقہ گناہگارانہ زندگی کی یاد سے لطف لے رہا ہو تو بار بار توبہ کرنی چاہیے یہاں تک کہ گناہوں کی یاد اس کیلئے لذت کی بجائے شرمساری کا موجب بن جائے اس لیے کہ جس شخص نے خدا کے خوف کی بنا پر معصیت سے توبہ کی ہو وہ اس خیال سے لذت نہیں لے سکتا کہ وہ خدا کی نافرمانی کرتا رہا ہے ورنہ اس سے لذت لینا اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کے خوف نے اس کے دل میں جڑ نہیں پکڑی ہے (تفسیر سورہ تحریم)

☆ سورہ تحریم کی آیت نمبر ۸ میں امید دلائی گئی ہے کہ اگر تم سچے دل سے توبہ کرو گے تو بعید نہیں اللہ تمہاری معافی کا معاملہ کریگا اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ گنہگار کی توبہ قبول کر لینا اور اسے سزا دینے کی بجائے جنت عطاء کر دینا اللہ پر واجب ہے بلکہ یہ سراسر اس کی عنایت و مہربانی ہوگی کہ وہ معاف بھی کرے اور انعام بھی دے بندے کو اللہ سے معافی کی امید تو رکھنی چاہیے مگر اس بھروسہ پر گناہ نہیں کرنا چاہیے کہ توبہ سے معافی مل جائیگی البتہ اللہ تعالیٰ اعمال صالح کا اجر ضائع نہیں کریگا کفار و منافقین کو یہ کہنے کا موقع ہرگز نہ دیگا کہ ان لوگوں نے خدا پرستی بھی کی تو اس کا کیا صلہ پایا رسوائی باغیوں اور نافرمانوں کے حصہ میں آئیگی نہ کہ وفاداروں اور فرمابرداروں کے حصے میں (تفسیر سورہ تحریم)۔

☆ سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر ۸۲ کے مطابق مغفرت کی چار شرائط ہیں اول توبہ یعنی سرکشی و نافرمانی یا شرک و کفر سے باز آ جانا دوم، ایمان یعنی اللہ اور رسول اور کتاب اور آخرت کو صدق دل سے مان لینا سوم، عمل صالح یعنی اللہ اور رسول کی ہدایت کے مطابق نیک عمل کرنا چہارم، راہ راست پر ثابت قدم رہنا اور پھر غلط راستے پر نہ جا پڑنا۔

☆ پھر سورہ الفرقان کی آیت نمبر ۷۰ میں فرمایا گیا ہے کہ جو کوئی گناہوں کے بعد توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دیگا یہ بشارت ہے ان لوگوں کیلئے جن کی زندگی پہلے طرح طرح کے جرائم سے آلودہ رہی ہو اور اب وہ اپنی اصلاح پر آمادہ ہوں توبہ کی اس نعمت نے عرب کے بگڑے ہوئے لوگوں کو کس طرح سنبھالا دیا اس کا اندازہ مندرجہ ذیل عبرتناک واقعات سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

توبہ کے عبرتناک واقعات۔ ۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد نبوی سے عشاء کی نماز پڑھ کر پلٹا تو دیکھا کہ ایک عورت میرے دروازے پر کھڑی ہے میں اسکو سلام کر کے اپنے حجرے میں چلا گیا کچھ دیر بعد اس نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھول کر پوچھا کیا چاہتی ہے وہ کہنے لگی میں آپ سے ایک سوال کرنے آئی ہوں مجھ سے زنا ہوا اور ناجائز حمل ہو گیا پھر بچہ پیدا ہوا تو میں نے اسے مار ڈالا اب میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میرا گناہ معاف ہونے کی بھی صورت ہے میں نے کہا ہرگز نہیں وہ بڑی حسرت کے ساتھ آہیں بھرتی ہوئی واپس چلی گئی اور کہنے لگی افسوس یہ حسن آگ کیلئے پیدا ہوا تھا صبح نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ کر جب میں فارغ ہوا تو میں نے حضورؐ کو رات کا قصہ سنایا آپؐ نے فرمایا بڑا غلط جواب دیا ابو ہریرہؓ! تم نے کیا سورہ الفرقان کی آیت نمبر ۷۰ نہیں پڑھی جس کا مفہوم ہے کہ "جو کوئی توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دیگا" حضور ﷺ کا یہ جواب سن کر میں نکلا اور اس عورت کو تلاش کرنا شروع کیا رات کو عشاء کے وقت وہ ملی میں نے اسے بشارت دی اور بتایا کہ رسالت مآب نے تیرے سوال کا جواب دیا ہے یعنی توبہ کر کے ایمان لا کر عمل صالح کرنے سے تمہارا گناہ معاف ہو سکتا ہے وہ سنتے ہی سجدہ میں گر گئی اور کہنے لگی شکر ہے اس خدائے پاک کا جس نے میرے لیے معافی کا دروازہ کھول دیا پھر اس نے گناہ سے توبہ کی اور اپنی لونڈی کو اس کے بیٹے سمیت آزاد کر دیا اس نے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ کیا میرے سارے جرم اور قصور معاف ہو گئے حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تیرے سارے جرم اور قصور معاف ہو گئے وہ عورت خوشی سے رونے لگی اور کہا کہ میرے پاس فلاں باغ ہے جسے میں گناہ کے کفارہ میں مساکین کیلئے صدقہ کرتی ہوں۔

(۲) اسی طرح کا ایک واقعہ احادیث میں ایک بوڑھے آدمی کا آیا ہے جس نے آ کر حضورؐ سے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ساری زندگی گناہوں میں گزری ہے کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو میں نے نہ کیا ہو اپنے گناہ تمام روئے زمین کے باشندوں پر بھی تقسیم کر دوں تو سب کو لے ڈوبیں، کیا اب بھی میری معافی کی کوئی صورت ہے فرمایا کہ تو نے اسلام قبول کر لیا اس نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے

Marfat.com

رسول ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جا اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور تیری برائیوں کو بھلائی سے بدل دینے والا ہے (الفرقان ۷۰)۔

(۳) ایک مرتبہ حضرت عمرؓ روتے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دروازہ پر ایک نوجوان رو رہا ہے جس نے میرا دل جلا دیا ہے فرمایا عمرؓ اسے اندر بلا لو وہ نوجوان روتا ہوا حاضر ہوا نبی اکرم ﷺ نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے گناہوں کا ڈھیر مجھے رلا رہا ہے آپ ﷺ نے پھر پوچھا تو کہنے لگا میں کفن چور تھا ایک انصاری لڑکی فوت ہوئی میں نے اس کی قبر کھود کر کفن اتارا تو شیطان نے مجھ پر غلبہ پایا اور میں نے اس سے مجامعت کر لی تھوڑی دور گیا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکی کھڑی پکار کر کہہ رہی ہے اے نوجوان تجھے قیامت والے دن سزا جزاء دینے والے سے حیاء نہیں آئی جب ظالم سے مظلوم کو بدلا دلوایا جائیگا، تو مرنے والوں کے مجمع میں مجھے ننگا کر کے چل دیا اور میرے اللہ کے روبرو مجھے حالت جنابت میں حاضر ہونے پر مجبور کیا یہ سنتے ہی حضور ﷺ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا او فاسق تو بس آگ ہی کے قابل ہے دفع ہو جا یہاں سے، وہ نوجوان وہاں سے نکل کر چالیس راتوں تک اللہ کے حضور توبہ کرتا مارا مارا پھرتا رہا اس کے بعد آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا اے محمد ﷺ کے خدا اگر تجھے میری توبہ قبول ہے تو نبی کریم ﷺ اور آپکے صحابہؓ کو اس کی خبر دے دے ورنہ پھر آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور آخرت کے عذاب سے بچا لے اتنے میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا کہ میں نے اپنے بندے کی توبہ قبول کر لی ہے آپ ﷺ بھی اس پر نگاہ شفقت فرمایئے نبی اکرم ﷺ نے اس نوجوان کو بلا کر اس کی توبہ قبول ہونے کی بشارت سنائی (ص ۱۱۸ تنبیہ الغافلین)

(۴) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ نے مسلمانوں میں جب بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت سعیدؓ بن عبدالرحمنؓ اور حضرت ثعلبہؓ انصاری کے درمیان یہ برادری قائم ہوئی حضور نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے گئے سعید بن عبدالرحمنؓ غزوہ میں چلے گئے اور اپنے بھائی ثعلبہؓ کو پیچھے اہل وعیال میں چھوڑ گئے وہ ان کے لئے لکڑیاں اور پانی وغیرہ اپنی کمر پر لاتے تھے مقصد اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کے علاوہ کچھ نہ تھا، ایک دن ثعلبہؓ گھر میں آئے، ابلیس آ کر کہنے لگا ذرا پردہ کے پیچھے نظر کرو، اس نے پردہ اٹھا کر

Marfat.com

دیکھا تو اپنی بھاوج پر نظر پڑی جو انتہائی حسین و جمیل تھی صبر نہ ہو سکا اور گناہ میں ملوث ہو گیا عورت نے کہا تو نے ہمارے بارے میں اپنے بھائی کی آبرو کی حفاظت نہیں کی جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے گیا ہوا ہے ثعلبہؓ واویلا کرتے اور اپنی ہلاکت کو پکارتے ہوئے پہاڑ کی طرف بھاگ نکلا اور پکار پکار کر کہنے لگا اے اللہ! تو، تو ہی ہے اور میں، میں ہی ہوں بار بار مغفرت فرمانا تیرا شیوہ ہے اور بار بار گناہوں اور خطاؤں کا کرنا میری عادت ہے آنحضرت ﷺ غزوہ سے واپس تشریف لائے تو سب بھائیوں نے اپنے بھائیوں کا استقبال کیا مگر سعیدؓ کے بھائی ثعلبہؓ نے ان کا استقبال نہ کیا وہ سیدھے گھر آئے اور بیوی سے پوچھنے لگے کہ ہمارے اللہ کے نام پر بننے والے بھائی کا کیا حال ہے؟ عورت نے جواب دیا اس سے گناہ ہو گیا ہے، جس پر وہ پہاڑ کی جانب بھاگ گیا ہے سعیدؓ اپنے اس بھائی کی تلاش میں نکلے، اسے دیکھا کہ منہ کے بل سر پر ہاتھ رکھے پڑا ہے اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے، ہائے میری ذلت، اس شخص کی ذلت جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے سعیدؓ کہنے لگا، میرے بھائی ذرا بتا تیرا یہ حال کیوں ہو رہا ہے؟ ثعلبہؓ نے کہا میں تیرے ساتھ نہیں اٹھوں گا جب تک کہ تو میرے ہاتھوں کو گردن کے پیچھے یوں نہ باندھے جیسے کہ ایک ذلیل غلام کو اس کے آقا کی خدمت میں لایا جاتا ہے اس نے یوں ہی کیا ثعلبہؓ کی خمصانہ نامی ایک بیٹی تھی، وہ بھی ساتھ چلنے لگی اور اپنے والد کو حضرت عمرؓ کے دروازہ پر لے آئی یہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں اپنے ایک بھائی کی بیوی کے ساتھ ملوث ہو گیا تھا جو اللہ کی راہ میں جہاد پر گیا ہوا تھا کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ حضرت عمرؓ فرمانے لگے، میرے پاس سے دفع ہو جا، میرا جی چاہتا ہے کہ اٹھ کر تجھے بالوں سے پکڑ لوں، چل نکل یہاں سے، تیری کوئی توبہ نہیں، یہ نکل کر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں گیا اور اپنا وہی سوال دہرایا، حضرت ابوبکرؓ فرمانے لگے، میرے پاس سے چلا جا کہیں اپنی آگ کے ساتھ مجھے بھی نہ جلا دینا میرے خیال میں تیری توبہ کبھی بھی قبول نہ ہو گی یہ وہاں سے حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اور اپنا وہی سوال پیش کیا وہ بھی کہنے لگے یہاں سے چلا جا، تیرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش نہیں وہاں سے نکل کر ثعلبہؓ اپنے بھائی اور بیٹی سے کہنے لگا کہ ان حضرات نے تو مجھے مایوس کر دیا ہے مگر مجھے امید ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے مایوس نہیں کریں گے، چنانچہ اپنی بیٹی کے ساتھ

Marfat.com

درِ اقدس پر حاضر ہوا آنحضرت ﷺ اس کو بندھا ہوا دیکھ کر فرمانے لگے تو نے مجھے جہنم کے طوق اور زنجیریں یاد دلا دی ہیں یہ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں اپنے بھائی کی بیوی سے ملوث ہو گیا تھا، وہ جہاد پر گیا ہوا تھا کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ ارشاد فرمایا میرے خیال میں تیری کوئی توبہ نہیں لہٰذا یہاں سے چلا جا اب بیٹی نے بھی صاف کہہ دیا ابا جب تک حضرت محمد ﷺ اور ان کے اصحاب تجھ سے راضی نہیں ہو جاتے تو میرا باپ نہیں ہے، میں تیری بیٹی نہیں، ثعلبہؓ پھر پہاڑ کی طرف چیخ و پکار کرتا ہوا بھاگ گیا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا میرے اللہ! میں عمرؓ کے پاس گیا، وہ مجھے مارنے کو تیار ہو گئے، ابوبکرؓ کے پاس گیا، انہوں نے ڈانٹ کر نکال دیا، علیؓ کے پاس گیا، انہوں نے بھی بھگا دیا اور میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے بھی مجھے مایوس کر دیا میرے مولا! تو میرے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہے؟ میری دعا پر تو ہاں کا جواب دے گا یا نہیں، اگر تو نے بھی نہیں کہہ دیا تو ہائے میری بدبختی اور ندامت اور اگر تیری طرف سے ہاں ہو گئی تو میری سعادت ہو گی۔

☆ راوی کہتا ہے کہ آسمان سے فرشتہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ پیغام لے کر آیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مخلوق کو آپؐ نے بنایا ہے یا میں نے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میرے آقا آپ نے ہی بنایا ہے فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کو مغفرت کی بشارت سنا دو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ثعلبہؓ کو کون لائے گا؟ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کھڑے ہو گئے کہ ہم لاتے ہیں حضرت علیؓ اور سلمانؓ کھڑے ہوئے کہ ہم لائیں گے آپ ﷺ نے ان دونوں حضرات کو فرما دیا، یہ دونوں نکلے اور اس سمت کا رخ کیا جدھر کو ثعلبہؓ گیا تھا چلتے چلتے مدینہ کا ایک چرواہا ملا، حضرت علیؓ نے پوچھا تو نے رسول اللہ ﷺ کا صحابی دیکھا ہے؟ چرواہا بولا غالباً تم اس کا پتہ پوچھ رہے ہو جو جہنم کے ڈر سے بھاگا پھرتا ہے دونوں نے کہا ہاں وہی، ذرا، ہمیں اس کا ٹھکانہ بتاؤ؟ وہ کہنے لگا کہ جب رات چھا جاتی ہے تو وہ اس وادی میں اس درخت کے نیچے آتا ہے اور پکار پکار کر کہتا ہے ہائے میری ذلت و رسوائی، ایسے شخص کی جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے یہ دونوں ٹھہر گئے، رات چھا گئی تو ثعلبہؓ اس درخت کے نیچے آیا اور سجدہ میں گر کر رونے

Marfat.com

لگا رونے کی آواز سنی تو حضرت سلمانؓ نے آ کر کہا ثعلبہؓ اٹھ کھڑا ہو، رب العالمین نے تیری مغفرت کر دی ہے یہ کہنے لگا تم میرے محبوب حضرت محمد ﷺ کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ سلمانؓ نے جواب دیا جس حال میں اللہ کو پسند ہے اور تجھے پسند ہے ادھر بلالؓ نے نماز کی اقامت کہی اور یہ حضرت ثعلبہؓ کو لے کر مسجد میں داخل ہوئے اور آخری صف میں کھڑا کر دیا۔ حضور ﷺ نے قرات میں الھکم التکاثر پڑھا تو اس نے ایک چیخ ماری اور جب آپ ﷺ نے حتی زرتم المقابر پڑھا تو دوسری چیخ ماری اور دنیا سے رخصیت ہو گیا حضور ﷺ نماز سے فارغ ہو کر ثعلبہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا سلمانؓ اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا دو، سلمانؓ نے عرض کیا حضور ﷺ یہ تو رخصیت ہو چکا ہے ادھر بیٹی آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے اپنے باپ کا حال پوچھنے لگی اور شوق ملاقات کا اظہار کیا آپ ﷺ نے مسجد میں داخل ہونے کو فرمایا، وہ داخل ہوئی تو دیکھا کہ والد کی لاش کپڑے سے ڈھانکی پڑی ہے اس نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور پکار کر حسرت و غم کا اظہار کرنے لگی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا خمصانہ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تیرا والد بن جاؤں اور فاطمہؓ تیری بہن بن جائے وہ عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میں راضی ہوں، ثعلبہؓ کا جنازہ اٹھا تو حضور ﷺ جنازہ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، قبر کے قریب پہنچے تو پنجوں کے بل چلنے لگے، واپسی پر حضرت عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ پورے قدموں کی بجائے پنجوں پر کیوں چل رہے تھے؟ ارشاد فرمایا کہ عمرؓ جنازہ کے ساتھ فرشتوں کی اتنی کثیر تعداد تھی کہ قدم رکھنے کو جگہ نہ ملتی تھی، فقیہؒ فرماتے ہیں کہ سورۃ ال عمران کی آیت ۱۳۶ اسی قصہ کے متعلق نازل ہوئی ہے جس کا مفہوم ہے کہ "وہ لوگ کہ کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا برا کام اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے گناہ بخشنے والا سوا اللہ کے اور اڑتے نہیں اپنے کئے پر اور وہ جانتے ہیں اور انہی کی جزا ہے بخشش ان کے رب کی اور باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ ان باغوں میں اور کیا خوب مزدوری ہے کام کرنے والوں کی" (ص۔ ۶۹۳ تنبیہ الغافلین)

(۵) ایک صحابی ایمان لانے کے بعد رونے لگا اور لگا تار روئے جائے اور حضور ﷺ سے پوچھا کیا زمانہ جاہلیت کے دوران کیے گئے گناہ تمام کے تمام ایمان لانے کے بعد

Marfat.com

معاف ہو جاتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جب آدمی کلمہ پڑھتا ہے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر تم نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے جس کی وجہ سے اتنا رو رہا ہے اس نے بتایا کہ میں ایک دفعہ سفر میں تھا کہ میرے گھر بیٹی پیدا ہوئی میری بیوی نے میرے آنے سے پہلے اس خوف سے کہ میں اس کو کہیں زندہ درگور نہ کردوں میری بیٹی کو پڑوس والوں کو دے دیا وہ بچی ہمارے گھر آتی جاتی تھی میں جب سفر سے واپس آیا تو وہ مجھ سے بڑی مانوس ہو گئی میں بھی اسکو بڑا پیار کرتا تھا جب میری بیوی نے دیکھا کہ باپ بیٹی کی بڑی محبت ہے تو اس نے مجھے بتا دیا کہ یہ تیری ہی بیٹی ہے تو مجھے اس پر بڑی پریشانی رہتی تھی ایک دن میں بچی کو لے کر باہر جنگل میں گیا کسی بھی ساتھ لے لی وہاں جا کر گڑھا کھودنا شروع کیا تو گڑھا کھودتے ہوئے جو مٹی میرے کپڑوں پر پڑتی تھی وہ معصوم بچی اس کو جھاڑتی رہی اور میرے ماتھے پر پسینہ بھی صاف کرتی رہی اور مجھ سے پوچھتی رہی کہ ابو یہ گڑھا کیوں کھود رہے ہیں جب گڑھا تیار ہو گیا تو میں نے اس کو گڑھے میں پھینک دیا اور اس پر مٹی ڈالنی شروع کی تو بچی چیخ چیخ کر واویلا کرتی رہی کہ ابو مجھے کیوں دفن کر رہے ہو میرا کیا قصور ہے جس کی وجہ سے مجھے زندہ دفن کر رہے ہیں وہ روتی چلاتی رہی حتیٰ کہ میں نے اسے زندہ دفن کر دیا وہ بات بتاتے ہوئے زاروقطار رو رہا تھا حضور ﷺ بھی بات سنتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ پاس بیٹھے ہوئے دوسرے صحابہ نے اس صحابی سے کہا کہ ظالم بس کر حضور ﷺ کو بھی تو رلا رہا ہے۔ ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے کہ بڑے بڑے گھناؤنے گناہ بھی کلمہ پڑھنے اور توبہ کرنے پر معاف فرما دیتا ہے۔

غزوہ تبوک میں عدم شرکت پر توبہ۔ غزوہ تبوک کے موقع پر کچھ مخلص صحابہ بلا عذر اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے تھے جن کی توبہ قبول ہونے کا قصہ سورہ توبہ میں آیا ہے ان میں حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر اور ان کے چھ ساتھیوں کا واقعہ ہے کہ وہ غزوہ تبوک کے موقع پر بلا عذر پیچھے رہ جانے والے لوگوں میں شامل تھے ابولبابہ ان مخلص انصاری صحابہ میں سے تھے جو بیعت عقبہ کے موقع پر ہجرت سے پہلے اسلام لائے تھے پھر جنگ بدر، جنگ احد اور دوسرے معرکوں میں برابر شریک رہے مگر غزوہ تبوک کے موقعہ پر نفس کی کمزوری نے غلبہ کیا اور یہ کسی عذر شرعی کے بغیر بیٹھے رہ گئے ایسے ہی مخلص ان کے دوسرے ساتھی بھی تھے

Marfat.com

جب نبی ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے اوران لوگوں کو معلوم ہوا کہ پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی کیا رائے ہے تو انہیں سخت ندامت ہوئی قبل اس کے کہ باز پرس ہوتی انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ لیا اور کہا کہ ہم پر خواب وخور حرام ہے جب تک ہم معاف نہ کردیے جائیں یا پھر ہم مرجائیں چنانچہ کئی روز وہ اسی طرح بے آب ودانہ اور بے خواب بندھے رہے حتیٰ کہ بے ہوش ہوکر گر پڑے آخر کار جب انہیں بتایا گیا کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے تمہیں معاف کردیا تو انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ جس گھر کی آسائش نے ہمیں فرض سے غافل کیا اسے اور اپنے تمام مال کو اللہ کی راہ میں دے دیں مگر نبی ﷺ نے فرمایا کہ سارا مال دینے کی ضرورت نہیں ہے صرف ایک تہائی کافی ہے چنانچہ وہ انہوں نے اسی وقت فی سبیل اللہ وقف کردیا اس قصہ سے یہ معلوم ہوا کہ خدا کے ہاں معافی کس قسم کی کمزوریوں کیلئے ہے یہ سب حضرات مخلص صحابہ تھے انکا پچھلا کارنامہ زندگی ان کے اخلاص ایمانی پر دلیل تھا ان میں سے کسی نے عذرات نہیں تراشے بلکہ انہوں نے اعتراف قصور کے ساتھ اپنے طرز عمل سے ثابت کردیا کہ وہ واقعی نہایت نادم اور آپنے اس گناہ کی تلافی کیلئے سخت بے چین ہیں (تفسیر سورہ توبہ ۱۰۲ تا ۱۰۵)۔

☆ غزوہ تبوک ہی کے موقع پر تین اور مخلص صحابہ بلا عذر پیچھے رہ جانے والوں میں تھے یہ تینوں صحابہ کعب بن مالکؓ، بلال بن امیہؓ، اور مرارہؓ بن ربیع تھے یہ تینوں سچے مومن تھے اور آپنے اخلاص کا بارہا ثبوت دے چکے تھے آخر الذکر دو صحابہ غزوہ بدر کے شرکاء میں سے تھے اول الذکر صحابی اگرچہ بدری نہ تھے لیکن بدر کے سوا ہر غزوہ میں نبی ﷺ کے ساتھ رہے ان خدمات کے باوجود جو سستی ان حضرات نے غزوہ تبوک کے موقع پر دکھائی اس پر سخت گرفت کی گئی حضورؐ نے تبوک سے واپس تشریف لاکر مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ کوئی ان سے سلام کلام نہ کرے چالیس دن کے بعد ان کی بیویوں کو بھی ان سے الگ رہنے کی تاکید کردی گئی آخر کار جب ان کے مقاطعہ کو پچاس دن ہوگئے تب معافی کا یہ حکم سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۸ میں نازل ہوا جس کا مفہوم ہے کہ ''جب زمین آپنی ساری وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی اپنی جانیں بھی ان پر بار ہونے لگیں اور انہوں نے جان

Marfat.com

لیا کہ اللہ سے بچنے کیلئے کوئی جائے پناہ خود اللہ ہی کے دامن رحمت کے سوا نہیں ہے تو اللہ اپنی مہربانی سے ان کی طرف پلٹا تا کہ وہ اس کی طرف پلٹ آئیں یقیناً اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے"

☆ان تینوں صحابہ کرامؓ میں سے حضرت کعب بن مالک نے اپنے بڑھاپے کے زمانہ میں جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ سے جو ان کا ہاتھ پکڑ کر چلایا کرتے تھے یہ قصہ خود بیان کیا ہے کہ "غزوہ تبوک کی تیاری کے زمانہ میں نبی ﷺ جب کبھی مسلمانوں سے شرکت جنگ کی اپیل کرتے تھے میں اپنے دل میں ارادہ کر لیتا تھا کہ چلنے کی تیاری کرونگا مگر پھر واپس آ کر سستی کر جاتا تھا یہاں تک کہ لشکر کی روانگی کا وقت آ گیا اور میں تیار نہ تھا میں نے دل میں کہا کہ لشکر کو جانے دو میں ایک دو روز میں راستہ ہی میں اس سے مل جاؤنگا پھر وہ سستی مانع ہوئی حتیٰ کہ وقت نکل گیا جب نبی ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے اور لوگوں سے ملاقات کیلئے بیٹھے اس مجلس میں منافقین نے اپنے عذرات پیش کرنے شروع کیے یہ ۸۰ سے زیادہ آدمی تھے حضور ﷺ نے ان میں سے ایک ایک کی بناوٹی باتیں سنیں ان کے ظاہری عذرات کو قبول کیا اور ان کے باطن کو خدا پر چھوڑ کر فرمایا کہ خدا تمہیں معاف کرے پھر میری باری آئی میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا تشریف لائیے آپکو کس چیز نے روکا تھا میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے میں جانے پر پوری طرح قادر تھا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا یہ شخص ہے جس نے سچی بات کہی اچھا اٹھ جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کرے میں اٹھا اور اپنے فیصلہ کے انتظار میں لوگوں میں جا بیٹھا یہاں سب کے سب میرے پیچھے پڑ گئے اور مجھے بہت ملامت کی کہ تو نے کوئی عذر کیوں نہ کر دیا یہ باتیں سن کر میرا نفس بھی کچھ آمادہ ہونے لگا کہ پھر حاضر ہو کر کوئی بات بنا دوں مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ دو اور صالح آدمیوں (مراوہ بن ربیع اور بلال بن امیہ) نے بھی وہی سچی بات کہی ہے جو میں نے کہی تھی تو مجھے تسکین ہوگئی اور میں اپنی سچائی پر جما رہا۔

☆اس کے بعد نبی ﷺ نے عام حکم دے دیا کہ ہم تینوں آدمیوں سے کوئی بات نہ کرے وہ دونوں تو گھر بیٹھ گئے مگر میں نکلتا تھا جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا بازاروں میں

Marfat.com

چلتا پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سرزمین بالکل بدل گئی ہے میں یہاں اجنبی ہوں اور کوئی میرا واقف کار نہیں مسجد میں نماز کیلئے جاتا تو حسب معمول نبی اکرم ﷺ کو سلام کرتا تھا مگر بس انتظار ہی کرتا رہ جاتا تھا کہ جواب کیلئے آپ ﷺ کے ہونٹ جنبش کریں نماز میں نظریں چرا کر حضور ﷺ کو دیکھتا تھا کہ آپکی نگاہیں مجھ پر کیسی پڑتی ہیں مگر وہاں حال یہ تھا کہ جب تک میں نماز پڑتا حضور ﷺ میری طرف دیکھتے رہتے اور جہاں میں نے سلام پھیرا کہ آپ نے میری طرف سے نظر ہٹائی ایک روز میں گھبرا کر اپنے چچا زاد بھائی اور بچپن کے یار ابو قتادہؓ کے پاس گیا اور ان کے باغ کی دیوار پر چڑھ کر انہیں سلام کیا مگر اس اللہ کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا میں نے کہا ابو قتادہ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میں خدا اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں رکھتا وہ خاموش رہے میں نے پھر پوچھا وہ پھر خاموش رہے تیسری دفعہ جب میں نے قسم دے کر یہی سوال کیا تو انہوں نے بس اتنا کہا کہ "اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتا ہے" اس پر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور میں دیوار سے اتر آیا۔

☆ انہی دنوں ایک دفعہ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ شام کے قبطیوں میں سے ایک شخص مجھے ملا اور اس نے شاہ غسان کا خط مجھے دیا میں نے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا "ہم نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر ظلم توڑ رکھا ہے تم کوئی ذلیل آدمی نہیں ہو نہ اس لائق ہو کہ تمہیں ضائع کیا جائے ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری قدر کریں گے میں نے کہا کہ یہ ایک اور بلا نازل ہوئی اور اسی وقت اس خط کو چولہے میں جھونک دیا چالیس دن اس حالت میں گزر چکے تھے کہ نبی ﷺ کا آدمی حکم لے کر آیا کہ اپنی بیوی سے بھی علیحدہ ہو جاؤ میں نے پوچھا کیا طلاق دے دوں جواب ملا نہیں بس الگ رہو چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اس معاملہ کا فیصلہ کر دے پچاسویں دن صبح کی نماز کے بعد اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا کہ یکا یک کسی شخص نے پکار کر کہا مبارک ہو کعب بن مالک یہ سنتے ہی سجدے میں گر گیا اور میں نے جان لیا کہ میری معافی کا حکم ہو گیا ہے پھر تو فوج در فوج لوگ بھاگتے ہوئے چلے آرہے تھے اور ہر ایک دوسرے سے پہلے پہنچ کر مجھے مبارک باد دے رہا تھا کہ تیری توبہ قبول ہوگئی میں اٹھا اور سیدھا مسجد نبوی کی طرف چلا دیکھا کہ

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا میں نے سلام کیا تو فرمایا تجھے مبارک ہو یہ دن تیری زندگی میں سب سے بہتر ہے میں نے پوچھا کہ یہ معافی حضور ﷺ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے ہے فرمایا خدا کی طرف سے ہے اور سورہ توبہ کی متعلقہ آیات سنائیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری توبہ میں یہ بھی شامل ہے کہ میں اپنا سارا مال خدا کی راہ میں صدقہ کردوں فرمایا کچھ رہنے دو کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے میں نے اس ارشاد کے مطابق اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیا باقی سب صدقہ کر دیا پھر میں نے خدا سے عہد کیا کہ جس راست گفتاری کے صلے میں اللہ نے مجھے معافی دی ہے اس پر تمام عمر قائم رہوں گا چنانچہ آج تک میں نے کوئی بات جان بوجھ کر خلاف واقعہ نہیں کی اور خدا سے امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی مجھے اس سے بچائے رکھے۔

☆ یہ قصہ اپنے اندر بہت سے سبق رکھتا ہے جو ہر مومن کے دل نشین ہونا چاہیے سب سے پہلی بات تو اس سے یہ معلوم ہوئی کہ کفر واسلام کی کش مکش کا معاملہ کس قدر اہم اور کتنا نازک ہے کہ اس کشمکش میں کفر کا ساتھ دینا تو در کنار جو شخص اسلام کا ساتھ دینے میں بدنیتی سے بھی نہیں نیک نیتی سے، تمام عمر بھی نہیں کسی ایک موقع پر ہی کوتاہی برت جاتا ہے اس کی زندگی بھر کی عبادت گزاریاں اور دینداریاں خطرہ میں پڑ جاتی ہیں حتیٰ کہ ایسے عالی قدر لوگ بھی گرفت سے نہیں بچتے جو بدر، احد، حنین، احزاب جیسے سخت معرکوں میں جانبازی کے جوہر دکھا چکے تھے اور جن کا اخلاص وایمان ذرا برابر بھی مشتبہ نہ تھا دوسری بات جو اس سے کچھ کم اہم نہیں ہے یہ ہے کہ ادائے فرض میں تساہل کوئی معمول چیز نہیں ہے بلکہ بعض اوقات محض تساہل ہی تساہل میں آدمی کسی ایسے قصور کا مرتکب ہو جاتا ہے جس کا شمار بڑے گناہوں میں ہوتا ہے اور اس وقت یہ بات اسے پکڑ سے نہیں بچا سکتی کہ اس نے اس قصور کا ارتکاب بدنیتی سے نہیں کیا تھا (تفسیر آیت ۱۱۸ سورہ توبہ)۔

انبیاء اکرام کی دعائیں. اس قصہ سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ان صحابہ کو اللہ کے دربار سے جو معافی ملی ہے اس کی وجہ ان کا وہ اخلاص ہے جس کا ثبوت انہوں نے پچاس دن کی سخت سزا کے دوران دیا تھا ورنہ جب تک آدمی خود اخلاص نیت کے ساتھ ہدایت اور معافی کا خواستگار نہ ہو ہدایت ومعافی حاصل نہیں ہوتی چاہے نبی ہی دعائیں کیوں نہ کریں جیسے سورہ ہود میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا قصہ ہے کہ جب طوفان نوح آیا اور ایک

Marfat.com

ایک موج پانی کی پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھی حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا دور فاصلے پر کھڑا تھا حضرت نوح علیہ السلام نے پکار کر کہا بیٹا ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا کافروں کے ساتھ نہ رہ اس نے پلٹ کر جواب دیا میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھے جا رہا ہوں مجھ کو پانی سے بچا لے گا حضرت نوح علیہ السلام نے بڑی سمجھانے کی کوشش کی کہ آج کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں ہے اتنے میں ایک موج پانی کی دونوں کے درمیان حائل ہوگئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہو گیا حضرت نوح علیہ السلام نے پھر اپنے رب کو پکارا میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ ہے کہ میں تیرے گھر والوں کو بچالونگا جواب میں ارشاد ہوا کہ اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے یعنی یہ بگڑا ہوا انسان تیرے صالح خاندان کا فرد نہیں ہے بلکہ آج جو فیصلہ کیا جا رہا ہے وہ نسلی یا قومی نزاع کا نہیں کہ ایک نسل والے بچائے جائیں اور دوسری نسل والے غرق کر دیے جائیں بلکہ کفر و ایمان کی نزاع کا فیصلہ ہے جس میں صرف صالح لوگ بچا لیے جائیں گے اور فاسق مٹا دیے جائیں گے اس پر حضرت نوح علیہ السلام باوجود اس کے کہ جوان بیٹا غرق ہوا ہے اور اس نظارہ سے کلیجہ منہ کو آ رہا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں تنبیہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق کا ساتھ چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کو محض اس لیے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلب سے ہے محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے تو وہ فوراً دل کے زخم سے بے پرواہ ہو کر توبہ کرتے ہیں اور اپنی غلطی کی اصلاح کرنے میں ایک لمحہ کیلئے بھی دیر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ منظر دکھایا ہے کہ ایک جلیل القدر پیغمبر اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے لخت جگر کو ڈوبتے ہوئے دیکھتا ہے اور تڑپ کر بیٹے کی معافی کیلئے درخواست کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ سے الٹی اس پر ڈانٹ پڑ جاتی ہے اور باپ کی پیغمبری بھی ایک بدعمل اور نافرمان بیٹے کو عذاب سے نہیں بچا سکتی...... (آیت ۴۲ تا ۴۶ سورہ ہود)۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے باپ کو رحمٰن کی بندگی کی دعوت دی اور کہا کہ ابا جان آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ ارکا کوئی کام بنا سکتی ہیں، ابا جان میرے پاس ایک ایسا علم ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے آپ میرے پیچھے چلیں میں آپکو سیدھا راستہ بتاؤں گا، ابا جان آپ شیطان کی بندگی نہ کریں شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے، ابا جان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمٰن کے عذاب میں

Marfat.com

مبتلا نہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن کر رہیں باپ نے کہا ابراہیم ! کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا اگر تو باز نہ آیا تو میں تمہیں سنگسار کر دونگا لہٰذا تم ہمیشہ کیلئے مجھ سے الگ ہو جاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب باپ نے گھر سے نکال دیا تو انہوں نے کہا سلام ہے آپکو میں اپنے رب سے آپ کیلئے مغفرت کی دعا کرونگا امید ہے میں اپنے رب کو پکار کرنا امید نہ رہونگا (آیت ۴۱ سورہ مریم) اس وعدہ کی بنا پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو مرتبہ ان کے حق میں ہدایت اور مغفرت کی دعا کی ایک دعا کا ذکر سورہ ابراہیم کی آیت ۴۱ میں ہے جس کا مفہوم ہے "اے ہمارے پروردگار مجھے اور میرے والدین اور سب مومنوں کو اس روز معاف کر دیجیو جب حساب لیا جاتا ہے" اور دوسری دعا کا ذکر سورہ شعراء کی آیت ۸۶ میں ہے جسکا مفہوم ہے "میرے باپ کو معاف فرما دے کہ وہ گمراہوں میں سے تھا اور مجھے اس دن رسوا نہ کرنا جب سب لوگ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے لیکن جب اللہ کا حکم آیا جس کا ذکر سورہ توبہ کی آیت ۱۱۳ میں ہے کہ "نبی اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں زیب نہیں دیتا کہ وہ مشرکوں کیلئے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں، تو انکو یہ احساس ہو گیا کہ اپنے جس باپ کی مغفرت کیلئے وہ دعا کر رہے ہیں وہ تو اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گیا" لہٰذا خدا کے نافرمانوں کے ساتھ ایسی ہمدردی ممنوع ہے جو دین کے معاملہ میں دخل انداز ہوتی ہو ورنہ انسانی ہمدردی اور دنیاوی تعلقات میں صلہ رحمی اور رحمت و شفقت کا برتاؤ ممنوع نہیں ہے رشتہ دار خواہ کافر ہوں یا مومن ان کے دنیاوی حقوق ضرور ادا کیے جائیں۔

☆ حضرت میمون بن میران فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں کافر مسلمان کی کوئی تفریق نہیں ہے سب کا حکم برابر ہے اول جس سے معاہدہ کیا جائے اس کو پورا کیا جائے چاہے وہ معاہدہ کافر سے کیا ہو یا مسلمان سے کیا ہو اسلئے کہ عہد حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے ہے دوسرے جس سے رشتہ کا تعلق ہو اس سے صلہ رحمی کی جائے، چاہے وہ رشتہ دار مسلمان ہو یا کافر ہو تیسرے جو شخص امانت رکھوائے اس کی امانت واپس کی جائے چاہے امانت رکھوانے والا مسلمان ہو یا کافر ہو (ص ۲۵۲ فضائل صدقات حصہ اول)۔

☆ حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو چونکہ ان

Marfat.com

کے احسانات نبی ﷺ اور مسلمانوں پر کثرت سے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے چچا کلمہ پڑھ لے تا کہ مجھے قیامت کے دن آپکی سفارش کا موقع مل سکے اور میں اللہ تعالیٰ کے ہاں آپکے اسلام کی گواہی دے سکوں انہوں نے فرمایا لوگ مجھے طعنہ دینگے کہ موت کے ڈر سے ابو طالب نے بھتیجے کا دین قبول کرلیا ہے اگر یہ خیال نہ ہوتا تو اس وقت کلمہ پڑھ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا اس سے حضور ﷺ نجیدہ ہو کر واپس آئے تو سورہ قصص کی آیت نمبر ۵۶ نازل ہوئی جس کا مفہوم ہے کہ ''آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے'' (ص ۱۱۲ فضائل ذکر) مندرجہ بالا واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کی فکر اور دعائیں بھی ہدایت نہیں دلا سکتیں جب تک کہ آدمی خود ہدایت کیلئے طلبگار اور ارادہ نہ کرے۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویاں باوجود انبیاء کی بیویاں ہونے کے عذاب الٰہی سے نہ بچ سکیں کیوں کہ وہ نافرمان تھیں اور اعمال صالح کی حامل نہ تھیں اور نہ انہوں نے توبہ کا راستہ اختیار کیا، ادھر فرعون جیسے کافر کی بیوی آسیہ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا اور آخرت میں حضورؐ کی بیوی بننے کا شرف حاصل ہوگا۔ (جزاالاعمال)

فضائل توبہ و استغفار۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے گناہوں کو سامنے رکھ کر خوب دھیان کے ساتھ اللہ سے توبہ اور معافی مانگے، خود اللہ پاک اپنے قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے مومنو! اللہ کے آگے خوب سچی و پکی توبہ کرو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم زیادہ سے زیادہ اللہ کے سامنے استغفار کیا کرو اس لئے کہ میں خود دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (رہنمائے تبلیغی صفر ۶۷)

☆ حق تعالیٰ کا اپنا ارشاد ہے کہ وہ کفر و شرک کی مغفرت نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ ہر گناہ جس کیلئے چاہیں گے معاف فرمادیں گے (ص ۹۷ فضائل ذکر)

☆ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس قادر مطلق ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم اتنی خطائیں بھی کرو کہ ان خطاؤں سے زمین و آسمان بھر جائیں اور پھر بھی تم اللہ سے مغفرت طلب کرلو تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہاری مغفرت کر دیگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ بالفرض تم بالکل خطائیں نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم پیدا کر دیگا جو خطائیں کریں اور پھر اس سے مغفرت طلب کریں تو وہ ان کے گناہ

Marfat.com

معاف کردیگا (ص ۶۷ رہنمائے تبلیغی سفر)۔

☆ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب بندہ توبہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے تو کراماً کاتبین فرشتوں نے جو گناہ اس کے لکھے تھے وہ بھول جاتے ہیں اور اس کے اعضاء بھی ان گناہوں کو بھول جاتے ہیں اور زمین کا وہ ٹکڑا بھی اس کے گناہ کو بھول جاتا ہے اور اس کے مقابل آسمان کا حصہ بھی وہ گناہ بھول جاتا ہے یہ سب کچھ اسلئے ہوتا ہے کہ مخلوق میں سے کوئی چیز اس بندے کے خلاف اس کے گناہ کی گواہی نہ دے سکے گی جس سے اس نے توبہ کر لی ہے (ص ۱۲۳ تنبیہ الغافلین)۔

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر آدمی خطا کار ہے (کوئی ایسا نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا یا لغزش سرزد نہ ہو) اور خطا کاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو خطا و قصور کے بعد مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں (اسوۂ رسول اکرمؐ. ۲۲۰)

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو بندہ (گناہ کر کے) استغفار کرے (یعنی سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے) پھر وہ اگر دن میں ستر دفعہ بھی پھر وہی گناہ کرے تو (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے (اسوۂ رسول اکرمؐ. ۲۲۰)

☆ حضرت زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ و استغفار کیا تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جائے گا، اگرچہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو" استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ) (اسوۂ رسول اکرمؐ. ۲۲۰)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ استغفار کو لازم پکڑے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنادے گا اور اس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرمادے گا اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا اس کو خیال بھی نہ ہوگا (اسوۂ رسول اکرمؐ. ۲۲۰)

Marfat.com

☆ حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ عام مومنین اور مومنات کیلئے روزانہ (۲۵ یا ۲۷) دفعہ اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دعا کریگا وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہو جائیگا جن کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے (حص حصین)

☆ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے (تو کیا ہوتا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا (اس کے نامہ اعمال میں) لکھ دیا جاتا ہے اس شخص نے عرض کی پھر وہ شخص اس گناہ سے توبہ استغفار کر لیتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے اور بخش دیا جاتا ہے اس شخص نے عرض کیا وہ دوبارہ وہی گناہ کر لیتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا پھر اس کے ذمہ لکھ دیا جاتا ہے اس نے عرض کیا پھر وہ توبہ واستغفار کر لیتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا پھر اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اور مغفرت کر دی جاتی ہے اور (یاد رکھو) اللہ (توبہ اور مغفرت سے) نہیں تھکتا تم ہی تھک جاؤ تو تھک جاؤ (حص حصین۔ ۲۰۹)

☆ حضرت ابو امامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے کا افسر ہے بندہ جب کوئی نیکی کرتا ہے تو دائیں جانب والا دس لکھتا ہے اور جب برائی کرتا ہے تو بائیں جانب والا لکھنا چاہتا ہے تو دائیں والا کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جا چنانچہ وہ چھ سات گھڑیاں ٹھہرا رہتا ہے اگر توبہ استغفار کرے تو کچھ نہیں لکھتا اور اگر استغفار نہ کرے تو صرف ایک برائی لکھتا ہے (تنبیہ الغافلین۔ ۱۱۷)

☆ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سونے کیلئے بستر پر لیٹتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح توبہ استغفار کرے اور تین دفعہ عرض کرے (استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ) ترجمہ: ''میں مغفرت اور بخشش چاہتا ہوں اس اللہ تعالیٰ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ حیّ القیوم ہے اور ہمیشہ رہنے والا اور سب کا کارساز ہے اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں''۔ تو اس کے سب گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ درختوں کے پتوں، اور مشہور ریگستان عالج کے ذروں اور دنیا کے دنوں کی طرح بے شمار ہوں (اسوۂ رسول اکرمؐ۔ ۲۰۶)

Marfat.com